منتخب درود و سلام کا خزانہ

سیرت سید الانبیاء حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کنز الصلوٰت علیٰ سید السادات علیہ الصلوٰۃ والسلام

تالیفِ لطیف

مداحِ رسول محمد منظور احمد نعمانی چشتی قادری نقشبندی

زیر سرپرستی

پیر حاجی انعام اللہ طیبی برکاتی مدظلہ نقشبندی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

صلوا على الحبيب

صلى الله على حبيبه محمد وآله وسلم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(سورۂ احزاب آیت ۵۶)

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً

جلد اوّل

كَنْزُ الصَّلٰوتِ

عَلٰى

سَيِّدِ السَّادَاتْ

عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

منتخب درود و سلام کا پوشیدہ خزانہ

فضائل و فوائد اور مستند حوالہ جات

تالیفِ لطیف

مداحِ رسول محمد منظور احمد نعمانی چشتی قادری

حاجی پیر انعام اللہ طیبی برکاتی نقشبندی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

کرماں والا بک شاپ

دکان نمبر ۵، دربار مارکیٹ لاہور

042-37249515 0300-4306876

بفیضانِ کرم

شمس العارفین سراج السالکین قطب الاقطاب، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے۔ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ)

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

- حضرت پیر سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — مزار مبارک کرموالا انڈیا
- حضرت پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — مزار مبارک کرموالا انڈیا
- حضرت پیر سید غلام جیلانی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — مزار مبارک کرموالا انڈیا
- حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر
زینت السادات نور السادات، فخر السادات
حضرت سید
صمصام علی شاہ بخاری
جانشین حضرت
کرماں والا شریف

بفیضانِ نظر
زینت السادات نور السادات، فخر السادات
پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، حضرت پیر سید
باباجی
میر طیب علی شاہ بخاری
سجادہ نشین
حضرت کرماں والا شریف

چاہتے ہو اگر نیک نامی آل زہرا رضی اللہ عنہما کی کرو غلامی
ان کے صدقے سے زاہد نیازی پرسکوں غم کے مارے ہوئے ہیں

ثانی الشیخ صوفی باصفا، پیکر صدق و صفا، ابو الانعام اللہ

الحاج صوفی
برکت علی رحمۃ اللہ علیہ
بانی کرماں والا بک شاپ

زیرِ سرپرستی:
حاجی پیر انعام اللہ طیبی برکاتی نقشبندی مدظلہ العالی
خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف

زیرِ اہتمام
سمیع اللہ برکت

السلام اے شاہ محمد اسماعیل فخر عارفین
السلام اے شیخ ربانی امام کاملین

اشاعت 11-12-2014
قیمت 2000 روپے

دربار حضرت سید شاہ فرید
دار العلوم جامعہ فریدیہ عربیہ تعلیم القرآن
042-37440429, 042-37496419

انتساب

جانِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما

کے نام

حاجی پیر انعام اللہ طیبی برکاتی نقشبندی مدظلہ العالی
خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف

کرماں والا بک شاپ

چاہتے ہو اگر نیک نامی آلِ زہرا رضی اللہ عنہا کی کرو غلامی
اِن کے صدقے سے زاہد نیازی پُرسکوں غم کے مارے ہوئے ہیں

فہرست مضامین

عرضِ ناشر

(می گویم)

سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ میں اللہ ربّ العزت کا ارشاد عالیشان ہے
"تم فرمادو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ چیزیں اللہ اور اُس کے رسول سے تمہیں زیادہ پیاری اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ پیاری ہیں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

درج بالا آیتِ مقدسہ میں اللہ کریم کا واضح ارشاد ہے کہ تمام رشتے ناطے اور مال و دولت اور پسندیدہ مکانات سے بھی زیادہ محبت اللہ اور اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونی چاہیئے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہی ایمان کی جان ہے۔ یقینی بات ہے کہ جس کو نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس طرح کی محبت نہ ہو اس کا ایمان ہی نہیں۔ اہلِ ایمان کی محبت رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر مسلموں کے لئے صدیوں ہی سے لمحۂ فکریہ بنا ہوا ہے۔ اگرچہ مسلمانوں میں کئی ایک مسالک و فرقے معرضِ وجود میں آچکے ہیں اور ان میں شدید ترین اختلافات بھی موجود ہیں، مگر ایک بات جس پہ تمام امتِ مسلمہ یکجا دکھائی دیتی ہے وہ صرف اور صرف ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے۔

کئی ایک واقعات اقوامِ عالم نے گذشتہ دو دہائیوں میں دیکھے ہیں کہ جب ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گستاخی پر پوری امتِ مسلمہ سراپا احتجاج دکھائی دی اور اس میں کسی مسلک و فرقہ کا کسی قسم کا اختلاف نظر نہیں آیا۔ اسی بات نے ہنود و یہود کو سینکڑوں برسوں سے پریشان کر رکھا ہے کہ آخر وہ

کون سی بات ہے کہ جو بھی اسلام قبول کرتا ہے اس میں خود بخود عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو جاتا ہے۔ ہم نے بھی یہ بات دیکھی ہے کہ اگر کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو اس کی زبانی اس کی گذشتہ زندگی کی کوئی ایسی بات سُننے کو نہیں ملتی کہ قبل از اسلام اس کے کسی مذہبی پیشوا نے یہ کہا یا اس کے سابقہ مذہب میں یہ بات یا ایسی بات تھی۔ یہی بات اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

یہ عشقِ مصطفیٰ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے کہ جس نے پوری امتِ مسلمہ کو جسدِ واحد بنا رکھا ہے اور انگریزوں کی خواہش اور اُن میں ہونے والی مباحث کا حوالہ کس زبردست انداز میں حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنے اِس شعر میں بیان فرمایا ہے:

یہ فاقہ کش مسلماں جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

رُوحِ محمد اِس کے بدن سے نکال دو

زیرِ نظر کتاب میں جناب محمد منظور احمد نعمانی نقشبندی صاحب نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ اقدس شانِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی ہی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دعا ہے اللہ کریم ہم سب کو عشقِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر استقامت عطاء فرمائے اور ہم سب کو اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے اور روزِ حشر دیدارِ محمد کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شفاعتِ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب فرمائے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

خیر اندیش
محمد سمیع اللہ برکت
ناظمِ ادارہ

تقریظ

میری عرض

بلاشبہ تمام تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک ہی کو زیبا ہیں کہ جو ہر کائنات کا مالک و خالق ہے۔ خواہ ہم اس سے آگاہ ہیں یا ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ اللہ کریم ہی کی پاکی بیان کرتی ہیں۔ تمام مخلوقات اپنی اپنی بولیوں میں اللہ کریم ہی کی حمد و ثنا بیان کرتی ہیں کیونکہ اللہ کریم ہی اس لائق ہے کہ اس کی حمد و ثنا بیان کی جائے اگرچہ اس کا حق ادا کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔

دُرودِ لامحدُود ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر کہ جن میں ربّ کریم عزّ وجل نے وہ تمام خوبیاں ودلیعت فرما دی تھیں جو دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے اندر فرداً فرداً موجود تھیں۔ یعنی وہ تمام کمالات مجموعی طور پر حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اطہر میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا کہ آپ نے پتھر پر اپنا عصا مارا تو اُس میں سے پانی کا چشمہ نکل پڑا۔ یہی عصا جادوگروں کے مقابلہ میں اژدہا بن گیا تھا، مگر ہمارے آقا و مولیٰ محمدؐ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا معجزہ عطا فرمایا گیا کہ نہ تو عصا کی ضرورت پڑی اور نہ ہی پتھر کی حاجت بلکہ انگلیاں ہی ایسی مبارک ثابت ہوئیں کہ اُن میں سے پانی کے فوارے جاری ہو گئے۔

احادیث کی کتب میں متفق علیہ حدیث موجود ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حُدیبیہ میں لوگوں کے پاس پانی ختم ہو گیا اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور پانی ختم ہو چکا ہے کیا کیا جائے۔ اب تو پینے کے لئے بھی پانی نہیں رہا اور نہ ہی وضو

وغیرہ کے لئے۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کوزہ میں انگلیاں داخل فرمائیں تو ان میں سے فوارے کی مانند پانی جاری ہو گیا۔ ہم سب نے اس میں سے پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ جانوروں کو بھی پلایا۔ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ہم تو صرف پندرہ سو تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کم نہ پڑتا۔

ایک حکایت مولانا رُوم علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں رقم کی ہے ایک بہت بڑا قافلہ کسی جنگل میں بھٹک گیا جہاں پانی وغیرہ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ قافلہ کے سردار نے سوچا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہماری پریشانی کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچ جاتی۔ یہ خیال ابھی گزرا ہی تھا اور اس کی دُعا ابھی جاری ہی تھی کہ قافلہ والوں نے دیکھا کہ نبی مکرّم شفیعِ معظّم محمّد اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں جلوہ فرما ہیں۔ قافلہ والے قدموں سے چمٹ گئے اور اپنی پریشانی عرض کرنے لگے۔

سرکارِ دوعالم محمّد کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو تسلّی دی اور ارشاد فرمایا کہ چند لوگوں کو اس طرف روانہ کرو۔ راستہ میں ایک حبشی غلام ملے گا جو اپنے اونٹ پر پانی سے بھرے مشکیزے لادے ہوئے ہوگا اس کو میرے پاس لے آنا۔ لوگ گئے، وہ مِل گیا تو اس کو بصد اصرار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔ مگر جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مشک قافلہ والوں کو عطا فرمائی تو اس میں سے پانی ختم ہی نہ ہوا یہاں تک کہ تمام والے سیراب ہو گئے اور انہوں نے اپنے جانوروں کے لئے بھی پانی ذخیرہ کر لیا۔

جگہ کی قلت ہے وگرنہ یہ ناممکن ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و ثنا کا حق ادا کیا جائے۔ کیونکہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ایسی بارگاہ ہے کہ وہاں سبھی دم بخود ہو جاتے ہیں اور جو مانگے

اُسے تو عطا کیا ہی جاتا ہے، جو نہ مانگے اُس کو بھی عطا فرمایا جاتا ہے۔ اسی لئے تو ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گُم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

زیرِ نظر کتاب ادارہ "کرمانوالہ بُک شاپ" کی ان مسلسل کوششوں کا تسلسل ہے جو اس ادارہ نے ابتدا ہی سے کر رکھا ہے اور کیوں نہ ہو وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس ادارہ کے بانی و سرپرست کوئی عام شخصیت نہیں بلکہ بہت بڑی روحانی و علمی شخصیت میری مراد الحاج پیر انعام اللہ طیبی صاحب دامت برکاتہم القدسیہ ہیں جو کہ آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ ہی کے زیرِ سایہ آپ کے دونوں فرزندان ذی وقار صاحبزادہ سمیع اللہ برکت اور صاحبزادہ سیف اللہ برکت دل و جان سے دینِ متین کی خدمت کے جذبہ سے سرشار تن من دھن سے دینی کتب کی نشر و اشاعت میں مسلسل مصروفِ عمل ہیں۔ اللہ ربّ العزّت سے دُعا ہے کہ اس ادارہ کو تاقیامت قائم و دائم رکھے اور حاجی انعام اللہ صاحب کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور آپ کے روحانی درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان اور جملہ عزیز و اقارب کو صلۂ خیر سے نوازے اور انہیں ان کے نیک ارادوں میں کامیاب و کامران فرمائے۔

خیر اندیش

خاکپائے سگِ سگانِ کوئے مدینہ
سیّد ارتضیٰ علی کرمانی

الصلوٰۃ والسلام علیک

یا خاتم النبیین

تقریظ

محمد صدیق ہزاروی الازہری
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان
استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور

درود شریف ایک عظیم وظیفہ ہے جس کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اور اپنے معصوم عن الخطاء فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد ایمان والوں کو اس کا حکم دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود شریف پڑھنے والوں کے لئے اجر و ثواب کی فراوانی اور کئی دیگر بشارتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ ملّت اسلامیہ کے جلیل القدر علماء و مشائخ نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا اور درُود شریف کی فضیلت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ترغیب کے لئے ان خوش نصیب لوگوں کا بھی تذکرہ کیا جن کو درُود شریف کی برکاتِ عاجلہ دنیا میں بھی نصیب ہوئیں۔

محترم جناب منظور احمد نعمانی چشتی نظامی مدّظلہ العالی جو کہ خوش قسمتی سے خوش نویس بھی ہیں، نے اپنے آپ کو مجموعہ ہائے درود شریف کے مؤلفین کی صف میں شامل کر کے ایک ضخیم مجموعہ مرتب فرمایا۔

راقم الحروف نے اس کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا تو اُمّتِ مسلمہ کے لئے مفید پایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ راقم کی نظر میں یہ مجموعۂ درُود شریف نہایت مفید ہے اور اس سے استفادہ لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتابِ مستطاب کے اِفادہ واِستفادہ کو عموم و دوام بخشے اور محترم نعمانی صاحب کے لئے ذخیرۂ آخرت اور اجر و ثواب کا باعثِ عظیم بنائے۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

مُحمّد صِدّیق ہزاروی ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ/۱۶ر اپریل ۲۰۱۱ء

تقریظ

اَحمَدُكَ اللّٰھُمَّ یَامُجِیبَ کُلِّ سَآئِلٍ

وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ھُوَ اَفْضَلُ الْوَسَآئِلِ

زیرِ نظر کتاب فضائل درُود شریف کے حوالہ سے ایک بہترین اور آسان فہم کتاب ہے جس کے ہر صفحہ سے محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شمع پھُوٹ رہی ہے۔ جناب محترم محمّد منظور احمد نعمانی صاحب نے حقیقی معنوں میں محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حق ادا کر دیا۔

الحمد للہ! میں نے کتاب کے ہر صفحے کو عمیق نظر سے دیکھا ہے۔ تو ایسی بے شمار باتیں جو پہلی بار نظر سے گذریں جنہیں پڑھ کر یقینی طور پر ایمان کو تازگی ملی۔ محترم نعمانی صاحب اگرچہ عالم نہیں اور نہ ہی کسی ادارہ کے سند یافتہ ہیں مگر اُن کا اندازِ تحریر بتا رہا ہے کہ انہوں نے کتنی محنتِ شاقہ اور کثیر کتب کے مطالعہ کے بعد اِس کتاب کو تصنیف کیا۔

میں مؤلف کتاب کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی کتاب کو تا قیامت اُمّتِ مسلمہ کے لئے نفع مند بنائے اور باری تعالیٰ اِس جہان میں اور آنے والے تمام جہانوں میں کثیر برکات نصیب کرے۔ آمین! اور ساتھ ہی میں گذارش کروں گا کہ اِس کتاب کو ہر لائبریری کی زینت بنایا جانا چاہیئے۔ شکریہ!

والسّلام مع الاکرام

قاری صفی الدّین مدنی۔ ناظمِ اعلیٰ مدرسہ ممتاز العلوم للبنات۔ قصور پورہ دھوبی گھاٹ الفاروق مسجد لاہور

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ★ نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُولِہِ الْکَرِیمِ

پیش لفظ

وُضو کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دُمْ عَلَی الْوُضُوْءِ یُحِبُّکَ حَافِظُکَ۔ ترجمہ: "تم ہمیشہ باوضو رہو تاکہ دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) (محافظ) تجھے دوست رکھیں"۔ ایک جگہ فرمایا: "وضو اللہ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے، جو شخص ہمیشہ باوضو رہے وہ ہمیشہ اللہ کی رحمتوں کی پھُوار میں رہتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر وقت پاک رہو اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے ہر وقت باوضو رہو اور درُود پاک پڑھتے رہو۔ ہر وقت باوضو رہنے والے انسان کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ اپنی عزیز چیز کو یعنی وقت کو عزیز چیز کے لئے مشغول کر، اور بندہ کے لئے ہمیشہ اللہ کی یاد اور اللہ کا ذکر ہے اور پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ہر وقت درُودِ پاک پڑھتے رہو۔ اور ہر لمحہ اللہ کی یاد کے لئے وقف کر دو۔

(نوٹ): یہ کتاب بحمد اللہ باوضو لکھی گئی ہے۔ اس میں آقائے دوجہاں سیّد الاوّلین وسیّد الآخرین خاتم الانبیاء حبیبِ کبریا، سیّدنا احمد مجتبیٰ محمّد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ خیر ہے۔ مجھ جیسے سیاہ کار کم علم اور کم فہم اور بے زبان کی کشتیِ گویائی، بحرِ رحمتِ بیکراں کی طغیانی کی زد میں آ کر ساحلِ سلامت تک پہنچنا بعید از امکان ہے۔ راقم الحروف علم و عمل سے یکسر تہی دامن ہے۔ اسے اپنی علمی و عملی کوتاہیوں کا بھرپور اعتراف ہے۔ اس کے باوجود دل میں ایک جذبہ موجزن ہے۔ ربِّ ذوالجلال بحرمتِ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلّم راقم الحروف کی کاوش قبول فرمائے اور انجام بخیر کرے۔ آمین!

"عوارف المعارف" میں لکھا ہے جب بندہ وضو (طہارت) کی
حالت میں سوئے تو اُس کی رُوح عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ اُس کا
خواب سچا ہوتا ہے۔ اگر وہ طہارت کے ساتھ نہ سوئے تو اُس کی رُوح
وہاں پہنچنے سے عاجز رہتی ہے اس لئے اس کے خواب منتشر رہتے ہیں اور
سچے نہیں ہوتے۔ نیز اگر کسی فطری کمزوری کی وجہ سے بے وضو ہو جائے
سوتے وقت تازہ وضو نہ کر سکے تو کم از کم پانی سے اپنے اعضاء کا مسح کر
لے تاکہ وہ اُن غافلوں کے زمرہ سے نکل سکے۔ جو بیدار دل انسانوں کا
کام نہیں کر سکتے۔

روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات کئی بار مسواک
فرماتے۔ اوّل سوتے وقت پھر جب نیند سے بیدار ہوتے مسواک فرماتے۔
اس لئے ہر مومن کو سوتے وقت مسواک کرنی چاہیئے تاکہ سنّت پر عمل بھی ہو
جائے۔

سوتے وقت آیت الکرسی۔ آمَنَ الرَّسُوْل سورۂ بقرہ کا آخری رکوع
سُورۂ فاتحہ اور چاروں قُل پڑھ کر سونا چاہیئے۔ اور یہ سب پڑھ کر ہاتھوں
پر دم کر کے اپنے جسم پر سَر سے لیکر پاؤں تک مسح کرے۔ اگر یاد ہوں
تو سورۂ کہف کی آخری دس آیات بھی پڑھ لیں تو بہت بہتر ہے۔ اور
وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ اور تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْۢبٍ وَّ
اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ تسبیح فاطمہ؛ ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ
اور ۳۴ بار اللہ اکبر۔ ایک بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم کہے۔

معزز قارئین! جان لو کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلّم کا قرب حاصل کرنے کے لئے قریب ترین
راستہ درود وسلام ہے۔ تو مَیں نے چاہا کہ جو درُود وسلام حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم اور اولیائے کاملین و

مشائخ عظام اور دیگر نیک لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر
پڑھے ہیں اُن کو حتیّ الوسع جمع کر کے ایک کتاب کی صُورت میں شائع کر
دیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
جو مقام رفیع اور بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے اُس تک نہ کسی نبی و مرسل کی
رسائی ہوئی ہے اور نہ کسی بشر و مَلک کی۔ معجزات، کرامات، شرافت و
نجابت، حسب ونسب اور کتاب وشریعت غرضیکہ ہر چیز میں آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل و بے مثال اور لاثانی ہیں۔ آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی بے حد و بے شمار عظمتوں میں سے ایک عظمت یہ بھی ہے
کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجتے
ہیں اور ایمان والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر
درُود وسلام بھیجنے کا قرآن حکیم میں حکم فرمایا ہے۔ یہ ایک ایسا وِرد ہے کہ
جتنی برکات وخیرات اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہیں وہ کسی دوسرے
عمل میں نہیں ہیں۔ پس درود وسلام وہ افضل ترین عمل ہے جس میں خود
اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے فرشتے بھی بندوں کے ساتھ شریک
ہوتے ہیں اور اس عمل کے ذریعے بندے کو اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔
اور اسی کے ذریعے گناہوں کی بخشش، درجات کی بلندی اور قیامت
کے روز حسرت وجلال سے امان نصیب ہوتا ہے اور یہ کہ اس کے عوض
اللہ اور اس کے فرشتے اُس شخص پر درُود وسلام بھیجتے ہیں اور خود حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُس شخص پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

• حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ اس
درُود کو پڑھے جب تک اپنی جائے نشست بہشت میں نہ دیکھ لے گا دنیا
سے خالی نہیں اٹھایا جائے گا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَلْفَ اَلْفَ
مَرَّةٍ ط

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہٗ اپنی تصنیف "جذب القلوب" میں لکھتے ہیں کہ سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر دُرود بھیجنے کے فوائد میں سے اوّل حکمِ الٰہی کی فرمانبرداری ہے۔ صلوٰۃ وسلام بھیجنے میں اللہ جلّ شانہٗ اور اس کے فرشتوں کی موافقت ہے یہ مضمون آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ دس رحمتوں کا نازل ہونا دربارِ خداوندی سے اور دس درجات کا بلند ہونا، دس نیکیاں اعمال میں لکھی جانا اور دس گناہوں کا محو ہونا اور بعض احادیث میں دس غلام آزاد کرنا بھی لکھا ہے اور بیس غزوات میں شریک ہونے کے برابر بھی آیا ہے۔ دُعاؤں کا مقبول ہونا، سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت نصیب ہونا اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا شہادت دینا اور قربِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حاصل ہونا، دوسرے لوگوں سے پہلے قیامت کے دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ملنا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اُس شخص کے لئے قیامت کے دن تمام مشکلات اور پریشانیوں کا متولّی ہونا اور مقاصد کے لئے کافی ہونا، تمام گناہوں کا بخشا جانا اور تمام برائیوں کا کفّارہ ہونا۔ ایک قول میں فرائض قضا شدہ کی جانب سے بھی کفّارہ ہوگا، صدقہ کے قائم مقام ہونا، مرضوں کی شفاء اور خوف و گھبراہٹ کا قریب نہ آنا، متہم کی براءت کا اظہار، دشمنوں پر فتح، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت اور رضائے الٰہی کا حاصل ہونا، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا رحمت بھیجنا، زیادتی عمل و مال کی، طہارتِ ذات اور برکات حاصل ہونا، حتیٰ کہ اسباب و اولاد اور اولاد در اولاد چار پشتوں تک دُرودِ شریف کی برکات کے اثرات

ہونا، قیامت کے خوفناک مناظر سے نجات، سکراتِ موت کی آسانی، زمانے کی تنگیوں سے چھٹکارا، محتاجی دُور کرنے والا، بھُولی ہوئی چیزیں یاد دلانے والا اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا ذریعہ ہے۔ اس کے برعکس حدیث شریف میں آیا ہے جس شخص کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر کیا جائے اور وہ دُرود نہ بھیجے تو وہ بخیل ہے۔ ایک حدیث میں ہے، گویا وہ جنّت کے راستہ سے بھٹک گیا۔ اور دُرود کی کثرت کرنے والے کے لئے پُلصراط سے گزرتے وقت نور ہوگا اور وہ ثابت قدمی سے گزر جائے گا۔ اور دُرود پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دُرود پڑھنے والے کا نام (خواہ مرد ہو یا عورت) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربارِ اقدس میں پیش ہوتا ہے۔ اور قیامت کے دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دُرود پڑھنے والے سے مصافحہ کرنا، خواب میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دیدار سے مشرّف ہونا، فرشتوں کا محبّت کرنا، اور مرحبا کہنا اور دُرود پڑھنے والے کے لئے درود شریف کا سونے کے قلموں سے چاندی کے کاغذوں پر لکھا جانا، درود شریف پڑھنے والے کے لئے فرشتوں کا بھلائی کی دُعا کرنا۔ جو ملائکہ گشت میں رہتے ہیں ان کا کام دربارِ رسالت میں دُرود پہنچانا ہے۔ یعنی جو شخص دُرود پڑھتا ہے اُس کا اور اُس کے باپ کا نام لے کر فرشتے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درود و سلام پہنچاتے ہیں۔ اور سب سے بڑا فائدہ آپ کے جواب سے مشرّف ہونا ہے۔ اگر زندگی میں ایک ہی بار یہ سعادت نصیب ہو جائے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دُعائے خیر اس شخص کے شاملِ حال ہو جائے تو لاکھوں کرامات کا ذریعہ ہے۔

جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کے فوائد میں یہ بھی ہے کہ تین روز تک فرشتے صلوٰۃ وسلام بھیجنے والے کے گناہوں

کے لکھنے سے باز رہتے ہیں اور لوگوں کو اس کی غیبت کرنے سے منع کر دیتے ہیں اور اُسے قیامت کے دن عرش کا سایہ ملے گا اور ترازوئے عمل میں اُس کے تمام اعمال وزنی ہوں گے۔ پیاس سے بے خوف ہوگا۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص نے اللہ تبارک وتعالےٰ کو اَللّٰھُمَّ کے لفظ سے یاد کیا گویا تمام اسمائے حُسنہ کے ساتھ یاد کیا۔ لہٰذا اب مومن صادق پہ لازم آتا ہے کہ درود شریف کثرت سے پڑھے۔ روزانہ ایک تعداد مقرّر کر لے، جس پر آسانی سے ہمیشگی ہو سکے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ایک ہزار سے کم نہ ہو۔ عاشقِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت علاّمہ محمّد یُوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ "افضل الصلوٰۃ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت علاّمہ محمد اقبال رحمہُ اللہ نے ایک کروڑ مرتبہ دُرود شریف پڑھا۔ وہ روزانہ دس ہزار بار درودِ پاک پڑھتے تھے وہ حکیم الاُمّت بن گئے۔ معزّز قارئین! آپ بھی ایک ہزار بار دُرود شریف پڑھا کریں۔ اگر نہ ہو سکے تو پانچ سو بار پہ اکتفا کرے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو سو بار سے کم کبھی نہیں ہونا چاہیئے۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ تین سو سے کم نہیں پڑھنا چاہیئے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد دنیاوی بات کرنے سے پہلے ایک سو بار اور بعد نمازِ مغرب دنیا کی بات کرنے سے پہلے سو بار دُرود شریف کا وظیفہ مقرر کر لینا چاہیئے۔ سوتے وقت بھی کچھ دُرود پاک کا وِرد مقرّر کریں۔ جب کوئی مومن کثرت سے دُرود شریف کی عادت بنا لیتا ہے تو پھر اُس پر آسان ہو جاتا ہے۔ جب دُرود شریف کی لذّت و شیرینی طالب کی رُوح کو پہنچتی ہے تو اُس کی رُوح کا قوام اور قوّت قوی ہو جاتی ہے۔ اُس مومن پر تعجّب ہے جو اپنے شب و روز میں سے ایک ساعت بھی اس عبادت (درود) میں صرف نہ کرے جو کہ تمام انوار و برکات کا سرچشمہ ہے، جب کہ خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم پر دُرود بھیجتے ہیں اور قیامت تک بھیجتے رہیں گے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ

اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ملاحظہ ہو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمانِ مبارک اُس شخص کے لئے جس نے عرض کیا تھا: اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِیْ كُلَّهَا اِذًا يُكْفٰى هَمَّكَ۔ (ترجمہ) کہ میں ہر وقت آپ پر دُرود پڑھا کروں تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اب تیرے غموں کے لئے کافی ہے")

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر مجھے ذکرِ الٰہی سے خلاصی ملے تو میں دُرود بھیجنے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر اپنی کل عبادت کر لوں۔ بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ جب شیخ کامل تربیّت کرنے والا نہ ملے تو طالب کا درود شریف کو اپنے لئے لازمی اور قطعی قرار دے لینا اُس کی رہبری اور رہنمائی کو کافی ہوگا جو اُس کی توجہ بارگاہِ ایزدی کی طرف تعلیم و آدابِ نبویہ اور تہذیب و اخلاقِ مُحمّدیہ سے کرے گا۔ اُس کی ترقی کمالِ اعلٰی درجہ پر ہوگی۔ دُرود شریف سے باطن میں ایک عظیم نور پیدا ہوگا جس کے ذریعہ سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بلا واسطہ فیض حاصل ہوگا۔ ہر وقت دُرود شریف کا پڑھنا افضل و مستحب ہے لیکن شبِ جمعہ اور جمعہ کے دن افضل و اولیٰ ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھا کرو کہ تمہارا دُرود جمعہ کے روز مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میں تمہارے لئے دُعائے خیر اور گناہوں سے مغفرت چاہتا ہوں۔ "مفاخر الاسلام" میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ مِائَةَ صَلٰوةٍ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ مَا حَاجَةً سَبْعِيْنَ حَاجَةً مِّنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَثَلٰثِيْنَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ۔ ترجمہ:- آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص مجھ پر شبِ جمعہ میں سَو مرتبہ دُرود بھیجے اُس کی سَو حاجتیں پُوری ہوں گی، منجملہ اُن کے ستّر (۷۰) حاجتیں دنیوی اور تیس ۳۰ حاجات آخرت کی۔ حسن حدیث میں آیا ہے جو شخص جمعہ کے دن نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر

یہ دُرود پڑھے گا : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا تو اُس کے اسّی (۸۰) برس کے گناہ بخشے جائیں گے۔" حدیث پاک میں ہے کہ خالد بن کثیر رضی اللہ عنہ کے تکیہ کے نیچے سے اُن کی رُوح نکلنے سے پہلے ایک کاغذ ملا جس پر لکھا تھا : بُرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ لِخَالِدِ بْنِ کَثِیْرٍ " یعنی خالد بن کثیر کی جہنّم سے نجات ہو گئی۔" اُن کے گھر والوں سے دریافت کیا کہ یہ کون سا عمل کرتے تھے جو یہ کرامت حاصل ہوئی ؟ انھوں نے بتایا کہ یہ ہر جمعہ کو ہزار بار رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود شریف پڑھتے تھے۔ "مفاخر الاسلام" میں ایک حدیث ہے : مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ لَّمْ یَفْتَقِرْ اَبَدًا ۔ "جو شخص جمعرات کے دن مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ دُرود شریف پڑھے وہ کبھی محتاج نہ ہو گا۔" (جذب القلوب) "مفاخر الاسلام" میں مزید لکھا ہے جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ یہ دُرود شریف پڑھے : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خواب میں دیدار نصیب ہو گا یا اپنا گھر جنّت میں دیکھ لے گا۔ اگر پہلی مرتبہ کچھ نہ دیکھے تو پانچ جمعہ تک یہ عمل کرے، انشاء اللہ تعالیٰ خوش کرنے والا خواب دیکھے گا۔

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع" میں "دُرِّ منظّم" سے نقل کیا ہے کہ جو شخص اِس دُرود شریف کو کثرت سے پڑھے گا تو نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدارِ پُر انوار سے مشرّف ہو گا اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت سے ممتاز ہو گا اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حوضِ کوثر سے سیراب ہو اور اُس پر آگ حرام ہو۔ یہ دُرود شریف اہلِ حرمین میں بہت پڑھا جاتا ہے۔ دُرود شریف یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلیٰ رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ

عَلیٰ جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلیٰ قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلیٰ اِسْمِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَاءِ ؕ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب دُرود شریف کے انوار و تجلیات سے منوّر کرے۔ آمین !

کُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلیٰ حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اس تالیف میں راقم الحروف کا اپنی طرف سے کچھ نہیں۔ یہ سب فیض اولیائے عظام ہے اور انہی کے باغات سے کلیاں توڑ توڑ کر یہ گلدستہ سجایا ہے۔ اس میں پروردگانِ نبوّت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب، محبّت اور تجلّیاتِ رسالت کے نورِ نظر اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبّت اور اُن کے فضائل و کمالات کی خوشبو رچی بسی ہے۔ اور یہ سب فیضان بوسیلہ محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی شہبازِ لامکانی سیّدنا غوث الاعظم عبد القادر جیلانی قدّس اللہ سرّہٗ العزیز اور بفیضانِ مرشدی سیدی فقیر نور محمّد سروری، قادری کلاچوی نوّر اللہ مرقدہٗ اور بفیضانِ نظر سیدی و مرشدی صُوفی خواجہ خورشید عالم چشتی نظامی نوّر اللہ مرقدہٗ اور بفیضانِ نظر خانوادۂ سیّدنا غوث الاعظم سیّدنا جمال عبد القادر قادری گیلانی دامت برکاتہم العالیہ۔ یہ انہیں بزرگانِ دین کی نگاہ کرم اور صحبت کا نتیجہ ہے کہ مجھ جیسے نالائق اور اَضْعَفُ الْعَبِیْد کو دُرود پاک پہ کتاب لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ حالانکہ مجھ ناکارہ میں اس کام کی اہلیّت نہ تھی۔ اللہ جلّ مجدہٗ اپنی بارگاہ صمدیّت میں اور آقا و مولیٰ سیّد الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں یہ کتاب شرفِ قبولیّت فرمائے۔ آمین، ثمّ آمین !

"زاد السعید" طبرانی میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ درود شریف کا پڑھنا، نقل کرنا یا لکھنا لکھانا سب دُرود شریف بھیجنے کی تعریف میں آتا ہے۔ اگر کوئی شخص دُرود شریف کتاب میں لکھے تو جب تک وہ درود شریف اس کتاب میں باقی رہے گا فرشتے ہمیشہ اُس پر دُرود بھیجتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی پر مہربان ہوتے ہیں اور اُس کے درجات بلند کرنا چاہتے ہیں تو اس کی توجہ کسی صدقہ جاریہ کی طرف موڑ دیتے ہیں پھر اُس کا پڑھنا لکھنا عملِ خیر ہو جاتا ہے اور اُس کے اعضاء و جوارح صرف کارِ خیر ہی کرتے ہیں بلکہ اس کارِ خیر میں شریک و مُمِد تمام حضرات بھی اجر و ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے وہ شخص بہت پسند ہے جو کثرت سے مجھ پر دُرود بھیجتا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود بھیجتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار دُرود (رحمت) بھیجتے ہیں۔ اس کی دس برائیاں مٹا دیتے ہیں اور اُس کے دس درجات بلند کر دیتے ہیں"۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ جتنی بار رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجا جائے گا اُس سے دس گُنا رحمتیں دُرود بھیجنے والے پر ہوں گی۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہو گا جس نے سب سے

زیادہ مجھ پر دُرود پڑھا ہو گا۔ (القول البدیع)

دُرود پاک تمام اعمال کی رُوح ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی شامل ہیں۔ یہ تمام وظائف کا نچوڑ ہے، مفت کا ثواب اور وہ بھی بے حد و بے حساب۔ لہٰذا اس سے غفلت نہ برتیں صحابیِ رسول ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا واقعہ پڑھیں (اس کتاب میں موجود ہے) جنہوں نے تمام وظائف کے مقابلے میں صرف اور صرف دُرود پاک کو ترجیح دی۔

حضرت علّامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مدارج النبوّۃ" میں فرماتے ہیں کہ دُرود پاک کی کثرت کی وجہ سے مجھ کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی طرح حاضری نصیب ہوتی ہے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضوری ملتی تھی۔

درود پاک اعمال کو پاکیزہ کرتا ہے۔ گناہوں کو مٹا کر پڑھنے والے پر بخشش کے دروازے کھول دیتا ہے اور درجات کو بلند کرتا ہے۔ غمِ روزگار سے بے نیاز کر دیتا ہے، جائز حاجات کو پورا کرتا ہے۔ رنج و غم سے نجات دیتا ہے۔ مقروض کو قرض سے رہائی دلاتا ہے۔ اللہ کی رضا اور اُس کی رحمت اُس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے۔ درودِ پاک پڑھنے والے کو میدانِ محشر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قُرب اور زیارت نصیب ہو گی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی شفاعت فرما کر اُسے جنت میں داخل کریں گے۔

دُرود پاک کثرت سے پڑھنے والے کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (والد شاہ ولی اللہؒ) ہر

روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ (انفاس العارفین)

حضرت توکل شاہ انبالوی نقشبندی (متوفی ۱۳۱۵ھ) ہر شخص کو درود شریف کی کثرت کے لئے فرمایا کرتے تھے اور درود شریف کی کثرت سے خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے اس سے روحِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سے (روحانی) پرورش شروع ہو جاتی ہے۔

("ذکرِ خیر" خواجہ محبوبِ عالم")

امام عبدالوہاب شعرانی مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ) کا یہ ہمیشہ معمول رہا کہ آپ ہر جمعہ کی شب تمام رات یعنی صبح تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود شریف پڑھنے کا ورد فرماتے۔ آپ کا یہ معمول وفات تک جاری رہا۔ اس کے علاوہ آپ وظیفہ جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ ایک ہزار بار صبح ایک ہزار بار شام کو روزانہ پڑھتے تھے۔ (افضل الصّلوٰۃ نبہانی رح مطبوعہ بیروت)

یہ تالیف "کَنْزُ الصَّلٰوۃِ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ وَالسَّلَامُ۔" حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ذکرِ خیر، فضائل و خصائل اور کمالات و معجزات کے بیان سے مرصّع ہے۔ جس سے ایمان کو تازگی، آنکھوں کو نور، دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ حُبُّ النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ استقامت، صبر و تحمّل سے درود شریف پڑھنے والے کو جب مقامِ غیبوبت سے حضوری نصیب ہوتی ہے تو قلب کو ایمانی طراوت و تازگی، فواد کو اذعان، روح کو راحت اور صدر کو انشراح نصیب ہوتا ہے۔ درود شریف انشراح انوار سینہ کے حصول کا سبب اور کثیر اسرارِ قلبیہ کے انکشاف کا ذریعہ، خواب میں، بیداری میں نبیِ رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت اور یوم المزید کو نتیجۃً شہادت و شفاعت اور مقامِ قطبیت تک پہنچنے کا زینہ، ظاہری، باطنی، ارزاقِ جسمی و روحی

فیوضات کا خزینہ ہے اور بہت سے فضائل و فوائدِ مخفیہ، معارفِ ربّانیہ، انوارِ رحمانیہ اور علومِ لدنیہ کا گنجینہ ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب کی تالیف میں جن کُتب سے استفادہ کیا ہے ربِّ ذوالجلال ان مصنّفین و مؤلفین کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اپنی رحمت و کرم سے نوازے اور میرا حشر و نشر اُن کی غلامی میں فرمائے۔ ربّ تعالیٰ شانہٗ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شفاعت اور شہادت سے نوازے اور میری اس کاوش کو اپنے فضل و کرم سے شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس تالیف "کنزُ الصّلوٰۃ علیٰ سیّدِ السّادات" کو راقم الحروف کے عمر بھر کی سیّئات کا کفّارہ بنائے۔ آمین

تشکّر

○ حضرت علّامہ قاری صفی الدّین مدنی صاحب دامت برکاتہ، خطیب جامع مسجد قصور پورہ دھوبی گھاٹ کریم پارک لاہور کا تہِ دل سے ممنون اور شکر گذار ہوں۔ جنہوں نے اپنی تدریسی اور دیگر بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس کتاب کی تصحیح فرمائی۔ اللہ تعالیٰ علّامہ موصوف کو درازیٔ عمر اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

○ میں حضرت علّامہ قاری تنویر الحسن چشتی صاحب خطیب جامع مسجد پی آئی اے کالونی ڈی اے ون بلاک کا نہایت شکر گذار ہوں جنہوں نے سیرتِ طیّبہ پر مبنی کُتب فراہم کیں اور یہ کام نہایت خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

○ محترم محمد افضل مخدوم صاحب معروف خطّاط جنہوں نے اپنی تدریسی اور گھریلو مصروفیات کے باوجود کتابت کا ذمّہ لیا اور اپنے کمالِ فن سے کتاب کی خوبصورتی کو دوبالا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ان کے دینی و دنیاوی امور میں نصرت فرمائے۔

○ دِلی دعا اُن حضرات کے لئے نکلتی ہے جنہوں نے اس کارِ خیر اور

بابرکت کام میں تعاون کیا۔ میں اس عظیم تالیف پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں اور دامے، درمے، قدمے، سخنے معاونین حضرات خصوصاً اپنے پسران عزیزم وقار منظور صاحب، عزیزم منصور احمد صاحب کا شکرگزار ہوں جنہوں نے اس کام میں ممکن حد تک تعاون کیا اللہ تعالیٰ اُن کے مال میں اضافہ اور عمر میں برکت فرمائے، جزائے خیر دے اور انجام بخیر کرے۔ آمین بحرمتِ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کتاب سے اُمّتِ مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ بہرہ ور فرمائے۔ معزّز قارئین سے التماس ہے کہ میرے والدین کے لئے دُعائے مغفرت فرمائیں اور راقم الحروف کو بھی دُعائے خیر سے یاد رکھیں اور اصلاح کے لئے لکھیں۔

ع "حاضر ہیں میرے جیب وگریباں کی دھجیاں" کے مصداق جو کچھ میرے دامن میں تھا، بغیر کسی بُخل کے مِن وعَن معزّز قارئین کی نذر کر دیا ہے۔

ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ع ایں سعادت بزور بازو نیست، تانہ بخشد خدائے بخشندہ

سُبحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

دُعائے مؤلّف: یا اللہ! بوسیلہ زُبدۃ المقرّبین امامِ ربّانی مُجدّدِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نوّر اللہ مرقدہٗ یہ کتاب میری مغفرت کا ذریعہ بنے! آمین!

وَالسّلام مَعَ الاِکرام

محمّد منظور احمد نعمانی چشتی نظامی عفا اللہ عنہ

<u>تشریحِ آیت</u>: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! صلّی اللہ علیک وآلک وسلّم آپ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر دولت اور سعادت سے نوازا ہے کیا اس خوانِ کرم سے ہمیں بھی کوئی توشہ ملے گا اور اس خرمنِ فیضان سے ہمیں بھی کوئی خوشہ نصیب ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس سوال پر خاموش رہے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السّلام آئے اور یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی: هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ○ اس واقعہ کی تفصیل کے لئے اس آیت کریمہ کو سامنے رکھیں لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طفیل اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف کر دئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس خوشخبری سے بے پناہ خوش ہوئے اور کہنے لگے: هَنِيْٓئًا لَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ "مبارک ہو یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلّم"۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط شرابِ محمّدی سے ایک گھونٹ اِن تشنگانِ بادۂ محبّت کو بھی ملا ہے۔ (اللہ نے تمام گناہ معاف کر دئے۔) پھر آیت کریمہ نازل ہوئی وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ○ اُمّتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پکار اُٹھی: مبارک ہو یارسول اللہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّفِي السَّمَآءِ اَحْمَدُ وَّفِي الْجَنَّةِ مَحْمُوْدٌ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○ (مدارج النبوّت)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ہر وقت دُرود شریف پڑھنا لازم ہے۔ حضرت امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمر میں ایک بار دُرود واجب ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جس وقت بھی نامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سنے دُرودِ پاک

پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ وہ اِس حدیثِ پاک سے رائے قائم کرتے ہیں: مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَقَدْ جَفَانِیْ۔ ترجمہ: "جس نے میرا نام سُنا اور درُود پاک نہ پڑھا اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ زاد الفقہاء کی رائے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول زیادہ صحیح ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جو آپ پر درُود بھیجے گا، اُس پر ستّر ہزار فرشتے درُود بھیجتے ہیں اور جس پر ملائکہ درُود بھیجتے ہیں وہ شخص جنتی ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ایک قیراط کے برابر ثواب لکھ دیتا ہے۔ اور ایک قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت ابی کاہل رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو کاہل: جو شخص مجھ سے محبّت اور میری ملاقات کے شوق میں روزانہ تین بار دن میں اور تین بار رات کو درُود شریف پڑھے گا، اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اپنے فضل وکرم سے اُس کے دن رات کے گناہ معاف فرما دے۔ (افضل الصلوٰۃ)

زبدۃ الحکماء کا قول ہے: اَوَّلُہٗ شِفَآءٌ وَّسَطُہٗ دَوَآءٌ وَّاٰخِرُہٗ دَآءٌ "کھانے سے پہلے پانی پینا شفاء، درمیان میں دواء اور آخر میں داءٌ۔ یعنی بیماری ہے۔" لیکن درُود شریف ایسی نعمت و رحمت ہے جو کسی صُورت میں زحمت نہیں بنتی۔ اور درود و سلام رحمت ہی رحمت ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مزید وضاحت فرماتے ہیں: وَتَعْظِیْمُہٗ

تَعَالٰی فِی الدُّنْیَا بِاِعْلَآءِ ذِکْرِہٖ وَاِظْهَارِ دِیْنِہٖ وَاِبْقَآءِ الْعَمَلِ بِشَرِیْعَتِہٖ وَفِی الْاٰخِرَۃِ بِتَشْفِیْعِہٖ فِیْ اُمَّتِہٖ وَاِجْزَالِ اَجْرِہٖ وَمَثُوْبَتِہٖ وَاِبْدَاءِ فَضْلِہٖ لِلْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَتَقْدِیْمِہٖ عَلٰی کَافَّۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ بِالشُّهُوْدِ ○ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے درُود بھیجنے کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبُوب کے ذکر کو بلند کر کے اس کے دین کو غلبہ دے کر اور اُس کی شریعت پر عمل برقرار رکھ کر اِس دُنیا میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عزّت و شان کو بڑھاتا ہے اور روزِ محشر اُمّت کے لئے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت قبول فرما کر اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین اجر و ثواب عطا کر کے اور مقامِ محمُود پر فائز کرنے کے بعد اوّلین و آخرین کے لئے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بزرگی کو نمایاں کر کے اور تمام مقرّبین پر حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سبقت بخش کر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان کو آشکارا فرماتا ہے۔

اور جب اس کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو صلوٰۃ کا معنیٰ دُعا ہے۔ کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُس کے پیارے رسول کے درجات کی بلندی اور رفعتِ مقامات کی دُعا کرتے ہیں۔ اِس جُملہ میں اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ الخ میں اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ جُملہ اسمیّہ ہے لیکن اس کی خبر جملہ فعلیّہ ہے تو یہاں دونوں جملے جمع کر دئے گئے۔ اس میں راز یہ ہے کہ جملہ اسمیہ استمرار و دوام پر دلالت کرتا ہے اور جملہ فعلیہ تجدّد اور حدوث کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ، ہر دم اور ہر گھڑی اپنے نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

اسی طرح اسلام کو مٹانے کے لئے کُفر کے سارے حربے ناکام ہو چکے تھے۔ مکّہ کے بے بس مسلمانوں پر کُفّار نے مظالم کے پہاڑ توڑ دئے لیکن اُن کے جذبۂ ایمانی کو کم نہ کر سکے۔ کُفّار نے مدینہ طیّبہ پر بار بار یورش کی لیکن انہیں ہر

بار اُن مُٹھی بھر مسلمانوں سے شکست کھا کر واپس آنا پڑا۔ اب اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ اقدس پر طرح طرح کے الزامات تراشنے شروع کیے۔ تاکہ لوگ رُشد و ہدایت کی اِس نورانی شمع سے نفرت کرنے لگیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ط نازل فرما کر اُن کی اُمیدوں کو خاک میں ملا دیا اور بتا دیا کہ یہ میرا رسول میرا حبیب ہے جس کی صفت و ثنا میں خود اپنی زبانِ قدرت سے کرتا ہوں اور میرے سب اَن گِنت فرشتے اپنی نورانی اور پاکیزہ زبانوں سے اُن کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

اِس آیتِ کریمہ کی جلالتِ شان کو سمجھنے کے لئے پہلے اس کے کلماتِ طیّبات کو دیکھیں۔ آیتِ کریمہ میں فعلِ صلوٰۃ (دُرود) کے تین فاعل ہیں:
(۱) اللہ تعالیٰ ۲۔ فرشتے ۳۔ اہلِ ایمان

جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا یہ معنی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھری محفل میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف و ثنا کرتا ہے: فَھِیَ مِنْہُ عَزَّ وَجَلَّ ثَنَاءٌ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَتَعْظِیْمُہٗ۔ (رواہ البخاری عن ابی العالیہ)

اُس کے فرشتے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعریف و توصیف میں رطب اللّسان رہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب و مقبول بندے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ہمیشہ اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرماتا رہتا ہے اور اُس کے فرشتے آپ کی ثناء اور رفعتِ شان کے لئے دُعائیں مانگتے رہتے ہیں تو اے اہلِ ایمان! تم بھی میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کی رفعتِ شان کے لئے دُعائیں مانگا کرو۔ علّامہ ابنِ منظور رحمۃ اللہ علیہ "صلوٰۃ" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب مومن بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فَمَعْنَاہُ عَظِّمْہُ فِی

الدُّنْیَا بِاِعْلَاءِ ذِکْرِہٖ وَاِظْھَارِ دَعْوَتِہٖ وَاِبْقَاءِ شَرِیْعَتِہٖ وَفِی الْاٰخِرَۃِ بِتَشْفِیْعِہٖ فِیْ اُمَّتِہٖ تَضْعِیْفِ اَجْرِہٖ وَمَثُوْبَتِہٖ۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ! اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے ذکر کو بلند فرما، اُس کے دین کو غلبہ عطا فرما اور اُس کی شریعت کو باقی رکھ، اِس دنیا میں ان کی شان بلند فرما اور روزِ محشر اُن کی شفاعت اُمّت کے لئے قبول فرما اور اجر و ثواب کو کئی گُنا کر دے۔

اگرچہ صلوٰۃ بھیجنے کا ہمیں حکم دیا جا رہا ہے لیکن ہم شانِ رسالت کو نہ کماحقّہٗ جانتے ہیں اور نہ اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ اِس لئے اعترافِ عجز کرتے ہیں: اَللّٰھُمَّ صَلِّ الخ یعنی اے مولا کریم! تو ہی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو اور قدر و منزلت کو صحیح طور پر جانتا ہے اِس لئے تو ہی ہماری طرف سے اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر دُرود بھیج جو اُن کی شایانِ شان ہے۔

اِس آیت میں ہمیں بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور احادیثِ کثیرہ میں بھی دُرود شریف کی شان بیان کی گئی ہے۔ مثلاً:

حدیث: عن انس قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم من ذکرت عندہٗ فلیصلِّ علیَّ ومن صلّی علیّ مرّۃً واحدۃً صلّی اللہُ تعالیٰ علیہ عشراً۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اُس پر لازم ہے کہ مجھ پر دُرود پڑھے اور جو شخص ایک بار مجھ پر دُرود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار دُرود بھیجے گا۔

حدیث: عن عبدِ اللہ بن علیِّ بن الحُسَین عن ابیہ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال البخیل مَن ذُکِرتُ عندہٗ ثمّ

لم یُصَلِّ علیَّ۔" حضرت عبداللہ زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فرزند نے
اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سیّدنا حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا
کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔"

حضرت عبداللہ بن حکم رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں
حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے
ساتھ کیا سلوک کیا؟ آپ نے فرمایا رَحِمَنِیْ وَغَفَرَلِیْ وَزَفَّنِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ
کما تزفّ العروس ونثر علیّ کما ینثر علی العروس۔ میرے ربّ نے
مجھ پر رحم کیا اور بخش دیا۔ مجھے دُلہن کی طرح آراستہ کر کے جنّت میں بھیجا گیا
اور مجھ پر جنّتی پھول نچھاور کیے گئے۔ مَیں نے عزّت افزائی کی وجہ پوچھی
تو بتایا گیا کہ تمہاری کتاب "الرّسالہ" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دُرُود
تم نے لکھا ہے یہ اُس کا اجر ہے۔ عبداللہ بن حکم کہتے ہیں۔ میں نے امام
سے پوچھا وہ خاص درُود شریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے وہاں
یہ دُرود شریف لکھا ہے: وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَاذَکَرَہُ
الذّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَاغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ۝ مَیں بیدار ہوا اور
کتاب "الرّسالہ" کو کھولا تو وہاں بعینہٖ یہ دُرود شریف اسی طرح لکھا تھا۔

حدیث: عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَکْثَرُکُمْ
عَلَیَّ صَلٰوۃً اَکْثَرُکُمْ اَزْوَاجًا فِی الْجَنَّۃِ۔ (القول البدیع)

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اے میری اُمّت! تم میں سے
جو مجھ پر دُرود پاک زیادہ پڑھے گا، اُس کو جنّت میں حوریں زیادہ دی جائیں گی۔

حدیث: اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فِی اللَّیْلَۃِ الْغَرَّآءِ وَالْیَوْمِ
الْاَزْھَرِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ۔ (جامع الصغیر اوّل)

" فرمایا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کی چمکتی دمکتی رات

میں اور جمعہ کے چمکتے دن میں مجھ پر درُود کی کثرت کیا کرو، کیونکہ تمہارا
دُرود پاک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث: اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ
مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا
عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا۔ (جامع الصغیر اوّل)

" رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن دُرود
کی کثرت کرو کیونکہ یہ دن مشہود ہے۔ اِس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور
بیشک تم میں سے کوئی دُرود پڑھتا ہے تو اس کے دُرود پاک سے فارغ
ہونے سے پہلے اُس کا دُرود پاک میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: "اَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ
عَلٰی نَبِیِّکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِكَ یُعْرَضُ عَلَیْہِ۔" اپنے نبی
صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر خوبصورت انداز میں دُرود بھیجا کرو تمہیں کیا
معلوم کہ وہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔"
(سعادت دارین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْمُصْطَفٰی وَنَبِیِّكَ
الْمُجْتَبٰی وَحَبِیْبِكَ الْمُرْتَضٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَ
ذَكَرَہُ الذّٰكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ (بیہقی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: اِذَا مَرَرْتُمْ بِالْمَسَاجِدِ فَصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "جب تم مساجد کے قریب سے گزرو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو۔" اس حدیث کو قاضی اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے)۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَصَحَابَتِہِ الْاَکْرَمِیْنَ رِضْوَانَ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: آپ پر سلام پڑھنا تو ہمیں معلوم ہو چکا، آپ پر درود کس طرح بھیجا جائے؟ فرمایا یوں کہو: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ (اس کو اسمٰعیل قاضی نے الحسن سے مرسلاً روایت کیا اور ابن ابی شیبہ وسعید بن منصور نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے اور دونوں مقامات پہ آل کا اضافہ کیا ہے۔ (سعادت دارین)

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا، صلوٰۃ کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اس کو نمیری نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

فرمایا تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعا کا محافظ، تمہارے رب کی رضا اور تمہارے اعمال کا تزکیہ ہے۔ اس کو دیلمی اور اقلیشی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ انار کے دانوں کی طرح انتہائی خوشی سے کھل گیا اور فرمانے لگے۔ مجھے مبارکباد پیش کرو کہ مجھ پہ آج وہ آیت نازل ہوئی ہے کہ میرے نزدیک دُنیا ومافیہا میں سے ہر چیز سے یہ آیت بہتر ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ خوشخبری سُنتے ہی کہا: ھَنِیْئًا لَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کو یہ نعمت مبارک ہو۔ پھر اس کے بعد صحابہ کرام مبارکباد دیتے رہے۔ صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس آیت کریمہ کی وضاحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ علم مکنونی ہے اگر تم لوگ نہ پوچھتے تو میں کسی کو نہ بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے مقرر کیے ہیں کہ جب کوئی مومن جہاں کہیں مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے تو یہ دونوں فرشتے غَفَرَ لَکَ اللّٰہُ۔ (اللہ تجھے بخشے) کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان دونوں فرشتوں کے جواب میں اپنے تمام ملائکہ سمیت آمین کہتا ہے۔ اگر کوئی انسان میرا نام سُن کر درود پاک نہیں پڑھتا تو وہ دونوں فرشتے اُس کے لئے لَا غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ (اللہ تجھے نہ بخشے) کہتے ہیں۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ (معارج النبوت)

امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں فرمایا:

ابو العالیہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا درود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ ہے کہ وہ فرشتوں کی مجلس میں آپ کی ثناء کرے اور فرشتوں کا درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ ہے کہ وہ آپ کے لئے رحمت کی دعا کریں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یُصَلُّوْنَ کا معنی ہے یُبَرِّکُوْنَ برکت

بھیجتے ہیں۔ پھر اپنی سند کے ساتھ کعب بن عجرہ تک ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا (پڑھنے
کا) طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا (جیسا کہ نماز میں قعدہ میں) ہے۔ صلوٰۃ
کیسے بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ (ترجمہ) "الٰہی! محمدؐ پر درود بھیج اور محمدؐ کی آل
پر جیسے تو نے ابراہیم اور اُن کی آل پر درود بھیجا۔ بے شک تو قابل
تعریف بزرگ ہے۔ الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر برکت نازل فرما
اور محمدؐ کی آل پر جیسے تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر برکت
نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف بزرگ ہے۔"

عارف صاوی نے اپنے حاشیہ جلالین میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر
میں فرمایا: اس آیت کریمہ میں دلیل ہے اس بات کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام رحمتوں کے مہبط اور محورِ اعلی الاخلاق اور افضل الخلق ہیں، کیونکہ
اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی پر صلوٰۃ کا مطلب ہے اس کی رحمت جو آپ کی تعظیم
کے ساتھ ملی ہے اور اللہ کی رحمت غیر نبی کے لئے مطلق رحمت ہوتی
ہے جیسے فرمان باری ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ ط "وہی تو ہے جو اپنے فرشتوں کے ہمراہ تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔
تاکہ تم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لائے۔"

اب دونوں کی صلوٰۃ کا فرق دیکھ لیجئے اور دونوں مقامات

میں جو فضیلت ہے ملاحظہ فرمائیے۔ فرشتوں کی صلوٰۃ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کیلئے اس چیز کی دعا مانگنا ہے جو آپ کے شایانِ شان
ہے اور وہ رحمت ہے جو تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ اب حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی رحمت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تابع ہو کر ہر شے کو
شامل ہو گئی۔ پس درود شریف تمام رحمتوں کا محل اور تجلیات کا منبع
بن گیا۔ اور فرمان باری تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ
سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ کا معنی ہے: آپ کے لئے اس چیز کی دعا کرو جو آپ
کے شایانِ شان ہے۔ اور فرشتوں اور اہل ایمان کی صلوٰۃ میں یہ
حکمت ہے کہ ان کو فضل و شرف حاصل ہو کیونکہ انہوں نے مطلق صلوٰۃ
میں اللہ تعالیٰ کی اقتداء کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کا
اظہار ہے۔ اور آپ کے مخلوق پر جو حقوق ہیں اُن کا کچھ بدلہ ہو جائے۔
کیونکہ انہیں جو بھی نعمت ملی ہے حضور ہی کے واسطہ سے ملی ہے آپ
ہی سب سے بڑا وسیلہ ہیں۔ اور جس کو کسی سے کوئی نعمت ملے اس پر فرض ہوتا
ہے کہ وہ بھی جواب میں اُس کا بدلہ دے۔ پس تمام مخلوق کا آپ پر درود
پڑھنا (بھیجنا) آپ کے فرض حقوق میں سے کچھ کا بدلہ دینا ہے۔ (الخ)

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: "اس پر اجماع ہے کہ آیت
کریمہ میں نبی علیہ السلام کی وہ عظمت بیان کی گئی ہے جو کسی دوسری
آیت میں نہیں کی گئی ہے۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ آیت مدنی ہے اور اس کا مقصد
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ
قدر و منزلت بتا رہا ہے جو ملاءِ اعلیٰ میں اس کے حضور ہے کہ وہ ملائکہ
مقربین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء کرتا ہے۔ اور یہ کہ فرشتے
آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ پھر عالم سفلی کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ پر صلوٰۃ و

سلام بھیجیں تاکہ اوپر والی اور نیچے والی ساری مخلوق سب کی ثنا جمع ہو جائے۔ پھر الفاکہانی کے حوالہ سے فرمایا کہ آیت میں صیغہ مضارع یُصَلُّوْنَ لایا گیا جو دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ دُرود بھیجتے ہیں حالانکہ اوّلین و آخرین کی انتہائی تمنا یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صلوٰۃ ہی اُن کو حاصل ہو جائے (تو زہے نصیب) اور اُن کی قسمت میں یہ کہاں! بلکہ اگر عقلمند سے پوچھا جائے کہ ساری مخلوق کی نیکیاں تیرے نامۂ اعمال میں ہوں تجھے یہ پسند ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صلوٰۃ تجھ پر نازل ہو جائے؟ تو وہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کو پسند کرے گا۔ پس تمہارا کیا خیال ہے اس ذاتِ اقدس کے مقام کے بارے میں جن پر ہمارا رب سبحانہٗ و تعالیٰ اور اس کے تمام ملائکہ ہمیشہ ہمیشہ درود بھیجتے ہیں۔ تو کیونکر تحسین کی جا سکتی ہے بندۂ مومن کی اس بات پر کہ وہ آپ پر کثرت سے دُرود نہیں بھیجتا یا اس سے غفلت برتتا ہے۔؟

امام سہل بن محمد بن سلیمان نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو اس فرمان اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ سے جو شرف بخشا ہے زیادہ کامل اور جامع ہے اس شرف و بزرگی سے جو فرشتوں کو آدم علیہ السّلام کے لئے سجدہ کا حکم دے کر حضرت آدم علیہ السلام کو بخشا تھا۔ کیونکہ اُس تکریم میں اللہ تعالیٰ کا ملائکہ کے ساتھ شامل ہونا جائز نہ تھا اور یہاں اللہ تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے میں وہ خود بھی شامل ہے پھر خبر دی کہ فرشتے بھی آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ پس وہ تشریف و تکریم جو اللہ کی ذات سے صادر ہو اُس تکریم و تشریف سے بڑھ کر ہے جو صرف فرشتوں کے ساتھ مختص ہے۔ اور اللہ اس بارے میں اُن کے ساتھ نہیں۔

"مسالک الحنفاء" میں امام سہل کا مذکورہ بالا کلام نقل کرنے کے بعد اپنی سند متصل سے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلے خود دُرود پاک پڑھنے کا ذکر فرمایا تاکہ پڑھنے والے مومنین کو اس سے ترغیب ہو اور نہ پڑھنے والوں کو تنبیہ ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں اپنے اس جلال و عظمت، بلند مرتبت اور مخلوق سے غنی ہونے کے باوجود اپنے محبوب پر دُرود بھیجتا ہوں اور فرشتے باوجودیکہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہیں اور اس کی بارگاہ میں عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہیں، آپ پر دُرود بھیجتے ہیں تو تمہارا زیادہ حق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجا کرو، کیونکہ تم سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محتاج ہو۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلام ہو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری شفاعت فرمانا ہے اور اس لئے کہ آپ کی رسالت کی برکت سے تم نے دنیا و آخرت کا شرف پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو وہ جزا دے جس کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستحق ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی "تفسیر کبیر" میں ہے: اگر یہ کہا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر دُرود بھیجتے ہیں تو ہمارے دُرود کی کیا ضرورت ہے؟ ہم کہتے ہیں ہم آپ پر اس لئے دُرود نہیں بھیجتے کہ آپ کو اس کی حاجت ہے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے درود کی حاجت ہے نہ فرشتوں کے دُرود کی۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ آپ پر دُرود بھیجتا ہے۔ ہاں ہم محض آپ کی تعظیم کے اظہار کی خاطر دُرود و سلام پڑھنے پر مامور ہیں۔ جیسے اللہ سبحانہٗ نے ہم پر اپنا ذکر واجب کر دیا ہے حالانکہ اس کو ہمارے ذکر کی ضرورت نہیں، وہ تو محض اظہارِ عظمت کے لئے ہم پر واجب ہے۔ اور یہ بھی ہم

پر اُس کی شفقت ہے کہ بکثرت اُس کا ذکر کریں اور ثواب پائیں۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درُود بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

القسطلانی فرماتے ہیں۔ امام ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں آیت " اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" کے تحت فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اُمّت کی طرف سے اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں کوئی نہ کوئی خدمت ہو جائے، جس کے عوض آپ کی طرف سے اُسے نعمتِ شفاعت نصیب ہو۔ اس لئے اللہ کریم نے اپنے نبی کی زبانی ایک مرتبہ درُود بھیجنے کے عوض دس رحمتیں نازل فرمانے کا اعلان فرمایا۔ اس میں اشارہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی مزید عنایت کا محتاج رہتا ہے اور کسی وقت بھی اُس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی رحمت وسلامتی کے محتاج ہیں تو نبوّت سے بڑھ کر تو کوئی رتبہ ہے ہی نہیں۔ الخ

" الدّر المنضود" میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرمایا:

" اللہ تعالیٰ کا حضور علیہ السّلام اور آپ پر صلوٰۃ بھیجنے والوں پر صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ پر اور اُن پر انواع واقسام کی عزّت وتکریم کی بارش کرتا ہے اور اُن پر بہترین نعمتیں نازل فرماتا ہے۔ رہا ہمارا اور ملائکہ کا آپ پر درُود شریف بھیجنا جیسا کہ آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ الآیۃ میں بیان ہوا۔ سو وہ ایک سوال اور التجا ہے کہ آپ کو وہ کمال عطا ہو اور رفعت پیدا کرتا ہے۔

علّامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو اللیث مصطفیٰ الترکمانی حنفی کے مقدمہ کی شرح میں عبارت پڑھی ہے:

" اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تو

حکم دیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درُود وسلام بھیجیں، اور ہم کہتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ (الٰہی محمدّ اور آلِ محمدّ پر درُود بھیج) پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ آپ پر صلوٰۃ بھیجے اور ہم خود آپ پر صلوٰۃ نہیں بھیجتے۔ یعنی اس طرح کہ آدمی کہے۔ "اُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ" "میں محمدّ پر درُود بھیجتا ہوں۔" ہم کہتے ہیں اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاک وصاف ہیں، آپ کی ذاتِ اطہر میں کوئی عیب نہیں۔ اور ہمارے اندر کئی عیب اور نقائص ہیں۔ پس اتنا بڑا عیب دار اور گنہگار شخص آپ جیسی ذات پاک کی مدح وثنا کیونکر کر سکتا ہے۔ اسلئے ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درُود بھیجے تاکہ ربّ طاہر کا درُود نبیِ طاہر پر ہو جائے۔ یونہی "المرغنانی" میں لکھا ہے۔ علّامہ سخاوی فرماتے ہیں "تم اپنے اوپر کثرتِ صلوٰۃ وسلام لازم کر لو اور ہمیشہ پڑھنا ضروری سمجھو اور اس بارے میں سب روایات جمع کرو کیونکہ آپ پر کثرت سے درُود بھیجنا محبّت کی علامت ہے کیونکہ جس کو جس کسی سے محبت ہوتی ہے اس کا ذکر کرتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے:

"تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا تاآنکہ میں اس کو اپنے باپ، بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔"

عبد الواحد البساری نے کہا: "تم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درُود بھیجتے ہو کسی حد پر پہنچ کر ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم صلوٰۃ وسلام بھیج کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حقوق ادا کر رہے ہیں۔ دراصل تم اپنا حق ادا کر رہے ہو۔ اس لئے کہ حضور علیہ السّلام کا حق اس سے بہت برتر ہے کہ ساری اُمّت بھی اُس کو ادا کر سکے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ۔ پس تمہارا دُرود بھیجنا حضور کے صدقہ سے اپنے لئے رحمت حاصل کرنا ہے ۔

علامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی نے تفسیر "رُوح المعانی" میں فرمایا :

" اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدّیہ کے بغیر کسی اُمّت کو حکم نہیں دیا کہ وہ اپنے نبی پر درود وسلام پڑھیں ۔ پس یہ اُمّتِ محمدّیہ کی خصوصیّت ہے "

حافظ السخاوی نے القاکہانی سے نقل کیا کہ جہاں تک ہم کو معلوم ہے قرآن یا کہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کے بغیر کسی اور پر صلوٰۃ نہیں بھیجی ۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو آپ کے بغیر کسی اور نبی میں نہیں پائی جاتی ۔

کتاب جواہر المعانی فی فیض سیّدی ابی العباس التیجانی میں شیخ کا مقولہ نقل فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں ہے جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر اس شان سے یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی " اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ " تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا :

" بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہارے دُرود وسلام سے بے نیاز کر دیا ہے "۔

الفاسی نے "شرح الدلائل" میں فرمایا : ابنِ عرفہ نے " سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا " کی تفسیر میں اپنے شیخ عبد السّلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجنے والا لفظ " تَسْلِیْمًا " کی تاکید نہیں لاتا اور صرف یہ کہتا ہے " صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ " اور یہی کافی ہے کیونکہ درحقیقت یہاں دوسروں کو یہ خبر دینا مقصود نہیں کہ اللہ دُرود وسلام بھیجتا ہے بلکہ انشا ہے نہ کہ اخبار ، ان کے معاصر الزہری کہا کرتے تھے کہ دُرود شریف پڑھتے وقت " تَسْلِیْمًا " کو بھی زیادہ کر لینا چاہیے جیساکہ آیتِ کریمہ میں ہے ۔ الخ

" القول البدیع " میں فرمایا گیا ہے کہ ماہِ شعبان المعظّم کی فضیلت

میں ابن ابی الصیف الیمنی کی بلا اسناد ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ شعبان المعظّم نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا مہینہ ہے ۔ کیونکہ دُرود شریف کی آیتِ مبارکہ اسی مہینے میں نازل ہوئی تھی ۔ اور ابن بشکوال عبدوس الرازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس آدمی کو نیند نہ آتی ہو یا کم آئے وہ سوتے وقت آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ پڑھ لیا کرے ۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ ۔

● السخاوی نے کہا اس آیتِ کریمہ کے فوائد میں سے جیساکہ ابن ابی الدنیا نے ابنِ فدیک سے نقل کیا ہے " : ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے : اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ تا آخر پھر کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ " یہاں تک کہ ستّر (۷۰) مرتبہ یہی کہتا چلا جائے ، تو فرشتہ اُس کو پکارتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا فُلَانُ ! آج تیری کوئی حاجت پُوری ہوئے بغیر نہ رہے گی "۔

● ابنِ حجر الہیتمی نے یہی روایت اپنی کتاب " جواہر المنظّم میں امام البیہقی کے حوالہ سے نقل فرمائی ہے ۔ پھر فرمایا : " اس روایت میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا نام لیکر پکارنے کے جواز پہ کوئی دلیل نہیں ۔ کیونکہ ہمارے ائمّہ نے اس کے حرام ہونے کی تصریح کر دی ہے (اسلئے کہ یہ بے ادبی کے زمرے میں ہے) بلکہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہے ۔ کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے : لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ ۔ الخ ترجمہ : " رسُول کو اس عامیانہ انداز سے مت بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو "۔ ہاں ! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح پکارے مثلاً یا نبی اللہ ! یا رسول اللہ ! یہ حکم اس حدیثِ صحیح کے مخالف نہیں جس میں آتا ہے کہ :

"ایک نابینا شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! دُعا فرمایئے کہ اللہ مجھے شفاء عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد یہ دُعا مانگنے کا حکم دیا:
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِتَقْضِیَ لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ۔
یہ روایت اس کے خلاف اس لئے نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب حق ہیں۔ آپ کو اختیار ہے جیسے چاہیں تصرف کریں۔ کسی اور کو آپ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔
زمخشری نے کہا ہے جس مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بار بار آئے اُس مجلس میں صرف ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنا واجب ہے۔
امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ ایک کتاب جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کا ذکر پاک بار بار ہو، ہر بار درود پاک پڑھنا واجب ہے؟ انہوں نے کہا، ایک مرتبہ پڑھ لینا کافی ہے۔ الترمذی نے بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک بار درُود پڑھے جب تک اُس مجلس میں رہے اُس کو کافی ہے۔
"القول البدیع" میں ہے کہ ہر دُعا میں (دُعا کی قبولیت کے لئے) درُود شریف پڑھنا واجب ہے۔ ہر دُعا اُس وقت تک رُکی رہتی ہے جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود نہ بھیجا جائے۔ اس کو دیلمی نے "مسند فردوس" میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کر دیا جائے جس کو بیہقی نے باسند ذکر کیا ہے۔ فرمایا آدمی کے لئے مکروہ

ہے کہ کہے رسول اللہ نے فرمایا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔" اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔"
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک تم مجھ پر اپنے ناموں اور چہروں کے ساتھ پیش کئے جاتے ہو پس مجھ پر بہتر طور پر درود وسلام بھیجا کرو۔" (اس کو عبدالرزاق اور نمیری نے مجاہد کے واسطہ سے مرفوع مرسل ذکر کیا ہے۔)
جس مسلمان کے پاس صدقہ نہ ہو تو وہ اپنی دُعا میں یہ کہے:
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ یہی اس کی زکوٰۃ ہے اور فرمایا مومن سیر نہیں ہوتا نیکی سے یہاں تک کہ اس کی آخری منزل جنت ہے۔" اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ نکال دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اُسے رزق دیتا ہے جہاں اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔
(احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَی النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہر شے کی طہارت ہوتی ہے اور مومنوں کے دلوں کی زنگ سے طہارت مجھ پر درُود بھیجنا ہے۔" اس کو "القول البدیع" میں محمد بن قاسم سے مرفوعاً ذکر کیا۔
جو دُعا مانگی جائے اس کے اور آسمان کے درمیان پردہ ہوتا ہے

یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرُود بھیجا جائے۔ جب ایسا کیا جائے تو وہ پردہ چاک ہو جاتا ہے اور دُعا داخل ہو جاتی ہے۔ اور جب ایسا نہ کیا جائے تو دُعا لوٹ جاتی ہے۔"
(اس کو بیہقی وغیرہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

حدیث: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! خداوند تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی، اُس کے بعد کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا۔ پھر میں نے عرض کیا، اس کے بعد کون سا اچھا کام ہے؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔" (بخاری ومسلم)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار دُرُود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرتا ہے۔ دس گناہ معاف کرتا ہے اور دس درجات بلند کرتا ہے۔ (نسائی)

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے تھوڑے رزق پر راضی ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔
(بیہقی شریف)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمَبْعُوْثِ
مِنْ تِھَامَۃِ وَالْاٰمِرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالْاِسْتِقَامَۃِ وَالشَّفِیْعِ
لِاَھْلِ الذُّنُوْبِ فِیْ عَرَصَاتِ الْقِیَامَۃِ ۔
(دلائل الخیرات)

دُرُود قادریہ رضویہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۝

بعد نمازِ جُمعہ مجمع کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سَو بار پڑھیں۔ جہاں جُمعہ نہ ہوتا ہو، جُمعہ کے دِن نمازِ صُبح خواہ ظہر یا عصر کے بعد پڑھیں۔ جو کہیں اکیلا ہو تنہا پڑھے۔ یونہی عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں۔

اِس کے چالیس فائدے ہیں جو صحیح اور معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں۔ یہاں مشتے نمونہ چند ذکر کیے جاتے ہیں۔ جو شخص رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم سے محبت رکھے گا جو اُن کی عظمت تمام جہان سے زیادہ دل میں رکھے گا جو اُن کی شان گھٹانے والوں سے اُن کے ذکرِ پاک مٹانے والوں سے دُور رہے گا۔ دل سے بیزار ہو گا۔ ایسا جو کوئی مُسلمان اسے پڑھے گا اُس کے لیے بے شمار فائدے ہیں جن میں سے بعض درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) اس کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ تین ہزار رحمتیں اتارے گا۔
(۲) اُس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔
(۳) پانچ ہزار نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔
(۴) اُس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔

(۵) اُس کے پانچ ہزار درجے بلند کرے گا۔

(۶) اُس کے ماتھے پر لکھدے گا کہ یہ منافق نہیں۔

(۷) اُس کے ماتھے پر تحریر فرمائے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے۔

(۸) اللہ اُسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔

(۹) اُس کے مال میں ترقی دے گا۔

(۱۰) اُس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا۔

(۱۱) دشمنوں پر غلبہ دے گا۔

(۱۲) دلوں میں اس کی محبت رکھے گا۔

(۱۳) کسی دن خواب میں برکتِ زیارتِ اقدس سے مشرف ہوگا۔

(۱۴) ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

(۱۵) قیامت میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس سے مصافحہ کریں گے۔

(۱۶) رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شفاعت اُس کے لیے واجب ہوگی۔

(۱۷) اللہ عزوجل اُس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔ اور بڑی خُوبی کی بات یہ ہے کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس درود شریف کی تمام سُنّیوں کے لیے اجازت فرمائی ہے (وظیفہ کریمہ)

پانچ درُود شریف

کسی بزرگ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان پانچ درُودوں کی برکت سے مجھ کو بخش دیا۔ جو کوئی ان درُودوں کو شب و روز پڑھے گا بے شک اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دے گا۔ درُود یہ ہے: (فرمودہ بابا فرید گنج شکرؒ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ۔ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ ۔ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِي الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ ۔ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ ۔ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى كُلِّ مَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔

(سعادتِ دارین) جواہرِ خمسہ حضرت غوث محمد گوالیاریؒ)

درودِ عظیم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ وَجْہِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ مَلَاءَ اَرْکَانَ عَرْشِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَقَامَتْ بِہٖ عَوَالِمُ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ ذِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ وَعَلٰی اٰلِ نَبِیِّ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ بِقَدْرِ عَظْمَۃِ ذَاتِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ تَعْظِیْمًا لِّحَقِّکَ یَا مَوْلَانَا یَا مُحَمَّدُ یَا ذَا الْخُلُقِ الْعَظِیْمِ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ مِثْلَ ذٰلِکَ وَاجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ کَمَا جَمَعْتَ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالنَّفْسِ ظَاھِرًا وَّبَاطِنًا یَقْظَۃً وَّمَنَامًا وَّاجْعَلْہُ یَارَبِّ رُوْحًا لِّذَاتِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْوُجُوْہِ فِی الدُّنْیَا قَبْلَ الْاٰخِرَۃِ یَا عَظِیْمُ: ۳ بار

واقعہ۔ حضرت خواجہ احمد بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مُرید مکہ مکرّمہ میں فوت ہُوا اور اس کو جنّت المعلّٰی میں دفن کر دیا گیا، جب دفن کیا تو وہاں ایک بزرگ صاحبِ کشف بھی تھے انہوں نے کشف کی نظر سے دیکھا کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام اس مرنے والے کی قبر میں جنّت سے فرش لا رہے ہیں کبھی جنّت سے قندیلیں لا رہے ہیں اور حضرت ملک الموت علیہ السلام نے خود قبر میں فرش بچھایا قندیلیں نصب کیں اور قبر تا حدِ نظر کھُل گئی اور جب صاحبِ کشف نے یہ منظر دیکھا تو دل میں رشک پیدا ہُوا کہ کاش مجھے بھی اللہ تعالیٰ ایسی ہی قبر نصیب کرے اتنا دل میں خیال آنا تھا کہ حضرت

درودِ مُعظّم

قطبِ عالم حضرت مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدّین بخاری قدّس اللہ سرّہ العزیز نے اپنے اوراد میں لکھا ہے کہ جو مومن اِس دُرود کو حضرت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر پڑھے گا توجّہ کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور آخرت میں اُسے آنحضرت **محمّد** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہمسائیگی نصیب ہوگی۔ درودِ معظّم یہ ہے: (جواہر خمسہ)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُحَمَّدُ الْعَرَبِیُّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُحَمَّدُ اِلْقُرَشِیُّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُحَمَّدُ الْمَکِّیُّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُحَمَّدُ مَدَنِیُّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُحَمَّدُ ھَاشِمِیُّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُحَمَّدُ ارَّسُوْلِ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُحَمَّدُ حَبِیْبُ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا جَدَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَبَا الْفَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا صَاحِبَ الْمِنْبَرِ وَالْمِعْرَاجِ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ۔ ط

ملک الموت نے اس صاحبِ کشف کی طرف دیکھا اور فرمایا یہ کونسی مشکل بات ہے جو مومن بھی وُہ درُود پاک پڑھے جو شیخ احمد بن ادریس کی طرف منسوب ہے اسے اللہ تعالیٰ ایسی ہی قبر عطا کریگا، اور وُہ درُود پاک عظیم ہے :

صَلٰوۃُ الحَاجَت

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضُور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لاتے اور یوں ارشاد مبارک فرمایا کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اُس کو چاہیے کہ وُہ اچھی طرح وضُو کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ جل شانہٗ کی خوب حمد وثنا کرے اور حضُور نبی کریم ﷺ پر درُود وسلام بھیجے پھر یہ دُعا پڑھے۔

❁ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ط

اذان اور درُود

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ۔ (قول البدیع)

ترجمہ: "جب تم موذن کو اذان کہتے سنو تو جو کلمات وہ ادا کرتا ہے تم بھی کرو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو جو مجھ پر ایک بار درُود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار درُود پڑھیگا۔

صلوٰۃ الخمسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَآ اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ ۔ (شفاء القلوب)

فضائل — تفسیر "روح البیان" میں لکھا ہے کہ جو شخص اس درُود کو وظیفے کے طور پر پڑھتا ہے اسے میدان حشر میں بلاحساب

ثواب ملے گا۔ یہ دُرُود پڑھنے والا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا اور جنّت میں بڑے درجات پائے گا۔ دین و دُنیا کے تمام خطرات سے محفوظ رہے گا۔ حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دُرُود تمام دُرُودوں سے افضل ہے اس دُرُود کو بلا ناغہ پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دائمی نصیب ہوتی ہے۔

دُرُودِ برکات (شافعیؒ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَسَھٰی عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

(شفاء القلوب، ص ۲۳۸)

مندرجہ بالا دُرُود پاک برکات کا خزانہ ہے۔ اس کے پڑھنے والے کو ہر طرف سے برکات ہی برکات حاصل ہوتی ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دُرُود پاک کے پڑھنے کا حکم دیا۔ اور اسکے بہت فضائل بیان کئے ہیں۔ اس کے پڑھنے والے کو جنّت کے سارے دروازے کھلے ملیں گے۔ اس دُرُود پاک کے پڑھنے والا انسان ہر گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ نہایت فضیلت والا دُرُود پاک ہے۔ مختصر اور بڑی برکت والا ہے۔

جمعرات و جمعہ کو پڑھا جانے والا دُرُود

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْخَلَآئِقِ وَ اَفْضَلِ الْبَشَرِ وَشَفِیْعِ

الْاُمَّۃِ یَوْمَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمَاتِکَ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ط بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؀

(شفاء القلوب)

فضائل: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک بار یہ دُرُود پاک پڑھے گا اُسے حج اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرا بندہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرُود پڑھتا ہے مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! میں اسے ایک ایک حرف کے بدلے ثواب دوں گا۔ ایک ایک حرف کے بدلے اُسے جنّت میں ایک ایک محل دُوں گا۔ قیامت میں لوائے الحمد کے نیچے جگہ دوں گا۔ چودھویں کے چاند کی طرح روشن اس کا چہرہ ہوگا۔ اس کا ہاتھ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا۔

یہ دُرُود شریف جمعہ یا جمعرات کو ایک بار پڑھنے سے یہ سارے فضائل حاصل ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

فضائل دُرُودِ خمسہ

جو شخص یہ درود پڑھے گا اسے ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرے کا ثواب حاصل ہوگا۔ اگر ہر روز ایک ایک بار یہ دُرُود شریف پڑھے گا تو اُسے سات نعمتیں حاصل ہوں گی :۔

(۱) رزق میں برکت ہوگی۔ (۲) تمام کام آسان ہوں گے۔ (۳) نزع کے وقت کلمہ نصیب ہوگا۔ (۴) جان کنی کی سختی سے محفوظ ہوگا۔ (۵) قبر فراخ ہوگی۔ (۶) کسی کی محتاجی نہ ہوگی۔ (۷) مخلوقِ خدا اُس سے محبّت کرے گی۔

دُرودِ خمسہ یہ ہے :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَبْخَارِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ حُرُوْفِ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَالدَّعَوَاتِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ سَوَاكِنِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ اِلَى التَّهِيَّاتِ مِنَ الْمَوْجُوْدِ وَالْمَعْدُوْمِ اِلٰى اَبَدِ الْاٰبَادِ مِنْ اَزَلِهٖ وَاَوْسَطِ حَشْرِهٖ وَبَقَائِهٖ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دُرود پڑھنے والے کو چاہیئے کہ احادیثِ صحیحہ میں کیفیاتِ مخصوصہ جتنی آئی ہیں سب کو جمع کرکے پڑھے تاکہ تمام الفاظِ ماثورہ اور جملہ صیغہ ہائے دُرود کا ثواب حاصل ہو اور وہ مجموعہ یہ ہے : (شفاء القلوب)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط وَكَمَا يَلِيْقُ بِعِظَمِ شَرْعِهٖ وَكَمَالِهٖ وَرِضَاكَ عَنْهُ وَكَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَكْمَلَهَا وَاَتَمَّهَا كُلَّمَا ذَكَرَ الذّٰكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا ط كَذٰلِكَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ ۔

حدیث : خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ ۔
(بہترین آدمی وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے)

دُرودِ خضری

درود شریف نقشبندیہ مجدّدیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط

فضائل اِس دُرود شریف کے پڑھنے والے کی تربیت روحِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ہوتی ہے یا وہ زیرِ تربیت خضر علیہ السّلام دے دیا جاتا ہے۔ تمام سلاسل کے اولیاءِ عظام کا پسندیدہ دُرود شریف ہے۔ اسمِ اعظم کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ دُرود شریف خضری کے نام سے مشہور ہے۔

حدیث نبوی بروایت کعب بن عجُرہ رضی اللہ عنہ:

فقال الامام احمد فی مسندہ اِذَا صَلَّیْتُمْ فَسَلِّمُوْا عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۔ "جب تم صلوٰۃ بھیجو تو انبیاء و رُسل پر بھی سلام بھیجو"۔ (افضل الصلوٰۃ۔ تحفۃ الصلوٰۃ)

حدیث حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ ترجمہ: "آدمی اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے"۔

امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں یہ صحیح حدیث نقل کی ہے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے: رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰہِ۔ ترجمہ: "اصل دانائی اللہ تعالیٰ کا خوف ہے"۔
اَلصَّمْتُ حِكْمَةٌ وَّقَلِیْلٌ فَاعِلٌ۔ ترجمہ: "خاموشی دانائی ہے اور اس پر

عمل کرنے والا کم ہی کوئی ہوتا ہے"۔
اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ۔ ترجمہ: "صبر نصف ایمان ہے"۔

وَاَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ صَلٰوتِكَ شَیْءٌ وَّسَلِّمْ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ سَلَامِكَ شَیْءٌ وَّبَارِكْ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ بَرَكَاتِكَ شَیْءٌ۔

فضائل "تحفۃ الحبیب فیما زاد علی الترغیب والترھیب" میں بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا۔ لوگوں نے اُس پر اونٹ چوری کرنے کی شہادت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ وہ شخص اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ صَلٰوتِكَ شَیْءٌ پڑھتا ہوا پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ اتنے میں اونٹ بول اٹھا اور کہنے لگا "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ میرے چُرانے سے بَری ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کوئی ہے جو اُس شخص کو میرے پاس لائے۔ لوگ اُسے لے آئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے فلاں ابھی تُو نے کیا کہا تھا؟ اُس نے حال بیان کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا اِسی وجہ سے میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ مدینہ کے کوچے پھاڑتے ہوئے چلے آتے تھے۔ یہاں تک کہ تیرے اور میرے درمیان حائل ہو

گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پُلصراط پر اس طرح وارد ہوگا کہ تیرا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن ہوگا۔" "القول البدیع" میں یہ واقعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ (نزہتہ المجالس جلد ۲)

صلوٰۃ دفع مصائب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ)

ایوب السختیانی سے مروی ہے فرماتے ہیں: بَلَغَنِیْ اَنَّ مَلَکًا مُوَکَّلٌ بِکُلِّ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی یُبَلِّغَہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ترجمہ: "مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر درود پڑھنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو اِس شخص کا درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے۔"

طبرانی کے الفاظ یہ ہیں:
مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلّٰی عَلَیْہِ مَلَکٌ یُّبَلِّغُھَا۔ ترجمہ: "جس نے مجھ پر درود بھیجا اس پر وہ فرشتہ درود بھیجتا ہے جو مجھے اُس کا درود پہنچاتا ہے۔" (القول البدیع)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِبَادَۃٌ۔
اسے النمیری نے اپنی ترغیب میں اور نمیری اور ابن بشکوال نے

روایت کیا ہے۔

حدیث پاک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، لَیْسَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَوْ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ اِلَّا یُبَلِّغُہٗ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ فُلَانٌ وَّیُسَلِّمُ عَلَیْکَ فُلَانٌ۔ (ترجمہ) "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا کوئی فرد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود یا سلام بھیجتا ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے کہ فلاں آپ پر درود پڑھ رہا ہے اور فلاں سلام عرض کر رہا ہے۔" (القول البدیع، ص ۲۷۲)

ابن شہاب الزہری سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِی اللَّیْلَۃِ الْغَرَّآءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْھَرِ فَاِنَّھُمَا یُؤَدِّیَانِ عَنْکُمْ وَ اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَاْکُلُ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ وَکُلُّ ابْنِ اٰدَمَ یَاْکُلُہُ التُّرَابُ اِلَّا عُجُبَ الذَّنَبِ۔

"مجھ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو۔ یہ دونوں تمہاری طرف سے مجھے پہنچائے جاتے ہیں اور زمین انبیاء کے جسموں کو نہیں کھاتی ہر ابن آدم کو مٹی کھا جاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّھَا تُعْرَضُ عَلَیَّ۔ (القول البدیع) "جمعہ کو کثرت سے مجھ پر درود پڑھو، مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

درودِ زیارت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ بِعَدَدِ نِعَمِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ وَ اَفْضَالِهٖ ۔

جمعرات (جمعہ کی رات) سوتے وقت باوضو اور حضورِ قلب سے پڑھا جائے (کم سے کم ایک ہزار بار)۔ اس کے بعد دس بار یہ وظیفہ پڑھے: یَا مُحْسِنُ یَا مُجْمِلُ اَرِنِیْ وَجْهَ نَبِیِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ط
پھر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِنَا مُحَمَّدُ ۔ لاتعداد پڑھتا پڑھتا سو جائے انشاء اللہ زیارتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب ہوگا۔ مجرب ہے تجربہ کرکے دیکھ لیں۔

صلوٰۃ العالی قدری

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِى الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ۔

فضائل: حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص اس درود شریف کو ہمیشگی کے ساتھ ہر جمعہ کی رات کو خواہ ایک بار ہی پڑھنا لازم کرلے اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے لحد میں رکھیں گے۔

بعض مشائخ نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذاتِ اقدس پر ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھا کرتے تھے۔ ہر نماز کے بعد تین بار پڑھنا چاہیے۔ درود یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِى بِقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ بِقَدْرِ عَظَمَةِ ذَاتِكَ ۔ (افضل الصلوٰۃ)

بعض عارفین نے کہا ہے کہ موت کے وقت اُس کی رُوح کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح متمثّل ہوگی اور قبر میں داخل ہوتے وقت بھی۔

صلوٰۃ العالی

شیخ عثمان دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ کے ساتھ یہ درود پڑھتے تھے کہ اس میں دُعا و استغفار ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِى الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَاَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ وَاللُّطْفِ بِىْ فِيْمَا جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيْرِ

وَاغْفِرْلِیْ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَارْحَمْنِیْ وَاِیَّاهُمْ بِرَحْمَتِكَ الْوَاسِعَةِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یَاكَرِیْمُ یَارَحِیْمُ ○ (افضل الصّلوات)

انتباہ: حقّہ، سگریٹ پیتے وقت یا حُقّہ پینے کے بعد دُرُود پاک پڑھنا منع ہے۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ مسواک کے بغیر حُقّہ نوش کو مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔ غفلت، کاہلی، سُستی یا کچّا پیاز اور لہسن وغیرہ کھا کر دُرود پاک نہیں پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ مُنہ کی بدبو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے محروم کر دیتی ہے۔ قبلہ رُو بیٹھیں۔ خوشبو لگائیں اور چاہت ومحبت کے ساتھ دُرود پاک پڑھیں اور اچھے صیغے کا دُرود پاک پڑھیں کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔

دُرودِ ازواجُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ ○

(افضل الصلوات)

ابن بشکوال نے ابوالمطرف عبدالرحمن بن عیسیٰ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ خَمْسِیْنَ مَرَّةً صَافَحْتُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

"جو دن میں پچاس بار مجھ پر دُرود پڑھے گا قیامت کے روز میں اُس سے مصافحہ کروں گا۔" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَمْسِیْنَ مَرَّةً وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ

دُرودِ ابراہیمی علیہ السلام

یہ دُرود شریف عطیّہ خداوندی ہے۔ سب سے افضل ہونے کی بنا پر نماز کے لئے مخصوص ہے۔ نماز کے علاوہ اِس دُرود شریف کو پڑھنا اللہ جلّ جلالہ کی خوشنودی، رحمت اور شافعِ محشر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ

وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

حدیثِ نبوی بروایت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فقال الامام احمد فی سندہٖ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَسَلِّمُوْا عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ "جب تم صلوٰۃ بھیجو تو انبیاء و رُسل پر بھی سلام بھیجو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ اِذْ نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلٰوتِنَا. تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُرود شریف ابراہیمی ارشاد فرمایا۔
(خزینۂ درود/تحفۃ الصلوٰۃ)

صلوٰۃ الجمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّ اَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَيْتَهٗ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

فوائد: حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دُرود شریف کو "احیاء العلوم" میں ذکر کیا ہے۔ اور جمعہ کے روز اس کو سات مرتبہ پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ اور بعض صالحین سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے ہر جمعہ کو سات بار مسلسل سات جمعوں تک اس درود شریف کو پڑھا تو اس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت واجب ہو گئی۔ (القول البدیع)

حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○ "جو شخص ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا تو وہ (اس کا بدلہ) دیکھے گا۔ اور جو شخص ایک ذرہ برابر برائی کرے گا تو وہ بھی (اس کا بدلہ) دیکھے گا"۔ یہ سُن کر اعرابی نے کہا "بس بس! یہ میرے لئے کافی ہے"۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ آدمی سمجھ گیا ہے"۔ (عوارف المعارف)

دُرود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ ۔ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

يَغْبِطُهُ فِيهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ(عَلٰى) اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ

(كتاب الشفاء) (القول البديع)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کرتے تھے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرو تو آپ پر بہت اچھا درود اور اچھے الفاظ سے بھیجا کرو۔ کہ تم نہیں جانتے، کہ شاید یہ درُود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا جائے گا۔

درُود کے ایصالِ ثواب کی برکت

اَلصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ تُدْرِكُ الرَّجُلَ وَوُلْدَهٗ وَوُلْدَ وُلْدِهٖ۔ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود پڑھنے والے کو، اُس کی اولاد اور اُس کے پوتوں کو ثواب پہنچے گا۔“ (القول البدیع)

ھدیہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ”آپس میں ہدیہ (تحفہ) بھیجا کرو، محبّت پیدا ہوگی۔ یہ محبّت بڑھاتا ہے اور فرمایا کہ ہدیہ خدا کی روزی ہے جو اسے قبول کرتا ہے وہ خدا کی طرف سے قبول کرتا ہے اور جو اُسے پھیر دیتا ہے وہ خدا ہی کو پھیر دیتا ہے۔ فرمایا، تمہارے ہمنشین ہدیہ کے شریک ہیں۔“

درُودِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ الدَّاعِيْ اِلَيْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

یہ درُود شریف سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس کو شفاء شریف میں ذکر کیا گیا ہے اور اُس نماز میں یہ درُود شریف پڑھا گیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھی ہے۔ (جذب القلوب)

○ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار (١٠٠٠) مرتبہ اس درُود شریف کو پڑھے جب تک اپنی نشست بہشت میں نہ دیکھ لے گا دنیا سے خالی نہیں اٹھایا جائے گا۔ ہر جمعہ پابندی اور مکمل طہارت

ساتھ رُوبقبلہ محبّت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصوّر کر کے پڑھے زیادہ فائدہ ہوگا۔ درُود یہ ہے ؛

• اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ ○ (جذب القلوب)

درُودِ غوثیہ

• اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَ الْحِكَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ ○ (جذب القلوب ۲۸۶)

یہ درُود قادریّہ سِلسلہ میں بہت مشہور ہے اور بہت فضیلت والا ہے اولیائے عظام کا معمُول رہا ہے۔

• اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى ○

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مُستطاب "جذب القلوب" میں رقمطراز ہیں : کہ اِس درُودِ پاک کی کثرت سے زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نصیب ہوتی ہے۔

• جذب القلوب میں لکھا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص دو ہفتہ ہر روز سات بار یہ درُود شریف پڑھے میری شفاعت اُس کے لئے واجب ہے۔ درُود شریف یہ ہے :۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَنَا رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَ اجْزِهٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ○

• یہ درُود شریف میں نے (مصنّف) "سعادتِ دارین" جلد دوم سے لیا ہے۔ علّامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ درُود شریف میں نے کتاب "تقریب الوسیلہ لِلطّالبین فی الصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد الاوّلین والآخرین" کے شروع میں لکھا دیکھا ہے۔ (یہ بزرگ شیخ حنفی اور مصطفےٰ البکری رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد تھے۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ درُود پاک دس بار صبح وشام پڑھے، دین میں ترقی ہو اور رزق میں برکت ہو گی انشاء اللہ۔ :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ وَجَرٰى بِهٖ قَلَمُكَ وَ نَفَذَ بِهٖ

حُكْمُكَ اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ بِيَدِهٖ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَنْ يَّقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنَ اَسْئَلُكَ
اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعَافِيَنِيْ مِنَ الدَّيْنِ
وَتُغْنِيَنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاَنْ تَرْزُقَنِيْ رِزْقًا حَلَالًا
وَّاسِعًا مُّبَارَكًا فِيْهِ وَصَلِّ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ ○ دس بار روزانہ' روزی میں برکت
اور دین میں ترقی ہوگی۔ (سعادتِ دارین، ص: ۳۰۷)

● یہ درود شریف امام ابوعبداللہ جلال الدین محمد بن علی المحلی الشافعی الرّفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ تائیہ مصنّفہ امام بہاء الدین سبکی کی اپنی شرح کے آخر میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ایک رات میں ذکر کرتے سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک بلند مکان پر کھڑا ہوں۔ میں نے اُس کی کھڑکی سے دیکھا تو ایک شخص دوڑتا ہوا نظر آیا۔ وہ مکان کے نیچے آکر کھڑا ہو گیا۔ اُس کا سفید لباس تھا۔ اُس کے سر پر ایک خوبصورت فانوس تھا۔ میں نے اُس شخص سے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں؟ اُس نے کہا "مجھے یہ دُرود شریف چاہیئے جسے تم پڑھ رہے ہو۔ میں اُسے لے کر واپس اپنے محل چلا جاؤں گا" تو دیکھا کہ میری زبان پر یہ دُرود شریف جاری ہے۔ اِس کو ہمارے بہت سے بزرگوں نے نقل کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ہم نے اس دُرود کی بہت برکات دیکھی ہیں۔ دُرود یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّسَلَامٍ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ

الْاُمِّيِّ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهِمْ وَ
صَحْبِهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَسَآئِرِ الصَّالِحِيْنَ عَدَدَ
مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ
وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا
دَآئِمَيْنِ بِدَوَامِكَ بَاقِيَيْنِ بِبَقَآئِكَ لَا مُنْتَهٰى
لَهُمَا دُوْنَ عِلْمِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

پریشانی، کرب، مُصیبت یا بیماری کے لئے

تازہ وضو کر کے آدھی رات کو دو نفل پڑھ کر یہ دُرود ایک ہزار بار پڑھے مصیبت دُور ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
صَلٰوةً تَحُلُّ بِهَا عُقْدَتِيْ وَتُفَرِّجُ بِهَا كُرْبَتِيْ وَتُنْقِذُنِيْ
بِهَا مِنْ وَّحْلَتِيْ وَتُقِيْلُ بِهَا عَثْرَتِيْ وَتَقْضِيْ بِهَا حَاجَتِيْ۔
(مجرّبات دیربی)

درود شریف کا اثر پوتے تک پہنچتا ہے

● حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجنا اُس شخص کو، اُس کے بیٹے کو اور اُس کے پوتے کو اپنے دامن میں لے لیتا ہے۔ اس کو ابنِ بشکوال نے روایت کیا ہے۔
(سعادتِ دارین)

"فتح المُبین فی مدحِ شفیعِ المُذنبین" جس کے مصنّف عبدالعزیز بن

علی مکی الزمزمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۶۳ھ ہیں۔ مصنّف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سیّد السّادات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا تمام اوقات میں نہایت اہم ہے اُس شخص کے لئے جو زمین وآسمان کے مالک کا قُرب چاہے اور بے شک وہ فتوحات واسرار حاصل کرے گا اور اُس کی باطنی کدُورتیں دُھل جائیں گی اور اُس کی تاکید کرنی چاہیئے ابتدائی طالبوں کو، ارادت مندوں کو اور انتہائی راہ نوردوں کو۔ اور اُس کی احتیاج میں طالب، سالک، مُرید اور صاحبِ قُرب سب برابر ہیں۔

پس یہ طالب کی تربیت کرتا ہے اور عارف کو فنا کے بعد بقا بخشتا ہے اور چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ طالب کی راہِ سلوک میں مدد کرتا ہے۔ اور اگر چاہو تو یُوں بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ (دُرود شریف) ہر طالب کی قوّت میں اضافہ کرتا ہے۔ مرید کو باکرامت کرتا ہے۔ طالب کو اٹھاتا اور مُرید کو کامل کرتا ہے۔ طالب کے دل میں اعمالِ صالحہ کی محبّت ڈالتا ہے۔ طالب کے لئے راہیں کھولتا ہے اور مُرید پر فیضانِ نور کرتا ہے۔ اور اس سے طالب کے انوار بڑھتے ہیں اور مُرید اس سے نرم خُو ہوجاتا ہے اور اگر چاہو تو یُوں بھی کہہ سکتے ہو کہ طالب کو نیند کی حالت میں شوق عطا کرتا ہے۔ مُرید کو ملکوتِ غیب پر مطلع کرتا ہے۔ مرید کو ملاقات کی دعوت دیتا ہے اور عارف کو مزید پختگی عطا کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

ذکرِ الٰہی عزّوجلّ (احیاء العلوم جلد اوّل)

کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے پوچھا کہ اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ ایسے حال میں مرو کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو اور فرمایا صبح اور شام خدا تعالیٰ کے ذکر سے زبان تر ہو تاکہ صبح اور شام کو ایسے ہو جاؤ کہ تمہارے اُوپر کوئی خطا نہ رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غافلوں کے بیچ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا سُوکھے اور ٹوٹے ہوئے درختوں کے درمیان سبز درخت ہوتا ہے۔ اور فرمایا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے" کہ مَیں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک کہ وہ مجھ کو یاد کرے اور میری یاد میں اُس کے ہونٹ ہلتے رہیں۔ اور فرمایا کہ آدمی کا کوئی عمل عذاب الٰہی سے بچانے والا اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے۔

اور فرمایا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سات اشخاص ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا اُس روز کہ بجز اُس کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اُن میں ایک وہ شخص ہے جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اُس کے خوف سے رویا ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے روک دے گا میں اُس کو وہ چیز دُوں گا کہ جو کچھ مانگنے والوں کو دیتا ہوں، اُس سے بہتر ہو۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنّت کے لوگ کسی چیز پر حسرت نہ کریں گے بجز اُس ساعت کے جو اُن پر آئی ہو اور اُنھوں نے اُس میں خدا کا ذکر نہ کیا ہو۔ اسی لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس کو یہ پسند ہو کہ جنّت کے گلزاروں میں چَرے اُسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر ذکر

الٰہی کرتے ہیں تو اُن کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور
اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے پاس کے لوگوں یعنی ملاء اعلیٰ (فرشتوں میں)
کرتے ہیں۔

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ طہارت نصف ایمان ہے اور الحمدُ للہ کہنا میزان بھر دیتا
ہے اور سُبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتے
ہیں اور نماز نُور ہے اور خیرات کرنا بُرہان ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن
تیرے نفع یا نقصان کے لئے حُجّت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری اور اللہ تعالیٰ کے
نزدیک پیارے ہیں وہ یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ
الْعَظِیْمِ ط

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا کلام
محبوب تر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کلام اُس نے اپنے
فرشتوں کے لئے چُن رکھا ہے۔ یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ
اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے ان کلمات کو چھانٹ
لیا ہے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط

پس جب بندہ کہتا ہے سُبْحَانَ اللّٰہ تو اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی
جاتی ہیں اور بیس برائیاں اُس سے دُور کی جاتی ہیں اور جب الْحَمْدُ لِلّٰہ

کہتا ہے تب بھی اسی طرح ہوتا ہے اور آخر تک کلمات کو ذکر فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلّم نے فرمایا جو کوئی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہے اُس کے لئے جنت
میں ایک درخت لگایا جائے گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط جنت کے خزانوں
میں سے ایک خزانہ ہے۔

مسئلہ: عُمر بھر میں ایک بار دُرود شریف پڑھنا فرض ہے بوجہ حکم یٰاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○ جو شعبان ۲ھ میں آیت
نازل ہوئی: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ تا وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

درود بخشش

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

دلائل الخیرات کی شروحات میں موجود ہے کہ حضرت الاستاذ ابوبکر محمد
جبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی
ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کہا:
"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ" وہ کھڑا تھا تو بیٹھنے
سے پہلے بخش دیا جائے گا اور بیٹھا تھا تو کھڑا ہونے سے پہلے بخش
دیا جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ اَطْیَبِ الطَّیِّبِیْنَ اَطْھَرِ الطَّاھِرِیْنَ
اَکْرَمِ الْاَکْرَمِیْنَ اَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ
الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ۔

درود البدیریؒ

• اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الرَّسُوْلِ الْكَامِلِ الرَّحْمَةِ الشَّامِلِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰهِ بِدَوَامِ اللّٰهِ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ يَا رَبَّنَا رِضًا وَلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَسْئَلُكَ بِهٖ مِنَ الرَّفِيْقِ اَحْسَنَهٗ وَمِنَ الطَّرِيْقِ اَسْهَلَهٗ وَمِنَ الْعِلْمِ اَنْفَعَهٗ وَمِنَ الْعَمَلِ اَصْلَحَهٗ وَمِنَ الْمَكَانِ اَفْسَحَهٗ وَمِنَ الْعَيْشِ اَرْغَدَهٗ وَمِنَ الرِّزْقِ اَطْيَبَهٗ وَاَوْسَعَهٗ ○

محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "افضل الصلوٰۃ" میں فرمایا کہ یہ (مندرجہ بالا) درود مجھے ایک مجموعہ سے دستیاب ہوا ہے جو استاد علامہ عارف باللہ شیخ محمد البدیری الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ ابن المیت کے نام سے مشہور ہیں) کی طرف منسوب ہے اس میں انہوں نے فرمایا کہ اس دُرود پر قائم رہنے والے کے لئے خواہ دن میں سات مرتبہ ہی پڑھے میں اللہ تعالیٰ سے اُس کے سعادت دارین اور رفع درجات کی امید رکھتا ہوں۔ اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے۔ (افضل الصلوٰۃ: ۳۹۸)

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ○ (ابن حبان)۔

ترجمہ: اے اللہ دُرود بھیج تو اپنے بندے حضرت محمد ﷺ اور اپنے رسول پر اور دُرود بھیج دے تو مومن بندوں اور عورتوں پر مسلمان بندوں اور مسلمان عورتوں پر۔

• آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کہا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ○

میں قیامت میں اُس کی گواہی دوں گا اور اُس کی شفاعت کروں گا۔" اِس کو بخاری نے ادب المفرد میں اور طبر اور عقیلی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ یہ حدیث حسن ہے اِس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔

• جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر بات چیت سے پہلے مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ دُرود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی سو (۱۰۰) حاجتیں پوری فرمائے گا۔ اُن میں سے تیس (۳۰) تو جلد پوری ہوں گی اور ستر (۷۰) آخرت کے لئے ذخیرہ ہوں گی۔

اور اسی طرح نمازِ مغرب کے بعد بات چیت سے پہلے سو (۱۰۰) بار پڑھے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ پر درُود کس طرح پڑھا کریں؟ فرمایا إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَعُدَّ مِائَةً

"اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو (۱۰۰) مرتبہ تک درُود بھیج۔"

جو لکھنے میں (کسی تحریر میں) مجھ پر درُود بھیجے، فرشتے برابر اس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک اُس تحریر میں میرا نام لیا جاتا ہے۔ (ایک روایت میں ہے فرشتے برابر اُس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں)۔

جس نے مجھ سے کوئی علمی بات لکھی اور اس کے ہمراہ مجھ پر درُود بھی لکھ دیا اُس کو اُس وقت تک اجر ملتا رہتا ہے جب تک وہ تحریر پڑھی جاتی رہے۔ اس کو دار قطنی وغیرہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اے علی! مجھ سے دو خصلتیں یاد کر لو جنہیں جبرائیل علیہ السلام میرے پاس لائے ہیں۔ سحری کے وقت مجھ پر کثرت سے درُود شریف بھیجو اور مغرب کے وقت استغفار کرو۔ درُود مجھ پر اور استغفار میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے۔ بے شک سحری اور مغرب کے اوقات اللہ کے گواہوں کے مخلوق خدا پر حاضر ہونے کے اوقات ہیں۔ اس کو ابنِ بشکوال نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جس شخص کو کوئی فضائل اعمال کی روایت پہنچے۔ اُسے اُس پر چاہیے ایک ہی مرتبہ ہو عمل کرنا چاہیئے تاکہ اُس فضیلت کا مستحق ہو جائے۔ بالکل ہی ترک نہ کرے۔ بآسانی جتنا ہو سکے عمل کرے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متفق علیہ فرمان ہے جس چیز کا تمہیں حکم دُوں جہاں تک ہو سکے اُس پر عمل کر لو۔

حافظ سخاوی نے ایک مقام پر حسن بن عرفہ سے اُن کی سند کے ساتھ

ابو سلمہ جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی شئے پہنچی جس میں فضیلت تھی اُس نے اس اُمید پر اسے قبول کیا کہ ثواب ملے گا تو اللہ تعالیٰ اجر دے گا اگرچہ فی الواقع وہ ایسا نہ بھی ہو۔

جان لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بھی اُمتی نیک کام کرے اُس کے ثواب میں کمی کئے بغیر آپ[1] کو اِس کام کا اجر ملے گا۔ اس میں اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس کی ابتدا کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ ثواب پیش کرنے کی نیّت کرے۔

[1] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علّامہ قسطلانی نے "مواہب للدنیہ" میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: "کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی نیک کام کرے اس میں اصل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔"

کتاب "تحقیق النصرۃ" میں مصنّف نے فرمایا:

"اہل ایمان کی تمام نیکیاں اور اعمال صالحہ ہمارے نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور اُن کے اجر و ثواب میں اس قدر اضافہ کیا جاتا ہے جس کا اندازہ صرف اللہ ربّ العزّت ہی جانتا ہے۔ کیونکہ قیامت تک جو ہدایت پاتا اور عمل صالح کرتا رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور اُس کے شیخ کو بھی ثواب ملتا رہے گا جس نے اُسے نیک کام پہ لگایا اور شیخ کے شیخ کو ثواب دُگنا ملے گا۔ علیٰ ہذا القیاس یہ سلسلہ ابد الآباد تک چلتا رہے گا جیسا کہ بعض محقّقین نے فرمایا ہے۔ جُوں جُوں ایک اُمّتی بڑھتا جائے گا آپ کا پہلا اجر دوگنا ہو جائے گا۔

خدا اجرِ جزیل عطا کرے سیّدی علی وفا کو جنہوں نے فرمایا ہے ؎

فَلَا حُسْنَ اِلَّا مِنْ مَّحَاسِنِ حُسْنِهٖ ——— وَلَا مُحْسِنٌ اِلَّا لَهٗ حَسَنَاتِهٖ

"جہاں کہیں حُسن پایا جاتا ہے وہ آپ ہی کے حُسن کا پَرتو ہے۔ اور
نیکی کرنے والا کوئی بھی ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کی نیکیاں ملیں گی"
(سعادتِ دارین، جلد اوّل)

ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان: ترجمہ
"جس نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن عمل نہیں کیا اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اُس کی ایک
کامل نیکی لکھ دے گا۔ اور اگر نیکی کا ارادہ کیا اور اُس پر عمل بھی کیا تو اللہ
تعالیٰ اُس کے عوض دس سے لیکر سات سو (۷۰۰) تک (حسبِ خلوص)
دوچند بڑھائے گا۔ دوچند بڑھنے کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی مشیّت پر موقوف
ہے۔ (سعادتِ دارین)

حضرت علّامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف
سعادتِ دارین حصّہ دوم میں فرماتے ہیں کہ صحیح احادیث جو ہم تک نبی
صادق و مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے پہنچی ہیں اُن میں یہ
بھی ہے کہ جس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہزار (۱۰۰۰) بار درود
بھیجا اللہ تعالیٰ نے اُس کا جسم آگ پر حرام کر دیا۔

جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، نہ تو اللہ کا ذکر اُس میں کریں اور نہ اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن پر قیامت
کے دن سخت حسرت ہوگی چاہے تو انہیں عذاب دے چاہے معاف کر دے۔
اس کو امام احمد وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جو شخص اپنے بستر پر آئے اور سورۃ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔
(سورۂ مُلک) پوری پڑھے۔ پھر یوں کہے:
" اے اللہ! حِل اور حرام کے رب! حرمت والے شہر کے مالک!
رُکن کے رب! مقام کے رب! مشعرِ حرام کے مالک! ہر آیت کے صدقے
جسے تُو نے ماہِ رمضان میں نازل فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحِ اقدس

پر یہ ہدیہ وسلام پہنچا۔ چار مرتبہ یہی کہے۔ اللہ تعالیٰ دو فرشتے مقرر فرما دیتا ہے
جو حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں
حضور! فلاں ابن فلاں آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت پیش کرتا ہے۔ میں
جواب میں کہتا ہوں۔ میری طرف سے فلاں ابن فلاں پر سلام اور اللہ تعالیٰ
کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔" (سعادت، اوّل: ص ۲۳۴)

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں الضیائی نے المختارہ میں ابوقرصافہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (یہ بزرگ صحابی ہیں)

جس نے ارواح میں سے رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجسام میں
سے جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قبور میں سے قبرِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
پر درود بھیجا، مجھے خواب میں دیکھے گا۔ اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے
قیامت کے دن دیکھے گا اور جس نے مجھے قیامت کے دن دیکھا میں اُس کی
شفاعت کروں گا اور جس کی میں نے شفاعت کر دی وہ میرے حوض سے
پئے گا اور اللہ نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی۔ (سعادت دارین: ۲۳۷)

محبّتِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبّت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے: اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔
"یہ (غیب کی خبریں دینے والے) نبی مسلمانوں سے اُن کی جانوں سے
قریب تر ہیں۔" اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ
مِنْ نَّفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ۔
ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔

جب تک کہ میں اُس کے نزدیک (اُس کے نفس (جان)، مال اور اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں ۔"

اگر تم اپنے تمام وجود میں یہ محبت اور اُس کی یہ صفت محسوس نہیں کرتے تو جان لیجئے تمہارا ایمان ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ سے استغفار کیجئے اور اُس کے حضور گڑگڑائیے۔ اور اپنے گناہوں کی معافی مانگئے۔ اس میں جلدی کیجئے اور نبی علیہ السلام کے دائمی ذکر کا شوق مانگئے۔ آپ کا ادب مانگئے۔ جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور قیامت کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیرِ سایہ پناہ نصیب ہو۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ۔ "آدمی جس سے محبت کرتا ہے قیامت میں اُسی کے ساتھ ہوگا۔" اللہ کریم سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں بھی قیامت کے دن سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زیرِ سایہ پناہ نصیب فرمائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت اور آپ کا قرب اور دیدار نصیب ہو۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین وبحق طٰہٰ ویٰسٓ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

ہر وقت بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں

حضرت شیخ نورالدین الشونی رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت اور ہر جگہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں رہتے تھے۔ کیونکہ یہ لازمی طور پر صبح و شام رات کے لمحات اور دن کے کناروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا کرتے تھے۔ اس طرح کہ انہوں نے اسے اپنا وِرد و وظیفہ بنایا ہوا تھا۔ اسی راہ چلتے تھے کہ خورد و نوش کی فکر ہوئی نہ سجادہ کی تلقین کی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ۔

امام بخاری و مسلم اور ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب

میں دیکھا وہ عنقریب مجھے حالتِ بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔

ایسی ہی روایت طبرانی نے مالک بن عبداللہ الخثعمی اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ اس حدیث میں یہ خوشخبری ہے کہ آپ کا جو اُمتی حالتِ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا وہ لازمی طور پر بیداری میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوگا۔ اگرچہ مرنے سے پہلے ہی کیوں نہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (سعادت، ۲: ۵۰۹)

یہ بھی ثابت ہے کہ اہل ایمان کی ارواح کو اجازت ہے کہ وہ جنت اور آسمانوں میں چریں سیر کریں اور بسا اوقات اپنی قبروں میں اپنے جسموں کی زیارت کے لئے آتی ہیں اور آسمان دُنیا سے اپنی قبروں کے بالکل قریب ہو جاتی ہیں اور مسلمان اپنے زیارت کرنے والے اور سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے۔ اور یہ پہچان جمعہ کے دن سے لیکر ہفتہ کی صبح تک بڑھتی رہتی ہے۔ اس لئے میت کو جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن ایصالِ ثواب کا زیادہ فائدہ ہے۔

محبتِ الٰہی کیلئے

: (۱) کثرت سے نوافل (۲) کثرت سے صدقہ۔ (۳) کثرت سے استغفار (۴) قلب میں ہر ایک کی خیر خواہی سوچ (۵) اور زبان کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھ تاکہ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ پر عمل ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر بے حد حساب ہے۔ مثلاً لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کا مُلک اُسی کی تعریف۔ وہی زندہ کرے اور وہی مارے، اُسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔"

جب یہ ثنا یہ کلمے بازار کے شور وغل میں بلند کئے جائیں تو لاکھ
نیکیاں ملیں، لاکھوں گناہ نیست ونابود ہوں اور قائل کے لئے جنت
میں گھر بنے جیسا کہ روایت میں وارد ہے۔ پس جب کسی انسان کے نامۂ اعمال
میں بڑی نیکیاں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ چھوٹی بڑی سب کی گرانقدر جزا دے گا
جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے:

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ "اور ہم
ضرور اُن کو اُن کے عمل کا بہترین اجر دیں گے۔"

ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت
نازل ہوئی:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ
أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ الآية۔

"اُن لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کریں ایک دانہ
کی سی ہے جس نے سات بالیں اُگائیں"

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یا اللہ! میری اُمت کو اور زیادہ عطا
فرما" تو یہ آیت نازل ہوئی:

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا
كَثِيرَةً ۝ "کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے، پھر وہ اس کے لئے اور زیادہ
بڑھا دے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "الٰہی میری امت کو
اور زیادہ عطا فرما" تو یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

"عزم وہمت والوں کو اُن کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔"

امام احمد نے یہ روایت نقل فرمائی کہ "بے شک اللہ تعالیٰ ایک نیکی
کو دو لاکھ نیکیوں تک بڑھا دے گا۔" پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت

تلاوت فرمائی، "وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ
لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ " اگر ایک نیکی ہوئی تو اللہ تعالیٰ اُسے
دوچند کر دے گا اور اپنے پاس سے اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔"

ترمذی شریف میں ہے مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي
وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

"جو آدمی بازار میں داخل ہو اور کہے" کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا جو ایک
ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کا مُلک ہے اور اُسی کی تعریف، وہ زندہ
کرتا ہے اور مارتا ہے اُسی کے ہاتھ میں بہتری ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

كَتَبَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ
سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ۔

"اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دس لاکھ نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اتنے ہی گناہ
مٹا دیتا ہے اور اسی قدر درجے بڑھا دیتا ہے۔" سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

مصنف "سعادت دارین" نے لکھا ہے کہ امام غزالی کی "احیاء العلوم"
کے ایک مقالہ کی شرح میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا جانے
والا درود اس لئے بڑھتا ہے کہ درود شریف برائے خود ایک نیکی نہیں بلکہ کئی نیکیوں
کا مجموعہ ہے۔ کیونکہ:

(۱) پہلے تو اس سے ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔ (۲) پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (۳) پھر آپ کی تعظیم کی تجدید ہوتی (۴) پھر آپ
کے لئے عزت وعظمت طلب کرنے سے تجدید عنایت ہوتی ہے (۵) پھر یوم
قیامت پر ایمان کی تجدید اور کئی قسم کی کرامات (۶) پھر اللہ کے ذکر کی تجدید
ہوتی ہے اور نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے (۷) پھر
آپ کی آل کے ذکر کی تجدید ہوتی ہے کیونکہ آل کی نسبت بھی آپ ہی

کی طرف ہے ۔ (۸) ان سے اظہارِ محبّت کی تجدید ہوتی ہے جبکہ خود حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بجُز اس کے کسی چیز کا اپنی اُمّت سے سوال نہیں
کیا کہ آپ کے اہلِ قرابت سے محبّت کی جائے ۔ (اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی)
(۹) پھر اس میں دورانِ دُعا عاجزی و گڑگڑانا ہے اور دُعا عبادت کا مغز
ہے ۔ (۱۰) پھر اس میں تجدیدِ اعتراف ہے کہ تمام اختیارات اللہ کیلئے
ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایں ہمہ جلالتِ قدر و مرتبہ، رحمتِ
خداوندی کے محتاج ہیں ۔

پس یہ دس نیکیاں اُن کے ماسوا ہیں جن کا شریعت نے ذکر کیا ہے
مثلاً یہ کہ ایک نیکی دس (۱۰) کے برابر ہے اور بُرائی ایک کی ایک ہی رہیگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو دو خدا کے بندے
اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبّت کریں، بوقتِ ملاقات مصافحہ کریں اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجیں، جُدا ہوتے سے پہلے
اُن کی مغفرت ہو جاتی ہے ۔ اور اُن کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے
ہیں اس کو حسن بن سفیان نے اور یعلی موصلی نے اپنی اپنی مسند میں روایت
کیا ہے ۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے " جو شخص نمازِ فجر کے بعد کلام کرنے
سے پہلے مجھ پر سَو (۱۰۰) مرتبہ درود بھیجے اور اسی طرح نمازِ مغرب کے بعد
دنیاوی کلام کرنے سے پہلے سَو مرتبہ درود بھیجے ۔

اور اُن میں سے ایک یہ جب تہجّد کی نماز کے لئے بیدار ہو تو درود اور
سلام پڑھے ۔

● حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ دو
آدمیوں پر ہنستا ہے ۔ (جیسے اُس کی شان کے لائق ہے) ایک وہ جو گھوڑے
پر سوار ہو کر اپنے ہمراہی سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابل آیا وہ سب شکست

کھا کر بھاگ نکلے اور وہ ثابت قدم رہا ۔ پھر اگر قتل ہوا تو شہید ہوا اور اگر بچ گیا
تو بھی وہ انداز ہے جس پر اللہ تعالیٰ ہنستا ہے (جیسے اُس کی شان کے لائق
ہے) دوسرا وہ شخص جو آدھی رات جب کسی کو معلوم تک نہیں ہوتا، اُٹھا اور
اچھی طرح وضو کیا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی ۔ (نماز پڑھی) اور نبی علیہ السلام پر
درود وسلام پڑھا اور قرآن کریم کھولا (پڑھا) ۔ یہ ہے سبب اللہ تعالیٰ کے
ہنسنے کا) فرماتا ہے دیکھو ! میرا بندہ کھڑا ہے ۔ میرے سوا اسے کوئی نہیں دیکھ
رہا ۔ (اس کو نسائی نے سنن کبریٰ میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے ۔)

" عوارف المعارف " میں باب تقسیم اللیل میں فرمایا: تہجّد کی نماز
پڑھنے والا ہر دو رکعت کے بعد تھوڑا سا بیٹھ کر تسبیح و استغفار پڑھے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجے، اس سے آرام و قیام
کی طاقت حاصل ہو گی ۔

روایت ہے جس کو حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے عون بن ابی
جحفہ سے نقل کیا ہے ۔ کہا کہ میرا باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں میں
تھے ۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مجھے بتایا کہ آنجناب منبر
پر جلوہ افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد فرمایا :

خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَكْرٍ وَّ ثَانِیْ عُمَرُ ۔

" اس اُمّت میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ابوبکر اور دوسرے
عمر رضی اللہ عنہما ہیں ۔ " اور فرمایا اللہ تعالیٰ جہاں چاہے خیر و برکت
رکھ دے ۔

درود وسلام بھولنے پر لوگوں کا احتجاج

ابن بشکوال نے محمد بن عبداللہ بن الحکم سے روایت نقل کی ہے کہ
امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں بروز جمعہ ہمیں خطبہ دیا

پس آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام بھیجنا بھول گئے۔ جب خطبہ ختم ہوا تو لوگوں نے ہر طرف سے چلّانا شروع کر دیا۔ آپ نماز کیلئے مصلّیٰ پر کھڑے ہو گئے۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر دوبارہ رونق افروز ہوئے اور فرمانے لگے۔ لوگو! شیطان کسی وقت بھی اولادِ آدم کو دھوکہ دینے سے گریز نہیں کرتا۔ قریب تھا کہ آج ہم کو بھی شکار کر لیتا۔ اُس نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دُرود بھیجنے سے ہم کو بھلا دیا تھا۔ اب سرکار پر درود و سلام پڑھ کر اس کی ناک گرد آلود کر دو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَثِیْرًا کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ۔

"الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بہت بہت دُرود بھیج جیسے تُو اُن پر دُرود بھیجنا چاہتا ہے۔"

ابن وہب نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "جس کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو وہ اپنی دُعا میں اس طرح درود و سلام پڑھ لے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

"الٰہی اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود و سلام نازل فرما اور ایمان والے مردوں اور عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور عورتوں پر" یہی اُس کا صدقہ و زکوٰۃ ہے۔"

ایک کاتب کی بخشش

کوفہ میں ایک ایسا شخص تھا جو کتابت کیا کرتا تھا مگر اس کا ایک طریقہ تھا کہ کسی شخص کی کتاب لکھتا اگر اس میں کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام پاک آ جاتا تو اپنی طرف سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اضافہ کر دیا کرتا اور زبان

پر بھی دُرود پاک لاتا۔ اُس کی موت کے بعد لوگوں نے اُسے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے بتایا مجھے بخش دیا گیا اور بخشش کا سبب صرف یہی تھا کہ میں حضور کے نام کے ساتھ درود پاک لکھ دیا کرتا تھا اور اس میں میں نے کبھی کوتاہی نہیں کی۔

کتابت میں دُرود کا صلہ

عیسیٰ بن عباد دینپوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں لوگوں نے ابو الفضل کندی کو بعد از وفات خواب میں دیکھا اور پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ انہوں نے بتایا اللہ نے مجھ پر اپنی خاص رحمت فرمائی اور میرا بڑا احترام کیا میرے گناہوں اور لغزشوں کو معاف کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا کس عمل کے بدلے؟ اس نے کہا کہ میری ۲ دو انگلیوں کے بدلے۔ لوگوں نے کہا یہ کیسے؟ اس نے بتایا کہ میں ان دو انگلیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود و سلام ہی لکھتا رہا ہوں۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ (معارج النبوت، ۱)

امام بخاری نے ادب المفرد میں عبد الرحمٰن بن سعد سے نقل کیا ہے:

خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ۔ (القول البدیع)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو ایک آدمی نے کہا کہ اپنے محبوب ترین انسان کا ذکر کرو تو انہوں نے کہا یا مُحَمَّدُ تو ان کا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔"

دُعا مانگنے کے چند آداب

شیخ ابوبکر کتامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المنہج الحنیف" میں کہا کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو تمہیں جان لینا چاہیے کہ دُعا مانگنے والے

کے لئے چند آداب ہیں :

اوّل یہ کہ لوگوں سے الگ ہو کر یکسوئی کے ساتھ بیٹھے تاکہ حواس جمع ہوں اور کُلّی طور پہ دُعا کی طرف دھیان رہے ۔ قبلہ کی طرف رُخ کرے ۔ اپنے اور زمین کے درمیان کسی شئے کو حائل نہ ہونے دے ۔ سر جھکائے کہ اس میں انکساری اور مسکینی کا اظہار ہے ۔ نگاہ کو پست رکھے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے ۔ ترجمہ حدیث : " یا تو لوگ بوقتِ دُعا آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانے سے باز آجائیں گے یا اُن کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی ۔" اور ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجے ۔ یونہی دُعا کا اختتام بھی انہی دو پر کرے ۔ (یعنی حمد و ثنا اور درود وسلام پہ) جب حقیقت یہ ہے تو جو افضل صورت ہے اُسی پہ عمل کرنا چاہیئے کہ اسی سے قبولیت حاصل ہوتی ہے ۔ و باللہ التوفیق ۔

امام نووی نے فرمایا ۔ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ دعاء کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود وسلام سے کرنا مستحب ہے ۔ یونہی دُعاء کا ختم بھی انہی دو پہ کرنا چاہیئے ۔ جب یہ بات حق ہے تو افضل صورت پہ عمل کرے ۔

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا، رب تعالیٰ کی تعریف کی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجا، اپنے ربّ سے بخشش مانگی یقیناً اُس نے بھلائی مانگی ۔ (سعادتِ دارین جلد اوّل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ بھی اپنے ربّ سے دُعا مانگتا ہے اُس کی دُعا قبول ہوتی ہے ۔ یا تو اُسے بعجلت (جلدی) دنیا ہی میں دے دی جاتی ہے یا آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے ۔ یا دُعا کے مطابق اس کے گناہ مٹا

دئے جاتے ہیں ۔ بشرطیکہ گناہ یا قطعِ رحم کی دُعا نہ ہو اور جلدی نہ کرے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی کیسے کرے گا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہنا یا اللہ ! میں نے دعا مانگی تو نے قبول ہی نہیں فرمائی ۔ یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے :

حدیث : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جب کوئی شخص دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے یہاں تک کہ اُس کی بغل ظاہر ہو جائے تو جو کچھ اللہ سے مانگتا ہے جب تک کہ جلدی نہ کرے ۔ صحابہ نے عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے کیا مراد ہے ؟ آپ نے فرمایا ۔ یوں کہے ، میں نے مانگا میں نے مانگا اور کچھ نہ دیا گیا ۔ زہری سے یہ حدیث بواسطہ ابو عبید مولیٰ ابن ازہر ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری دُعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ جلدی نہ کرو یعنی اس طرح نہ کہو کہ میں نے دُعا مانگی قبول نہ ہوئی ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھو اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان حُسنِ عبادت سے ہے ۔ یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے :

حدیث : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کو تمام حاجات اپنے رب سے مانگنی چاہئیں ۔ یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ اُس سے مانگے ۔ یہ حدیث غریب ہے ۔ متعدد افراد نے اسے بواسطہ جعفر بن سلیمان اور ثابت بنانی ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلا واسطہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی ضروریات مانگنی چاہئیں۔ یہاں تک کہ نمک اور جوتے کا تسمہ اگر ٹوٹ جائے تو وہ بھی اُسی سے مانگے۔ قطنی کی روایت سے یہ اصح ہے۔ (ترمذی جلد ۲)

"فتوح الغیب" میں لکھا ہے، سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات ہرگز نہ کہو کہ میں خدا سے صرف اس لئے دُعا نہیں کرتا کہ جو شے میرے مقدّر میں ہے وہ مجھے ضرور حاصل ہو جائے گی خواہ میں دُعا کروں یا نہ کروں۔ اگر میری قسمت میں نہیں ہے تو دُعا سے بھی حاصل نہ ہو گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ "اپنے ہاتھ کی باطن ہتھیلیوں کے ساتھ خدا سے طلب کرو۔" ان کے علاوہ بھی بہت سی آیات و احادیث اس مضمون کی وارد ہیں۔ لیکن یہ بات ہرگز منہ سے نہ نکالو کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے میری طلب پر مجھ کو عطا نہیں کیا اس لئے اب اُس سے طلب نہیں کروں گا۔ بلکہ ہمیشہ دُعا پر قائم رہو۔ کیونکہ جو چیز تمہارے مقسوم کی ہے وہ بھی تمہیں عطا کر دی جائے گی اور تمہاری تمام حاجات منجانب اللہ مکمل ہوتی رہیں گی۔ لہٰذا خدا سے طلب کرنے والا دنیا اور آخرت میں کہیں بھی خسارے میں نہیں رہتا اور دُعا کا ثمرہ جلد یا دیر میں اُس کو ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ مومن کو بہت سی نیکیاں اپنے نامۂ اعمال میں ایسی نظر آئیں گی جن کا تعلق اس کے عمل سے کچھ بھی نہیں ہوگا اور یہ بات اُس کی سمجھ میں نہ آئے گی۔ پھر اس سے سوال کیا جائے گا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ وہ کہے گا مجھے معلوم نہیں۔ اس وقت اس کو بتایا جائے گا کہ یہ نیکیاں اُن دُعاؤں کے بدلے میں ہیں جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔

شیخ علی نورالدین شونی کی مجالس درود

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب "الاخلاق المتبولیہ"

میں لکھتے ہیں کہ شیخ علی نورالدین شونی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۴ھ) میرے مشائخ میں سے تھے اور دن رات اپنے رب کی عبادت کرنے والے تھے۔ انہوں نے مصر اور اس کے نواح کے علاوہ بیت المقدس، شام، یمن، مکۂ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ میں نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کی مجالس قائم کیں اور شیخ سیّدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر اور جامعہ ازہر مصر میں اسّی (۸۰) سال تک درُود شریف کی مجلس قائم کئے رکھی۔ فرماتے تھے اس وقت میری عمر ایک سو گیارہ سال ہے۔ لوگ انہیں ہر سال حج کے موقع پر عرفات میں دیکھتے تھے۔ ان کے دوسرے مناقب نہ بھی ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس اقدس میں صبح و شام ان کا ذکر ہونا ہی ان کے بلند مرتبہ کے لئے کافی ہے۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں پینتیس (۳۵) سال ان کی خدمت میں رہا۔ آپ ایک دن بھی مجھ سے ناراض نہیں ہوئے۔ شیخ علی نورالدین شونی رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدی احمد البدوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۵ھ) کے شہر "طندتا" کے نواح "شوَن" میں بچپن گزارا، پھر سیّدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر میں منتقل ہو گئے۔ (مشہور سیّاح ابن بطوطہ بھی اسی شہر کے رہنے والے تھے) وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی مجلس بنائی۔ ان دنوں آپ بے ریش نوجوان تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی اس مجلس میں بہت سے لوگ جمع ہوتے تھے۔ امام عبدالوہاب شعرانی مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۳ھ کا یہ ہمیشہ معمول رہا کہ آپ ہر جمعہ کی رات تمام شب صبح تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا ورد کرتے۔ آپ کا یہ معمول وفات تک جاری رہا۔

اس کے علاوہ آپ وظیفہ "جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ" ایک ہزار بار صبح اور ایک ہزار مرتبہ شام کو پڑھتے تھے۔

عارف باللہ سیّدی شیخ امام عبداللہ بن محمد المغربی القصیری الکنکسی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ پچیس ہزار مرتبہ یہ درود پڑھا کرتے تھے :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ۔

یہ درود شریف انہوں نے اپنے شیخ قطب کامل سیّدی عبداللہ الشریف العلمی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ یہی درود شریف اُن کی طریقت کا سہارا ہے۔ اسی کے ذریعے وہ خود بھی مقامِ ولایت تک پہنچے اور اسی کے ذریعے انہوں نے اپنے شاگردوں کو مقامِ ولایت تک پہنچایا۔

درود جوہرۃ الاسرار رفاعیہ

السیّدنا احمد الرفاعی رضی اللہ عنہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى نُوْرِكَ الْاَسْبَقِ ○
وَصِرَاطِكَ الْمُحَقَّقِ ○ الَّذِىْ اَبْرَزْتَهٗ رَحْمَةً
شَامِلَةً لِّوُجُوْدِكَ ○ وَاَكْرَمْتَهٗ بِشُهُوْدِكَ ○
وَاصْطَفَيْتَهٗ لِنُبُوَّتِكَ وَرِسَالَتِكَ وَاَرْسَلْتَهٗ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ
سِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ نُقْطَةُ مَرْكَزِ الْبَاۤءِ الدَّاۤئِرَةِ
الْاَوَّلِيَّةِ ○ وَسِرِّ اَسْرَارِ الْاَلِفِ الْقُطْبَانِيَّةِ ○
الَّذِىْ فَتَقْتَ بِهٖ رَتْقَ الْوُجُوْدِ ○ وَخَصَّصْتَهٗ

بِاَشْرَفِ الْمَقَامَاتِ بِمَوَاهِبِ الْاِمْتِنَانِ وَالْمَقَامِ
الْمَحْمُوْدِ ○ وَاَقْسَمْتَ بِحَيَاتِهٖ فِىْ كِتَابِكَ
الْمَشْهُوْدِ ○ لِاَهْلِ الْكَشْفِ وَالشُّهُوْدِ ○
فَهُوَ سِرُّكَ الْقَدِيْمُ السَّارِىْ ○ وَمَاۤءُ
جَوْهَرِ الْجَوْهَرِيَّةِ الْجَارِىْ ○ الَّذِىْٓ اَحْيَيْتَ
بِهِ الْمَوْجُوْدَاتِ ○ مِنْ مَّعْدِنٍ وَّحَيَوَانٍ
وَنَبَاتٍ ○ قَلْبِ الْقُلُوْبِ وَرُوْحِ الْاَرْوَاحِ وَاِعْلَامِ
الْكَلِمَاتِ الطَّيِّبَاتِ ○ الْقَلَمِ الْاَعْلٰى وَالْعَرْشِ
الْمُحِيْطِ رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ ○ وَبَرْزَخِ
الْبَحْرَيْنِ ○ وَثَانِى اثْنَيْنِ ○ وَفَخْرِ الْكَوْنَيْنِ ○
اَبِى الْقَاسِمِ اَبِى الطَّيِّبِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَ
رَسُوْلِكَ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ
تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا بِقَدْرِ عَظَمَةِ ذَاتِكَ فِىْ كُلِّ وَقْتٍ ○
وَّحِيْنٍ ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

یہ درود شریف سیدنا امام احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اس درود شریف کو مشہور ولی کامل سیدی شیخ عز الدین احمد الصیاد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المعارف المحمدیہ والوظائف الاحمدیہ" میں نقل کیا ہے۔ اور اس کو قطبِ زماں، بحرِ عرفاں حضرت سیدنا ابو العالمین احمد الرفاعی قدس سرہٗ (اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے ہمیں مستفید فرمائے) کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ درود شریف آپ کے اوراد شریف میں سے ہے۔

الصلوٰۃ المحمودیہ

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۱۱ھ) مدفون غزنی شہر (افغانستان) بڑے نیک پرہیزگار بادشاہ تھے۔ آپ کے درود شریف کو "دس ہزاری درود" بھی کہتے ہیں۔ اس کا ایک بار پڑھنا دس ہزار بار پڑھنے کے برابر شمار کیا جاتا ہے۔ علامہ شیخ اسماعیل حقی بروسوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۳۷ھ) اپنی تفسیر "روح البیان" میں اس درود شریف کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے عرصہ دراز سے یہ تمنا تھی کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں ہو تو اپنے مصائب ظاہر کروں اور اپنی زبوں حالی کی داستان سناؤں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گزشتہ شب میری قسمت کا ستارہ چمکا اور مجھے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا، حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو مسرور پاکر میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ایک ہزار درہم کا مقروض ہوں اور اس کی ادائیگی سے عاجز ہوں اور ڈرتا ہوں کہ اگر موت آگئی تو یہ قرض میرے ذمہ رہ جائے گا۔ یہ سُن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم محمود بن سبکتگین کے پاس جاؤ اور اُسے کہو کہ مجھے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بھیجا ہے لہذا میرا قرضہ ادا کردو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری بات پر وہ کیسے اعتماد کریں گے، اس کے لئے وہ نشانی طلب کریں گے تو میں کیا کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے جاکر کہو کہ محمود تم مجھ پر تیس ہزار مرتبہ درود شریف سونے سے پہلے پڑھتے ہو اور تیس ہزار مرتبہ بیدار ہو کر پڑھتے ہو۔

اس شخص سے یہ پیغام سُن کر سلطان محمود غزنوی پر گریہ طاری ہو گیا اور وہ رونے لگے۔ اس کا سارا قرض ادا کردیا اور ایک ہزار درہم مزید نذرانہ کے طور پر پیش کیے۔ اہل دربار متعجب ہوئے اور عرض کی کہ عالی جاہ آپ نے اس آدمی کی ایسی بات کی تصدیق کردی جو ناممکن ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں شب و روز رہتے ہیں ہم نے کبھی اتنی مقدار میں آپ کو درود پاک پڑھتے نہیں دیکھا۔ سلطان محمود نے کہا تم سچ کہتے ہو لیکن میں نے علماء سے سُنا تھا کہ جو شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا تو وہ دس ہزار مرتبہ پڑھنے کے برابر ہوگا، لہذا میں سونے وقت اس کو تین مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور تین مرتبہ بیدار ہو کر پڑھ لیتا ہوں اور میں یقین رکھتا تھا کہ میں نے ساٹھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا ہے اور میرے یہ آنسو خوشی کے تھے کہ علماء کا ارشاد صحیح تھا کہ اس کا ثواب اتنا ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا، درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا اخْتَلَفَ

اَلْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَكَرَّ الْجَدِيْدَانِ وَاسْتَقَلَّ الْفَرْقَدَانِ وَبَلِّغْ رُوْحَهٗ وَاَرْوَاحَ اَهْلِ بَيْتِهٖ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَثِيْرًا ○

قاضی محمد زاہد الحسینی خلیفہ مجاز مولوی حسین احمد دیوبندی نے بھی اپنی کتاب "رحمتِ کائنات" میں یہ دُرود شریف تفسیر "روح البیان" کے حوالے سے درج کیا ہے۔

• حضرت سیّدی شیخ شہاب الدین احمد بن عبد اللطیف الشرجی الزبیدی یمنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۹۳ھ) صاحبِ مختصر البخاری نے اپنی کتاب "الصلات والعوائد" میں درج ذیل صیغے کا ذکر کیا اور کہا کہ الفقیہ الصالح عمر بن سعید بن صاحب ذی عقیب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر روز تینتیس (۳۳) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا (مرنے کے بعد) اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور قبر انور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان سے حجاب دُور فرما دے گا۔ دُرود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَآءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً ○

شیخ محدّث دہلوی کا طریقہ دُرود

حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ)

فرماتے ہیں کہ جس وقت اس فقیر کو شیخ عبد الوہاب متقی القادری الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۰۱ھ) نے مدینہ منوّرہ کے مبارک سفر کے لئے روانہ کیا تو ارشاد فرمایا کہ یاد رکھو! اس سفر میں فرائض ادا کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود وسلام بھیجنے سے بلند تر کوئی عبادت نہیں ہے۔ میں نے درود پاک کی تعداد دریافت کی تو فرمایا کوئی تعداد مقرّر نہیں ہے جتنا ہو سکے پڑھو، اسی میں رطب اللسان رہو اور اسی کے رنگ میں رنگے جاؤ۔ وہ ہر طالب کو تلقین فرماتے تھے کہ روزانہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف کو ایک ہزار مرتبہ سے کم نہ مقرر کرنا چاہیئے۔ اگر اتنا نہ ہو سکے تو پانچ سو مرتبہ لازمی ہو۔ گویا ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ اور سونے سے پہلے بھی وقت کو خالی نہ رکھنا چاہیئے اور اپنے لئے ہر نماز کے بعد تین سو سے کم نہ مقرر کرتے تھے۔

دُرودِ حضوری[۲]: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ كَمَا يَلِيْقُ بِعَظِيْمِ شَرَفِهٖ وَكَمَالِهٖ وَرِضَآئِكَ عَنْهُ وَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ دَآئِمًا اَبَدًا اَبِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِدَادِ كَلِمَاتِكَ وَرِضَآءِ نَفْسِكَ وَزِنَةِ عَرْشِكَ اَفْضَلُ صَلَاةٍ وَّ اَكْمَلُهَا وَاَتَمُّهَا كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَذٰلِكَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ ۔ (افضل الصلوٰۃ)

علامہ ابن حجر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دُرود پاک کو اپنی کتاب "جواہر المنظّم" میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے تمام کیفیات وارادہ کو اس دُرود میں جمع کر دیا ہے کہ یہ بہت ہی بہتر واکمل ہیں۔ بلا تخصیص اس دُرود کو وظیفہ بنانا چاہیئے۔

درود سیّد احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْقُرَشِیِّ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَعَیْنِ عِنَایَتِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَخَیْرِ خَلْقِكَ وَاَحَبِّ الْخَلْقِ اِلَیْكَ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ خَتَمْتَ بِهِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص صبح بلاناغہ نماز کے بعد پڑھے جو نیّت و مراد ہو اللہ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے اور جو اس کو بارہ ہزار بار پڑھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہو۔ کسی بھی حاجت اور ضرورت کے لئے چالیس دن متواتر پڑھے۔ مجرّب ہے۔ (سعادتِ دارین)

درود شریف جوہرۃ الکمال

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَیْنِ الرَّحْمَةِ الرَّبَّانِیَّةِ وَالْیَاقُوْتَةِ الْمُتَحَقِّقَةِ الطَّاهِرَةِ الْحَآئِطَةِ بِمَرْكَزِ الْفُهُوْمِ وَالْمَعَانِیْ وَنُوْرِ الْاَكْوَانِ الْمُتَكَوِّنَةِ الْاٰدَمِیِّ، صَاحِبِ الْحَقِّ الرَّبَّانِیِّ، الْبَرْقِ الْاَسْطَعِ بِمُزُوْنِ الْاَرْبَاحِ، مَالِئَةِ لِكُلِّ مُتَعَرِّضٍ مِّنَ

الْبُحُوْرِ وَالْاَوَانِیْ۔ وَنُوْرِكَ اللَّامِعِ، الَّذِیْ مَلَأْتَ بِهٖ كَوْنَكَ الْحَآئِطَ بِاَمْكِنَةِ الْمَكَانِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَیْنِ الْحَقِّ الَّتِیْ تَتَجَلّٰی مِنْهَا عُرُوْشُ الْحَقَآئِقِ عَیْنِ الْمَعَارِفِ الْاَعْلَمِ، صِرَاطِكَ التَّآمِّ الْاَقْوَمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی طَلْعَةِ الْحَقِّ الْكَنْزِ الْاَعْظَمِ، اِفَاضَتِكَ مِنْكَ اِلَیْكَ۔ اِحَاطَةِ النُّوْرِ الْمُطَلْسَمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ صَلَاةً تُعَرِّفُنَا بِهَا اِیَّاهُ ○

فضائل

یہ درود شریف سیّدی ابو العباس تجانی کا ہے۔ ان کے شاگرد علی بن حرازم کی کتاب "جوہر المعانی" میں لکھا ہے کہ یہ درود شریف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیداری میں ان کو خود لکھوایا تھا اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے چند خواص بھی بیان فرمائے تھے۔ اُن میں سے ایک یہ کہ جو آدمی اِس درود شریف کو سات بار یا اُس سے زیادہ پڑھے اُس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور چاروں اصحاب خلفائے راشدین کی رُوحیں تشریف لاتی ہیں جب تک پڑھتا رہے۔ دوسری بات یہ کہ جو شخص لازمی طور پہ سات بار یا اس سے زیادہ بار پڑھے اُس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خصوصی محبت فرماتے ہیں اور جب تک ولی نہ بن جائے مرے گا نہیں۔

اور شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اسے باوضو سوتے وقت پاک بستر
سات بار پڑھا اُسے نبی علیہ السلام کی زیارت ہوگی۔

علّامہ النبھانی کتاب "جامع الصلوات" صفحہ ۲۱ پہ دُرود شریف
نمبر ۱۲۷، فرماتے ہیں یہ میرے استاذ سیدی الشیخ محمد الفاسی الشاذلی کا درود
ہے۔ آپ فرماتے ہیں جس نے صبح و شام تین مرتبہ اس کو ہمیشہ پڑھا اُسے
بیداری میں، خواب میں حسّی اور معنوی طور پہ کثرت سے حضور سرکار صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ درود شریف یہ ہے:-

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مَنْ جَعَلْتَهُ سَبَبًا لِانْشِقَاقِ
اَسْرَارِكَ الْجَبَرُوْتِيَّةِ وَانْفِلَاقِ اَنْوَارِكَ الرَّحْمَانِيَّةِ
وَصَارَ نَائِبًا عَنِ الْحَضْرَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَخَلِيْفَةَ اَسْرَارِكَ
الذَّاتِيَّةِ۔ فَهُوَ يَاقُوْتَةُ اَحَدِيَّتِكَ۔ ذَاتِكَ الصَّمَدِيَّةِ
وَعَيْنُ مَظْهَرِ صِفَاتِكَ الْاَزَلِيَّةِ۔ فَبِكَ وَمِنْكَ
صَارَ حِجَابًا عَنْكَ۔ وَسِرًّا مِّنْ اَسْرَارِ غَيْبِكَ حُجِبْتَ
بِهٖ كَثِيْرًا مِّنْ خَلْقِكَ۔ فَهُوَ الْكَنْزُ الْمُطَلْسَمُ۔ وَالْبَحْرُ
الذَّاخِرُ.... الْمُطَمْطَمُ۔ فَنَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ بِجَاهِهٖ

لَدَيْكَ وَبِكَرَامَتِهٖ عَلَيْكَ اَنْ تَعْمُرَ قُلُوْبَنَا بِاَفْعَالِهٖ
وَاَسْمَاعَنَا بِاَقْوَالِهٖ۔ وَقُلُوْبَنَا بِاَنْوَارِهٖ۔ وَاَرْوَاحَنَا
بِاَسْرَارِهٖ۔ وَاَشْبَاحَنَا بِاَحْوَالِهٖ۔ وَسَرَآئِرَنَا بِمُعَامَلَتِهٖ
وَبَوَاطِنَنَا بِمُشَاهَدَتِهٖ۔ وَاَبْصَارَنَا بِاَنْوَارِ الْمُحَيَّا
جَمَالِهٖ۔ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِنَا فِيْ مَرْضَاتِهٖ حَتّٰى
نَشْهَدَكَ بِهٖ۔ وَهُوَ بِكَ فَاَكُوْنُ نَآئِبًا عَنِ
الْحَضْرَتَيْنِ بِالْحَضْرَتَيْنِ وَاَدُلَّ بِهِمَا عَلَيْهِمَا۔
وَنَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ اَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلَيْهِ صَلَاةً
وَّتَسْلِيْمًا يَلِيْقَانِ بِجَنَابِهٖ وَعَظِيْمِ قَدْرِهٖ وَ
تَجْمَعُنَا بِهِمَا عَلَيْهِ وَتُقَرِّبُنَا بِخَالِصِ وُدِّهِمَا
لَدَيْهِ۔ وَتَنْفَحُنِيْ بِسَبَبِهِمَا نَفْحَةَ الْاَتْقِيَآءِ۔
وَتَمْنَحُنِيْ بِهِمَا مِنْحَةَ الْاَصْفِيَآءِ لِاَنَّهُ السِّرُّ
الْمَصُوْنُ۔ وَالْجَوْهَرُ الْفَرْدُ الْمَكْنُوْنُ فَهُوَ
الْيَاقُوْتَةُ الْمُنْطَوِيَةُ عَلَيْهَا اَصْدَافُ مُكَوَّنَاتِكَ
وَالْغَيْهُوْبَةُ الْمُنْتَخَبُ مِنْهَا اَصْنَافُ مَعْلُوْمَاتِكَ

فَكَانَ غَيْبًا مِّنْ غَيْبِكَ ۔ وَبَدَا مِّنْ سِرِّ رُبُوْبِيَّتِكَ
حَتّٰى صَارَ بِذٰلِكَ مَظْهَرًا نَّسْتَدِلُّ بِهٖ عَلَيْكَ ۔
كَيْفَ لَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ وَقَدْ اَخْبَرْتَنَا فِيْ مُحْكَمِ كِتَابِكَ
بِقَوْلِكَ ، اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ
اللّٰهَ ۔ وَقَدْ زَالَ بِذٰلِكَ الرَّيْبُ وَحَصَلَ الْاِنْتِبَاهُ
وَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ دَلَالَتَنَا عَلَيْكَ بِهٖ ۔ وَمُعَامَلَاتَنَا
مِنْ اَنْوَارِ مُتَابَعَتِهٖ ۔ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَلٰى مَنْ
جَعَلْتَهُمْ مَحَلًّا لِّلْاِقْتِدَاءِ ۔ وَصَيَّرْتَ قُلُوْبَهُمْ
مَصَابِيْحَ الْهُدٰى الْمُطَهَّرِيْنَ مِنْ رِّقِّ الْاَغْيَارِ
وَشَوَائِبِ الْاَقْدَارِ مَنْ بَدَتْ مِنْ قُلُوْبِهِمْ دُرَرُ
الْمَعَانِيْ ۔ فَجَعَلْتَ قَلَائِدَ التَّحْقِيْقِ لِاَهْلِ الْمَبَانِيْ
وَاخْتَرْتَهُمْ فِيْ سَابِقِ الْاِقْتِدَارِ بِاَنَّهُمْ مِنْ اَصْحَابِ
نَبِيِّكَ الْمُخْتَارِ ۔ وَرَضِيْتَهُمْ لِاِنْتِصَارِ دِيْنِكَ
فَهُمُ السَّادَةُ الْاَخْيَارُ ۔ وَضَاعِفِ اللّٰهُمَّ مَزِيْدَ
رِضْوَانِكَ عَلَيْهِمْ مَعَ الْاٰلِ وَالْعَشِيْرَةِ وَالْمُقْتَفِيْنَ

لِلْاٰثَارِ ۔ وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ ذُنُوْبَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَمَشَائِخِنَا
وَاِخْوَانِنَا فِي اللّٰهِ وَجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْمُطِيْعِيْنَ مِنْهُمْ وَ
اَهْلُ الْاَوْزَارِ ۝

ابن شیش کا درود

یہ مشہور صیغہ جناب ابن شیش رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ۔ اس کی کم از کم تعداد سوتے وقت تین مرتبہ پڑھنا ہے ۔ الحمد للہ یہ مجرب ہے ۔ درود پاک کے الفاظ یہ ہیں :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ مِنْهُ انْشَقَّتِ الْاَسْرَارُ ۝ وَ
انْفَلَقَتِ الْاَنْوَارُ ، وَفِيْهِ ارْتَقَتِ الْحَقَائِقُ وَ
تَنَزَّلَتْ عُلُوْمُ اٰدَمَ فَاَعْجَزَ الْخَلَائِقَ وَلَهٗ تَضَاءَلَتِ
الْفُهُوْمُ ، فَلَمْ يُدْرِكْهُ هُنَا سَابِقٌ وَّلَا لَاحِقٌ
فَرِيَاضُ الْمَلَكُوْتِ بِزَهْرِ جَمَالِهٖ مُوْنِقَةٌ وَّ
حِيَاضُ الْجَبَرُوْتِ بِفَيْضِ اَنْوَارِهٖ مُتَدَفِّقَةٌ
وَّلَا شَيْءَ اِلَّا وَهُوَ مَنُوْطٌ اِذْ لَوْلَا الْوَاسِطَةُ
لَذَهَبَ كَمَا قِيْلَ الْمَوْسُوْطُ صَلَاةً تَلِيْقُ مِنْكَ

اِلَيْهِ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ ○

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ سِرُّكَ الْجَامِعُ الدَّالُّ عَلَيْكَ وَ
حِجَابُكَ الْاَعْظَمُ الْقَائِمُ لَكَ بَيْنَ يَدَيْكَ، اَللّٰهُمَّ
اَلْحِقْنِيْ بِنَسَبِهٖ وَحَقِّقْنِيْ بِحَسَبِهٖ وَعَرِّفْنِيْ اِيَّاهُ
مَعْرِفَةً اَسْلَمُ بِهَا مِنْ مَّوَارِدِ الْجَهْلِ وَاَكْرَعُ
بِهَا مِنْ مَّوَارِدِ الْفَضْلِ وَاحْمِلْنِيْ عَلٰى سَبِيْلِهٖ
اِلٰى حَضْرَتِكَ حَمْلًا مَّحْفُوْفًا بِنُصْرَتِكَ وَاقْذِفْ
بِيْ عَلَى الْبَاطِلِ فَاَدْمَغَهٗ وَزُجَّ بِيْ فِيْ بِحَارِ
الْاَحَدِيَّةِ وَانْشُلْنِيْ مِنْ اَوْحَالِ التَّوْحِيْدِ وَ
اَغْرِقْنِيْ فِيْ عَيْنِ بَحْرِ الْوَحْدَةِ حَتّٰى لَا اَرٰى
وَلَا اَسْمَعَ وَلَا اَجِدَ وَلَا اُحِسَّ اِلَّا بِهَا فَاجْعَلِ
الْحِجَابَ الْاَعْظَمَ حَيَاةَ رُوْحِيْ وَرُوْحَهٗ وَسِرَّ
حَقِيْقَتِيْ وَحَقِيْقَتَهٗ جَامِعَ عَوَالِمِيْ بِتَحْقِيْقِ
الْحَقِّ الْاَوَّلِ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ
اِسْمَعْ نِدَآئِيْ بِمَا سَمِعْتَ بِهٖ نِدَآءَ عَبْدِكَ زَكَرِيَّا

وَانْصُرْنِيْ بِكَ لَكَ وَاَيِّدْنِيْ بِكَ لَكَ وَاجْمَعْ بَيْنِيْ
وَبَيْنَكَ وَحُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ○ (تین مرتبہ)

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ
الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ○ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (تین مرتبہ)

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○
صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ وَتَحِيَّاتُهٗ وَرَحْمَتُهٗ وَ
بَرَكَاتُهٗ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَ
رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ
الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ رَبِّنَا التَّامَّاتِ
الْمُبَارَكَاتِ ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ ○ الحمد للہ یہ مجرب ہے۔ (مصنف)

جناب عمر بن العلامہ السید محمد سالم بن حفیظ۔ فردکش البیضاء نے مجھے
بتایا۔ فرماتے ہیں۔ انہیں جناب محمد بن علوی بن شہاب الدین نے بتایا

وہ ایک عارف سے نقل فرماتے ہیں جس نے اس مبارک وظیفہ کو حرز
بنایا اس کے شیخ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہوں گے۔ وظیفہ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِہٖ
بِعَدَدِ عِلْمِكَ ۔ ۱۰۰/۱۰۰ بار صبح و شام ۔

یہ نسخہ بھی جناب محمد بن علوی بن شہاب الدین دامت برکاتہم العالیہ
کا ہے۔ فرماتے ہیں جو شخص دعوتِ الی اللہ کے لئے نکلا وہ جناب آپ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت سے مشرّف ہوگا۔

صلوٰۃ مصباح الظّلام

(سیّدی نور الدین شونی رحمۃ اللہ علیہ)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَزِنَةَ
عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ
وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ اَفْضَلَ صَلَاةٍ عَلٰۤى اَفْضَلِ مَخْلُوْقَاتِكَ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ
مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ
وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ۝ (۳) اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَ
رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ
سَلِّمْ عَدَدَ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا وَاَجْرِ لُطْفَكَ فِىْ اُمُوْرِنَا وَالْمُسْلِمِيْنَ
اَجْمَعِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝ (۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ
عَدَدَ مَا كَانَ وَعَدَدَ مَا يَكُوْنُ وَعَدَدَ مَا هُوَ
كَائِنٌ فِىْ عِلْمِ اللّٰهِ ۝ (۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ
عَلٰى جَسَدِهٖ فِى الْاَجْسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
قَبْرِهٖ فِى الْقُبُوْرِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى اِسْمِهٖ فِى
الْاَسْمَاءِ ۝ (۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْعَلَامَةِ وَالْغَمَامَةِ ○ (٧) اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ِالَّذِىْ
هُوَ اَبْهٰى مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ حَسَنَاتِ اَبِىْ بَكْرٍ
وَّعُمَرَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَدَدَ نَبَاتِ الْاَرْضِ وَاَوْرَاقِ الشَّجَرِ ○ (٨) وَ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ
قَطَرَاتِ الْمَطَرِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ الَّذِىْ جَمَعْتَ بِهٖ شَتَاتَ
النُّفُوْسِ وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ جَلَيْتَ بِهٖ ظَلَامَ
الْقُلُوْبِ وَحَبِيْبِكَ الَّذِىْ اخْتَرْتَهٗ عَلٰى كُلِّ
حَبِيْبٍ ○ (٩) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدِ ِالَّذِىْ جَآءَ بِالْحَقِّ الْمُبِيْنِ وَاَرْسَلْتَهٗ
رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ○ (١٠) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ِالنَّبِىِّ الْمَلِيْحِ صَاحِبِ الْمَقَامِ

الْاَعْلٰى وَاللِّسَانِ الْفَصِيْحِ ○ (١١) اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِىْ لِشَرَفِ
نُبُوَّتِهٖ وَلِعَظِيْمِ قَدْرِهِ الْعَظِيْمِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَقَّ قَدْرِهٖ وَمِقْدَارِهِ الْعَظِيْمِ
وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ الْكَرِيْمِ الْمُطَاعِ
الْاَمِيْنِ ○ (١٢) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدِ ِالْحَبِيْبِ وَعَلٰى اَبِيْهِ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ
وَعَلٰى اَخِيْهِ مُوْسٰى الْكَلِيْمِ وَعَلٰى رُوْحِ اللّٰهِ
عِيْسَى الْاَمِيْنِ وَعَلٰى دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ وَزَكَرِيَّا
وَيَحْيٰى وَعَلٰى اٰلِهِمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَ
غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ○ (١٣) اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى عَيْنِ الْعِنَايَةِ وَزَيْنِ
الْقِيَامَةِ وَكَنْزِ الْهِدَايَةِ وَطِرَازِ الْحُلَّةِ وَ
عُرُوْسِ الْمَمْلَكَةِ وَلِسَانِ الْحُجَّةِ وَشَفِيْعِ
الْاُمَّةِ وَاِمَامِ الْحَضْرَةِ وَنَبِىِّ الرَّحْمَةِ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحٍ وَّاِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ وَعَلٰی اَخِیْهِ مُوْسَی الْكَلِیْمِ وَعَلٰی رُوْحِ اللهِ عِیْسَی الْاَمِیْنِ وَعَلٰی دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وَزَكَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعَلٰٓی اٰلِهٖ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذّٰكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ۝

فضائل

فضائل : یہ درود شریف سیدی شیخ نورالدین الشونی رحمۃ اللہ[1] علیہ کا ہے۔ اس کا نام "مصباح الظلام فی الصلوٰۃ والسّلام علی خیر الانام" ہے۔ یہ درود شریف تیرہ درُودوں کا مجموعہ ہے۔ جنہیں ملا کر نبہانی نے ایک شمار کیا ہے۔ اس درُود کو شیخ نے "جامعۃ الازہر" میں ترتیب دیا تھا اور پھر یہ آپ کی زندگی ہی میں مصر کے اطراف میں پھیل گیا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد بھی اسی کا معمول رہا اور بہت سے ممالک میں پہنچا۔

سیّدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الاخلاق المتبولیہ" میں لکھا ہے کہ میرے مشائخ میں سے شیخ سیّدی علی نورالدین شونی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عابد و زاہد اور اپنے رب کی دن رات عبادت کرنیوالے تھے۔ شیخ علی نورالدین شونی رحمۃ اللہ علیہ مصر اور اس کے نواح، یمن، بیت المقدس، شام، مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہ درود شریف پڑھنے کی مجالس کو ایجاد کرنے والے ہیں۔ انہوں نے اپنے مرضِ وصال میں مجھے یہ بات بتلائی کہ آپ شیخ سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے شہر اور جامعہ ازہر میں پُورے اسیّ (۸۰) سال تک درُود

[1] سیدی شیخ نورالدین علی بن عبداللہ الشونی الاحمدی المصری الشافعی الصوفی المتوفی ۹۴۴ھ رحمۃ اللہ علیہ

شریف کی مجالس قائم کیے رہے اور فرمایا کہ اس وقت میری عمر ایک سو گیارہ (۱۱۱) برس ہے۔ آپ "اصحاب الخطوۃ" میں سے تھے۔ (یعنی ان اولیاء اللہ میں سے جو ایک وقت میں کئی مقام پر موجود ہوتے ہیں) ہر سال انہیں مقامِ عرفات میں دیکھا جاتا تھا۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الاولیاء" میں شیخ شونی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی بہت تعریف کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ خدمت کے لحاظ سے یہ میرے سب سے بڑے شیخ ہیں۔ میں نے پینتیس سال ان کی خدمت کی ہے۔ آپ ایک دن بھی مجھ سے ناراض نہیں ہوئے۔

آپ نے مجھے بتایا کہ میں بچپن میں جب اپنے شہر "شون" میں مویشی چرایا کرتا تھا۔ اس وقت ہی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درُود شریف پڑھنے کا شوق رکھتا تھا۔ میں اپنا صبح کا کھانا اپنے ساتھی بچوں کو دے دیا کرتا اور کہتا "اسے کھاؤ، پھر میں اور تم مل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھیں۔" ہم دن کا اکثر حصہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے میں گزار دیتے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز خواب میں ایک کہنے والے کو سُنا جو کہ مصر کے بازاروں میں منادی کر رہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخ نورالدین شونی (رضی اللہ عنہ) کے پاس تشریف لائے ہیں۔ لہٰذا جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنا چاہے اسے چاہیئے کہ وہ مدرسہ سیوفیہ چلا جائے۔ چنانچہ میں بھی وہاں گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پہلے دروازہ پر کھڑے ہوئے پایا۔ میں نے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ دوسرے دروازے پہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ تیسرے دروازے پر ایک اور شخصیت

کو دیکھا جن کو میں پہچانتا نہ تھا، پھر جب میں حضرت شیخ شونی رضی اللہ عنہ کی خلوت گاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو میں نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے وہاں نظر نہ آئے۔ اس پر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے چہرے کو غور سے دیکھا، تو مجھے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آئے۔ سفید و شفاف پانی آپ کی پیشانی سے قدموں تک بہتا ہوا نظر آیا۔ حضرت شیخ شونی رضی اللہ عنہ کا جسم میری نظروں سے غائب ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر ظاہر ہو گیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا اور قدم بوسی کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خوش آمدید کہا اور کچھ اُمور کی وصیت فرمائی، جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے متعلق تھے اور مجھے ان کی تاکید فرمائی۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ جب میں نے اس خواب کا تذکرہ حضرت شیخ شونی رضی اللہ عنہ سے کیا تو فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے اس سے زیادہ خوشی کبھی حاصل نہیں ہوئی، اور رونے لگے، یہاں تک کہ ان کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

منقول ہے سید عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اپنے زمانِ سیاحت و سیر میں ایک غار کے در پر اوپر ایک پتھر کے ایک صلوٰۃ مکتوبہ کندہ کیا ہوا پایا کہ وہ برابر پچاس ہزار صلوٰۃ کے ہے۔ بعد ازاں ان شیخ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور کیفیت اس صلوٰۃ منقوشہ سے سوال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ستر ہزار صلوٰۃ کے برابر ہے اور وہ یہ ہے :۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ

وَعُرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ
مُلْكِكَ وَخَزَآئِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ
الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَ
السَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ
الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَآئِكَ صَلٰوةً تَحُلُّ بِهَا
حَاجَتِيْ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى
بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ
عِلْمُكَ وَاَحْصَاهُ كِتَابُكَ وَجَرٰى بِهٖ قَلَمُكَ وَ
سَبَقَتْ بِهٖ مَشِيَّتُكَ وَخَصَّصَتْهُ اِرَادَتُكَ وَ
شَهِدَتْ بِهٖ مَلٰٓئِكَتُكَ وَعَدَدَ الْاَمْطَارِ وَ
الْاَحْجَارِ وَالرِّمَالِ وَاَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ وَاَمْوَاجِ
الْبِحَارِ وَمِيَاهِ الْعُيُوْنِ وَالْاٰبَارِ وَالْاَنْهَارِ وَجَمِيْعِ
مَا خَلَقَ مَوْلَانَا مِنْ اَوَّلِ الزَّمَانِ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَ
مَا مَضٰى فِيْهِ مِنَ اللَّيْلِ ○

ترجمہ : یا اللہ درود و سلام بھیج ہمارے آقا اور مالک پر جو محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ وہ محمد دریا ہے تیرے انوار کا اور کان ہے تیرے اسرار کا

اور زبان ہے تیری حجت کی جو تیرا حکم ناطق ہے اور وہ دولہا ہے تیرے
گلگشت کا جو تیری خلائق ہے اور وہ پیشوا ہے تیری بارگاہِ عالی کا اور
وفروغ ہے تیری بادشاہی کا اور وہ خزانہ ہے تیری رحمت کا اور وہ رہنما
ہے تیری شریعت کا۔ اور تیرے دیدار کا لذّت یافتہ اور برگزیدگان تیری خلق
کا برگزیدہ ہے اور وہ پیشقدمی پانے والا ہے تیرے نور وضیائے سے۔ اور
صلوٰۃ بھیج جس سے میری عقدہ کشائی ہو اور اس کے سبب مجھ کو کربت و سختی
سے بے پروائی ہو نکال دے مجھے دلدل سے اور اس کی بدولت میری
لغزشوں کو معاف کر دے اور میری مرادوں کو پورا کر دے اور وہ صلوٰۃ بھیج
جو تجھ کو اور اس کو یعنی تیرے نبی کو راضی وخوشنود کرے اور ان کے سبب
سے تو ہم سے راضی ہو اور پروردگار عالم کے اور صلوٰۃ بعدد اس قدر کہ احاطہ
اس کا کیا ہے تیرے علم نے اور شمار کیا ہے اس کو تیری کتاب نے اور جاری
کیا ہے اس کو تیرے قلم نے یعنی لکھا ہے اور سبقت کی تیری مشیّت نے
اور خاص کر لیا تیرے ارادہ نے اور گواہی دی تیرے فرشتوں نے۔ اور
صلوٰۃ بعدد قطراتِ باران وبعدد سنگریزہا وبعدد بالوں کے وبعدد درختوں
کے پتّوں کے اور بمقدار دریاؤں کے وبحساب جمیع مخلوقات کے جن کو مولیٰ
نے اوّل سے تا آخر پیدا کیا ہے اور جو کچھ کہ گزر چکا ہے لیل ونہار سے اور
حمد سزاوار ہے واسطے خداوند یکتا کے۔ ۱۲۔

سیّد احمد بدوی کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
شَجَرَةِ الْاَصْلِ النُّوْرَانِيَّةِ وَ لَمْعَةِ الْقَبْضَةِ
الرَّحْمَانِيَّةِ وَفَضْلِ الْخَلِيْقَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَاَشْرَفِ

الصُّوَرِ الْجِسْمَانِيَّةِ وَمَعْدِنِ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ
خَزَائِنِ الْعُلُوْمِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ صَاحِبِ الْقَبْضَةِ
الْاَصْلِيَّةِ وَالْبَهْجَةِ السَّنِيَّةِ وَالرُّتْبَةِ الْعَلِيَّةِ
مَنِ انْدَرَجَتِ النَّبِيُّوْنَ تَحْتَ لِوَآئِهٖ فَهُوَ مِنْهُ
وَاِلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ
صَحْبِهٖ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ وَرَزَقْتَ وَاَمَتَّ وَ
اَحْيَيْتَ اِلٰى يَوْمِ تُبْعَثُ مَنْ اَفْنَيْتَ وَ سَلِّمْ
تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ○ "شمع شبستان رضا" میں اعلیٰحضرت امام احمد رضاؒ لکھتے ہیں:

"ایامِ بیض میں (چاند کی ۱۳۔۱۴۔۱۵) بعد نمازِ مغرب اُسی جگہ بیٹھ کر اس
درود شریف کو عشاء تک لاتعداد (بغیر وقفہ مسلسل) کے پڑھتا رہے۔ کتنا بڑا
اور مشکل جائز کام ہو گا ہر حالت میں پورا ہو۔ تجربہ شدہ ہے۔"

حضرت امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری رحمۃ اللہ
علیہ (المتوفی ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) کا روزانہ معمول تھا کہ آپ نمازِ تہجّد
کے بعد تین سو بار درود شریف ہزارہ پڑھتے تھے۔

حضرت سیّد نور الحسن شاہ بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی
۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۲ء) مدفون کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ کا روزانہ معمول
تھا کہ بعد نمازِ تہجّد تین ہزار مرتبہ دُرود شریف خضری پڑھتے۔ پھر بعد نمازِ فجر
اور بعد نمازِ عشاء کھجور کی گٹھلیوں کے شماروں پر کثرت سے درود شریف پڑھا

کرتے تھے۔

حضرت مولانا حمید الدین ہزاروی چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ ۱۹۵۳ء) درود شریف مستغاث کثرت سے پڑھتے تھے۔

حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ [illegible]ھ/ ۱۹۲۸ء) ہر روز بعد نماز تہجد حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تین ہزار درود خضری "صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ" کا ورد فرماتے تھے۔ آپ کی مسجد میں روزانہ بعد نماز فجر اور نماز عشاء سے پہلے کپڑے کی ایک لمبی سفید چادر بچھا دی جاتی تھی جس پر کھجور کی گٹھلیاں رکھی ہوتی تھیں۔ آپ دیگر احباب کے ساتھ ان پر درود شریف خضری پڑھتے تھے۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں یہ طریقہ آج بھی اسی ترتیب سے جاری ہے۔ (حدیث دلبراں)

فضائل حضرت شیخ محمد المہدی بن احمد الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ یہ درود شریف حضرت جبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعًا نقل کیا ہے۔ اور اس کی بہت فضیلت بیان کی ہے اور اس شخص کے لئے بڑی فضیلت آئی ہے جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حضوری کے لئے اس کو پڑھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ شَیْءٌ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الرَّحْمَۃِ شَیْءٌ وَّبَارِکْ

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الْبَرَکَۃِ شَیْءٌ وَّسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ السَّلَامِ شَیْءٌ ○ (افضل الصلوٰۃ)

درودِ غزالی

رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فَضَآئِلَ صَلَوٰتِکَ وَنَوَامِیَ بَرَکَاتِکَ وَشَرَآئِفَ زَکَوَاتِکَ وَرَاْفَتَکَ وَرَحْمَتَکَ وَتَحِیَّتَکَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ قَآئِدِ الْخَیْرِ وَفَاتِحِ الْبِرِّ وَنَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَسَیِّدِ الْاُمَّۃِ ○ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا تُزْلِفُ بِہٖ قُرْبَہٗ وَتُقِرُّ بِہٖ عَیْنَہٗ یَغْبِطُہُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ ○ اَللّٰھُمَّ اَعْطِہِ الْفَضْلَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالشَّرَفَ وَالْوَسِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَالْمَنْزِلَۃَ الشَّامِخَۃَ الْمُنِیْفَۃَ ○ اَللّٰھُمَّ

اَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا سُؤْلَهٗ وَبَلِّغْهُ مَامُوْلَهٗ
وَاجْعَلْهُ اَوَّلَ شَافِعٍ وَّاَوَّلَ مُشَفَّعٍ ○ اَللّٰهُمَّ
عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ وَثَقِّلْ مِيْزَانَهٗ وَاَبْلِجْ حُجَّتَهٗ
وَارْفَعْ فِيْ اَعْلَى الْمُقَرَّبِيْنَ دَرَجَتَهٗ ○ اَللّٰهُمَّ
احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ شَفَاعَتِهٖ
وَاَحْيِنَا عَلٰى سُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَوْرِدْنَا
حَوْضَهٗ وَاسْقِنَا بِكَاسِهٖ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَادِمِيْنَ
وَلَا شَاكِّيْنَ وَلَا مُبَدِّلِيْنَ وَلَا مُغَيِّرِيْنَ وَلَا
فَاتِنِيْنَ وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ ○ اٰمِيْنَ ○ يَا رَبَّ
الْعَالَمِيْنَ ○ بِحُرْمَةِ طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

فضائل حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں اس درود پاک کا ذکر کیا ہے. اور فرمایا ہے کہ یہ درود شریف الفاظ وکیفیت کے اعتبار سے بہت ہی جامع اور برکت وثواب کے لحاظ سے بڑی عظمت کا حامل ہے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "احیاء العلوم" کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ حدیث اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ آخر تک کو حضرت

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (افضل الصلوٰۃ)

درود شریف امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰهُمَّ جَدِّدْ وَجَرِّدْ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ وَفِيْ هٰذِهِ
السَّاعَةِ مِنْ صَلَوَاتِكَ التَّامَّاتِ ○ وَتَحِيَّاتِكَ
الزَّاكِيَاتِ ○ وَرِضْوَانِكَ الْاَكْبَرِ الْاَتَمِّ الْاَدْوَمِ
اِلٰى اَكْمَلِ عَبْدٍ لَّكَ فِيْ هٰذَا الْعَالَمِ ○ مِنْ بَنِيْ
اٰدَمَ ○ اَلَّذِيْ جَعَلْتَهٗ لَكَ ظِلًّا ○ وَلِحَوَائِجِ
خَلْقِكَ قِبْلَةً وَّمَحَلًّا ○ وَاصْطَفَيْتَهٗ لِنَفْسِكَ
وَاَقَمْتَهٗ بِحُجَّتِكَ ○ وَاَظْهَرْتَهٗ بِصُوْرَتِكَ ○
وَاخْتَرْتَهٗ مُسْتَوًى لِتَجَلِّيَاتِكَ ○ وَمُنْزِلًا
لِتَنْفِيْذِ اَوَامِرِكَ وَنَوَاهِيْكَ ○ فِيْ اَرْضِكَ وَ
سَمٰوٰتِكَ ○ وَوَاسِطَةً بَيْنَكَ وَبَيْنَ مُكَوَّنَاتِكَ
وَبَلِّغْ سَلَامَ عَبْدِكَ هٰذَا اِلَيْهِ فَعَلَيْهِ مِنْكَ
الْاٰنَ عَنْ عَبْدِكَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَشْرَفُ

اَلتَّسْلِيْمِ وَاَزْكَى التَّحِيَّاتِ ○ اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْهُ بِىْ لِيَذْكُرَنِىْ عِنْدَكَ بِمَا اَنْتَ اَعْلَمُ اَنَّهٗ نَافِعٌ لِّىْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا عَلٰى قَدْرِ مَعْرِفَتِهٖ بِكَ وَمَكَانَتِهٖ لَدَيْكَ مِقْدَارَ عِلْمِىْ وَمُنْتَهٰى فَهْمِىْ اِنَّكَ بِكُلِّ فَضْلٍ جَدِيْدٌ وَعَلٰى مَا تَشَآءُ قَدِيْرٌ ○ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

فضائل

یہ درود شریف امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ[1] کا ہے۔ یہ درود شریف پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں اور قطبِ وقت اور اللہ کے نیک بندوں کے حضور بطورِ ہدیہ پیش کرے۔ بہت فضیلت والا دُرود شریف ہے۔ علّامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے یہ درود "تفسیرِ کبیر" کے بعض نسخوں سے نقل کیا ہے۔ (افضل الصلوٰۃ)

حدیث پاک میں آیا ہے "سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ بندہ کا آخری کلام کلمۂ طیّبہ ہو۔" جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے فرمایا: مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ دُخِلَ الْجَنَّةَ۔ "جس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔" (مدارج النبوّت)

[1] شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عمر فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۰۶ھ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ○

عارف باللہ سیدی شیخ امام عبداللہ بن محمد المغربی القصیری الکنعی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ یہ درود شریف پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) بار پڑھا کرتے تھے۔ یہ نہایت مختصر ہے۔

یہ درود شریف انہوں نے اپنے شیخ قطب کامل سیّدی عبداللہ الشریف العلمی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ اسی کے ذریعے وہ خود بھی مقامِ ولایت تک پہنچے اور اسی سے انہوں نے اپنے مریدوں کو بھی درجۂ ولایت تک پہنچایا۔ (سعادتِ دارین۔ افضل الصلوٰۃ)

حدیث عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ فَقَدْ شَقِىَ ○

ترجمہ: "جس کے پاس میرا ذکر ہو اور اُس نے مجھ پر دُرود شریف نہ پڑھا، وہ بدبخت ہے۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ ○

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا دُرودِ پاک

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ رُّوْحُهٗ مِحْرَابُ الْاَرْوَاحِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكَوْنِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ هُوَ اِمَامُ

الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اِمَامِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (سعادتِ دارین)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا درودِ پاک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَمَعْدَنِ الْاَسْرَارِ وَمَنْبَعِ الْاَنْوَارِ وَجَمَالِ الْکَوْنَیْنِ وَشَرَفِ الدَّارَیْنِ وَسَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ الْمَخْصُوْصِ بِقَابَ قَوْسَیْنِ ○ (سعادتِ دارین)

● روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو تو وہ ایک بڑا سانپ زرد رنگ بڑے بڑے بالوں والا ہو گیا جو منہ کھولے ہوئے تھا۔ اس کے دونوں جبڑوں کی مسافت اسی (۸۰) ہاتھ کی تھی اور زمین سے ایک میل اونچا ہو گیا اور وہ اپنی دُم پہ کھڑا ہوا، نیچے کا جبڑا زمین پر رکھا اور اوپر کا فرعون کے محل کی دیوار پر اور ایک قبہ اس کا اپنے دانت میں لے لیا اور چلا فرعون کی طرف، فرعون گوز کرتا ہوا بھاگا۔ اور فرعون کو اُس دن مارے خوف کے چار سو دست آئے۔ اور اُس کے سب لوگ بھاگے، حتیٰ کہ اُس بھیڑ میں پچیس ہزار آدمی مارے گئے اور چیخ ماری فرعون نے کہ یا موسیٰ (علیہ السلام)! سانپ کو پکڑ لو اور میری خبر لو۔ میں تمہارے ساتھ ایمان لاؤں گا اور بنی اسرائیل کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سانپ

کو پکڑ لیا تو وہ عصا بن گیا۔ (دلائل الخیرات، خیر کثیر، کراچی)

اور یہ روایت کیا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب جنّت سے نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے ساقِ عرش پر اور جنّت میں ہر جگہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کے نام مبارک کے ساتھ لکھا دیکھا: (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ) آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ اے رب! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "یہ تمہارا وہ فرزند ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔" آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ "اے رب! اس فرزند کی حُرمت کے سبب اس کے والد پر رحم کر۔" آدم علیہ السلام کو ندا کی گئی اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب کُل اہلِ سماوات والارض کی شفاعت کرتے ہم قبول کرتے۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام نے خطا کی، کہا اے رب! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میری مغفرت کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا! اے آدم! تُو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیونکر پہچانا؟ حال یہ ہے کہ میں نے اُنہیں ابھی پیدا نہیں کیا۔ اے رب! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں پہچانا کہ جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تُو نے مجھ میں اپنی رُوح پھونکی، میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو ساقِ عرش پر میں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا دیکھا۔ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف اضافت نہیں کی ہے مگر اُس شخص کی جو تیرے نزدیک اَحبّ الخلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تم نے سچ کہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک اَحَبُّ الخلق ہیں، جس وقت تم نے بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے سوال کیا ہے تحقیق میں نے تمہاری مغفرت فرما دی۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کو بیہقی نے اپنی کتاب

"دلائل النبوت" میں عبداللہ بن زید بن اسلم کی حدیث سے روایت کیا ہے اور
طبرانی نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اس میں یہ زیادہ کہا ہے، کہ
"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری ذرّیت سے آخر الانبیاء ہیں" اور سلمان
کی حدیث میں جس کی روایت ابن عساکر سے ہے کہا ہے کہ حضرت
جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نازل ہوئے
اور کہا کہ تحقیق آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل
اختیار کیا تھا، تو میں نے تحقیق آپ کو اپنا حبیب اختیار کیا ہے اور میں
نے کوئی خلق پیدا نہیں کی کہ میرے نزدیک آپ سے زیادہ کوئی مکرّم ہو۔
میں نے اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا تاکہ آپ کی کرامت و منزلت جو میرے
نزدیک ہے اُس کو متعارف کراؤں۔ (مواہب اللدنیہ جلد اوّل)

ابن جوزی نے اپنی کتاب "صلوٰۃ الاحزان" میں روایت کی ہے،
جب آدم علیہ السلام نے حوّا کی قربت کا قصد کیا تو حضرت حوّا نے حضرت
آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مہر طلب کیا (حوّا نے یہ ملائکہ سے یہ سنا تھا یا وحی
کے ذریعے یا الہام سے معلوم ہوا تھا) آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے
رب! میں حوّا کو کیا چیز مہر دوں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے فرمایا:
"میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پہ بیس (۲۰) بار
درود پڑھو (بھیجو) حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیس
(۲۰) بار درود شریف بھیجا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم و حوّا علیہما السلام دونوں کو
نعیم جنت مباح کی اور دونوں کو گندم کے درخت سے ممانعت فرمائی۔ پس
حضرت آدم اور حوّا علیہما السلام جنت سے نکال دیے گئے۔ آدم علیہ السلام
سراندیپ[1] میں اور حوّا علیہما السلام جدہ میں اُتریں اور ابلیس لعین ابلہ میں جو
بصرہ کے قریب ہے۔ آدم علیہ السلام جنت میں کتنی مدت ٹھہرے؟ اس میں
علماء کا اختلاف ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آخرت

[1] سری لنکا

کے نصف دن کی مقدار ٹھہرے کہ پچاس ہزار برس ہیں یہ قول کلبی کا ہے۔
حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ دن کی ایک گھڑی ٹھہرے وہ ایک
سو تیس (۱۳۰) سال بنتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

درود و سلام کے فضائل

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

ترجمہ: "جو بندہ مجھ پہ ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پہ دس (۱۰) بار
رحمتیں نازل فرماتا ہے"۔

اسے مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں
روایت کیا۔ ترمذی کی بعض روایات میں اس طرح ہے کہ
"جو شخص ایک دفعہ مجھ پہ درود شریف پڑھے اُس کے بدلہ میں اللہ
تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے۔"

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبئ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اُسے مجھ
پر درود بھیجنا چاہیئے۔

وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا۔

ترجمہ: "اور جس نے مجھ پہ ایک بار درود بھیجا۔ اس کے بدلے اللہ اس پہ
دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا۔"

حدیث: ایک اور روایت میں ہے جس بندے نے مجھ پہ ایک
مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پہ دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اور اس کے
دس گناہ معاف کرے گا اور (جنت میں) اس کے دس درجے بلند فرمائیگا۔

اسے امام احمد، نسائی۔ ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم رحمہم اللہ علیہم نے
روایت کیا یہ الفاظ نسائی کے ہیں۔ حاکم کے الفاظ یہ ہیں:۔
"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر
ایک دفعہ درود پڑھا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس
کی دس خطائیں ساقط فرمائے گا۔"

حدیث:۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے
ہیں جو بندہ نبی سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک دفعہ درود پڑھے صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔

ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اُس پر ستر (۷۰) مرتبہ درود پاک
بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) مرتبہ رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ستر بار
نزولِ رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب) اسے امام
احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث:۔ طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔ جس کے
الفاظ یہ ہیں:۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر
ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل کرے گا۔ جس
نے مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھا اللہ اُس پر سو (۱۰۰) مرتبہ رحمت نازل فرمائے
گا۔ اور جس نے مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی دونوں
آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی پر) منافقت سے برائت اور نارِ جہنم سے
نجات لکھ دے گا۔ اور روزِ محشر اُسے شہداء کے ساتھ رہائش عطا فرمائے گا۔"

۱۴۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ ِالنَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۝ (ابو داؤد)

حدیث:۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جب
تم مؤذن کو اذان کہتے ہوئے سنو تو اسی طرح تم بھی کہو جیسے وہ کہتا ہے۔
(آخر تک)۔ (الترغیب، ص ۶۶۹ - ج ۱) پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ
جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل
فرماتا ہے۔ اس کے بعد میرے لئے وسیلہ کی دعا کرو کہ یہ جنت میں ایک مقام
ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندے کے شایانِ شان
ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ فَمَنْ سَاَلَ اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ
حَلَّتْ لَہُ الشَّفَاعَۃُ۔ "اب جس نے میرے لئے اللہ سے وسیلہ کا سوال کیا،
اُس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔"

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ۝	"اللہ تعالیٰ کے (کچھ) فرشتے سیاحت کرنے والے ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔"

"جذب القلوب" میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے لئے درود شریف
کی مداومت مع طہارتِ کاملہ قبلہ رُو اور حضورِ قلب کے ساتھ یہ درود شریف
پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلِّمْ کَمَا تُحِبُّ
وَتَرْضٰی لَہٗ۝

حدیث :۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ نے میرے مزار پر ایک
فرشتہ مقرر کر رکھا ہے اسے اللہ نے (نہ صرف انسانوں بلکہ) تمام مخلوق کے
ناموں کا علم عطا فرمایا ہوا ہے۔ اب جو کوئی قیامت تک مجھ پر درود پڑھے
گا وہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا اور اس کے باپ کا نام مجھے پہنچائے گا
عرض کرے گا ھٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ ۔" فلاں
کے بیٹے فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔" اسے بزار اور ابوالشیخ ابن
حبان نے روایت کیا۔

حدیث :۔ ابن حبان کے الفاظ اس طرح ہیں :
" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اللہ تعالےٰ کا
ایک فرشتہ ہے جسے اُس نے تمام مخلوقات کے ناموں کا علم عطا فرمایا ہے۔
جب میں وصال کر جاؤں گا تو وہ میری قبر پر کھڑا ہوگا، پھر جو کوئی بھی مجھ پر
دُرود پڑھے گا تو وہ عرض کرے گا یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فلاں بن
فلاں نے آپ پر دُرود بھیجا ہے۔ فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس بندے پر اس کے
ایک مرتبہ درود کے بدلے دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔"
طبرانی نے کبیر میں بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "جذب القلوب" میں
فرماتے ہیں "جو شخص شب جمعہ میں دو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں فاتحہ
کے بعد گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نماز کے
بعد اس دُرود کو سو (۱۰۰) بار پڑھے :۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ ۔

تو سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھے گا۔ اگر اس کے نصیب
میں ہے تو انشاء اللہ تین جمعہ نہ گذریں گے کہ دیدار سے مشرف ہوگا۔ یہ بعض
فقراء کا مجرّب ہے۔

ایک اور روایت میں ہے جو شخص جمعہ کی شب کو دو رکعت پڑھے
ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قُل ھُوَ اللہُ اَحد پچیس بار پڑھے اور بعد نماز کے ایک
ہزار بار یہ دُرود شریف پڑھے :۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا انشاء اللہ۔ (نسائی)

حدیث :۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر جمعہ کے دن مجھ پر بہت زیادہ یعنی کثرت
سے درود شریف پڑھا کرو کیونکہ ہر جمعہ کے دن مجھ پر میری اُمت کا دُرود پیش
کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جو بندہ مجھ پر سب سے زیادہ دُرود پڑھنے والا ہوگا، وہی
درجے کے لحاظ سے سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھو کیونکہ
یہ دن ملائکہ کے حاضر ہونے کا ہے۔ اس روز ملائکہ رحمت نازل ہوتے ہیں۔
اور جو کوئی مجھ پر دُرود پڑھتا ہے اُس کے فارغ ہونے تک اس کا دُرود مجھ پر
پیش کیا جاتا رہتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: "آپ کے وصال فرما
جانے کے بعد بھی؟"

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : (ہاں، اسلئے کہ)
اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ (عَلَیْھِمُ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔[1]" اسے ابنِ ماجہ نے جیّد اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

کسی نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ مجھ پر رحم کی اور مغفرت فرمائی۔ پھر مجھے بہشت میں لے گئے جیسے کسی دُلہن کو لے جاتے ہیں مجھ پر موتی اور یاقوت نچھاور کئے گئے جیسا کہ دلہن پر کرتے ہیں۔ یہ انعامات اِس وجہ سے ہوئے کہ میں نے جب ایک رسالہ لکھا تو کہا

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ط ۔ (جذب القلوب)

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ جو آدمی دوشنبہ (پیر) کی رات میں چار رکعت پڑھے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ بار۔ دوسری رکعت میں اکیس بار، تیسری میں تیس بار اور چوتھی رکعت میں چالیس بار سورۂ اخلاص پڑھے سلام پھیر کر پچھتّر (۷۵) بار استغفار کرے اپنے اور اپنے والدین کے لئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پچیس (۲۵) بار درود پڑھے اللہ سے جو حاجت طلب کرے گا پائے گا، انشاء اللہ۔ (جذب القلوب)

حدیث:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو اُسے چاہئے کہ اپنی دُعا میں یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ

[1] اللہ کے سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات زندہ ہیں اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو ا...

الْمُسْلِمَاتِ ○

(ترجمہ) "اے اللہ! اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود نازل فرما اور اہلِ ایمان مردوں، عورتوں اور مسلمان مردو عورتوں پر رحمت نازل فرما۔"

کیونکہ یہ الفاظ اس کے لئے زکوٰۃ ہیں (بجائے صدقہ کے ہیں یا اُس کے گناہوں سے پاک کرنے والے ہیں) اور ارشاد فرمایا کہ مومن نیکی کے کام کرکے سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ آخر جنّت میں جا پہنچتا ہے۔

(اسے ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں دراج عن الہیثم کے طریق سے روایت کیا)

السید احمد دحلان نے اپنی کتاب "تقریب الاصول" ابنِ عطاء اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"جو شخص کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اللہ تعالیٰ کا لُطف اُس سے کبھی جُدا نہیں ہوتا اور اللہ اُس کو غیر کا محتاج نہیں رکھتا۔ پس جس شخص کے نماز روزے فوت ہو جائیں اس کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت سے دُرود بھیجنا چاہیئے۔"

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے" جو شخص مجھ پہ ایک مرتبہ دُرود بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پہ دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔"

(سعادت دارین جلد اوّل)

علّامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی نے تفسیر رُوح المعانی میں فرمایا:

" اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ کے بغیر کسی اُمّت کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اپنے نبی پر درود وسلام بھیجے۔ پس یہ اُمّتِ محمّدیہ کی خصوصیّت ہے۔"

دُرود شریف کے وہ الفاظ جو احادیث میں آئے ہیں کوئی شک

نہیں کہ اُن کا پڑھنا اِس اعتبار سے کہ وہ لفظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ہیں افضل ہے۔ بعض عُلماء نے کہا کہ دُرودوں میں افضل وہ دُرود ہے جو التحیّات کے بعد نماز میں پڑھا جاتا ہے اور وہ دُرود صحیح حدیثوں میں مخصوص کیفیات کے ساتھ آیا ہے، ہر حصولِ مقصد کے لئے کافی ہے۔ سب میں مشہور یہ دُرود شریف ہے جسے درودِ ابراہیمی کہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ آخر تک اور اَللّٰھُمَّ بَارِكْ آخر تک۔

(جذب القلوب سے ماخوذ) مفاخر الاسلام میں ایک حدیث بیان کی گئی ہیں مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ لَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ صَلٰوۃٍ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ سَبْعِیْنَ حَاجَۃً مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَثَلٰثِیْنَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْاٰخِرَۃِ۔ (ترجمہ) ”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص شبِ جمعہ میں مجھ پر سو مرتبہ دُرود پڑھے اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی منجملہ اُن کے ستّر حاجتیں دُنیوی اور تیس حاجتیں آخرت کی۔“

دُرود حضوری

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ تَعَیُّنِكَ الْاَقْدَمِ وَالْمَظْهَرِ الْاَتَمِّ لِاِسْمِكَ الْاَعْظَمِ بِعَدَدِ تَجَلِّیَاتِ ذَاتِكَ وَتَعَیُّنَاتِ صِفَاتِكَ وَعَلٰی اٰلِہٖ كَذٰلِكَ۔

فضائل: اگر کوئی شخص یہ دُرود ایک کروڑ بار پڑھ لے تو اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُحبت اور حضوری میسّر ہوگی۔ (خواجہ کلیم اللہ چشتی)

کتاب ”مفاخر الاسلام“ میں حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ثَمَانِیْنَ مَرَّۃً غُفِرَتْ ذُنُوْبُہٗ الثَّمَانِیْنَ سَنَۃً ”جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسّی (۸۰) مرتبہ دُرود شریف پڑھے اس کے اسّی

برس کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔ اور دمیری نے شرح منہاج میں نقل کیا ہے کہ حسن حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ درود پڑھے گا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا○ تو اُس کے اسّی (۸۰) برس کے گناہ بخشے جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کے تمام کاموں کا قیامت کے دن متولّی ہونا اور مقاصد کے لئے کافی ہونا، تمام ضروریات کا پورا ہونا۔ تمام گناہوں کا بخشا جانا۔ ایک قول میں قضا شدہ فرائض کی جانب سے بھی کفارہ ہونا۔ صدقہ کے قائم مقام ہونا۔ بلکہ ایک قول میں صدقہ سے افضل ہونا، مصیبتوں کا کھلنا، مرضوں کی شفا، خوف و گھبراہٹ کا قریب نہ آنا۔ ربّ کی محبّت اور رضاءِ الٰہی کا حاصل ہونا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرشتوں کا رحمت بھیجنا، صفائیِ قلب کے تمام کاموں میں فارغ البال ہونا، برکات حاصل ہونا، حتیٰ کہ احباب و اولاد در اولاد چار پشتوں تک دُرود شریف کی برکات ہوں گی۔ (جذب القلوب)

بہ مضمون آیۂ کریمہ:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِكَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

سیّدِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ پر دُرود پاک بھیجنے کے فوائد میں سے اوّل حکمِ الٰہی کی فرمانبرداری ہے۔ صلوٰۃ و سلام بھیجنے میں اللہ تبارک وتعالےٰ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ موافقت ہے۔ دربارِ خداوندی سے دس رحمتوں کا حاصل ہونا اور دس درجات کا بلند ہونا، دس نیکیوں کا اعمال نامہ میں لکھا جانا اور دس گناہوں کا محو ہونا۔ بعض احادیث میں دس غلام آزاد کرانا اور بیس غزوات میں شریک ہونے کے برابر بھی آیا ہے۔ دُعا کا

مقبول ہونا۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا واجب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہادت دینا اور قرب نبوی صلی اللہ
وآلہ وسلم کا حاصل ہونا۔ دوسرے لوگوں سے پہلے قیامت کے دن آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب آفتاب طلوع
ہے تو ستر ہزار فرشتے قبر مطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد آ
جاتے ہیں اور صلوٰۃ بھیجتے رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو چلے جا
ہیں اور فرشتوں کا دوسرا گروہ ستر ہزار کی تعداد میں آجاتا ہے اور ص
بھیجتے ہیں۔ جس وقت تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر شریف سے
تشریف لائیں گے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ و
تسلیما۔ (جذب القلوب)

ابو عبداللہ بن نعمان نے اپنی کتاب "مصباح الظلام" میں خلاد بن
بن مسلم کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ جب ان پر نزع کا وقت آیا
لوگوں نے اُن کے تکیہ کے نیچے ایک رقعہ دیکھا جس میں لکھا تھا کہ یہ خ
بن کثیر کا جہنم سے چھٹکارے کا پروانہ ہے۔ پس لوگوں نے اُن کے اہل
کے متعلق دریافت کیا تو اُن کے گھر والوں نے بتایا کہ وہ ہر جمعہ کو نبی
السلام پر ایک ہزار بار ان الفاظ میں درود وسلام پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ مُحَمَّدٍ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (سعادت دارین جلد اوّل)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِیِّكَ النُّوْرِ
الْمَكْنُوْنِ وَالسِّرِّ الْمَخْزُوْنِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اذان: حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر
کہے تو تم بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہو۔ پھر وہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہے۔ یہ بھی
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہے۔ جب مؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے تو یہ بھی
اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے۔ پھر وہ حی علی الصلوٰۃ کہے یہ لاحول ولاقوۃ الا
باللہ العلی العظیم کہے۔ وہ جب حی علی الفلاح کہے تو یہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ
پڑھے۔ وہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے یہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے۔ جب مؤذن لا الٰہ
الا اللہ کہے تو یہ بھی لا الٰہ الا اللہ کہے۔ یہ کلمات اذان دل سے یقین کے
ساتھ کہے تو جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم۔ ابوداؤد)

اذان سن کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ
الْقَائِمَةِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ
وَاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِیْعَةَ (وَالشَّفَاعَةَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ) (افضل الصلوٰۃ)

فضائل: حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے
اذان اور اقامت کو سنتے وقت یہ دعا پڑھی اس کے لئے میری شفاعت
واجب ہوگئی۔

● جسے پسند ہو کہ اُسے پورا ناپ تول دیا جائے وہ اس آیت کو پڑھے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ
سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ○ (یہ درود پاک جُمعۃ المبارک کو پڑھا جائے)

اِس کو دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

• جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر ادا کرنے سے اور اپنی جگہ سے اٹھنے سے
پہلے اسّی (۸۰) مرتبہ یہ درُود شریف پڑھے۔ درُود یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ○

اُس کے اسّی (۸۰) سال کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کے لیے
اسّی (۸۰) سال کی عبادت لکھ دی جاتی ہے۔ اس کو ابن بشکوال نے حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (سعادتِ دارین اوّل)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ كَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

جس کو یہ پسند ہو کہ اسے پورا پورا ناپ دیا جائے جب وہ ہم
اہلبیت پر درُود بھیجے تو یوں کہے۔ (اوپر والا درود شریف)

(افضل الصلوات)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْاَ السَّمٰوٰتِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْءَ
الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْءَ مَا بَیْنَھُمَا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا
اَحْصَاہُ كِتَابُكَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ
نَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ
الْغَافِلُوْنَ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○

ترجمہ: (۱) الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سات
آسمانوں کے برابر۔

(۲) الٰہی درُود بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سات زمینوں کے برابر۔

یہ بڑی فضیلت والا درود شریف ہے۔ اسے علاّمہ قسطلانی رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنی کتاب "مسالک الحنفاء" میں ذکر کیا ہے۔

حکایت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ "جو میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درُود
وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ بَعِیْدٍ بھیجتا ہے اس کا درُود میں خود سنتا

اُعلِمتُہٗ

ہوں۔ جو دُور سے پڑھتا ہے وہ مجھے بتایا جا

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَاِنَّ اللّٰہَ وُکِّلَ بِیْ مَلَکًا عِنْدَ قَبْرِیْ فَاِذَا صَلّٰی رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ قَالَ لِیْ ذَالِكَ الْمَلَكُ یَامُحَمَّدُ اِنَّ فُلَانًا ابْنَ فُلَانٍ صَلّٰی عَلَیْكَ السَّاعَۃَ۔ (قول البدیع)

"مجھ پر کثرت سے درود بھیجو بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک فرشتہ کا میری قبر پر تعیّن فرمایا ہے کہ جب میری امت کا کوئی فرد مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتہ مجھے کہتا ہے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فلاں ابن فلاں آپ پر ابھی سلام پڑھ رہا ہے"

درود خزینۃُ الاَسرار

درُود شریف برائے زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ۔ (افضل الصلوٰۃ)

• آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے : "جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُس پر فرض ہے کہ مہمان کی عزّت کرے۔"

آفتاب کی طرف مُنہ نہ کرو

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا : اے علی! آفتاب کی طرف پُشت کیا کرو، مُنہ نہ کیا کرو۔ کیونکہ اس کی طرف منہ کرنے میں بیماری ہے اور اس کی طرف پیٹھ پھیرنے میں شفا ہے۔ (نزہت المجالس)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت

حدیث : کرتے ہیں :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً یَسِیْحُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَیُبَلِّغُوْنَ صَلَاۃَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِیْ○

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر گردش کرتے رہتے ہیں اور میری اُمّت کا جو فرد مجھ پر درُود بھیجتا ہے مجھ تک پہنچاتے ہیں"۔

حضُوری درُود پاک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ مَعْلُوْمٍ لَّكَ○ (افضل الصّلوٰۃ)

قطب زمانہ حضرت سید حسن رسول نما اویسِ ثانی نارنولی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۰۳ھ کا شمار دہلی کی عظیم اور بلند پایہ شخصیات میں ہوتا تھا۔ آپ نے تقریبًا سو (۱۰۰) سال عمر پائی۔ آپ روزانہ گیارہ سو (۱۱۰۰) بار یہ اُوپر والا درُود شریف پڑھتے تھے۔

آپ یہ درُود پڑھنے کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مجلس پاک کے حضوری تھے آپ جس کسی کو یہ درُود شریف پڑھنے کیلئے بتا دیتے اُسے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوجاتی تھی۔ آپ کی طرف سے یہ درُود شریف پڑھنے کی عام اجازت ہے۔

درُود شریف ہزارہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا○

• حضرت بابا ماہی شاہ قادری نوشاہی ہوشیارپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۷۸۰ء نے دریائے بیاس کے کنارے ۱۲ سال میں ایک کروڑ بار یہ دُرود پاک پڑھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری مجلس سے مشرّف ہوئے سبحان اللہ۔ (افضل الصلوٰۃ)

• ابنِ ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے بروایتِ ابنِ جریح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس کے یہاں حمل ہوا اور وہ پختہ ارادہ کرے کہ میں اس کا نام محمدؐ رکھوں گا تو خدا اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔ اور جس گھر میں محمدؐ نامی کوئی شخص رہتا ہے خدا اس گھر میں برکت عطا کرتا ہے۔

• جلیلہ بنتِ عبدالجلیل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں ایسی عورت ہوں کہ میرے بچے زندہ نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا خدا سے نذر کر کہ تو اس کا نام محمدؐ رکھے گی۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اللہ کریم نے اُس کو بیٹا دیا اور وہ خدا کے فضل سے زندہ رہا اور اُس نے غنیمت پائی۔

حدیث : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَلَا دِيْنَ لَهٗ۔

" جس نے مجھ پر دُرود نہ بھیجا اس کا دین نہیں۔"

حدیث : حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَذَالِكَ اَبْخَلُ النَّاسِ ط۔

" جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے وہ بخیل ترین انسان ہے۔"

(القول البدیع)

" مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَنَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِىَٔ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ "۔

ترجمہ : " جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرود بھیجنا بھول جائے تو وہ جنّت کا راستہ سے بھٹک گیا۔" (جلاء الافہام، ص ۹۷)

حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جسے طبرانی نے اپنی معجم میں اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

" مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِىَٔ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ "۔

ترجمہ : " جو شخص مجھ پر دُرود پڑھنا بھول جائے وہ جنّت کے راستے سے بھٹک جاتا ہے۔" (جلاء الافہام : ص ۹۷)

<u>حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی روایت</u> : ابنِ شاہین، اپنی سند کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے :

" مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ كُنْتُ شَفِيْعُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " ط۔

" جو شخص مجھ پر دُرود بھیجے گا میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔"

ابراہیم بن رشید اپنی سند کے ہمراہ سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ دُرود بھیجتا ہے ایک فرشتہ اس دُرود کے ہمراہ اُوپر جاکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس درود کو میرے خاص الخاص بندے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی قبر مبارک میں لے جاؤ تاکہ ہم اس پڑھنے والے کی دُعا، مغفرت قبول فرمائیں اور ان کے ذریعے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(جلاء الافہام : ص ۹۹)

علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا درود

صَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَزَوْجَتِهٖ مُنْتَهٰى مَرْضَاتِ اللهِ تَعَالٰى وَمَرْضَاتِهٖ ۔ (سعادتِ دارین)

حدیث: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلَّا نَضَّرَ بِهٖ قَلْبَهٗ وَنَوَّرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ۔ (قول البدیع، ص ۳۲۵)

"جو مومن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے گا اس کی برکت سے اس کا دل شاداب اور تر و تازہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ اسکے دل کو منور فرمائیگا۔"

حدیث: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْهُ كَقَدَحِ الرَّاكِبِ اِجْعَلُوْنِيْ اَوَّلَ دُعَائِكُمْ وَاَوْسَطِهٖ وَاٰخِرِهٖ ۔ (القول البدیع ص ۳۸۸)

"تم مجھے مسافر کے پیالے کی طرح نہ سمجھو، اپنی دعاء کی ابتداء، وسط اور آخر میں میرا ذکر کرو۔ (یعنی درود پاک پڑھو)۔"

حدیث: محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ طَهَارَةٌ وَّغُسْلٌ وَّطَهَارَةُ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الصَّدَءِ الصَّلٰوةُ عَلَيَّ (القول البدیع ص ۲۳۹)

"ہر چیز کے لئے سامان غسل و طہارت ہوتا ہے اور مومنوں کے دل کو زنگ سے صاف کرنے کا سامان مجھ پر درود پڑھنا ہے۔"

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس بار صبح اور دس بار شام کو مجھ پر درود پڑھتا ہے

یا پڑھا کرے گا قیامت کے دن میری شفاعت اُس کو نصیب ہو گی۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹانے والا ہوتا ہے جتنا کہ سرد پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ اور آپ پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

ایک جماعت کا قول ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو تو آپ پر درود بھیجنا واجب ہے۔ (نزہت المجالس جلد ۲)

(۱) عظیم درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا بِقَدْرِ عَظَمَةِ ذَاتِكَ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ وَّحِيْنٍ ۝

فضائل۔ "سعادتِ دارین" میں ہے شیخ عبد اللہ ہاروشی مغربی نے اپنی کتاب "کنز الاسرار فی الصلوٰۃ علی النبی المختار" میں اسی درود کی فضیلت میں کہا ہے کہ میرے دل میں تھا کہ یہ درود شریف ایک لاکھ کے برابر ہے۔ میں نے اس کی فضیلت میں اپنے ایک بھائی سے تذکرہ کیا اور کہا میرے خیال میں یہ درود ایک لاکھ کے برابر ہے وہ بولے "یہ کم ہے اور بے ادبی ہے کیونکہ تم نے جو عظمتِ ذات کے لحاظ سے کہا، اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عظمت بے حد و بے حساب ہے۔ لہٰذا اس درود پاک پر ملنے والا اجر و ثواب ان شاء اللہ بے حد و حساب ہو گا اور یہ کامل درود ہو

وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ دَارَهٗ ○

فضائل حضرت شیخ حسن العدوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت مجد بن فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ اگر انسان قسم کھائے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل ترین دُرود بھیجے گا تو وہ یہ دُرود شریف پڑھے! (افضل الصّلوات)

● اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ جَزَی اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ ○ (اس درود شریف کے فضائل یہ ہیں:۔)

فضائل: شیرویہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن مکّی کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میں نے ابوالفضل القومانی کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک شخص خراسان سے آیا اور اس نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خواب میں تشریف لائے درآنحالیکہ میں مدینہ طیّبہ کی مسجد میں تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جب تُو ہمدان جائے تو ابوالفضل کو میری طرف سے سلام پہنچانا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنی بندہ نوازی کیوں؟ ارشاد فرمایا: "وہ مجھ پر ہر روز سَو مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ دُرود ..." ابوالفضل فرماتے ہیں اس نے مجھ سے وہ دُرود پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں ہر روز سَو بار یہ دُرود (اُوپر والا) پڑھتا ہوں۔"

اُس نے مجھ سے وہ دُرود لے لیا اور قسم اُٹھائی کہ وہ مجھے اور میرا نام نہ جانتا تھا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے میری پہچان کرائی۔

میں سے ہے۔

(۲) عظیم دُرود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ صَلٰوةً تَزِنُ الْاَرْضِیْنَ وَالسَّمٰوٰتِ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِكَ وَعَدَدَ جَوَاهِرِ اَفْرَادِ كُرَّةِ الْعَالَمِ وَاَضْعَافِ ذَالِكَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

ترجمہ: "الٰہی ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل پر اتنا دُرود بھیج جو زمینوں آسمانوں کا ہم وزن ہو جو تیرے علم میں ہے اس کی تعداد کے برابر اور کرّہ عالم کے ذرّوں کے برابر اور اس سے کئی گُنا زیادہ، بے شک تُو بزرگی والا ہے۔"

فضائل: "سعادت دارین" جلد دوم میں ہے کہ یہ دُرود شریف "کنوز الاسرار" نے ذکر کیا ہے اور اس کی فضیلت میں لکھا ہے کہ اس دُرود شریف میں ایک بڑا راز ہے اور بڑا اجر ہے۔ جسے اللہ پڑھنے کی توفیق دے اُس کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جو شخص یہ دُعائیہ کلمات ہر فرض نماز کے بعد کہے قیامت کے روز اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگی۔ دُعائیہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَ نِالْوَسِیْلَةَ وَاجْعَلْ فِی الْمُصْطَفَیْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِی الْعَالَمِیْنَ دَرَجَتَهٗ

مَیں نے اس پر کچھ احسان پیش کیا تاکہ وہ مزید مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی باتیں بتائے لیکن اُس نے وہ تحفہ قبول نہ کیا اور کہا کہ میں دُنیا کے عوض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام نہیں بیچتا۔ پھر اس کے بعد میں نے
اُنہیں نہیں دیکھا۔ (سعادتِ دارین)

رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اِن الفاظ میں دُرود پڑھا میری شفاعت
اس کے لئے واجب ہوگئی۔ دُرود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ
عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ○

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس طرح دُرود پڑھا اس نے ستر
(۷۰) فرشتوں کو ہزار صبح تک تھکا دیا۔ درود شریف یہ ہے:

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ ○

ترجمہ: ”اے اللہ تعالیٰ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزا دے ہماری
طرف سے ایسی جس کے وہ اہل ہیں۔“ (سعادتِ دارین)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّصَلٰوةً تُخْرِجُنِیْ
مِنْ ظُلُمٰتِ الْوَهْمِ وَتُكْرِمُنِیْ بِنُوْرِ الْفَهْمِ وَ
تُوْضِحُ مَا اَشْكَلَ حَتّٰى يُفْهَمُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

فضائل ۔ حضرت شیخ جنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دُرود
پاک پڑھنے والا ایک بار پڑھنے پر ایک ہزار بار پڑھنے
کا اجر پاتا ہے۔ اور پانچ سو (۵۰۰) بار پڑھنے والا دینی اور دنیوی معاملات
میں آسانی پاتا ہے۔ (شفاء القلوب ص ۲۲۰)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ
رَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

(بروز جمعہ ۷ بار، جمعہ پڑھے) زیارت ہوگی انشاء اللہ۔
(القول البدیع)

فضائل ۔ اس درود پاک کو پڑھنے والا دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا اور اس کے اسّی (۸۰)
سال کے گناہ معاف ہوں گے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع
فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع" میں ابنِ عاصم کی روایت سے مرفوعاً نقل
کیا اور تصدیق فرمائی ہے۔

و ابوشیخ اپنی کتاب میں حضرت ابوقرصافہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں
کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص
سونے کے لئے لیٹے وہ پہلے سورۂ مُلک پڑھے پھر چار بار یہ دُعا پڑھے:
اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ۔ پھر چار مرتبہ یہ دُرود شریف پڑھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ
وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ

بِحَقِّ کُلِّ اٰیَاتٍ اَنْزَلْتَھَا فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بَلِّغْ
رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنِّیْ
تَحِیَّۃً وَّسَلَامًا ○

اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بتائیں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم فلاں ابن فلاں نے آپ کی خدمت اقدس میں یہ ہدیہ بھیجا ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دیں گے کہ فلاں بن فلاں جس نے یہ ہدیہ بھیجا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کا سلام، رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

(القول البدیع / جلاء الافہام)

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ لَّمْ
یَفْتَقِرْ اَبَدًا ○

ترجمہ: "جو آدمی جمعرات کو سو بار درود شریف پڑھے کبھی محتاج نہ ہوگا۔" (امام محمد بن وضاح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بحوالہ مفاخر الاسلام نقل کی)

جو شخص بروز جمعرات بعد نمازِ عصر اُسی جگہ بیٹھ کر یہ دُرود شریف پڑھے اس کو اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف عطا ہوتا ہے۔ جو تمام اجر و ثواب سے عظیم تر ہے۔ ۳ بار پڑھیں۔

(تحفۃ الصلوٰۃ الی النبی المختار)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ

وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ
اَبْلِغْ لِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا الصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامَ ○

تین بار پڑھے۔ تیسری بار یعنی آخری بار وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

برائے زیارت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْجَامِعِ
الْاَسْرَارِکَ وَالدَّالِ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
وَسَلِّمْ ○ روزانہ ایک ہزار بار پڑھے۔

حضرت سیّد احمد دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ دُرود سے ماخوذ۔ مجرّب ہے۔ (سعادت دارین)

● حضرت شہاب الدین احمد یمنی حضرت صالح عمر امام شاذلی سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص یہ دُرود پاک تین سو ساٹھ بار (۳۶۰) بار پڑھے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ منوّر تک نگاہ ڈال سکے گا۔ دُرود یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ
لَکَ رِضَاءً وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً ○ (شفاء القلوب)

● حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے زید! جب جُمعہ کا دن ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ دُرود پڑھنا مت چھوڑو۔ یُوں پڑھو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ

(اس کو الہیثمی نے ترغیب میں بیان کیا)

صلوٰۃ الرؤف الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ ذِى الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ فِىْ كُلِّ لَحْظَةٍ عَدَدَ كُلِّ حَادِثٍ ۔ شیخ سیدی احمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بزرگ ترین الفاظ سے ہے اس درود شریف کو بکثرت پڑھنا چاہئے۔ (افضل الصلوات)

استقامت

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

"بے شک وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہتے ہیں۔" (الاحقاف ۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اپنے ایمان پر استقامت اختیار کرو۔ مگر تم نہ کرسکو گے البتہ اللہ کی مدد سے۔ یاد رکھو کہ نماز تمہارے دین کی بہترین چیز ہے۔ اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے۔" (اخرجہ ابن ماجہ ۲۶۶ ؛ احمد ۳۲۲/۵)

درود العزت

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْعِزِّ الشَّامِخِ وَالْكَرَمِ الْبَاذِخِ ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھایا۔ حاضرین نے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون ہے؟ فرمایا مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ یہ شخص مجھ پر وہ درود پڑھتا ہے جو آج تک کسی نے نہیں پڑھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ

نے عرض کیا وہ کیسا درود ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے یہ درود شریف پڑھا اُس نے اپنے اوپر رحمت کے ستر (۷۰) دروازے کھول لئے۔ درود یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ ○ (تحفۃ الصلوٰۃ)

درود قادریہ غوثیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ○

یہ درود پاک قادریہ سلسلہ میں بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے بہت ہی فضیلت والا اور بابرکت ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ ○ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِلْءَ اَرْضِكَ وَسَمٰوٰتِكَ (سعادت دارین)

حاکم نے اپنی مستدرک میں موقوفاً الاعمش بن ابی صالح عن ابی ہریرہ کے واسطہ سے مندرجہ ذیل الفاظ میں تخریج کی ہے:

حدیث: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا ثُمَّ تَفَرَّقُوْا قَبْلَ اَنْ يَّذْكُرُوا اللّٰهَ وَيُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهٖ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

"جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود پڑھے بغیر جدا جدا ہو گئے اُن پر قیامت تک حسرت ہو گی۔"

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ شَقِيَ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بدبخت ہے۔"

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَلصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْرِكُ الرَّجُلَ وَوُلْدَهٗ وَوُلْدَ وُلْدِهٖ۔ (القول البدیع)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے والے کو اُس کی اولاد اور اس کے پوتوں کو درود کا ثواب پہنچے گا۔"

درودِ کمالیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ِالنَّبِيِّ الْكَامِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ كَمَا لَا نِهَايَةَ لِكَمَالِكَ وَعَدَدَ كَمَالِهٖ ○

(افضل الصلوٰۃ ۳۴۴)

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض بزرگوں نے کہا ہے

کہ یہ درود ستر (۷۰) ہزار درود شریف کے برابر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ کے برابر ہے۔ دفعِ نسیان کے لئے بھی مجرب ہے۔ مغرب کے بعد لاتعداد کثرت سے پڑھیں۔ آزمودہ اور بہت مجرب ہے۔

اسّی سال کے گناہ مُعاف ہوں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔

فضائل: حضرت شیخ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے مجھ پر جمعہ کے دن اسّی (۸۰) مرتبہ درود بھیجا اُس کے اسّی (۸۰) سال کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ پر کس طرح درود پڑھا جائے۔ ارشاد فرمایا کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔

اور یہ ایک بار شمار کیا جائے گا۔

حدیث: مَنْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ فَقَدْ فَتَحَ عَلٰى نَفْسِهٖ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ الرَّحْمَةِ۔

"جس نے "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ" کہا اُس نے اپنے اوپر رحمت کے ستر (۷۰) دروازے کھول لئے۔" (القول البدیع: ۲۳۶)

وَاللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ ○

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا وِرد یہ درود تھا۔

آپ اپنے مُریدین کو بھی یہ دُرود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی تلقین فر
"نزہت المجالس" میں ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت پُلصراط پر سے گذر ہے اور
آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنا عذاب سے امان ہے ۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے
بیان کیا ہے کہ آل فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج ہیں ۔
(نزہت المجالس جلد دوم)

• حضرت شیخ حسن العدوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض عارفین سے بطریق حضرت
شیخ عارف المرسی رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ جس نے اِس دُرود شریف
پر ہمیشگی اختیار کی اور روزانہ پانچ سو (۵۰۰) بار پڑھا وہ مرنے سے پہلے بیداری
میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرفِ صحبت حاصل کرے گا۔

دُرود شریف یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ ○ (افضل الصلوٰۃ)

دُرود عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

اَللّٰھُمَّ یَا دَآئِمَ الْفَضْلِ عَلَی الْبَرِیَّةِ یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ
بِالْعَطِیَّةِ یَا صَاحِبَ الْمَوَاهِبِ السَّنِیَّةِ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی سَجِیَّةً وَاغْفِرْلَنَا یَا ذَا الْعُلٰی
فِیْ هٰذِهِ الْعَشِیَّةِ ○ (سعادتِ دارین)

مَیں (مؤلفِ کتاب) نے یہی دُرود کچھ اضافہ کے ساتھ "جواہرِ خمسہ" میں
لکھا دیکھا ہے ۔

اَللّٰھُمَّ یَا دَآئِمَ الْفَضْلِ عَلَی الْبَرِیَّةِ وَیَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ
بِالْعَطِیَّةِ وَیَا صَاحِبَ الْمَوَاهِبِ السَّنِیَّةِ وَیَا دَافِعَ
الْبَلَآءِ وَالْبَلِیَّةِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی
السَّجِیَّةِ وَعَلٰٓی اٰلِهِ الْبَرَرَةِ النَّقِیَّةِ وَاغْفِرْلَنَا یَا ذَا
الْهُدٰی (العلٰی) فِیْ هٰذِهِ الْعَصْرِ وَالْعَشِیَّةِ رَبَّنَا تَوَفَّنَا
مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا كَثِیْرًا ط

یہی دُعا جمعہ کی رات کو عشاء کے فرضوں کے بعد پڑھے (تین بار)
اور عصر کی نماز چار سنّت (غیر مؤکدہ) کے بعد بھی یہ دُعا پڑھے ۔ اگر وقت نہ
ملے تو عصر کے فرضوں کے بعد پڑھ لے ۔

واضح ہو کہ عصر کی نماز کے بعد قبولیت کا وقت ہے جو دُعا کرے گا
مستجاب ہوگی ۔ عصر کی سنّتوں کی بہت فضیلت ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عصر سے پہلے چار رکعت سُنّتیں پڑھنے والے کے لئے
رحمت کی دُعا کی ہے ۔ آپ نے فرمایا "جو عصر سے پہلے چار رکعت سُنّت
ادا کرے اللہ اُس پر رحمت نازل کرے" ۔

"مجموعہ وظائف چشتیہ مع دلائل الخیرات" میں ضیاء الامّت پیر

محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ مفسر ضیاء القرآن نے بھی یہی دُعا عصر کی
کے بعد پڑھنے کے لئے لکھا ہے۔

نہایت بابرکت اور فضیلت والی دُعا ہے۔ مواظبت کرنی چاہیے
و باللہ التوفیق۔

ایک حدیث دارقطنی نے اس سند کے ساتھ نقل کی ہے: عمرو بن
سمر عن جابر قال الشعبی سمعت مسروق بن الاجدع عن
عائشۃ رضی اللہ عنہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا یقبل اللہ صلوٰۃ الا بطھور و بالصلوٰۃ علیّ۔

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اللہ تعالیٰ وضو اور مجھ پر
دُرود بھیجے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا۔"

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے بریدہ
جب نماز پڑھے تو اپنی نماز میں تشہد پڑھنا اور مجھ پر دُرود بھیجنا کبھی نہ
چھوڑنا کہ یہ نماز کی صفائی اور ستھرائی (زکوٰۃ) ہے اور اللہ کے نبیوں اور
رسولوں اور نیکوکار بندوں پر سلام بھیجنا۔"
(اس کو دارقطنی نے بریدہ کے حوالے سے لکھا ہے)

حدیث: شعبہ نے کہا میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے سُنا کہ مجھ
سے کعب بن عجرہ نے ملاقات کی اور کہا کہ میں آپ کو نذرانہ پیش کروں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا
یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے معلوم کرلیا کہ آپ پر سلام کس طرح
کہنا ہے۔ آپ پر درود کس طرح پڑھیں۔ فرمایا کہو:
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ

مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

حدیث: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا:
یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! سلام آپ پر کرنا ہم نے پہچان لیا ہے۔
آپ پر دُرود شریف کیسے پڑھیں؟ فرمایا کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ ط
(تفہیم البخاری جلد ۹)

حدیث: ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ علیک وسلم! ہم آپ پر دُرود کیسے
پڑھیں؟ فرمایا کہو:
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

(آل سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور
اولادِ پاک ہے)۔ (حدیث تفہیم البخاری جلد ۹، ص ۶۴۰)

حدیث: عبداللہ بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ انہوں نے عبدالرحمن
بن ابی لیلیٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے اور کہا کیا میں تجھے
تحفہ نہ دوں جسے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے۔
میں نے کہا کیوں نہیں۔ (ضرور بیان کرو) انہوں نے کہا میں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا جب ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم! ہم آپ پر اور اہلبیت رضی اللہ عنہم پر کیسے دُرود
شریف پڑھیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ تو بتادیا ہے کہ ہم سلام کیسے
پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط
(شرح تفہیم البخاری جلد ۵، ص ۲۰۷)

اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کی تعلیم کہاں دی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تشہد میں تعلیم دی ہے۔ اور وہ یہ ہے:
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

حدیث: سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُرود شریف کی تعلیم دی ہے لہٰذا جو بھی دُرود پڑھیں افضل ہے۔ (تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۲۰۷)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "بلاشک ہر موقع پر مجھ سے زیادہ تر قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھنے والا ہوگا۔" (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ)

اور سب سے لذیذ تر اور شیریں خاصیّت دُرود شریف کثرت سے پڑھنے کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عُشّاق کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی زیارت کی دولت میسّر ہوتی ہے۔ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا۔ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ۔

حضرت شیخ سنوسی رحمۃ اللہ علیہ کا دُرود شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ

السَّیِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْحَبِیْبِ الشَّفِیْعِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ الصَّادِقِ الْاَمِیْنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ وَرَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْنَ ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَنْ مَّضٰی مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِیَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِیَ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِیْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوةً لَّا غَایَةَ لَهَا وَلَا مُنْتَهٰی وَلَا انْقِضَاءَ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ بَاقِیَةً بِبَقَائِكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا مِّثْلَ ذٰلِكَ وَاَجْرِ یَا مَوْلٰنَا خَفِیَّ لُطْفِكَ فِیْ اُمُوْرِنَا كُلِّهَا وَاُمُوْرِ الْمُسْلِمِیْنَ ○ اٰمِیْن ○

فضائل: یہ دُرود کتاب "کنوز الاسرار" میں ذکر فرمایا۔ اور اس کی فضیلت کے سلسلہ میں فرمایا۔ میں نے اپنے شیخ العیاشی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر دیکھی ہے۔ فقیہ ابوالسامہ الدکالی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک فاقہ کش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا کرتا تھا۔ اس پر بہت قرض ہوگیا۔ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی تو اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ آپ نے اسے شیخ سیّدی محمد السنوسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ اس کا قرض ادا کر دیں۔ یہ قرض ایک ہزار اوقیہ

تھا۔ اس بات کا ثبوت کہ واقعی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس شخص کو بھیجا ہے یہ تھا ' سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شیخ محمد
سنوسی سے کہنا "تم روزانہ سونے سے پہلے ایک لاکھ بار مجھ پہ درود وسلام
بھیجتے ہو۔" بیدار ہوکر وہ شخص شیخ محمد سنوسی کے پاس گیا۔ اور تمام واقعہ
بیان کیا۔ انہوں نے بغیر حیل وحجت کے اُسے ایک ہزار اوقیہ دے دیا۔
اس شخص نے اللہ کا واسطہ دے کر شیخ سے پوچھا کہ آپ اتنی تعداد میں ہر
رات کو دُرود شریف کیسے پڑھ لیتے ہیں ؟ میں تو ہر رات ایک ہزار کے
بارے محوِ حیرت ہوں۔ شیخ نے آزماتے ہوئے کہا ، اگر یہ بات سمجھنا چاہتے
ہو تو ایک ہزار اوقیہ واپس کردو۔ اس شخص نے ایک ہزار اوقیہ رقم
واپس کردی۔

شیخ نے کہا" اللہ تمہیں برکت دے۔ جو رقم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تمہیں دینے کا مجھے حکم دیا ہے میں اُسے کیسے واپس لے سکتا ہوں۔ میں تو
محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا۔ میں ہر رات
یہ درود شریف سو بار پڑھا کرتا ہوں۔

حدیث حافظ ابن قیمّ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جمعہ کے
دن درود شریف پڑھنے کی زیادہ فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کا دن
تمام دنوں کا سردار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اطہر
ساری مخلوق کی سردار ہے اس لئے اس دن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر دُرود کے ساتھ ایک ایسی خصوصیت ہے جو اور دنوں کو نہیں۔
یہ تمام درودوں سے افضل درود شریف ہے کہ اس کی روایت
صحیحین (مسلم و بخاری) سے ہے اور یہ خصوصاً جمعۃ المبارک کیلئے ہے اور
بے شمار فضائل کا حامل ہے :
دُرود شریف یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ
اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَعِتْرَتِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ○ (افضل الصلوات تحفۃ الصلوٰۃ)

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کرتے ہیں کہ بیشک وہ کہا کرتے تھے ؛ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَةَ
مُحَمَّدِنِ الْکُبْرٰی وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْیَا وَاٰتِهٖ سُؤْلَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ
وَالْاُوْلٰی کَمَا اٰتَیْتَ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی ۔ (شفا شریف)

"مناقبِ سلطانی" میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان العارفین سلطان
باہو رحمۃ اللہ علیہ یہ درود پاک پڑھتے تھے اور مریدین کو بھی یہ دُرود شریف
پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔ (مناقب سلطانی ، ص ۳۰۰)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ○

"مناقبِ سلطانی" کے مصنّف سلطان حامد بن غلام باہو رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ مجھے یہ دُرود شریف ایک ہزار بار روزانہ پڑھنے کی آپ نے اجازت
عنایت فرمائی تھی۔ بڑا بابرکت ، جامع اور مختصر درود شریف ہے۔
وہب بن ورد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے
اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدًا اَفْضَلَ مَا سَاَلَكَ لِنَفْسِهٖ وَاَعْطِ مُحَمَّدًا اَفْضَلَ
مَا اَنْتَ مَسْئُوْلٌ لَّهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ۔ (کتاب الشفاء)

حدیث ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مؤذن کی اذان سُن کر
وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ
دِیْنًا ۝ غُفِرَلَہٗ۔ تو وہ بخشا گیا۔" (شفا شریف)

حدیث : ابنِ وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا : مَنْ سَلَّمَ عَلَیَّ عَشْرًا فَکَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَۃً
ترجمہ : "جو شخص مجھ پہ دس بار سلام بھیجتا ہے گویا کہ اُس نے ایک غلام آزاد
کیا۔" (شفا شریف : قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ)

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمِدَكَ وَلَكَ
الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یَحْمَدْكَ وَلَكَ الْحَمْدُ
کَمَا تُحِبُّ اَنْ تُحْمَدَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ
مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا
تُحِبُّ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ۔

فضائل ـ اِس درود شریف کے الفاظ طبرانی کے ہیں جو اکابر علمائے حدیث میں سے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اس
درُود شریف کو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے خواب
میں پڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے سُننے پہ تبسّم فرمایا اور آپ
پر وجد کے آثار ظاہر ہوئے۔ نیز دندانِ مبارک سے نور ظاہر ہوا۔
(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا)

درُودِ خمسہ کے فضائل

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ
الْمَخْلُوْقَاتِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَبْخَارِ
الْمَوْجُوْدَاتِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ
حُرُوْفِ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَالدَّعْوَاتِ وَصَلِّ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ سَوَاکِنِ الْاَرْضِ وَ
السَّمٰوٰتِ اِلَی التَّھْیَاتِ مِنَ الْمَوْجُوْدِ وَالْمَعْدُوْمِ
اِلٰی اَبَدِ الْاٰبَادِ مِنْ اَزَلِہٖ وَاَوْسَطِ حَشْرِہٖ وَبَقَآئِہٖ
وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ (شفاءُ القلوب)

"شفاء القلوب" کے مصنّف لکھتے ہیں جو شخص یہ درود شریف پڑھے
اُسے ایک ہزار حج اور ایک ہزار عُمرے کا ثواب حاصل ہوگا۔ اگر ہر روز
ایک بار یہ درُود شریف پڑھے گا تو اُسے سات نعمتیں حاصل ہوں گی۔
(۱) رزق میں برکت ہوگی۔ (۲) تمام دنیاوی کام آسان ہوں گے۔
(۳) نزع کے وقت کلمہ نصیب ہوگا۔ (۴) جاں کنی کی سختی سے محفوظ ہو
گا۔ (۵) قبر فراخ ہوگی۔ (۶) کسی کا محتاج نہ ہوگا (۷) مخلوقِ خدا محبت کرے
گی اور عزیز خلائق ہوگا۔

درود سعادت دارین

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ ○
وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ○
وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی النَّبِیِّیْنَ ○
وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْمُرْسَلِیْنَ ○
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَّحِیْنٍ ○ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○

اللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالشَّفَاعَةَ وَالشَّرَفَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ ط اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○

اللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ سَیِّدِنَا بِمُحَمَّدٍ وَّلَمْ اَرَهٗ فَلَا تَحْرِمْنِیْ فِی الْحَیٰوةِ رُؤْیَتَهٗ وَارْزُقْنِیْ صُحْبَتَهٗ

وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِهٖ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِهٖ شَرَابًا مَّرِیْئًا سَآئِغًا هَنِیْئًا لَّا اَظْمَاُ بَعْدَهٗ اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط اللّٰهُمَّ اَبْلِغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِهٖ مِنِّیْ تَحِیَّةً وَّسَلَامًا اللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِهٖ وَلَمْ اَرَهٗ فَلَا تَحْرِمْنِیْ فِیْ رُؤْیَتِهٖ ۔

طلسمانی نے نیشاپوری سے نقل کیا ہے کہ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس درود شریف کو صبح و شام تین تین بار پڑھے گا اسکے تمام گناہ بخش دئے جائیں گے اور لکھے ہوئے گناہ مٹا دئے جائیں گے۔ وہ ہمیشہ خوش رہے گا۔ اس کی دعائیں قبول کی جائیں گی۔ اس کی مرادیں برآئیں گی۔ دشمنوں پر فتح پائے گا۔ کارِ خیر کی توفیق ہوگی۔ بہشتِ بریں میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوگا۔ (جذب القلوب۔ سعادت)

صلوٰۃِ مخدومیہ

(رات کو پڑھا جائے)

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْیَاعِهٖ وَ

مُحِبِّیْہِ وَاُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا وَمَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○ (تحفۃ الصلوٰۃ / افضل الصلوات)

حضرت مخدوم سیّد جلال الدین جہانیاں جہاں گشت بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۸۳ھ جب بغرض زیارت مدینہ منوّرہ روضۂ رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ حاضر ہوئے تو عرض کیا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَدِّیْ" تو روضۂ مبارک سے آواز آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب میں فرمایا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ۔ بعد میں آپ ... دُرود شریف میں مشغول ہوگئے تو روضۂ مبارک سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باآواز بلند فرمایا "اے میرے بیٹے! اگر کوئی شخص سوموار کی رات کو یہ دُرود شریف سات بار پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو (۱۰۰) حاجات پُوری فرمائے گا۔ ستر (۷۰) آخرت میں تیس (۳۰) دنیا میں۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو کوئی اس دُرود شریف کو کثرت سے پڑھے گا وہ مجلس حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرّف ہوگا۔ اور اس پر اوّلین وآخرین کے علوم کھل جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حدیث : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے کہا جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) مَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔ (اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے حضور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسی جزا دے جو اُن (کی شان) کے لائق ہو) اس نے ستّر (۷۰) لکھنے والے فرشتوں کو ایک ہزار دن تک محنت ومشقّت میں ڈال دیا۔ (یعنی ستّر (۷۰) فرشتے ایک ہزار دن تک اُس کا اجر وثواب لکھتے رہیں گے)۔ (اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں

برائے زیارت نبی کریم ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ ○

لاتعداد پڑھے۔ سوتے وقت باوضو سو جائے۔ اِس دُرود شریف کے ساتھ اس کا بھی اضافہ کرے۔ (طاق مرتبہ) سعادتِ دارین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ ○

خدا کیلئے محبّت اور عداوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے سب سے افضل عمل خدا کے لئے محبّت اور خدا کے لئے بغض کرنا ہے۔ (اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے جلال کے لئے جو آپس میں محبّت کرتے ہیں وہ قیامت میں میرے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن میرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے) اور اللہ کے لئے محبت اور عداوت کرنا ایمان میں داخل ہے۔

لے آسماں سجدہ کند سُوئے زمینے کہ بر اُو
یک دو کس یک دو زماں بہر خدا بنشینند

درود برائے زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص اس درود شریف کو مسلسل دس رات سو (۱۰۰) بار پڑھے اور باوضو داہنی کروٹ سو جائے گا وہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے گا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُ اللّٰهِ وَجَرٰى بِهٖ قَلَمُ اللّٰهِ وَنَفَذَ بِهٖ حُكْمُ اللّٰهِ وَوَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ وَّاَضْعَافُ كُلِّ شَيْءٍ وَّزِنَةَ كُلِّ شَيْءٍ وَّعَدَدَ خَلْقِ اللّٰهِ وَزِنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ وَرِضَآءَ نَفْسِ اللّٰهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ وَعَدَدَ مَا كَانَ وَعَدَدَ مَا يَكُوْنُ وَعَدَدَ مَا هُوَ كَآئِنٌ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ الْمَكْنُوْنِ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِيْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوةً دَآئِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ بَاقِيَةً بِبَقَآءِ ذَاتِ اللّٰهِ

(مجربات دیربی)

درود و دعا برائے زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اس درود شریف کی مداومت سے بھی زیارت کی سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔ (نوٹ) انسب ہے کہ اس کے بعد دعا پڑھے جو نیچے صفحہ پر لکھی گئی ہے۔ (مؤلف)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى قَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ ○

"جذب القلوب" میں ہی سعید بن عطاء سے روایت ہے کہ جو شخص پاک بستر پر سوتے وقت اس دعا کو پڑھے اور اپنے داہنے ہاتھ کو تکیہ بنا کر سو جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اَنْ تُرِيَنِيْ فِيْ مَنَامِيْ وَجْهَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رُؤْيَةً تَقَرُّ بِهَا عَيْنِيْ وَتَشْرَحُ بِهَا صَدْرِيْ وَتَجْمَعُ بِهَا شَمْلِيْ وَتُفَرِّجُ بِهَا كُرْبَتِيْ وَتَجْمَعُ بِهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى ثُمَّ لَا تُفَرِّقْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اَبَدًا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

تلاوت کے بعد یہ پڑھیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ بِعَدَدِ مَا فِیْ جَمِیْعِ الْقُرْاٰنِ حَرْفًا حَرْفًا وَّبِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا فِیْ کُلِّ وَقْتٍ

تین بیٹیوں والے کے لئے بشارت

اوزاعیؒ نے کہا ہے کہ اپنے اہل و عیال سے بھاگنے والا بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہوتا ہے کہ خدا اس کا نماز روزہ قبول نہیں فرماتا۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جس کے ایک بیٹی ہو تو تعب میں ہے اور جس کی دو ہوں وہ گراں بار ہے اور جس کی تین بیٹیاں ہوں تو اے خدا کے بندو! اُس کی مدد کرو۔ کیونکہ وہ جنت میں میرے ساتھ اس طرح ہو گا جیسے یہ دونوں انگلیاں اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی دونوں انگلیاں جمع کر کے بتلایا۔ اس کو "ربیع الابرار" میں ذکر کیا ہے۔

درودِ غوثیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّاھِرِ الزَّکِیِّ صَلٰوۃً یَّحِلُّ بِھَا الْعُقَدُ فَیُکْشَفُ بِھَا الْکُرَبُ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضَاءً وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّعَلٰۤی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ○ (شفاء القلوب)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا اُس کا دل روشن ہو جائے گا اور سینہ کھل

جائے گا اور دینی و دنیاوی حاجات پوری ہوں گی۔ اس کے نزدیک کوئی دکھ اور تکلیف نہیں آئے گی۔

شیخ کمال الدین ابنِ ہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام کیفیات جو حدیث میں وارد ہیں وہ سب اس درود میں موجود ہیں۔ درود یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ اَبَدًا صَلَوَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا وَزِدْہُ تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّاَنْزِلْہُ الْمَنْزِلَۃَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ○ (جذب القلوب ۲۷۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

(جذب القلوب، ص ۲۷۹)

یہ درود شریف بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ مستند اور نہایت بابرکت و مجرّب ہے۔

صلوٰۃ اولی العزم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ

آدَمَ وَ نُوحٍ وَّ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا بَيْنَهُمْ
مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ
عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ○

اس درُود شریف کو تین بار پڑھنا "دلائل الخیرات" پڑھنے کے برابر ہے
اسے اس کے مؤلف سیدی ابی عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی رضی اللہ عنہ
نے "دلائل الخیرات" میں نقل کیا ہے۔

درُودِ فاتح

اس درُود شریف کی فضیلت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اس کے
مؤلف سیدی شیخ محمد البکری رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ مقامِ قطبیت پر فائز تھے۔
اللہ تعالیٰ ان کی برکاتِ رُوحانیہ سے ہمیں نفع مند فرمائے۔ آمین:
سیدی شیخ احمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "دُرد الاردیر" کی شرح
میں ذکر کیا ہے کہ اس درُود شریف کو صلوٰۃ الفاتح کہا جاتا ہے اور یہ سیدی
محمد البکری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ نیز آپ نے بیان کیا کہ جو
شخص زندگی میں ایک بار اس درود شریف کو پڑھے گا وہ دوزخ میں
داخل نہیں ہوگا۔ بعض ساداتِ مغرب نے کہا ہے کہ یہ درُود اللہ تعالیٰ
کے ایک صحیفہ میں نازل ہوا ہے اور بعض نے کہا ہے اس کا ایک بار پڑھنا
چھ لاکھ کے برابر ہے۔ جو شخص جمعرات کو ایک ہزار بار یہ درُود پڑھے گا اسے
نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت ہوگی۔ درُود پڑھنے سے
پہلے چار رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ قدر، دوسری میں الزلزال
تیسری میں کافرون اور چوتھی رکعت میں معوذتین (سُورۂ فلق اور والنّاس)

پڑھے۔ درُود شریف پڑھتے وقت خوشبو عُود یا اگربتی سُلگائے۔ اگر خواہش
زیارت ہو تو تجربہ کرکے دیکھ لے۔ آزمودہ ہے۔ درُود فاتح یہ ہے:
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْفَاتِحِ
لِمَا اُغْلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ النَّاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ
الْهَادِىْ اِلٰى صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ حَقَّ قَدْرِهٖ وَمِقْدَارِهِ الْعَظِيْمِ ○
اس کے ایک دفعہ پڑھنے سے دس ہزار (۱۰۰۰۰) بار درود شریف
پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (افضل الصلوات ۳۷۳)

درُود فاتح کے فضائل

سیدی شیخ احمد بن زینی دحلان مکی شافعی امام حرم کعبہ رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنے مجموعۂ درُود میں ذکر کیا ہے کہ یہ درُود قطب کامل حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اور کہا ہے کہ
یہ درُود شریف مبتدی، منتہی اور متوسط سب کے لئے مفید ہے اور عارفین
نے اس درود شریف کے بہت اسرار و عجائب بیان کئے ہیں جس سے
عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ جو شخص روزانہ ایک سو (۱۰۰) بار باقاعدگی سے
پڑھتا ہے اس کے بہت سے حجابات کھُل جاتے ہیں اور اسے انوار حاصل
ہوتے ہیں جس کی قدر و منزلت اللہ ہی جانتا ہے۔
مصنف شیخ محمد البکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص زندگی میں یہ
درُود ایک بار پڑھ لے گا اگر وہ دوزخ میں ڈالا جائے تو مجھے اللہ کے ہاں
پکڑ لے۔

غنیۃ الطالبین میں بطریق حضرت اعرج رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابو
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے
فرمایا کہ جو شخص شب جمعہ میں دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ
کے بعد آیت الکرسی پانچ بار اور قل ھو اللہ احد پوری سورۃ پندرہ بار پڑھے
اس کے بعد (یعنی نفل پڑھنے کے بعد) ایک ہزار بار یہ درود شریف پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ○

بلاشبہ وہ دوسرا جمعہ آنے سے پہلے مجھے خواب میں دیکھے گا۔ اور جس
نے میری زیارت کی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ تجربہ کر کے
دیکھ لیجئے۔ (افضل الصلوات ۲۴۴)

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ○ کے فوائد

وہ حدیث جسے امام دیلمی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے اس میں حضرت عمرو بن نمر رضی اللہ عنہ کا نام بھی مذکور ہے۔
فرمایا اے علی! جب تو حیرت میں پڑ جائے تو کہہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط اور وہ حدیث
جو کہ "جامع کبیر" میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے اور
امام دیلمی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو اپنی مسند میں بیان کیا ہے کہ اللہ کریم
فرماتا ہے "اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے فرما دو کہ صبح و شام
اور سوتے وقت دس دس بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
پڑھ لیا کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کو صبح کے وقت دنیا کی مصیبتوں، شام کے
وقت شیطان کے مکر و فریب اور سوتے وقت اپنے غضب سے محفوظ
رکھے گا۔" (افضل الصلوات)

حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "ذکرِ خیر" میں
فرماتے ہیں کہ لطیفۂ رُوح اس درود شریف سے کھلتا ہے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۔

یا یہ پڑھے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَسَلَّمَ ط

حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس درود
شریف سے لطیفۂ سِرّ اور خفی دونوں کھلتے ہیں۔ درود شریف یہ ہے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط

خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لطیفۂ اخفیٰ اس
درود شریف سے کھلتا ہے اور سیر اس لطیفہ سے اعلیٰ درجہ کی شروع ہو جاتی
ہے۔ آپ کثرت سے اس درود شریف کو پڑھتے تھے۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍۢ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ۔

• "صدقہ دے کر آگ سے بچو۔ اگرچہ کھجور کی نصف گٹھلی کے برابر ہی
خیرات کیوں نہ ہو۔ کیونکہ صدقہ ٹیڑھے پن کو سیدھا، بُری موت کو دُور اور
بھوکے کو سیراب کر دیتا ہے۔" (ابویعلی)

ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ جن کا نام عبداللہ بن ثوب ہے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں خدا کے لئے تم سے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا تمہیں مژدہ ہو کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرمایا: میری اُمت میں سے ایک جماعت کے لئے قیامت کے دن عرش کے نیچے کرسیاں بچھائی جائیں گی۔ اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ وہ اللہ سے اور اللہ کی خاطر محبت کرنے والے ہوں گے اور وہ اللہ کے

حضرت ابو الدردا رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس بار صبح اور دس بار شام کو مجھ پر درود پڑھا کرے قیامت کے روز میری شفاعت اُسے نصیب ہوگی۔ اُسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ "الملاذ والاعتصام بالصّلوٰۃ علی النبیّ والسّلام" میں لکھا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے اس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں ساتویں زمین کے سرے پر ہیں اُس کے اسّی (۸۰) ہزار بازو ہیں ہر بازو میں اسّی (۸۰) ہزار پر ہیں۔ ہر پَر کے نیچے اسّی ہزار روئیں ہیں۔ ہر روئیں کے نیچے ایک زبان ہے جو خدا کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہتی ہے اور درود پڑھنے والے کیلئے استغفار کرتی رہتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کر کے بیان فرماتے ہیں: کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی بار فرماتے ہوئے سنا ہے جو میرے اُوپر ایک بار درود بھیجتا ہے خدا اُس پر دس بار درود بھیجتا ہے جو مجھ پر دس بار درود بھیجتا ہے خدا اس پر

سو بار درود بھیجتا ہے جو مجھ پر سو بار درود بھیجتا ہے خدا اس پر ہزار بار درود بھیجتا ہے۔ جو مجھ پر ہزار بار درود بھیجتا ہے جنت کے دروازے پر اُس کا شانہ میرے شانے کے ساتھ رگڑ کھائے گا۔"

استغفار کبیر: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنْ جَمِیْعِ الْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَالذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ وَمِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاءً ظَاھِرًا وَّبَاطِنًا قَوْلًا وَّفِعْلًا فِیْ جَمِیْعِ حَرَکَاتِیْ وَسَکَنَاتِیْ وَخَطَرَاتِیْ وَاَنْفَاسِیْ کُلِّھَا دَآئِمًا اَبَدًا سَرْمَدًا مِّنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِہِ الْعِلْمُ وَاَحْصَاہُ الْکِتَابُ وَخَطَّہُ الْقَلَمُ وَعَدَدَ مَا اَوْجَدَتْہُ الْقُدْرَۃُ وَخَصَّصَتْہُ الْاِرَادَۃُ وَمِدَادَ کَلِمَاتِ اللّٰہِ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْہِ رَبِّنَا وَجَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی۔ سیّدی احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

- یہ استغفار کبیر ہے۔ ان تمام کلمات کو سیدنا خضر علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے پڑھا اور بعد میں میں نے پڑھا اور مجھے انوارِ محمدّیہ پہنائے گئے اور اللہ تعالیٰ کی مدد عطا کی گئی۔ (افضل الصلوٰۃ)

- "نزہت المجالس" میں ہے کہ کسی مردِ صالح کا پیشاب بند ہو گیا۔ اس نے حضرت شیخ عارف شہاب الدین بن ارسلان کو خواب میں دیکھا جو اقصیٰ کے علم اور زُہد میں شیخ تھے۔ اُن سے یہ شکایت بیان کی۔ اُنہوں نے پوچھا تو نے تریاقِ مجرّب کو کہاں چھوڑ دیا۔ کہہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی قَلْبِ مُحَمَّدٍ

ہو وہ سُورۃ اس میں پڑھے پھر سات بار مجھ پر درود پڑھ کر اپنے والدین کے
لئے، اپنے لئے اور تمام مومنین کے لئے استغفار کرے، خدا اس کی اور
اس کے والدین کی مغفرت کر دے گا اور خدا سے جو بھی دُعا کرے قبول
ہو گی۔ اگر وہ خیر طلب کرے گا تو اُسے عطا کرے گا۔

(نوٹ) درود ابراہیمی پڑھ لے یا جو بھی یاد ہو)

ایک استغفار یہ بھی ہے جو حصنِ حصین میں ہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ
لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ (نزہۃ المجالس جلد ۱)

دُرودِ شریف علامہ شیخ محمد البدیری الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ
نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا
اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُكَ وَجَرٰی بِہٖ قَلَمُكَ وَنَفَذَ بِہٖ
حُکْمُكَ اَللّٰھُمَّ یَا مَنْ بِیَدِہٖ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَنْ یَّقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَسْئَلُكَ
اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعَافِیَنِیْ مِنَ
الدَّیْنِ وَتُغْنِیَنِیْ مِنَ الْفَقْرِ وَاَنْ تَرْزُقَنِیْ رِزْقًا
حَلَالًا وَّاسِعًا مُّبَارَکًا فِیْہِ وَصَلِّ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

فِی الْقُلُوْبِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی قَبْرِ
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

(نزہت المجالس باب درود شریف جلد ۲)

امام احمد و ابنِ ماجہ نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ
جس نے مجھ پر دُرود پڑھا تو فرشتے اُس پر برابر صلوٰۃ بھیجتے رہیں گے جب
تک وہ دُرود پڑھتا رہے۔ تو بندے کو اختیار ہے چاہے کم پڑھے یا زیادہ۔

امام احمد و ترمذی نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس
میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ جنّت کی
راہ سے بھٹک گیا۔ اور بلاشبہ اُس نے جنّت کی راہ سے خطا کی۔ (اسے ابن ماجہ و
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا۔ (الخصائص الکبرٰی جلد ۲)

"نزہت المجالس" کے مؤلف فرماتے ہیں میں نے "الملاذ والاعتصام"
بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی
حدیث دیکھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم یکشنبہ (اتوار) کے
روز رُوم کی مخالفت کرنا اپنے اوپر لازم کر لو۔ لوگوں نے عرض کیا:
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اُن کی مخالفت کیسے کریں؟ آپ نے
فرمایا وہ لوگ اپنے گرجا میں جاتے ہیں اپنے بتوں کی عبادت کرتے ہیں،
اور مجھے بُرا بھلا کہتے ہیں۔ پس جو شخص یکشنبہ (اتوار) کے روز صبح کی نماز
پڑھ کر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا رہے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے اور جو یاد

كَثِيْرًا ○ (سعادت جلد دوم)

(دس بار روزانہ پڑھا جاتے) دین میں ترقی اور رزق میں برکت ہوگی۔ بہت فضیلت والا درُود ہے۔

درُود شریف علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمۃ

(نہایت فضیلت والا درُود شریف کتاب "صلوات الثنا علیٰ سید الانبیاء" سے ماخوذ)۔ (سعادتِ دارین جلد دوم، ص ۳۱۷)

اَللّٰهُمَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَتَسْلِيْمَاتِهٖ وَتَحِيَّاتِهٖ وَبَرَكَاتِهٖ فِيْ كُلِّ لَحْظَةٍ مَّا يُمَاثِلُ فَضْلَكَ الْعَظِيْمَ وَيُعَادِلُ قَدْرَكَ الْفَخِيْمَ وَيَجْمَعُ لَكَ فَضَائِلَ جَمِيْعِ اَنْوَاعِ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ ○

(سعادت ۲، ص ۳۷۱)

ترجمہ: "آپ پر یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کی اتنی درُودیں، (رحمتیں) سلامتیاں، تحائف اور برکتیں لمحہ بہ لمحہ نازل ہوں، جو تیرے بڑے فضل کے برابر ہوں اور تیری عظمت شان کے مساوی ہوں اور تمام اقسام کے درود وسلام کے فضائل کا مجموعہ آپ کو نصیب ہو۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ

قَدْرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَغْنِنَا وَاحْفَظْنَا وَوَفِّقْنَا لِمَا تَرْضَاهُ وَاصْرِفْ عَنَّا السُّوْٓءَ وَارْضَ عَنِ الْحَسَنَيْنِ رَيْحَانَتَيْ خَيْرِ الْاَنَامِ وَعَنْ سَآئِرِ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْكِرَامِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ دَارَ السَّلَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اَللّٰهُ ○

فضائل یہ درُود شریف ہر مقصد کے لئے سَو (۱۰۰) سے ایک ہزار بار تک پڑھے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دیدار کے لئے ایک ہزار بار پڑھیں۔

اگر توفیق ہو تو ہر روز ایک ہزار بار پڑھے۔ اللہ اس کو کامل غنی کر دے گا اور تمام مخلوق اس سے محبّت کرے گی۔ تکلیفیں اور بلائیں دُور رہوں گی۔ اس کے فضائل بیان سے باہر ہیں۔ (افضل الصلوات جلد ۲)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَفِى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○ (نزہتہ المجالس ۲)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا السّلام علیکم! اے صاحبِ عزّتِ رفیع اور کرمِ منیع۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

عنہ کے درمیان بٹھایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم! آپ اسے میرے اور اپنے درمیان بٹھاتے ہیں حالانکہ
میرے علم میں رُوئے زمین پر آپ کو مجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے۔
آپ نے ارشاد فرمایا مجھے ابھی جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ وہ
مجھ پر ایسے دُرود بھیجتا ہے کہ اس سے پہلے مجھ پر کسی نے نہیں بھیجا۔
انہوں نے پوچھا وہ کیسے بھیجتا ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ کہتا ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْاَوَّلِيْنَ وَ
الْاٰخِرِيْنَ وَفِى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ط

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیک وسلم! آپ مجھے اس دُرود شریف کے ثواب سے آگاہ فرما دیجئے۔
آپ نے فرمایا اگر سمندر روشنائی (سیاہی) بن جائیں اور تمام درخت
قلم اور تمام فرشتے لکھنے بیٹھ جائیں تو روشنائی فنا اور ختم ہو جائے اور قلم
ٹوٹ جائیں تب بھی اس درود کے ثواب کو نہ پہنچیں۔

دُرود سیّد احمد رفاعی رضی اللہ عنہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ
الْقُرَشِىِّ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَعَيْنِ
عِنَايَتِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَخَيْرِ خَلْقِكَ وَاَحَبِّ الْخَلْقِ
اِلَيْكَ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ خَتَمْتَ بِهِ الْاَنْبِيَاءَ

وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ سُبْحَانَ رَبِّكَ
رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

بعد نماز فجر دس بار۔ زکوٰۃ بارہ ہزار ہے۔ جو پڑھے گا نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے گا۔ جو چالیس روز مسلسل پڑھے گا ہر مشکل و حاجت
پوری ہوگی انشاء اللہ!
علامہ محمد یوسف نبہانی "افضل الصلوات" میں لکھتے ہیں کہ میں نے
درود شریف پر پابندی سے ہمیشگی کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا جس طرح
ایک عظیم فرزند۔ جو اندلس کا رہنے والا اشبیلیہ (اسپین) کا ایک لوہار تھا
اور کثرت سے درود پڑھنے کی وجہ سے "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ" کے نام
سے مشہور ہوگیا تھا۔ ہر کوئی اسے اسی نام سے جانتا تھا۔
ایک مرتبہ جب میں اُن سے ملا اور دُعا کی درخواست کی تو انہوں نے
میرے لئے دُعا فرمائی جس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ وہ جانِ کائنات صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ بہ کثرت دُرود بھیجتے اور بلا ضرورت خاص کسی سے گفتگو
نہیں فرماتے تھے۔ جب اُن کے پاس کوئی شخص لوہے کی کوئی چیز بنوانے آتا تو
اُس سے کام کو مشروط کر لیتے کہ جیسی بنتا رہے ہو ویسی ہی بنائیں گے بعد میں کوئی
ردوبدل نہیں ہوگا۔ تاکہ جو وقت بچے اس میں دُرود شریف پڑھیں۔ اُن کے
پاس جو مرد عورت یا بچہ آکر کھڑا ہو جاتا واپس جانے تک اس کی زبان پر دُرود
شریف جاری رہتا۔ وہ اللہ کے دوستوں میں سے تھے۔ وہ اپنے شہر میں اس
مقدس مشغلہ کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ

دُرودِ مغفرت، اشبیلیہ (اسپین) کے لوہار کا دُرود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

اِس دُرود پاک کی تاثیر اتنی سریع الاثر ہے کہ اگر بیٹھا ہوا آدمی پڑھے گا تو کھڑا ہونے سے پہلے بخشا جائے گا۔ اگر سونے سے پہلے پڑھے گا تو جاگنے سے پہلے بخشا جائے گا۔ یہ دُرود شریف "دلائل الخیرات" میں لکھا ہوا ہے۔

صلوٰۃُ السّعادت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ ۔

(افضل الصلوٰۃ، ص ۱۸۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس دُرود شریف کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اسے سعادت کے لئے پڑھا جاتا ہے اس لئے اسے "صلوٰۃ السعادت" کہتے ہیں۔ جمعہ کو ہزار بار پڑھنا چاہیئے اس سے دونوں جہانوں میں سعادت مند ہو گا۔ انشاء اللہ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِکَ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِکَ

(سعادتِ دارین حصہ دوم، ص ۲۶۰)

علامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے

فضائل۔ یہ دُرود شریف علامہ شیخ محمد صالح رئیس زبیری مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ میں لکھا دیکھا ہے۔ لکھا ہے کہ علامہ سیدی الصغیر ابن میار من نے کہا کہ جس نے یہ دُرود شریف ایک بار پڑھا گویا اُس نے چالیس مرتبہ "دلائل الخیرات" پڑھی۔ اُوپر والے سے ملتا جلتا ہے۔

دُرودِ شہادت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا

سَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ (افضل الصلوات، ص ۲۳۲)

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "کشف الغمۃ" میں بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود پڑھو تو یوں کہو اور یہ اوپر والا درود ذکر فرمایا۔

فضائل

امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے "کشف الغمۃ" میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان الفاظِ درود کو جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور حضرت رب العزت نے میرے ہاتھ پر اس طرح شمار کیا تو جس نے مجھ پر ان الفاظ میں درود پڑھا قیامت کے دن میں اس کے حق میں گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو حضرت سیدنا امام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے پوتے علی بن حسین رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہے۔

درود افضل الصلوات

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ

وَذُرِّیَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

حضرت امام محی الدین نووی رضی اللہ عنہ نے "کتاب الاذکار" میں فرمایا ہے کہ یہ درود شریف باقی درودہائے شریفہ سے افضل ہے! اسلئے کہ یہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی صحیحین سے ثابت ہے۔ (جذب القلوب)

حدیث طبرانی نے حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث الرؤیا میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی اُمت کا ایک شخص دیکھا کہ وہ صراط پر اس طرح کانپ رہا ہے جس طرح کھجور کی شاخ کانپتی ہے۔ تو اس کے پاس وہ درود آیا جو اس نے مجھ پر پڑھا تھا اور اس کا کانپنا ختم ہوگیا۔

قاضی اسماعیل رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہر دعا جس کے اوّل درود نہ پڑھا جائے زمین و آسمان کے درمیان معلّق رہتی ہے۔

طبرانی نے بسند ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دس دفعہ درود مجھ پر صبح کے وقت پڑھا اور شام کو دس مرتبہ پڑھا تو اسے بروز قیامت میری شفاعت میسّر آئے گی۔

بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر بکثرت درود بھیجا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔ بیہقی نے بسندِ حسن ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کی انہوں نے فرمایا کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر بکثرت دُرود [پڑھو] کیونکہ میری اُمت کا دُرود ہر جمعہ کے دن میرے حضور پیش کیا جائے [گا اور] وہ دُرود گذار منزلت میں میرے بہت نزدیک ہوگا۔

الاصبہانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں [نے کہا] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کتاب میں مجھ پر دُرود [لکھے] گا اور کتاب میں مجھ پر دُرود لکھے گا جب تک اس کتاب میں میرا نام ر[ہے] فرشتے اُس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔ نیز انہوں نے ابن عباس رضی [اللہ] عنہما سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ دُرود اس کے لئے ہمیشہ جاری [رہے] گا۔ (الخصائص الکبرٰی جلد ۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِہٖ (وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ)

خاتمہ بالخیر ہو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ جَرٰی بِہِ الْقَلَمُ۔

حُسنِ خاتمہ کے لئے مغرب کی نماز کے بعد پڑھیں۔ (بعد نمازِ مغرب دس (۱۰) بار پڑھیں بات چیت سے قبل)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔

بعد نمازِ مغرب چار مرتبہ۔

القطب الحداد سے منقول ہے کہ جن باتوں سے مرتے وقت حُسنِ خاتمہ کی دولت ہاتھ آتی ہے اُن میں یہ بھی ہے کہ نمازِ مغرب کے بعد چار بار یہ استغفار اور دس بار اُوپر والا دُرود شریف پڑھا جائے۔ (افضل الصّلوٰۃ)

بعض عارفین سے منقول ہے کہ جو شخص مغرب کی نماز کے بعد کسی سے بات چیت کرنے سے پہلے دس (۱۰) بار یہ درود شریف پڑھے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ دُرود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ جَرٰی بِہِ الْقَلَمُ۔

سیّدی شمس الدین محمد الحنفی کا دُرود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَزِنَۃَ مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ

یہ دُرود شریف شیخ شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ دُرود شریف ایسے اسرار و عجائب کا حامل ہے جو حصر و حساب میں نہیں آسکتا۔ (یہ اضافہ دُلائل الخیرات [illegible] (مصنف))

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے شیخ شریف نعمانی رضی اللہ
مُحمّد حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھی تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خیمہ میں جلوہ گر دیکھا۔ اولیائے کرام یکے
آپ کی خدمت میں آتے اور سلام عرض کرتے۔ ایک کہنے والا کہہ رہا
فلاں ہے یہ فلاں ہے۔ یہاں تک کہ عظیم گروہ جمع ہو گیا۔ پھر اس منادی
کہا یہ مُحمّد الحنفی ہیں۔ جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت ابوبکر صدّیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرف
ہوئے اور سیدی مُحمّد الحنفی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں اس
شخص کو دوست رکھتا ہوں لیکن اس کے عمامہ کو پسند نہیں رکھتا۔" حضرت
ابوبکر صدّیق نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر اجازت ہو
تو میں انہیں عمامہ باندھنے کا طریقہ سکھاؤں"؟ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا "ہاں"! حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ لیا اور سیدی
مُحمّد الحنفی رضی اللہ عنہ کے سر پہ باندھا اور شملہ کو مُحمّد الحنفی کے بائیں چھوڑا۔
جب یہ خواب شریف نعمانی نے سیّدی مُحمّد الحنفی کے پاس بیان کیا تو وہ
زار و قطار رو دئیے اور تمام لوگ بھی۔ پھر محمد الحنفی نے شریف نعمانی سے
عرض کیا کہ اب دوبارہ آپ کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہو تو آپ
سے میرے اعمال کی قبولیّت کی نشانی طلب کرنا۔ چنانچہ چند دن کے بعد
انہوں نے پھر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مُحمّد الحنفی رضی اللہ عنہ کے اعمال کے بارے میں نشانی
دریافت کی تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس درود شریف کی نشانی
بتائی جسے وہ سیّدی محمد الحنفی رضی اللہ عنہ روزانہ خلوت میں غروب آفتاب
سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ درُود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَ زِنَۃَ مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ اسمٰعیل نخل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیّدی مُحمّد الحنفی رحمۃ اللہ علیہ چھیالیس (۴۶) سال تین ماہ مقام قطبیت پر فائز رہے۔ یقیناً وہ اپنے وقت کے غوث و قطب تھے سلطانِ وقت اکثر آپ کے ہاں حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کے مفصل حالات امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "طبقات الکبریٰ" میں درج ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَبِیْبِكَ وَنَبِیِّكَ رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِعَدَدِ رَمْلِ الصَّحَارٰی وَالْقِفَارِ وَبِعَدَدِ اَوْرَاقِ النَّبَاتَاتِ وَالْاَشْجَارِ وَبِعَدَدِ قَطْرِ الْاَمْطَارِ وَبِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّۃٍ وَّوَرَقَۃٍ وَّقَطْرَۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ
کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ۔ (سعادتِ دارین)

فضائل ـ بہت فضیلت والا اور بابرکت درود شریف ہے
کم از کم ایک سو (۱۰۰) بار روزانہ پڑھیں ۔ رُوحانیت
میں بے پناہ ترقی ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صحبت اقدس
نصیب ہوگی ۔

الصّلوٰۃ الشمس الاعظم

للقطب الربانی و لغوث الصمدانی صاحب الارشادات المعانی
السیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی قدّس سرّہٗ العزیز

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوٰتِکَ اَبَدًا وَّاَنْمٰی بَرَکَاتِکَ
سَرْمَدًا وَّاَزْکٰی تَحِیَّاتِکَ فَضْلًا وَّعَدَدًا ○ عَلٰی
اَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْاِنْسَانِیَّۃِ وَالْجَانِیَّۃِ ○ وَمَجْمَعِ
الدَّقَائِقِ الْاِیْمَانِیَّۃِ ○ وَطُوْرِ التَّجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّۃِ
وَمَھْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِیَّۃِ وَاسِطَۃِ عِقْدِ
النَّبِیِّیْنَ وَمُقَدَّمَۃِ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَقَائِدِ
رَکْبِ الْاَوْلِیَآءِ وَالصِّدِّیْقِیْنَ ۵ وَاَفْضَلِ الْخَلَائِقِ
اَجْمَعِیْنَ حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰی وَمَالِکِ اَزِمَّۃِ

الْمَجْدِ الْاَسْنٰی ○ شَاھِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ ○ وَمُشَاھِدِ
اَنْوَارِ السَّابِقِ الْاَوَّلِ ۵ وَتَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ وَ
مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ ○ وَمَظْھَرِ سِرِّ الْجُوْدِ
الْجُزْئِیِّ وَالْکُلِّیِّ ۵ وَاِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ الْعُلْوِیِّ
وَالسِّفْلِیِّ وَرُوْحِ جَسَدِ الْکَوْنَیْنِ ○ وَعَیْنِ حَیَاتِ
الدَّارَیْنِ ۵ الْمُتَحَقِّقِ بِاَعْلٰی رُتَبِ الْعُبُوْدِیَّۃِ ○ وَ
الْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِیَّۃِ ○
الْخَلِیْلِ الْاَعْظَمِ وَالْحَبِیْبِ الْاَکْرَمِ سَیِّدِنَا وَ
مَوْلٰنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ عَدَدَ
مَعْلُوْمَاتِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَ
ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ ○ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ
وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ○ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا دَآئِمًا کَثِیْرًا ○
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَجْمَعِیْنَ

(افضل الصلوات ۔ مخزن الاسرار ، فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی
ڈیرہ اسماعیل خان)

یہ درود شریف سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
جو شخص نمازِ عشاء کے بعد سورۃ اخلاص اور معوذتین کی تلاوت تین تین
کرے گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ درود شریف کم از کم
بار پڑھے گا وہ خواب میں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جو اس کا وظیفہ رکھے گا وہ شیطانی وسوسوں
سے محفوظ رہے گا۔

درود سیدی عبداللہ بن اسعد الیافعی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۱﴾

صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ وَتَحِیَّاتُہٗ وَبَرَکَاتُہٗ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَکَلِمَاتِ رَبِّنَا التَّامَّاتِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ وَصَلَّی اللّٰہُ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ

عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ عَدَدَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ وَعَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ وَّزِنَۃَ مَا خَلَقَ وَزِنَۃَ مَا ھُوَ خَالِقٌ وَمِلْءَ مَا خَلَقَ وَمِلْءَ مَا ھُوَ خَالِقٌ وَّمِلْءَ سَمٰوَاتِہٖ وَمِلْءَ اَرْضِہٖ وَاَمْثَالَ ذَالِکَ وَاَضْعَافَ ذَالِکَ وَعَدَدَ خَلْقِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمُنْتَھٰی رَحْمَتِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ وَمَبْلَغَ رِضَاہُ حَتّٰی یَرْضَاہُ وَاِذَا رَضِیَ وَعَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ فِیْمَا مَضٰی وَعَدَدَ مَا ھُمْ ذَاکِرُوْہُ فِیْمَا بَقِیَ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ وَّشَھْرٍ وَّجُمُعَۃٍ وَّیَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ وَّسَاعَۃٍ مِّنَ السَّاعَۃِ وَشَمٍّ وَّنَفَسٍ وَّلَمْحَۃٍ وَّطَرْفَۃٍ مِّنَ الْاَبَدِ اِلَی الْاَبَدِ اَبَدَ الدُّنْیَا وَاَبَدَ الْاٰخِرَۃِ وَاَکْثَرَ مِنْ ذَالِکَ لَا یَنْقَطِعُ اَوَّلُہٗ وَلَا یَنْفَدُ اٰخِرُہٗ ○ (سعادت دارین)

فضائل: یہ درود شریف سیدی عبداللہ الیافعی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ سبحان اللہ

والحمد للہ سے تمام عبارت تین بار پڑھو ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً ۔

۳۳ بار روزانہ ۔

ترجمہ : ”اے اللہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا درود وسلام اور برکت نازل فرما جو تیری رضا اور اُن کے ادائے حق کا ذریعہ ہو ۔“ (افضل الصّلوٰۃ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی ہر روز ۳۳ بار یہ دُرود شریف پڑھے گا مرنے کے بعد اللہ اس کی قبر اور قبرِ انور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان سے حجاب دُور فرمادے گا ۔ (سعادتِ دارین)

حضرت شیخ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ایک بزرگ کا بیان ہے کہ وہ موسم بہار میں سیر کو نکلے ۔ اثنائے سفر اُن کی زبان سے دُرود شریف کا وِرد ہونے لگا ۔ دُرود شریف یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ ○ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْاَزْھَارِ وَالثِّمَارِ ○ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ قَطْرِ الْبِحَارِ ○ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ رَمْلِ الْقِفَارِ ○ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِی الْبَرَارِ وَالْبِحَارِ ○ اتنے میں غیب سے آواز آئی : اے شخص ! تم نے ملائکہ حفظہ کو دُرودوں کا ثواب لکھنے سے دنیا کی آخری گھڑی تک کے لئے عاجز کر دیا ہے اور اللہ جل شانہ نے تمہارے لئے جنّاتِ عدن اور نعمت ہائے جنت عطا کرنے کی ذمہ داری لی ہے ۔ (نزہۃ المجالس)

شیخ حسن العدوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ سے بطریق حضرت مجدالدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی

آدمی یہ حلف اُٹھالے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے افضل دُرود بھیجے گا تو وہ یہ کہے ۔ درُود یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا ھُوَ اَھْلُهٗ ۔

(نزہۃ المجالس)

• حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”بستان الفقراء“ میں نقل کیا ہے کہ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے جمعہ کے دن مجھ پر ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ یہ دُرود پڑھا تو وہ اُسی رات اپنے ربّ کو یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا جنّت میں اپنا مقام دیکھ لے گا ۔ اگر وہ نہ دیکھے تو دو یا تین یا پانچ جمعہ تک یہی عمل کرے ۔ انشاء اللہ مقصد پورا ہوگا ۔ مجرب ہے ۔ دُرود یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ۔

ایک روایت میں وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ کا اضافہ ہے ۔ (افضل الصّلوٰت)

صَلٰوۃِ غوثیہ

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ میرے معتمد مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس دُرود کے بارے میں ایک ایسا واقعہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے ایک مرتبہ پڑھنے سے دس ہزار (۱۰۰۰۰) دُرود پڑھنے کا ثواب ملتا ہے ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ

نُورُہٗ وَرَحمَۃً لِّلعَالَمِینَ ظُھُورُہٗ عَدَدَ مَن مَّضٰی
مِن خَلقِكَ وَمَن بَقِیَ وَمَن سَعِدَ مِنھُم وَمَن
شَقِیَ صَلَاۃً تَستَغرِقُ العَدَّ وَتُحِیطُ بِالحَدِّ
صَلٰوۃً لَّا غَایَۃَ لَھَا وَلَا مُنتَھٰی وَلَا انقِضَاءَ
صَلَاۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِكَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ
وَسَلِّم تَسلِیمًا مِّثلَ ذٰالِكَ ط (دس بار صبح وشام)

(سعادتِ دارین ۔ افضل الصلوات ۱۱۱)

صلوٰۃ نور ذاتی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ
النُّورِ الذَّاتِیِّ وَالسِّرِّ السَّارِی فِی سَائِرِ الاَسمَآءِ
وَالصِّفَاتِ ۔

یہ درود شریف النور سیدی شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ بے حد و بے حساب فضیلت والا ہے۔ اس کے پڑھنے سے انوار و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ (افضل الصلوات)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّورِ الذَّاتِیِّ

السَّارِی فِی جَمِیعِ الاٰثَارِ وَالاَسمَآءِ وَالصِّفَاتِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلِّم ۔

سیدی شیخ احمد الملوی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور افادہ اپنے مؤلفہ درودوں میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ درود شریف امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس کا ایک بار پڑھنا ایک لاکھ درود پڑھنے کے برابر ہے۔ اور بے چینی و بے قراری دور کرنے کے لئے بے حد مفید ہے۔

امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ درود شریف بے قراری دور کرنے کے لئے پانچ سو بار پڑھا جائے۔ نہایت مجرب و بابرکت ہے۔

حدایت: بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا۔ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے روبرو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اصبہانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کوئی دعا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے یہاں تک کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر درود بھیجتا ہے تو اسی وقت حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس نے درود نہ پڑھا تو وہ دعا لوٹ آتی ہے۔

اصبہانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پہ درود پڑھو کیونکہ تمہارا مجھ پہ درود پڑھنا تمہارے لئے کفارہ ہے۔

دُرُود شریف، عَلّامہ نُور بخش توکّلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۷ھ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَنْوَارِ وَصَلِّ
عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ
فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰی رَاْسِ مُحَمَّدٍ فِی الرُّءُوْسِ
وَصَلِّ عَلٰی وَجْهِ مُحَمَّدٍ فِی الْوُجُوْهِ وَصَلِّ عَلٰی
جَبِیْنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْبُنِ وَصَلِّ عَلٰی جَبْهَةِ مُحَمَّدٍ
فِی الْجِبَاهِ وَصَلِّ عَلٰی عَیْنِ مُحَمَّدٍ فِی الْعُیُوْنِ وَصَلِّ
عَلٰی حَاجِبِ مُحَمَّدٍ فِی الْحَوَاجِبِ وَصَلِّ عَلٰی جَفْنِ
مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْفَانِ وَصَلِّ عَلٰی اَنْفِ مُحَمَّدٍ فِی
الْاُنُوْفِ وَصَلِّ عَلٰی خَدِّ مُحَمَّدٍ فِی الْخُدُوْدِ وَصَلِّ
عَلٰی صُدْغِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَصْدَاغِ وَصَلِّ عَلٰی اُذُنِ مُحَمَّدٍ
فِی الْاٰذَانِ وَصَلِّ عَلٰی فَمِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَفْوَاهِ وَصَلِّ
عَلٰی شَفَةِ مُحَمَّدٍ فِی الشِّفَاهِ وَصَلِّ عَلٰی سِنِّ مُحَمَّدٍ
فِی الْاَسْنَانِ وَصَلِّ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَلْسِنَةِ
وَصَلِّ عَلٰی ذَقَنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَذْقَانِ وَصَلِّ عَلٰی
عُنُقِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَعْنَاقِ وَصَلِّ عَلٰی صَدْرِ مُحَمَّدٍ
فِی الصُّدُوْرِ وَصَلِّ عَلٰی قَلْبِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ
وَصَلِّ عَلٰی یَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَیْدِیْ وَصَلِّ عَلٰی
کَفِّ مُحَمَّدٍ فِی الْاَکُفِّ وَصَلِّ عَلٰی اِصْبَعِ مُحَمَّدٍ

فِی الْاَصَابِعِ وَصَلِّ عَلٰی زَنْدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَزْنَادِ وَصَلِّ
عَلٰی ذِرَاعِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَذْرُعِ وَصَلِّ عَلٰی مِرْفَقِ مُحَمَّدٍ
فِی الْمَرَافِقِ وَصَلِّ عَلٰی عَضُدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَعْضَادِ
وَصَلِّ عَلٰی اِبْطِ مُحَمَّدٍ فِی الْاٰبَاطِ وَصَلِّ عَلٰی
مَنْکِبِ مُحَمَّدٍ فِی الْمَنَاکِبِ وَصَلِّ عَلٰی کَتِفِ
مُحَمَّدٍ فِی الْاَکْتَافِ وَصَلِّ عَلٰی تَرْقُوَةِ مُحَمَّدٍ
فِی التَّرَاقِیْ وَصَلِّ عَلٰی کَبِدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَکْبَادِ
وَصَلِّ عَلٰی ظَهْرِ مُحَمَّدٍ فِی الظُّهُوْرِ وَصَلِّ عَلٰی
فَخِذِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَفْخَاذِ وَصَلِّ عَلٰی رُکْبَةِ مُحَمَّدٍ
فِی الرُّکَبِ وَصَلِّ عَلٰی سَاقِ مُحَمَّدٍ فِی السُّوْقِ
وَصَلِّ عَلٰی کَعْبِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَکْعُبِ وَصَلِّ عَلٰی
عَقَبِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَعْقَابِ وَصَلِّ عَلٰی قَدَمِ
مُحَمَّدٍ فِی الْاَقْدَامِ وَصَلِّ عَلٰی شَعْرِ مُحَمَّدٍ
فِی الشُّعُوْرِ وَصَلِّ عَلٰی لَحْمِ مُحَمَّدٍ فِی اللُّحُوْمِ
وَصَلِّ عَلٰی عِرْقِ مُحَمَّدٍ فِی الْعُرُوْقِ وَصَلِّ عَلٰی دَمِ مُحَمَّدٍ فِی
الدِّمَآءِ وَصَلِّ عَلٰی عَظْمِ مُحَمَّدٍ فِی الْعِظَامِ وَصَلِّ عَلٰی جِلْدِ
مُحَمَّدٍ فِی الْجُلُوْدِ وَصَلِّ عَلٰی لَوْنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَلْوَانِ وَصَلِّ
عَلٰی قَامَةِ مُحَمَّدٍ فِی الْقَامَاتِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَکْمَلَ بَرَکَةٍ

وَاَذْکٰی سَلَامٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ
کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَ ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ
ذِکْرِکَ وَ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ٥ (سیرت رسول عربی ﷺ)

طریقہ: جو شخص اِس دُرُود شریف کو ہر روز سونے سے پہلے باوضو باادب اور حضورِ قلب سے تین بار پڑھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ چالیس دن کے اندر حضورِ اقدس ﷺ کی زیارت سے مُشرّف ہوگا۔

دُرُود حضرت بابا فریدالدّین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر "رُوح البیان" میں ہے کہ جو شخص اِس دُرُود پاک کو بطورِ وظیفہ پڑھتا ہے اسے میدانِ محشر میں بلاحساب ثواب ملے گا۔ اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کا ساتھ نصیب ہوگا اور جنّت میں بڑے بلند درجات پائے گا۔ دین و دنیا کے بڑے خطرات سے بچا رہے گا۔ حضرت بابا فریدالدّین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ درود تمام درودوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اِس دُرُود کو بلاناغہ پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت دائمی حاصل ہوتی ہے

دُرُود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ۔ (شفاء القلوب)

دُرُود پاک حضرت علی رضی اللہ عنہ

صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَاَنْبِیَآءِہٖ وَرُسُلِہٖ
وَاَحْبَابِہٖ وَحَمَلَۃِ عَرْشِہٖ وَجَمِیْعِ خَلْقِہٖ عَلٰی نَبِیِّنَا

وَمَوْلٰنَا سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ السَّلَامُ ۔ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی
بَرَکَاتُہٗ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ درود روزانہ بار اور ہر جمعۃ المبارک کو سو (۱۰۰) بار پڑھا کرے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمام خلائق کی درود پڑھی اور قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمرے میں اٹھے گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پکڑے رہے گا یہاں تک کہ آپ اسے جنت میں داخل کرائیں گے۔
(نزہت المجالس)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
(افضل الصلوات)

یہ مستند درود شریف ہے اس کو بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

درود ابو الحسن کرخی رحمۃ اللہ علیہ

یہ درود سیدی ابو الحسن کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا کرتے تھے۔ نہایت فضیلت والا درود شریف ہے۔:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْءَ الدُّنْیَا وَمِلْءَ الْاٰخِرَۃِ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ مِّلْءَ الدُّنْیَا وَمِلْءَ الْاٰخِرَۃِ وَاجْزِ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ مِّلْءَ الدُّنْیَا وَمِلْءَ الْاٰخِرَۃِ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ مِّلْءَ الدُّنْیَا وَمِلْءَ الْاٰخِرَۃِ ۔ یہ ابو الحسن کرخی کا درود فضیلت والا ہے

• حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص صبح و شام یہ درود پڑھتا ہے، ہزار صبح تک کاتبین اعمال کو تھکا ڈالتا ہے۔ اس کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔ (نزہت المجالس جلد دوم)

درود یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

• حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ رَبِّیْ وَسَعْدَیْكَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَیْءٍ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الشَّاھِدِ الْبَشِیْرِ الَّذِیْ اِلَیْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ ○ (شفا شریف قاضی عیاض)

دُرُودِ صدقہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ○

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس مسلمان کے پاس صدقہ کی

طاقت نہ ہو وہ اپنی دُعا میں یہ دُرُود شریف پڑھے۔ بلاشبہ یہ طہارت قلبی کا مُوجب ہے۔ اور مومن خیر سے اس وقت تک سیر نہیں ہوتا جب تک کہ جنت میں نہ پہنچ جائے۔ دلائل الخیرات کی شرح میں یہ درود آخری فقرہ کے علاوہ ذکر کیا گیا ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ اس دُرُود شریف کے پڑھنے سے رزق میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

دُرُودِ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ وَالسِّرِّ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ الْاٰثَارِ وَالْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ○ (فضائل دُرُود

ابن مردویہ، عمرو بن شعیب کے جدامجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس شب معراج ہوئی وہ ایک سال قبل ہجرت ربیع الاول کی سترھویں شب مبارکہ تھی۔ (اختلاف)

بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہجرت مدینہ سے ایک سال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا۔ اور بیہقی نے عروہ رضی اللہ عنہ سے اسی روایت کی مانند روایت کی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

آقائے دوجہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر جمعہ کے دن اسّی مرتبہ (۸۰) درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے اسّی (۸۰) سالہ گناہ معاف فرمائے گا۔"
فرمایا، یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتے ہیں۔

سیّدنا حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجنا گناہوں کے دھونے اور اُس سے پاک کرنے میں آگ کو سرد پانی سے بجھانے سے زیادہ مؤثر اور کارآمد ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر سلام بھیجنا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

غرضیکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود وسلام بھیجنا منبع انوار و برکات اور مفتاح ابواب خیرات وسعادت ہے۔ اور اہلِ سلوک اس باب میں بہت زیادہ شغف رکھنے کی وجہ سے فتح عظیم کے مستوجب اور مواہب ربّانیہ کے مستحق ہوئے ہیں۔

۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْخَلَآئِقِ وَاَفْضَلِ الْبَشَرِ وَشَفِيْعِ الْاُمَّةِ يَوْمَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ۔ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے شوق میں یہ درود تین بار پڑھے گا اللہ اُس کے گناہ معاف کر دے گا۔ (یہ حدیث بخاری ومسلم میں ہے)۔ نیز جو کوئی یہ درود گیارہ سو گیارہ "۱۱۱۱" بار پڑھ کر دم کر کے پی لے اُس پہ آگ اثر نہ کرے گی۔ (شفاء القلوب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے زید! جب جمعہ کا دن ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ایک ہزار بار درود پڑھنا مت چھوڑو۔ اور یوں پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ (سعادت دارین)

(وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ) ← ایک روایت میں یہ اضافہ ہے۔

صلوٰۃِ تنبولی

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى سَآئِرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِمْ وَصَحْبِهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ مَا مَضٰى وَتَحْفَظَنِيْ فِيْمَا بَقِيَ۔ (افضل الصلوات)

فضائل — یہ درود شریف سیّدی ابراہیم تنبولی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ ولایت کبریٰ پر فائز تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا آپ کا کوئی شیخ نہ تھا۔ آپ کو اکثر خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ

واٰلہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی۔

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ولایت
علمی پر اُمتِ محمدیہ کا اجماع ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علوم ومعارف
کو مستفید فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں" میں چاہتا ہوں کہ وہ شخص جو
احباب میں شامل ہے وہ اس دُرود شریف پر مواظبت کرے۔ چنانچہ
ارشاد اِس دُرود شریف کی فضیلت و برتری کے لئے بہت بڑی دلیل
ابراہیم المتبولی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مشائخ میں سے تھے۔

جَزَى اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ۔

(سعادت دارین جلد ۱)

اس کو ابو نعیم وغیرہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی یہ الفاظ کہے: (جَزَى
اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ) اس نے
فرشتوں کو ایک ہزار صبح تک تھکا دیا۔ (یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ
کی خدمت میں رحمتیں اور پڑھنے والے کو اجر و ثواب پہنچا پہنچا کر)

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ : اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى
النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝
" تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے (سب) دُرود بھیجتے ہیں حضرت نبی
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پہ دُرود اور سلام
بھیجو، سلام "۔

بعد نزول اِس آیتِ مبارکہ کے دونوں رخسار حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے نہایت خوشی سے سُرخ ہو گئے اور فرمایا بشارت اور مبارکبادی
دو تم لوگ مجھ کو کہ ایسی آیت ہمارے اُوپر اُتری ہے کہ دوست تر ہے میرے
نزدیک دنیا و مافیہا سے۔ (تفسیر رُوح البیان ؛ ماخوذ از دلائل الخیرات
مکتبہ خیر کثیر کراچی)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول المجد الشیرازی نے اہلبیت علیہم
الرضوان کی شان میں یہ اشعار محمد بن یوسف الشافعی سے روایت کئے
ہیں :

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّكُمُ ۔ فَرْضٌ مِّنَ اللهِ فِى الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ
كَفَاكُمُ عَنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اِنَّكُمُ ۔ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

ترجمہ: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہلِ بیت (رضی اللہ
عنکم اجمعین)، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمہاری محبت کو فرض قرار
دیا ہے جو قرآن اس نے خود نازل فرمایا ہے۔ ۲۔ تمہاری قدر و منزلت
تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ جو تم پہ دُرود نہیں پڑھتا اس کی نماز ہی
نہیں ہوتی۔" (القول البدیع)

دُرُودِ روحی

قبرستان میں زیادہ تر پڑھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے اس کی برکت سے مُردوں کو عذاب سے نجات ملتی ہے اور اس کی برکت سے قیامت تک روحوں کو آرام ملتا رہتا ہے جتنا زیادہ پڑھا جائے اتنا زیادہ ثواب ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کا ثواب ماں باپ کی رُوح کو بخشنے کا ایسا ثواب ہے گویا کہ تمام عمر کے اُن کے حقوق ادا کر دیئے۔ انہیں اس سے اتنا درجہ ملتا ہے کہ فرشتے بھی زیارت کو آتے ہیں۔ (خزانہ آخرت صفحہ ۱۱)

مستند کتابوں میں تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص تین مرتبہ یہ دُرُود شریف کسی قبرستان میں پڑھ کر اہل قبور کو بخشے تو اللہ تعالیٰ ۷۰ سال کے لیے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیتا ہے. اگر چار مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیتا ہے اور اگر ۲۴ مرتبہ پڑھ کر اپنے والدین کو بخشے تو گویا تمام عمر کے اُن کے حقوق ادا کر دیئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ قیامت تک اِس شخص کے والدین کی قبور کی زیارت کرتے رہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوۃُ

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الرَّحْمَۃُ

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الْبَرَکَاتُ

وَصَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَ

صَلِّ عَلٰی صُوْرَۃِ مُحَمَّدٍ فِی الصُّوَرِ وَ

صَلِّ عَلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَآءِ وَصَلِّ

عَلٰی نَفْسِ مُحَمَّدٍ فِی النُّفُوْسِ وَصَلِّ

عَلٰی قَلْبِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ وَصَلِّ

عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ وَصَلِّ

عَلٰی رَوْضَۃِ مُحَمَّدٍ فِی الرِّیَاضِ وَصَلِّ

عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ

عَلٰی تُرْبَۃِ مُحَمَّدٍ فِی التُّرَابِ وَصَلِّ

عَلٰی خَیْرِ خَلْقِكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ

عَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ

وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَاَحْبَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

علامہ ابن المشتہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ کی ایسی حمد کروں جو سب سے افضل ہو اور اب تک کسی مخلوق نے نہ کی ہو جو اوّلین و آخرین اور ملائکہ مقربین آسمان والوں اور زمین والوں سے بھی افضل ہو اور اسی طرح یہ چاہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا درود شریف پڑھے جو اُن سب سے افضل ہو جتنے درود کسی نے پڑھے ہیں اور اسی طرح یہ بھی چاہتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ شانہٗ سے کوئی ایسی چیز مانگے جو اس سب سے افضل ہو جو کسی نے مانگی ہو تو وہ یہ درود شریف پڑھا کرے۔ لہٰذا اس سے بہتر اور کوئی نہ حمد و ثناء ہے اور نہ درود ہو سکتا ہے۔ نہ اوّلین میں نہ آخرین میں نہ ملائکہ مقربین میں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں کہیں نہیں۔ (القول البدیع)

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ فَاِنَّکَ اَنْتَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ۝

درودِ شیخ احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ عَدَدَ الْاَعْدَادِ کُلِّھَا مِنْ حَیْثُ اِنْتِھَاءُ ھَا فِیْ عِلْمِکَ وَمِنْ حَیْثُ لَا اَعْدَادَ مِنْ حَیْثُ اِحَاطَتُکَ بِمَا تَعْلَمُ لِنَفْسِکَ مِنْ غَیْرِ اِنْتِھَاءٍ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝

شیخ احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے یہ درود انوار کے عرش پر حاوی ہے اور اُن کے پاؤں اسرار کی کرسی پر ہیں جو شخص نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوثر میں تیرنا چاہتا ہے، وہ اسے حاصل کرلے۔

شیخ احمد بن ادریس رحمہ اللہ نے فرمایا، مجھے بیداری کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔

• اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْقُرْاٰنِ حَرْفًا حَرْفًا وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ کُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ کُلِّ اَلْفٍ ضِعْفًا ضِعْفًا۔

ترجمہ: "الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہ قرآن کے ایک ایک حرف کی تعداد کے برابر۔ درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہ ہر ہر حرف کے بدلے ہزار ہزار۔ درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہ ہر ہزار کی جگہ دو گنا دو گنا۔" (سعادت ۲ ص ۱۶۲)

درود سیدی شیخ حسن ابوحلاوہ غزنی علیہ الرحمۃ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْحَبِیْبِ الْمَحْبُوْبِ شَافِی الْعِلَلِ وَمُفَرِّجِ الْکُرُوْبِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔" الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ پر جو حبیب و محبوب ہیں بیماریوں سے شفا بخشنے والے، تکلیفیں دُور فرمانے والے اور آپ کی آل واصحاب پر۔"

یہ درود شریف تکلیفیں دُور کرنے کے لئے مجرب ہے اس کا کثرت سے ذکر کریں تکلیفیں دُور ہوں گی۔

(۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّاہِرِ الزَّکِیِّ صَلٰوۃً تَحُلُّ بِھَا الْعُقَدُ وَتُفَکُّ بِھَا الْکُرَبُ ٥
جو شخص کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو یہ درود شریف کثرت سے پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دُور کر دے گا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! شرک سے بچو! اس لئے کہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے اور فرمایا کہ یہ پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نُّشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَّعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔ "یعنی اے خدا! ہم آپ کے ساتھ کسی شے کو جسے ہم جانتے ہوں، شریک کرنے سے پناہ مانگتے ہیں اور جو کچھ ہم نہیں جانتے اُس سے بھی ہم معافی کے خواستگار ہیں۔" (اسے طبرانی علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے۔ تین بار روزانہ پڑھیں۔

اَلْوُضُوْءُ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ۔ (حدیث) "وضو جنت کی کنجی ہے۔" جو آدمی وضو کرتا ہے اور باوضو رہتا ہے وہ خدا کی حفاظت و امن میں رہتا ہے۔ (انجیل)

"یوم الجمعہ" کا خاص درود

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ ثَوَابَ حَجَّۃٍ مَّقْبُوْلَۃٍ وَّثَوَابَ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَۃً مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا مَلٰٓئِکَتِیْ ھٰذَا عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِیْ اَکْثَرَ الصَّلٰوۃَ عَلٰی حَبِیْبِیْ مُحَمَّدٍ فَوَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَجُوْدِیْ وَمَجْدِیْ وَارْتِفَاعِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ بِکُلِّ حَرْفٍ صَلّٰی بِہٖ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ وَلَیَاْتِیَنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تَحْتَ لِوَآءِ الْحَمْدِ نُوْرُ وَجْھِہٖ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ وَکَفُّہٗ فِیْ کَفِّ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) ھٰذَا لِمَنْ قَالَھَا فِیْ کُلِّ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ لَہٗ ھٰذَا الْفَضْلُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○ (دلائل الخیرات)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس نے پڑھا اس درود کو ایک دفعہ تو لکھے گا اللہ واسطے اس کے ثواب حج مقبول کا اور ثواب اس کا کہ آزاد کیا غلام اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے۔ پس کہے گا اللہ تعالیٰ اے فرشتو! میرے یہ ایک بندہ ہے بندوں میرے سے کہ زیادہ پڑھا درود اوپر حبیب میرے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پس قسم ہے عزت اپنی کی اور جلال اپنے کی اور بخشش اپنی کی اور بزرگی اپنی کی اور بلندی اپنی کی کہ البتہ عطا کروں گا میں اس کو ہر حرف کے عوض جو درود بھیجا اس نے ایک محل بیچ جنت کے اور البتہ آئے گا میرے پاس دن قیامت کے نیچے

جھنڈے حمد کے کہ روشنی چہرے اس کے کی مثل چاند رات چودھویں کے اور ہتھیلی اُس کی بیچ ہتھیلی حبیب میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو گی۔ یہ واسطے اس کے ہے کہ جس نے پڑھا اس کو ہر دن جمعہ کے۔ اس کے لئے بزرگی ہے اور اللہ صاحب بزرگی بڑی کا ہے۔"

درود جمعہ

وَاَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ بِالْاَسْمَآءِ الْعِظَامِ الَّتِیْ سَمَّيْتَ بِهَا نَفْسَكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ○ وَاَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ بِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا هُوْدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا اِبْرٰهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا صَالِحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا يُوْنُسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا اَيُّوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا هَارُوْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا شُعَيْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا اِسْمٰعِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ

السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا يَحْيٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا اَرْمِيَاءُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا شَعْيَاءُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا اِلْيَاسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا الْيَسَعُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا ذُوالْكِفْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا يُوْشَعُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ وَبِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ○ وَعَلٰى جَمِيْعِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِيِّكَ عَدَدَ مَا خَلَقْتَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَكُوْنَ السَّمَآءُ مَبْنِيَّةً وَّالْاَرْضُ مَدْحِيَّةً وَّالْجِبَالُ مُرْسَاةً وَّالْبِحَارُ مُجْرَاةً وَّالْعُيُوْنُ مُنْفَجِرَةً وَّالْاَنْهَارُ مُنْهَمِرَةً وَّالشَّمْسُ مُضْحِيَةً وَّالْقَمَرُ مُضِيْئًا وَّالْكَوَاكِبُ مُسْتَنِيْرَةً كُنْتَ حَيْثُ كُنْتَ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ حَيْثُ كُنْتَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ حِلْمِكَ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ عِلْمِكَ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كَلِمَاتِكَ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ نِعْمَتِكَ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْءَ سَمٰوٰتِكَ ○ وَصَلِّ عَلٰى

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْءَ اَرْضِكَ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ
مُحَمَّدٍ مِّلْءَ عَرْشِكَ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
زِنَةَ عَرْشِكَ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا
جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ فِىْ اُمِّ الْكِتَابِ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ فِىْ سَبْعِ سَمٰوٰتِكَ ○ وَصَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَنْتَ خَالِقٌ فِيْهِنَّ اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ قَطْرَةٍ قَطَرَتْ مِنْ سَمٰوٰتِكَ
اِلٰى اَرْضِكَ مِنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَدَدَ مَنْ يُّسَبِّحُكَ وَيُهَلِّلُكَ وَيُكَبِّرُكَ وَيُعَظِّمُكَ مِنْ
يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ
مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ
اَنْفَاسِهِمْ وَاَلْفَاظِهِمْ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَدَدَ كُلِّ نَسَمَةٍ خَلَقْتَهَا فِيْهِمْ مِنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ السَّحَابِ الْجَارِيَةِ وَصَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الرِّيَاحِ الذَّارِيَةِ مِنْ يَّوْمِ
خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ
مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ
هَبَّتْ عَلَيْهِ الرِّيَاحُ وَحَرَّكَتْهُ مِنَ الْاَغْصَانِ وَ
الْاَشْجَارِ وَالْاَوْرَاقِ وَالثِّمَارِ وَجَمِيْعِ مَا خَلَقْتَ عَلٰى
اَرْضِكَ وَمَا بَيْنَ سَمٰوٰتِكَ مِنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ مِنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ
الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْءَ اَرْضِكَ مِمَّا حَمَلَتْ
وَاَقَلَّتْ مِنْ قُدْرَتِكَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَدَدَ مَا خَلَقْتَ فِىْ سَبْعِ بِحَارِكَ مِمَّا لَا يَعْلَمُ عِلْمَهٗ اِلَّا
اَنْتَ وَمَا اَنْتَ خَالِقُهٗ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ
اَلْفَ مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ
مِلْءِ سَبْعِ بِحَارِكَ ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
زِنَةَ سَبْعِ بِحَارِكَ مِمَّا حَمَلَتْ وَاَقَلَّتْ مِنْ قُدْرَتِكَ ○
اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ اَمْوَاجِ بِحَارِكَ
مِنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ
مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الرَّمْلِ
وَالْحَصٰى فِىْ مُسْتَقَرِّ الْاَرَضِيْنَ وَسَهْلِهَا وَجِبَالِهَا مِنْ
يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ
مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ
اِضْطِرَابِ الْمِيَاهِ الْعَذْبَةِ وَالْمِلْحَةِ مِنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ
الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○ وَ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خَلَقْتَهٗ عَلٰى جَدِيْدِ
اَرْضِكَ فِىْ مُسْتَقَرِّ الْاَرَضِيْنَ شَرْقِهَا وَغَرْبِهَا وَسَهْلِهَا
وَجِبَالِهَا وَاَوْدِيَتِهَا وَطَرِيْقِهَا وَعَامِرِهَا وَغَامِرِهَا
اِلٰى سَائِرِ مَا خَلَقْتَهٗ عَلَيْهَا وَمَا فِيْهَا مِنْ حَصَاةٍ وَّمَدَرٍ
وَّحَجَرٍ مِّنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِىْ

كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○ سُبحان اللہ و بحمدہ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ۨالنَّبِيِّ عَدَدَ نَبَاتِ الْاَرْضِ
مِنْ قِبْلَتِهَا وَ شَرْقِهَا وَ غَرْبِهَا وَ سَهْلِهَا وَ جِبَالِهَا وَ
اَوْدِيَتِهَا وَ اَشْجَارِهَا وَ ثِمَارِهَا وَ اَوْرَاقِهَا وَ زُرُوْعِهَا
وَجَمِيْعِ مَا يَخْرُجُ مِنْ نَبَاتِهَا وَ بَرَكَاتِهَا مِنْ يَوْمِ
خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ
مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا
خَلَقْتَ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَنْتَ
خَالِقُهٗ مِنْهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○
اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ شَعْرَةٍ فِيْ
اَبْدَانِهِمْ وَفِيْ وُجُوْهِهِمْ وَعَلٰى رُءُوْسِهِمْ مُّنْذُ خَلَقْتَ
الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ
وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَفَقَانِ الطَّيْرِ وَطَيَرَانِ
الْجِنِّ وَ الشَّيَاطِيْنِ مِنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ بَهِيْمَةٍ خَلَقْتَهَا عَلٰى جَدِيْدِ
اَرْضِكَ مِنْ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ فِيْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا
مِنْ اِنْسِهَا وَجِنِّهَا وَمِمَّا لَا يَعْلَمُ عِلْمَهٗ اِلَّا اَنْتَ مِنْ
يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ
مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ خُطَا
هُمْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مِنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ○ اَللّٰهُمَّ
وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ يُّصَلِّيْ عَلَيْهِ ○ وَ

صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ○ وَ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْقَطْرِ وَالْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ ○
وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ ○ اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي اللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ○ وَصَلِّ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
شَابًّا زَكِيًّا ○ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَهْلًا مَّرْضِيًّا ○
وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مُّنْذُ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○
وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الصَّلٰوةِ
شَيْءٌ ○ اَللّٰهُمَّ وَاَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ ۨالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ
الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ الَّذِيْ اِذَا قَالَ صَدَّقْتَهٗ وَاِذَا سَاَلَ
اَعْطَيْتَهٗ ○ اَللّٰهُمَّ وَاَعْظِمْ بُرْهَانَهٗ وَشَرِّفْ بُنْيَانَهٗ
وَاَبْلِجْ حُجَّتَهٗ وَبَيِّنْ فَضِيْلَتَهٗ ○ اَللّٰهُمَّ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ
فِيْ اُمَّتِهٖ ○ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَ
احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَآئِهٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَآئِهٖ
وَاَوْرِدْنَا حَوْضَهٗ وَاسْقِنَا بِكَاْسِهٖ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِهٖ ○
اَللّٰهُمَّ اٰمِيْنَ ○ وَاَسْئَلُكَ بِاَسْمَآئِكَ الَّتِيْ دَعَوْتُكَ
بِهَا اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا وَصَفْتُ وَ
مِمَّا لَا يَعْلَمُ عِلْمَهٗ اِلَّا اَنْتَ وَاَنْ تَرْحَمَنِيْ وَتَتُوْبَ
عَلَيَّ وَتُعَافِيَنِيْ مِنْ جَمِيْعِ الْبَلَاءِ وَالْبَلْوَاءِ وَاَنْ
تَغْفِرَلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَتَرْحَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ
الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ وَ
اَنْ تَغْفِرَ لِعَبْدِكَ فُلَانِ ابْنِ فُلَانِ ۨالْمُذْنِبِ الْخَاطِئِ
الضَّعِيْفِ وَاَنْ تَتُوْبَ عَلَيْهِ اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

درود نوویہ

(امام طریقت امام نووی رحمۃ اللہ)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ
اللهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
نَذِيْرُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طُهْرُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طَاهِرُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَاتَمَ
النَّبِيِّيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَهْلِ بَيْتِكَ وَاَزْوَاجِكَ وَ ذُرِّيَّتِكَ وَ
اَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ
وَجَمِيْعِ عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ ، جَزَاكَ اللهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ
عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا وَّ رَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلَّى
اللهُ عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ ذَاكِرٌ وَّ غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ
غَافِلٌ اَفْضَلَ وَ اَكْمَلَ وَ اَطْيَبَ مَا صَلّٰى عَلٰى اَحَدٍ
مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَخِيَرَتُهٗ
مِنْ خَلْقِهٖ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ
الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَّ فِي اللهِ حَقَّ
جِهَادِهٖ ، اَللّٰهُمَّ وَاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ

مَقَامًا مَّحْمُوْدَا ِالَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاٰتِهٖ نِهَايَةَ مَا
يَنْبَغِيْ اَنْ يَّسْاَلَهُ السَّائِلُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ
اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۞

امام نووی رضی اللہ عنہ کا یہ درود شریف صلوٰۃ وسلام کے ایسے الفاظ پر مشتمل ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے وقت پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو امام نووی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "مناسک" میں ذکر کیا ہے۔ امام نووی رضی اللہ عنہ نے کچھ کلام کے بعد کہا ہے کہ زائر، روضہ مبارک کے سامنے کی دیوار کے نچلے حصہ پر نظر جھکائے، ہیبت وجلال کی کیفیت کو طاری کئے، دل کو دنیا کے علائق سے پاک کر کے کھڑا ہو اور وہ ذات اقدس جو اس کے سامنے ہے، اس کی جلالت وقدر ومنزلت کو دل میں حاضر کر کے پھر سلام عرض کرے اور آواز بلند نہ کرے بلکہ درمیانی آواز سے کہے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ
(جیسا کہ اس درود وسلام کے آخر تک ہے)

درود سیدی محمد بن ابی الحسن البکری رضی اللہ عنہما

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نُوْرِكَ الْاَسْنٰى وَسِرِّكَ الْاَبْهٰى
وَحَبِيْبِكَ الْاَعْلٰى ، وَصَفِيِّكَ الْاَزْكٰى ، وَاسِطَةِ اَهْلِ الْحُبِّ
وَقِبْلَةِ اَهْلِ الْقُرْبِ ، رُوْحِ الْمُشَاهِدِ الْمَلَكُوْتِيَّةِ ، وَلَوْحِ
الْاَسْرَارِ الْقَيُّوْمِيَّةِ ، تَرْجُمَانِ الْاَزَلِ وَالْاَبَدِ ، لِسَانِ
الْغَيْبِ الَّذِيْ لَا يُحِيْطُ بِهٖ اَحَدٌ ، صُوْرَةِ الْحَقِيْقَةِ

الْفَرْدَانِيَّةِ، وَحَقِيقَةِ الصُّورَةِ الْمُزَيَّنَةِ بِالْأَنْ
الرَّحْمَانِيَّةِ، إِنْسَانِ اللهِ الْمُخْتَصِّ بِالْعِبَارَةِ عَنْ
قَابِلِيَّةِ التَّنَهِّي الْإِمْكَانِيِّ الْمُتَلَقِّيَةِ مِنْهُ، أَحْمَ
حَمْدًا وَحُمِدَ عِنْدَ رَبِّهِ، مُحَمَّدِ الْبَاطِنِ وَالظَّ
بِتَفْعِيلِ التَّكْمِيلِ الذَّاتِيِّ فِي مَرَاتِبِ قُرْبَةِ،
طَرَفَيِ الدَّوْرَةِ النَّبَوِيَّةِ الْمُتَّصِلَةِ بِالْأَوَّلِ نَظَ
إِمْدَادًا، بِدَايَةِ نُقْطَةِ الْاِنْفِعَالِ الْوُجُودِيِّ إِرْشَا
وَّإِسْعَادًا، أَمِينِ اللهِ عَلَى سِرِّ الْأُلُوهِيَّةِ الْمُطْلَ
وَحَفِيظِهِ عَلَى غَيْبِ الْاَ هُوتِيَّةِ الْمُكَتَّمِ، مَنْ لَا
تُدْرِكُ الْعُقُولُ الْكَامِلَةُ مِنْهُ إِلَّا مِقْدَارَ مَا تَقُومُ
عَلَيْهَا بِهِ حُجَّتُهُ الْبَاهِرَةُ، وَلَا تَعْرِفُ النُّفُوسُ
الْعَرْشِيَّةُ مِنْ حَقِيقَتِهِ إِلَّا مَا يَتَعَرَّفُ لَهَا بِهِ مِنْ
لَّوَامِعِ أَنْوَارِهِ الزَّاهِرَةِ، مُنْتَهَى هِمَمِ الْقُدُسِيِّينَ
وَقَدْ بَدَوْا مِمَّا فَوْقَ عَالَمِ الطَّبَائِعِ، مَرْمَى أَبْصَارِ
الْمُوَحِّدِينَ وَقَدْ طَمَحَتْ لِمُشَاهَدَةِ السِّرِّ الْجَامِعِ
مَنْ لَا تَجَلَّى أَشِعَّةُ اللهِ لِقَلْبٍ إِلَّا مِنْ مِّرْآةِ سِرِّهِ،
وَهِيَ النُّورُ الْمُطْلَقُ، وَلَا تُتْلَى مَزَامِيرُهُ عَلَى لِسَانٍ
إِلَّا بِرَنَّاتِ ذِكْرِهِ، وَهُوَ الْوِتْرُ الشَّفْعِيُّ الْمُحَقَّقُ،
الْمَحْكُومُ بِالْجَهْلِ عَلَى كُلِّ مَنِ ادَّعَى مَعْرِفَةَ اللهِ
مُجَرَّدَةٍ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ عَنْ نَفْسِهِ الْمُحَمَّدِيِّ
الْفَرْعِ الْحِدِ ثَانِي الْمُتَرَعْرِعِ فِي نَمَائِهِ بِمَا يُمِدُّ بِهِ
كُلَّ أَصْلٍ أَبَدِيٍّ، جَنِيِّ شَجَرَةِ الْقِدَمِ، خُلَاصَةِ نُسْخَةِ
الْوُجُودِ وَالْعَدَمِ، عَبْدِ اللهِ وَنِعْمَ الْعَبْدُ الَّذِي بِهِ

كَمَالُ الْكَمَالِ، وَعَابِدِ اللهِ بِاللهِ بِلَا حُلُولٍ وَّلَا اتِّحَادٍ
وَلَا اتِّصَالٍ وَلَا انْفِصَالٍ، اَلدَّاعِي إِلَى اللهِ عَلَى صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ، نَبِيِّ الْأَنْبِيَاءِ وَمُمِدِّ الرُّسُلِ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِمْ مِّنْهُ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَأَشْرَفُ
بِالذَّاتِ التَّسْلِيمِ، يَا اَللهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيمُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلَى جَمَالِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِخْتِصَاصِيَّةِ، وَجَلَالِ
التَّدَلِّيَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ، اَلْبَاطِنِ بِكَ فِي غَيَابَاتِ
الْعِزِّ الْأَكْبَرِ، اَلظَّاهِرِ بِنُورِكَ فِي مَشَارِقِ الْمَجْدِ
الْأَفْخَرِ، عَزِيزًا لِحَضْرَةِ الصَّمَدِيَّةِ، وَسُلْطَانِ
الْمَمْلَكَةِ الْأَحَدِيَّةِ، عَبْدِكَ مِنْ حَيْثُ أَنْتَ
كَمَا هُوَ عَبْدُكَ مِنْ حَيْثُ كَافَّةُ أَسْمَائِكَ وَ
صِفَاتِكَ، مُسْتَوَى تَجَلِّي عَظَمَتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَ
حُكْمِكَ فِي جَمِيعِ مَخْلُوقَاتِكَ، مَنْ كَحَلَتْ بِنُورِ
قُدْسِكَ مُقْلَتَهُ فَرَأَى ذَاتَكَ الْعَلِيَّةَ جِهَارًا، وَ
سَتَرْتَ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فِي بَاطِنِهِ لَكَ
أَسْرَارًا، وَفَلَقْتَ بِكَلِمَةِ خُصُوصِيَّتِهِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
بِحَارَ الْجَمْعِ، وَمَتَّعْتَ مِنْهُ بِمَعْرِفَتِكَ وَجَمَالِكَ
وَخِطَابِكَ الْقَلْبَ وَالْبَصَرَ وَالسَّمْعَ، وَأَخَّرْتَ عَنْ
مَّقَامِهِ تَأْخِيرًا ذَاتِيًّا كُلَّ أَحَدٍ، وَجَعَلْتَهُ بِحُكْمِ
أَحَدِيَّتِكَ وِتْرَ الْعَدَدِ، لِوَاءِ عِزَّتِكَ الْخَافِقِ، لِسَانِ
حِكْمَتِكَ النَّاطِقِ، سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَ
صَحْبِهِ، وَشِيعَتِهِ وَوَارِثِيهِ وَحِزْبِهِ، يَا اَللهُ يَا
رَحْمٰنُ يَا رَحِيمُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى دَائِرَةِ

الإحاطة العظمى، ومركز محيط الفلك الاسمى
عبدك المختص من علومك بما لم تهيّئ لا
احدًا من عبادك، سلطان ممالك العزة بك
في كافة بلادك، بحر انوارك الذي تلاطمت
برياح التعيّن الصمداني امواجه، قائد جيش
النبوة الذي تسارعت بك اليك افواجه
خليفتك على كافة خليقتك، امينك على
جميع بريّتك، من غاية المجد المجيد في الثناء
عليه الاعتراف بالعجز عن اكتناه صفاته، و
نهاية البليغ المبالغ ان لا يصل الى مبالغ الحمد
على مكارمه وهباته، سيدنا وسيد كل من
لك عليه سيادة، محمدك الذي استوجب
من الحمد بك لك اصداره وايراده، وعلى اٰله
الكرام، واصحابه العظام، وورّاثه الفخام،
الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى.
سبعا اى يكرر هٰذه الاٰية تالي الصلوات سبع
مرات۔ (یہ آیت سات بار پڑھیں) ثم يقول سبحان
ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين
والحمد لله رب العالمين ويقرأ الفاتحة۔ (ایک
بار سورۃ فاتحہ پڑھیں) ويهديها لمنشي هٰذه الصلوة
ويقول ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و
تب علينا انك انت التواب الرحيم وصلى الله
وسلم على سيدنا محمد وعلى اخوانه من الانبياء

والمرسلين ۝ والحمد لله رب العالمين ۝

درودِ شاذلیہ

(سیدی شیخ محمد ابی المواہب الشاذلی رضی اللہ عنہ)

الحمد لله الذي ارسل الينا فاتح الدورة الكلية
الربانية الالهية القدسية وبالخاتمة العنبرية
الندية المسكية الخاصة العامة المحمدية
الكاملة المكملة الاحمدية ۝ اللهم صل على
هٰذه الحضرة النبوية، الهادية المهدية
الرسلية، بجميع صلواتك التامات، صلاةً
تستغرق جميع العلوم بالمعلومات، بل صلاةً
لا نهاية لها في امادها، ولا انقطاع لامدادها، و
سلم كذٰلك على هٰذا النبي يا سيدنا يا رسول الله
انت المقصود من الوجود، وانت سيد كل والدٍ
ومولودٍ، وانت الجوهرة اليتيمة التي دارت
عليها اصناف المكونات، وانت النور الذي
ملأ اشراقه الارضين والسمٰوات، بركاتك لا
تحصى، ومعجزاتك لا يحدها العدد فتستقصى،
الاحجار والاشجار سلمت عليك، والحيوانات
الصامتة نطقت بين يديك، والماء تفجر و
جرى من بين اصبعيك، والجذع عند فراقك
حن اليك، والبئر المالحة حلت بتفلةٍ من بين

شفقتك ، ببعثتك المباركة امنا المسخ والخسف
والعذاب، وبرحمتك الشاملة شملتنا الالطاف و
نرجو رفع الحجاب، ياطهور يا مطهر يا طاهر
يا اول يا آخر يا باطن يا ظاهر، شريعتك مقدسة
طاهرة، ومعجزاتك باهرة ظاهرة، انت الاول
في النظام، والآخر في الختام، والباطن بالاسرار
والظاهر بالانوار، انت جامع الفضل، وخطيب
الوصل، وامام اهل الكمال، وصاحب الجمال و
الجلال، والمخصوص بالشفاعة العظمى، والمقام
المحمود العلي الاسنى، وبلواء الحمد المعقود و
الكرم الفتوة والجود، فيا سيدا ساد الاسياد، ويا
سندا استند اليه العباد، عبيد مولويتك
العصاة، يتوسلون بك في غفران السيئات، وستر
العورات والقضاء الحاجات، في هذه الدنيا وعند
انقضاء الاجل وبعد الممات، يا ربنا بجاهه
عندك تقبل منا الدعوات، وارفع لنا الدرجات
واقض عنا التبعات، واسكنا اعلى الجنات، وابحنا
النظر الى وجهك الكريم في حضرات المشاهدات
واجعلنا معه مع الذين انعمت عليهم من النبيين
والصديقين اهل المعجزات وارباب الكرامات و
هب لنا العفو والعافية مع اللطف في القضاء آمين
يارب العالمين، الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
ما اكرمك على الله، الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

ماخاب من توسل بك الى الله، الصلوة والسلام
عليك يا رسول الله، الاملاك تشفعت بك عند الله،
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله، الانبياء والرسل
ممدودون من مددك الذي خصصت به من الله،
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله، الاولياء انت
الذي واليتهم في عالم الغيب والشهادة حتى تولاهم
هم الله، الصلوة والسلام عليك يا رسول الله، من
سلك في محجتك وقام بحجتك ايده الله، الصلاة
والسلام عليك يا رسول الله، المخذول من اعرض
عن الاقتداء بك اي والله، الصلوة والسلام عليك
يا رسول الله، من اطاعك فقد اطاع الله، الصلاة
والسلام عليك يا رسول الله، من عصاك فقد عصى الله
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله، من اتى لبابك
متوسلا قبله الله، الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
من حط رحل ذنوبه في عتباتك غفر له الله
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله، من دخل
حرمك خائفا امنه الله، الصلوة والسلام عليك
يا رسول الله، من لاذ بجنابك وعلق باذيال جاهك
اعزه الله، الصلوة والسلام عليك يا رسول الله، من
امّلك وامّلك لم يخب من فضلك لا والله، الصلاة
والسلام عليك يا رسول الله، امّلنا لشفاعتك و
جوارك عند الله، الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
توسلنا بك في القبول عسى ولعل نكون ممن تولاه

اللهُ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ، بِكَ نَرْجُوْ بُلُوْغَ الْاَمَلِ وَلَا نَخَافُ الْعَطَشَ حَاشَا وَاللهِ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ، مُحِبُّوْكَ مِنْ اُمَّتِكَ وَاقِفُوْنَ بِبَابِكَ يَا اَكْرَمَ خَلْقِ اللهِ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَسِيْلَتَنَا اِلَى اللهِ، قَصَدْنَاكَ وَقَدْ فَارَقْنَا سِوَاكَ يَارَسُوْلَ اللهِ. اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ، اَلْعَرَبُ يَحْمُوْنَ النَّزِيْلَ وَيُجِيْرُوْنَ الدَّخِيْلَ وَاَنْتَ سَيِّدُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ يَارَسُوْلَ اللهِ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ، قَدْ نَزَلْنَا بِحَيِّكَ وَاسْتَجَرْنَا بِجَنَابِكَ وَاَقْسَمْنَا بِحَيَاتِكَ عَلَى اللهِ، اَنْتَ الْغِيَاثُ وَاَنْتَ الْمَلَاذُ فَاَغِثْنَا بِجَاهِكَ الْوَجِيْهِ الَّذِيْ لَا يَرُدُّهُ اللهُ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا حَبِيْبَ اللهِ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ مَادَامَتْ دَيْمُوْمِيَّةُ اللهِ، صَلٰوةً وَّسَلَامًا تَرْضَاهُمَا وَتَرْضٰى بِهِمَا عَنَّا يَا سَيِّدَنَا يَا مَوْلَانَا يَا اَللهُ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى سَائِرِ الْمَلَائِكَةِ اَجْمَعِيْنَ، اَللّٰهُمَّ وَارْضَ عَنْ ضَجِيْعَيْ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَّعَنْ بَقِيَّةِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ وَتَابِعِ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (تین بار) وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ اٰمِيْنَ ○

یہ درود شریف سیّدنا الولیُّ الکبیر، العارفُ الشّہیر الشیخ محمّد ابی المواہب الشاذلی رضی اللہ عنہ[1] کا ہے۔ آپ نے یہ درود زائرین کے لئے تالیف فرمایا ہے تاکہ وہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری کے وقت پڑھیں اور ہر جگہ اور ہر وقت اس کے پڑھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ پڑھنے والا یہ تصوّر کرے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر ہے اور اس میں جو خطاب کے صیغے ہیں ان کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر رہا ہے کیونکہ نماز کے التحیات میں جو سلام کا صیغہ ہے وہ نمازی کا یہ قول اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کے ان صیغوں میں سے ہے۔

درُود سیّدنا محیّ الدّین ابن عربی رضی اللہ عنہ

اَللّٰهُمَّ اَفِضْ صِلَةَ صَلَوَاتِكَ، وَسَلَامَةَ تَسْلِيْمَاتِكَ، عَلٰى اَوَّلِ التَّعَيُّنَاتِ الْمُفَاضَةِ مِنَ الْعَمَاءِ الرَّبَّانِيِّ، وَاٰخِرِ التَّنَزُّلَاتِ الْمُضَافَةِ اِلَى النَّوْعِ الْاِنْسَانِيِّ، الْمُهَاجِرِ مِنْ مَّكَّةَ كَانَ اللهُ وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهُ شَيْءٌ ثَانٍ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ الْاٰنَ عَلٰى مَا عَلَيْهِ كَانَ، مُحْصِيْ عَوَالِمِ الْحَضَرَاتِ الْاِلٰهِيَّةِ الْخَمْسِ فِيْ وُجُوْدِهٖ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ وَرَاحِمِ سَائِلِيْ اسْتِعْدَادَاتِهَا

---

[1] شیخ ابی المواہب محمد بن الحاج التونسی الشاذلی الوفائی المصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۸۱ھ)

بِنِدَاهُ وَجُوْدِهٖ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ
نُقْطَةِ الْبَسْمَلَةِ الْجَامِعَةِ لِمَا يَكُوْنُ وَلِمَا كَانَ،
نُقْطَةِ الْاَمْرِ الْجَوَّالَةِ بِدَوَآئِرِ الْاَكْوَانِ، سِرِّ الْهُوِيَّةِ
الَّتِيْ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ سَارِيَةٌ، وَعَنْ كُلِّ شَيْءٍ مُّجَرَّدَةٌ
وَّعَارِيَةٌ، اَمِيْنِ اللّٰهِ عَلٰى خَزَآئِنِ الْفَوَاضِلِ وَ
مُسْتَوْدَعِهَا، وَمُقَسِّمِهَا عَلٰى حَسَبِ الْقَوَابِلِ وَ
مُوَزِّعِهَا، كَلِمَةِ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ، وَفَاتِحَةِ الْكَنْزِ
الْمُطَلْسَمِ، الْمَظْهَرِ الْاَتَمِّ الْجَامِعِ بَيْنَ الْعُبُوْدِيَّةِ
وَالرُّبُوْبِيَّةِ، وَالنَّشْءِ الْاَعَمِّ الشَّامِلِ لِلْاِمْكَانِيَّةِ
وَالْوُجُوْبِيَّةِ، الطَّوْدِ الْاَشَمِّ الَّذِيْ لَمْ يُزَحْزِحْهُ
تَجَلِّي التَّعَيُّنَاتِ عَنْ مَّقَامِ التَّمْكِيْنِ، وَالْبَحْرِ الْخِضَمِّ
الَّذِيْ لَمْ تُعَكِّرْهُ جِيَفُ الْغَفَلَاتِ عَنْ صَفَآءِ الْيَقِيْنِ
الْقَلَمِ النُّوْرَانِيِّ الْجَارِيْ بِمِدَادِ الْحُرُوْفِ الْعَالِيَاتِ
وَالنَّفَسِ الرَّحْمَانِيِّ السَّارِيْ بِمَوَادِّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ
الْفَيْضِ الْاَقْدَسِ الذَّاتِيِّ الَّذِيْ تَعَيَّنَتْ بِهِ الْاَعْيَانُ
وَاسْتِعْدَادَاتُهَا، وَالْفَيْضِ الْمُقَدَّسِ الصِّفَاتِيِّ الَّذِيْ
تَكَوَّنَتْ بِهِ الْاَكْوَانُ وَاسْتِمْدَادَاتُهَا، مَطْلَعِ شَمْسِ
الذَّاتِ فِيْ سَمَآءِ الْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ، وَمَنْبَعِ نُوْرِ
الْاِفَاضَاتِ فِيْ رِيَاضِ النِّسَبِ وَالْاِضَافَاتِ، خَطِّ
الْوَحْدَةِ بَيْنَ قَوْسَيِ الْاَحَدِيَّةِ وَالْوَاحِدِيَّةِ، وَ
وَاسِطَةِ التَّنَزُّلِ مِنْ سَمَآءِ الْاَزَلِيَّةِ اِلٰى اَرْضِ
الْاَبَدِيَّةِ، النُّسْخَةِ الصُّغْرٰى الَّتِيْ تَفَرَّعَتْ عَنْهَا
الْكُبْرٰى، وَالدُّرَّةِ الْبَيْضَا الَّتِيْ تَنَزَّلَتْ اِلَى الْيَاقُوْتَةِ

الْحَمْرَا، جَوْهَرَةِ الْحَوَادِثِ الْاِمْكَانِيَّةِ الَّتِيْ لَا تَخْلُوْا
عَنِ الْحَرَكَةِ وَالسُّكُوْنِ، وَمَادَّةِ الْكَلِمَةِ الْفَهْوَانِيَّةِ
الطَّالِعَةِ مِنْ كَنِّ كُنْ اِلٰى شَهَادَةِ فَيَكُوْنُ هُيُوْلَى
الصُّوَرِ لَا تَتَجَلّٰى بِاِحْدَاهَا مَرَّةً لِّاثْنَيْنِ، وَلَا بِصُوْرَةٍ
مِّنْهَا لِاَحَدٍ مَّرَّتَيْنِ، قُرْاٰنِ الْجَمْعِ الشَّامِلِ لِلْمُمْتَنِعِ
وَالْعَدِيْمِ، وَفُرْقَانِ الْفَرْقِ الْفَاصِلِ بَيْنَ الْحَادِثِ
وَالْقَدِيْمِ، صَآئِمِ نَهَارِ اِنِّيْ اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ، وَقَآئِمِ
لَيْلِ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ، وَاسِطَةِ مَا بَيْنَ الْوُجُوْدِ
وَالْعَدَمِ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ، وَرَابِطَةِ تَعَلُّقِ الْحُدُوْثِ
بِالْقِدَمِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ، فَذْلَكَةِ دَفْتَرِ الْاَوَّلِ
وَالْاٰخِرِ، وَمَرْكَزِ اِحَاطَةِ الْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ، حَبِيْبِكَ
الَّذِي اسْتَجْلَيْتَ بِهٖ جَمَالَ ذَاتِكَ عَلٰى مِنَصَّةِ
تَجَلِّيَاتِكَ، وَنَصَبْتَهٗ قِبْلَةً لِتَوَجُّهَاتِكَ فِيْ جَامِعِ
تَجَلِّيَاتِكَ، وَخَلَعْتَ عَلَيْهِ خِلْعَةَ الصِّفَاتِ وَالْاَسْمَآءِ
وَتَوَّجْتَهٗ بِتَاجِ الْخِلَافَةِ الْعُظْمٰى، وَاَسْرَيْتَ بِجَسَدِهٖ
يَقْظَةً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى حَتّٰى
اِنْتَهٰى اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَتَرَقّٰى اِلٰى قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ
اَدْنٰى، فَسُرَّ فُؤَادُهٗ بِشُهُوْدِكَ حَيْثُ لَا صَبَاحَ وَلَا
مَسَا، مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى، وَقَرَّ بَصَرُهٗ بِوُجُوْدِكَ
حَيْثُ لَا خَلَاءَ وَلَا مَلَا، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى، صَلِّ
اَللّٰهُمَّ عَلَيْهِ صَلَاةً يَصِلُ بِهَا فَرْعِيْ اِلٰى اَصْلِيْ، وَ
بَعْضِيْ اِلٰى كُلِّيْ، لِتَتَّحِدَ ذَاتِيْ بِذَاتِهٖ وَصِفَاتِيْ بِصِفَاتِهٖ
تَقَرَّ الْعَيْنُ بِالْعَيْنِ، وَيَفِرَّ الْبَيْنُ مِنَ الْبَيْنِ، وَسَلِّمْ

عَلَيْهِ سَلَامًا اَسْلَمُ بِهٖ فِىْ مُتَابَعَتِهٖ مِنَ التَّخَلُّفِ
وَاَسْلَمُ فِىْ طَرِيْقِ شَرِيْعَتِهٖ مِنَ التَّعَسُّفِ، لِاَفْتَحَ بَابَ
مَحَبَّتِكَ اِيَّاىَ بِمِفْتَاحِ مُتَابَعَتِهٖ، وَاُشْهِدَكَ فِىْ
حَوَاسِّىْ وَاَعْضَائِىْ مِنْ مِّشْكَاةِ شَرْعِهٖ وَطَاعَتِهٖ وَ
اَدْخُلَ وَرَاءَهٗ اِلٰى حِصْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَفِىْ اَثَرِهٖ اِلٰى
خَلْوَةِ لِىْ وَقْتٌ مَّعَ اللّٰهِ، اِذْ هُوَ بَابُكَ الَّذِىْ مَنْ لَّمْ
يَقْصِدْكَ مِنْهُ سُدَّتْ عَلَيْهِ الطُّرُقُ وَالْاَبْوَابُ،
وَرُدَّ بِعَصَا الْاَدَبِ اِلٰى اِصْطَبْلِ الدَّوَابِّ، اَللّٰهُمَّ
يَا رَبِّ يَا مَنْ لَّيْسَ حِجَابُهٗ اِلَّا النُّوْرَ، وَلَا خَفَاؤُهٗ اِلَّا
شِدَّةَ الظُّهُوْرِ، اَسْئَلُكَ بِكَ فِىْ مَرْتَبَةِ اِطْلَاقِكَ
عَنْ كُلِّ تَقْيِيْدٍ، اَلَّتِىْ تَفْعَلُ فِيْهَا مَا تَشَآءُ وَتُرِيْدُ،
وَبِكَشْفِكَ عَنْ ذَاتِكَ بِالْعِلْمِ النُّوْرِىِّ، وَتَحَوُّلِكَ
فِىْ صُوَرِ اَسْمَآئِكَ وَصِفَاتِكَ بِالْوُجُوْدِ الصُّوْرِىِّ
اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكْحَلُ بِهَا
بَصِيْرَتِىْ بِالنُّوْرِ الْمَرْشُوْشِ فِى الْاَزَلِ، لِاَشْهَدَ فَنَاءَ
مَا لَمْ يَكُنْ وَبَقَآءَ مَا لَمْ يَزَلْ، وَاَرَى الْاَشْيَآءَ كَمَا
هِىَ فِىْ اَصْلِهَا مَعْدُوْمَةً مَفْقُوْدَةً، وَكَوْنَهَا لَمْ تَشَمَّ
رَائِحَةَ الْوُجُوْدِ فَضْلًا عَنْ كَوْنِهَا مَوْجُوْدَةً، وَاَخْرِجْنِىْ
اَللّٰهُمَّ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ مِنْ ظُلْمَةِ اَنَانِيَّتِىْ اِلَى النُّوْرِ
وَمِنْ قَبْرِ جُثْمَانِيَّتِىْ اِلٰى جَمْعِ الْحَشْرِ وَفَرْقِ النُّشُوْرِ
وَاَفِضْ عَلَىَّ مِنْ سَمَآءِ تَوْحِيْدِكَ اِيَّاكَ، مَا تُطَهِّرُنِىْ
بِهٖ مِنْ رِّجْسِ الشِّرْكِ وَالْاِشْرَاكِ، وَاَنْعِشْنِىْ بِالْمَوْتَةِ
الْاُوْلٰى وَالْوِلَادَةِ الثَّانِيَةِ، وَاَحْيِنِىْ بِالْحَيَاةِ الْبَاقِيَةِ

فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا الْفَانِيَةِ، وَاجْعَلْ لِّىْ نُوْرًا اَمْشِىْ بِهٖ فِى
النَّاسِ، وَاَرٰى بِهٖ وَجْهَكَ اَيْنَمَا تَوَلَّيْتُ بِدُوْنِ اِشْتِبَاهٍ
وَلَا الْتِبَاسٍ، نَاظِرًا بِعَيْنَيِ الْجَمْعِ وَالْفَرْقِ، فَاصِلًا بِحُكْمِ
الْقَطْعِ بَيْنَ الْبَاطِلِ وَالْحَقِّ، دَالًّا بِكَ عَلَيْكَ، وَهَادِيًا
بِاِذْنِكَ اِلَيْكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○ (تین بار)

صلاة الاكبرية

للشيخ الاكبر سيدنا محى الدين ابن عربى رضى الله عنه

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَكْمَلِ مَخْلُوْقَاتِكَ
وَسَيِّدِ اَهْلِ اَرْضِكَ وَاَهْلِ سَمٰوَاتِكَ، النُّوْرِ الْاَعْظَمِ
وَالْكَنْزِ الْمُطَلْسَمِ، وَالْجَوْهَرِ الْفَرْدِ، وَالسِّرِّ الْمُمْتَدِّ،
الَّذِىْ لَيْسَ لَهٗ مِثْلٌ مَّنْطُوْقٌ، وَلَا شِبْهٌ مَخْلُوْقٌ، وَ
ارْضَ عَنْ خَلِيْفَتِهٖ فِىْ هٰذَا الزَّمَانِ، مِنْ جِنْسِ
عَالَمِ الْاِنْسَانِ، الرُّوْحِ الْمُتَجَسِّدِ، وَالْفَرْدِ الْمُتَعَدِّدِ
حُجَّةِ اللّٰهِ فِى الْاَقْضِيَةِ، وَعُمْدَةِ اللّٰهِ فِى الْاَمْضِيَةِ
مَحَلِّ نَظَرِ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهٖ، مُنَفِّذِ اَحْكَامِهٖ بَيْنَهُمْ
بِصِدْقِهٖ، اَلْمُمِدِّ لِلْعَوَالِمِ بِرُوْحَانِيَّتِهٖ، اَلْمُفِيْضِ
عَلَيْهِمْ مِّنْ نُّوْرِ نُوْرَانِيَّتِهٖ، مَنْ خَلَقَهُ اللّٰهُ عَلٰى
صُوْرَتِهٖ، وَاَشْهَدَهٗ اَرْوَاحَ مَلٰٓئِكَتِهٖ، وَخَصَّصَهٗ
فِىْ هٰذَا الزَّمَانِ، لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ اَمَانٌ، فَهُوَ
قُطْبُ دَآئِرَةِ الْوُجُوْدِ، وَمَحَلُّ السَّمْعِ وَالشُّهُوْدِ، فَلَا
تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ فِى الْكَوْنِ اِلَّا بِعِلْمِهٖ، وَلَا تَسْكُنُ اِلَّا

بِحُکْمِہٖ ، لِاَ نَّہٗ مَظْهَرُالْحَقِّ ، وَمَعْدِنُ الصِّدْقِ ،
اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ سَلَامِیْ اِلَیْہِ ، وَاَوْقِفْنِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ ، وَاَفِضْ
عَلَیَّ مِنْ مَّدَادِہٖ ، وَاحْرُسْنِیْ بِعُدَادِہٖ ، وَانْفُخْ فِیَّ مِنْ
رُّوْحِہٖ ، کَیْ اَحْیٰی بِرُوْحِہٖ وَلِاَشْھَدَ اَحَقِیْقَتِیْ عَلَی
التَّفْصِیْلِ ، فَاَعْرِفَ بِذٰلِکَ الْکَثِیْرَ وَالْقَلِیْلَ ، وَاَرٰی
عَوَالِمِی الْغَیْبِیَّۃَ ، تَتَجَلّٰی بِصُوَرِی الرُّوْحَانِیَّۃِ ، عَلٰی
اخْتِلَافِ الْمَظَاهِرِ ، لِاَجْمَعَ بَیْنَ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ ، وَ
الْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ ، فَاَکُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہٖ ، بَیْنَ صِفَاتِہٖ
وَاَفْعَالِہٖ ، لَیْسَ لِیْ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَعْلُوْمٌ ، وَلَاجُزْءٌ
مَّقْسُوْمٌ ، فَاَعْبُدُہٗ بِہٖ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ ، بَلْ بِحَوْلِ
وَقُوَّۃِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ، اَللّٰھُمَّ یَاجَامِعَ النَّاسِ
لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْہِ ، اَجْمَعْنِیْ بِہٖ وَعَلَیْہِ وَفِیْہِ ، حَتّٰی
لَا اُفَارِقَہٗ فِی الدَّارَیْنِ ، وَلَا اَنْفَصِلَ عَنْہُ فِی الْحَالَیْنِ ،
بَلْ اَکُوْنَ کَاَنِّیْ اِیَّاہُ ، فِیْ کُلِّ اَمْرٍ تَوَلَّاہُ ، مِنْ طَرِیْقِ
الْاِتِّبَاعِ وَالْاِنْتِفَاعِ ، لَا مِنْ طَرِیْقِ الْمُمَاثَلَۃِ وَالْاِرْتِفَاعِ ،
وَاَسْاَلُکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنَی الْمُسْتَجَابَۃِ ، اَنْ تُبَلِّغَنِیْ
ذٰلِکَ مِنَّۃً مُّسْتَطَابَۃً ، وَلَا تَرُدَّنِیْ مِنْکَ خَائِبٍ ، وَلَا
مِمَّنْ لَّکَ نَائِبٍ ، فَاِنَّکَ وَاجِدُ الْکَرِیْمُ ، وَاَنَا عَبْدُ
الْعَدِیْمُ ، وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعَالَمِیْنَ ۝ . یہ دونوں درود شریف سیدنا امام العارفین شیخ
اکبر سیدی محیّ الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے ہیں ۔ پہلا درود جس
کے شروع میں " اَللّٰھُمَّ اَفْضَ صِلَۃَ صَلَوَاتِکَ وَسَلَامَہٗ

تَسْلِیْمًا ۝ " تک کے الفاظ ہیں اس کو میں (نبہانی) نے ولی کبیر عارف
شہیر سیدی شیخ عبد الغنی نابلسی رضی اللہ عنہ کی شرح المسمّٰی " وِرْدُ الْمَوْرُوْدِ
وَفَیْضِ الْبَحْرِ الْمَوْرُوْدِ " سے نقل کیا ہے ۔ آپ نے اس درود کے
آخر میں اس کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کو تمام اوقات
میں پڑھا جا سکتا ہے اور خصوصًا شب جمعہ اور بروز جمعہ کو اسرار عجیب اور
اور قریبی رازوں کے لئے پڑھا جاتا ہے ۔
دوسرا درود شریف جو کہ " الصلوٰۃ الاکبریۃ " کے نام سے
موسوم ہے ، اس کو میں نے ولی کبیر ، عارف شہیر سید مصطفےٰ ابن کمال الدین
البکری الصدیقی رضی اللہ عنہ کی شرح " اَلْھِبَاتُ الْاَنْوَرِیَّۃِ عَلَی
الصَّلَوٰتِ الْاَکْبَرِیَّۃِ " سے نقل کیا ہے ۔ میں نے یہ درود جس نسخہ
سے نقل کیا ہے وہ بہت ہی صحیح ہے ، کیونکہ اس نسخہ کو مؤلف کے سامنے
پڑھا گیا تھا ۔
علماء فرماتے ہیں جس مریض کو سورۂ فاتحہ پاک برتن (پیالہ مٹی کا
وغیرہ) پر لکھ کر پلاؤ اللہ شفاء دے گا اور اس کے منہ پہ پانی کے
چھینٹے مارو اور ۱۹ یا ۲۱ مرتبہ پڑھ کر ظالم کے پاس جائے تو وہ نقصان
نہ پہنچائے گا ۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا ہاتھ سر پہ رکھ کر
یہ آیت پڑھی سوائے موت کے سب بیماریوں کی شفا ہے ۔ آیت یہ ہے :
ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ہر مرض کے واسطے پانی پر سورہ فاتحہ
۷ بار آیت الکرسی ۷ بار اور سورۂ فلق والناس ۷/۷ بار پڑھ کر نہار منہ
پی لے اللہ ہر مرض سے اور ہر بلاء سے محفوظ رکھے گا ۔
(شمس المعارف)

صلوٰۃ مُنجّیہ (تنجینا)

یہ دُرود شریف عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اللہ
قبولیت میں بجلی سے بھی زیادہ تیز اور اکسیر اعظم ہے۔ یہ اچانک مصیبت
اور حاجت کے لئے آدھی رات تاریکی میں ننگے سر کھڑا ہو کر پڑھے۔ (اگر
صاحب مجاز سے اجازت لے کر پڑھے تو جلدی فائدہ ہو) حضرت
شیخ حسن بن علی الاسوانی رحمۃ اللہ علیہ سے "دلائل الخیرات" کی شرح میں
حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص کسی بھی مہم کے لئے
اور مصیبت میں یہ دُرود شریف ایک ہزار بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس
کی مصیبت دُور فرمائے گا اور اُس کا مقصد پورا ہو گا۔ دُرود شریف
یہ ہے:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَ
تَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ
السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَكَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَ
تُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی
الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ٥

صلوٰۃ تفریجیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ صَلٰوۃً کَامِلَۃً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ وَ
تُقْضٰی بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ
وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
فِیْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ .

فضائل

تفریجیہ: یہ درود حضرت شیخ عارف محمد حقی آفندی
نازلی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں
سے ہے۔ یہ دُرود ہر قسم کے غم، دُکھ اور بے چینی کو دُور کرتا ہے۔ رزق
میں برکت پیدا کرتا ہے اور پڑھنے سے قبر کی تنگی دُور ہو گی۔ مجرب
تریاق ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص روزانہ ۴۱ بار
پڑھے اللہ تعالیٰ اُس پر حسنات کے دروازے کھول دے گا اُس
کے معاملات آسان کر دے گا جو دُعا مانگے گا قبول ہو گی۔ کسی خاص
مقصد کے لئے چار ہزار چار سو چوالیس (۴۴۴۴) بار پڑھنے سے وہ
مقصد انشاء اللہ پورا ہو گا۔

صلوٰۃ دافع المصائب

علامہ محمد یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ "سعادت دارین" میں فرماتے ہیں
کہ دُرود پاک "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَلَّتْ
حِیْلَتِیْ اَدْرِكْنِیْ" روزانہ تین سو بار پڑھے، مصائب و مشکلات کے لئے ہزار
بار پڑھے مجرّب ہے۔ علی خواص رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ (مسلم شریف)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ (ابوداؤد)

درود تاج

امام الطریقت شیخ سید ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَاۗءِ وَالْوَبَاۗءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ
اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۝
سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ۝ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ
مُّنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ۝ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ
الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ۝ جَمِيْلِ الشِّيَمِ
شَفِيْعِ الْاُمَمِ ۝ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ۝ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ ۝
وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ ۝ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ ۝ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَ
سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ ۝ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ ۝ وَ
الْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ ۝ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ۝ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ ۝ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ ۝
رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ ۝ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ ۝
شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ ۝ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ ۝ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝
مُحِبِّ الْفُقَرَاۗءِ وَالْغُرَبَاۗءِ وَالْمَسَاكِيْنِ ۝ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ ۝ نَبِيِّ
الْحَرَمَيْنِ ۝ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ ۝ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ ۝
صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ ۝ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ ۝ وَ
رَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ
اَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ يٰۤاَيُّهَا
الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ
اَوْلَادِهِ الْمَعْصُوْمِيْنَ وَاَزْوَاجِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَعَلٰى سَيِّدِنَا شَيْخِ
مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْمَكِيْنِ الْاَمِيْنِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَ
صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ مِّلْءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ
وَمَبْلَغَ الرِّضَاۗءِ وَعَدَدَ النِّعَمِ وَزِنَةَ الْعَرْشِ ۔

ترجمہ: ”الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہ اور اُن کی آل اور صحابہ پہ اور سلام (بھی) میزان بھر اور علم کی انتہا کے برابر اور رضا کے برابر اور بالوں کی تعداد کے برابر اور عرش کے وزن کے برابر۔“ (سعادت دارین ۲، ص ۱۶۰)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ صَلٰوةً
تَزِنُ الْاَرَضِيْنَ وَالسَّمٰوٰتِ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِكَ وَ
عَدَدَ جَوَاهِرِ اَفْرَادِ كُرَّةِ الْعَالَمِ وَاَضْعَافَ
ذٰلِكَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

ترجمہ: ”الٰہی ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پہ درود بھیج جو زمینوں آسمانوں کا ہم وزن ہو جو تیرے علم میں ہے اس کی تعداد کے برابر۔ اور کرۂ عالم کے ذرّوں کے برابر اور اس سے کئی گنا زیادہ بے شک تو ستودہ بزرگ ہے۔“

اسے ”کنوز الاسرار“ نے ذکر کیا ہے اور اس کی بے حد وحساب فضیلت ہے۔ اس درود شریف میں بڑا راز ہے۔ جسے اللہ پڑھنے کی توفیق دے اس کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ (نسائی)

درود شریف لکھی

روایت ہے کہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
درود پڑھا کرتے تھے جسکی وجہ سے ان کو ہر مشکل میں کامیابی ہوتی تھی۔ پڑھنے والا
پاک و صاف ہو کر خوشبو لگا کر پڑھے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ رَحْمَةِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ فَضْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ
خَلْقِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ عِلْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ كَلِمَاتِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ
مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كَرَمِ
اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى

اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ حُرُوْفِ كَلَامِ اللهِ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ رَمْلِ
الْقِفَارِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَا خُلِقَ فِي الْبِحَارِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ الْحُبُوْبِ وَالثِّمَارِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ مَا اَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَاَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ

سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ
عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ
اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمٰوٰتِ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ شَیْءٍ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ
تَعَالٰی وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِیَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجَمِیْعِ الْخَلَائِقِ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَقَائِدِ الْغُرِّ
الْمُحَجَّلِیْنَ وَشَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ
وَاَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِیْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَیَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا دَائِمًا اَبَدًا كَثِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

درود شریف برائے حلِّ مشکلات

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِكْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (علامہ سید احمد سعید کاظمی)

یہ درود پریشانی میں کثرت سے پڑھیں۔

درود شریف ہی اسم اعظم ہے

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری نقشبندی حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ (المتوفی ۱۳۸۶ھ) اپنے ہر مرید کو بعد نماز تہجد پانچ سو بار درود شریف خضری یہ درود صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ روزانہ پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف ہی اسم اعظم ہے۔ (خزینۂ کرم)

درود پاک پر تیس ۳۰ جلدیں

حضرت خواجہ عبدالرحمن حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۲ھ) مدفون چھوہر شریف (ہری پور ہزارہ) نے درود شریف کے تیس ۳۰ پارے مرتب کئے۔ یہ بڑے محبت والے صیغوں کے درود شریف ہیں ان کا نام مجموعہ "صلوٰۃ الرسول" ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً دَائِمَةً مَّقْبُوْلَةً تُؤَدِّیْ بِهَا عَنَّا حَقَّهُ الْعَظِیْمَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا كَانَ وَعَدَدَ مَا یَكُوْنُ وَعَدَدَ مَا هُوَ كَائِنٌ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ ○ (علامہ شعرانی)

فضل درود

○ ابوالفضل قرمسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک خراسانی آیا۔ اُس نے بتایا کہ میں شہر کی مسجد میں تھا کہ مجھے خواب میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب ہمدان جاؤ تو فضل بن زبرک کو میرا اسلام کہنا۔" میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کیوں؟ فرمایا۔ اسلئے کہ وہ روزانہ مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود وسلام پڑھتا ہے۔"

پھر اُس شخص نے مجھ سے کہا کہ "مجھے بھی وہ درُود شریف بتادو۔"

میں نے کہا: ـــــــ "میں ہر روز کم وبیش سو (۱۰۰) مرتبہ یہ درُود شریف پڑھتا ہوں:"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ جَزَی اللّٰہُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔

ترجمہ: "الٰہی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی اُمّی اور اُن کی آل پر رحمت نازل فرما! یا اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی جزا عطا فرما! جس کے آپ حقدار ہیں۔"

اُس شخص نے مجھ سے یہ نعمت لی اور میرے آگے قسم اٹھائی کہ نہ وہ مجھے پہچانتا تھا اور نہ میرا نام۔ یہاں تک کہ اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سب کچھ بتلا دیا۔ کہتے ہیں، میں نے اس کی خدمت میں کچھ تحائف پیش کئے لیکن اُس نے قبول نہ کئے اور کہا: "میں دُنیوی مال و دولت کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام نہیں بیچتا۔" یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ پھر اس کے بعد میں نے اُسے کہیں نہیں دیکھا۔

(سعادتِ دارین)

تشبیہ صلوٰۃ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں خاص کیا گیا؟

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنّت کو دیکھا تو اس کے درختوں کے پتوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا پایا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان بیان کی، تو حضرت ابراہیم السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا: رَبِّ اَجْرِ ذِکْرِیْ عَلٰی لِسَانِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ۔ "اے اللہ! اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر میرا ذکر جاری فرما۔" اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ کے الفاظ کے ساتھ دُعا فرمائی تھی کے بدلے ابراہیم علیہ السلام کے اکرام کی وجہ سے انہیں تشبیہ صلوٰۃ کے لئے خاص کیا گیا درودِ ابراہیمی کی صورت میں۔ اور اُن کی دُعا قبول ہوئی کیونکہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب اللہ یا اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔ کے الفاظ میں دُعا مانگی تھی یا اس لئے کہ آپ علیہ السلام بقیہ انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں یا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ۔ میں مومنین کے باپ کا لقب دیا ہے یا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم فرمایا خصوصاً ارکانِ حج میں اتباع کا حکم

فرمایا، یا اس لئے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنایا تو ان الفاظ میں دُعا کی مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ شُيُوْخِ اُمَّتِ مُحَمَّدٍ فَهِبْهُ مِنِّيْ وَمِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اہل عمر والوں کے لئے دُعا فرمائی حضرت اسحاق علیہ السلام نے نوجوانوں کے لئے حضرت سارہ سلام اللہ علیہا نے آزاد عورتوں کے لئے اور حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا نے باندیوں کے لئے دُعا فرمائی تھی۔ اس لئے ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت سلام اللہ علیہم کو اس ذکر کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

العمرانی رحمۃ اللہ علیہ نے البیان میں الشیخ ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے امام الشافعی علیہ الرحمۃ کی نص سے نقل کیا ہے جب اُن سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں تو پھر صلوٰۃ پڑھتے وقت یوں کیوں کہا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ایک علیحدہ مکمل کلام ہے اور آلِ محمدؐ اس پر معطوف ہے اور كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ کی تشبیہ کا تعلق آلِ محمدؐ کے ساتھ ہے جو كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ کے قریب ہے۔ (القول البدیع)

نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان وَسَاُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَنَا دَعْوَةُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ جب ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ اس شہر مکہ کو امن والا شہر بنا اور لوگوں کے دل اس کی طرف جھکا دے اور ان لوگوں کو پاکیزہ پھلوں کا رزق عطا فرما۔" اس کے بعد یہ دُعا کی:۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ (سورۃ بقرہ: ۱۲۹)

"اے ہمارے پروردگار! اس شہر کے لوگوں میں انہی کی نسل میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو اُن کے سامنے تیری آیات تلاوت کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور اُن کو پاک کرے۔ بیشک تُو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔" لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی یہی دُعا ہمارے نبی کریم محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجنے کی صورت میں قبول فرمائی اور اُن کو وہی رسول بنا کر مبعوث فرمایا جو ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے مانگا تھا اور یہ دُعا کی تھی کہ اے اللہ! کہ اس کو اہل مکہ میں بھیج دے۔ تو اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان "میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں" کی تشریح

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ اس کا معنی و مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما لیا کہ وہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین بنائے گا اور اس فیصلے کو اُمّ الکتاب "لوحِ محفوظ" میں ثبت کر دیا تو پھر اس فیصلے کو اس طرح پورا کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس دُعا کے لئے مقرر فرما دیا جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے تاکہ خصوصیت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا جانا اُن کی دُعا کے سبب سے ہو جیسے اُن کا منتقل ہونا انہی کی پشت سے ہو گا ان کی اولاد کی پشتوں کی طرف۔ (دلائل النبوۃ)

لوحِ محفوظ میں خاتم النبیّین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں
اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا حالانکہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں
تھے۔ میں آپ کو اس کی تعبیر بتاتا ہوں میں اپنی ماں کا خواب ہوں
جو انہوں نے دیکھا تھا جس کی ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے
ہیں ان کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان سے احمد
بن عبدالجبار نے ان سے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق ؒ سے وہ کہتے ہیں کہ
آمنہ بنت وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ محترمہ بیان
کرتی تھیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے شکم میں تھے تو کسی
آنے والے نے آکر خواب میں بتایا کہ بے شک آپ اس امت کے سردار
سے حاملہ ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اپنے دادا
ابراہیم علیہ السلام کی دعا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں
جو انہوں نے اپنی قوم کو دی تھی۔ اسی لئے بنی اسرائیل حضور صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی پیدائش سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے تھے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ فرماتی ہیں مجھے خواب میں کہنے
والے نے یہ بھی کہا تھا کہ اُن کی آمد کے ساتھ روشنی نمودار ہوگی جو ارضِ
شام میں واقع مقامِ بصریٰ کے محلات کو بھر دے گی۔ جب یہ پیدا
ہوں تو اُن کا نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھنا بے شک اُن کا نام
تورات میں احمد ہے اور ان کا نام انجیل میں بھی احمد ہے یہ اس لئے
کہ اہلِ آسمان اور اہلِ زمین اس کی تعریف کریں گے۔ (اس بارے
ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

ؒ رضی اللہ عنہم

چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کی خلافت تیس ۳۰ سال ہے

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روی ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت میری امت میں تیس ۳۰ سال ہوگی اس
کے بعد بادشاہت ہوگی۔ (مسندِ احمد) خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ دو سال چار ماہ، خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دس سال چھ ماہ
خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۱۲ دن کم بارہ سال خلافت حضرت علی
رضی اللہ عنہ پانچ سال تین ماہ کم۔ (مسندِ احمد / البدایہ والنہایہ)

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیہ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جس نے تیرے ساتھ اس
حال میں ملاقات کی کہ وہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے والا ہو،
میں اُسے آگ میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا!
احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اُن سے
زیادہ معزز مخلوق میں سے کسی کو پیدا نہیں کیا۔ میں نے آسمان و زمین کی
تخلیق سے پہلے اُن کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پہ لکھا۔ جنت اس وقت
تک تمام مخلوق پر حرام ہوگی جب تک وہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور
اُن کی امت جنت میں داخل نہیں ہو جائیں گے۔

وحی کا رُک جانا

جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ روایت
فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم دو تین دن تک غمگین اور بیمار رہے تو ایک عورت آپ کے پاس آکر
کہنے لگی اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے لگتا ہے کہ تمہارے شیطان
نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ (وہ عورت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایسا کہہ رہی تھی)

معاذ اللہ) اسی لئے دو تین روز سے تمہارے پاس نہیں آرہا۔ تو اللہ تعالیٰ
نے یہ آیتیں نازل فرمائیں؛ وَالضُّحٰى ۝ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ
رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ "قسم ہے مجھے چاشت کی اور قسم ہے رات کی جب وہ
چھا جائے کہ اللہ نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا"
(اس روایت کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں احمد بن یونس
رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور امام مسلم علیہ الرحمۃ نے بھی روایت کیا۔)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو
دنیا اور آخرت میں بلند فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی خطیب یا شہادت
دینے والا یا نمازی ایسا نہ ہو گا جو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ کہے۔ (یعنی ضرور کہیں گے)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ ۝ (طبری)

• ابن بشکوال رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد بن عمر الیمانی رحمہم اللہ سے
سنداً ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں صنعا کے مقام پر تھا۔ ایک
شخص کو دیکھا جس کے پاس لوگ جمع تھے۔ میں نے اجتماع کا سبب
پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص رمضان المبارک میں ہماری امامت
کرتا تھا اور بڑے خوبصورت انداز میں قرآن پڑھتا تھا۔ جب
اس آیت پہ پہنچا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
تو اس نے يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کی بجائے يُصَلُّوْنَ عَلٰى عَلِيٍّ
پڑھ دیا تو اسی وقت یہ گونگا، مجذوم، اپاہج، مبروص اور اندھا ہو
گیا۔ یہ اس کا مکان ہے۔ (القول البدیع)

امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن
حزم رحمہم اللہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک
صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ
اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے چند افراد نے عرض کی کہ:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ! ہم نے یہ بات جان لی کہ آپ
پر سلام کیسے پڑھیں ، ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں ؟ فرمایا کہو : اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ ۔ تو انصار کے ایک نوجوان نے کہا یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم ! آلِ محمدؐ کون ہے ؟ فرمایا "ہر مومن"۔[1]

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت
بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہم نے عرض کی یارسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! ہم نے آپ پر سلام پڑھنا تو جان لیا، ہم آپ
پر درود کیسے پڑھیں ؟ فرمایا کہو : اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ
وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَہَا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔[2]

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت نقل کی ہے جس نے مجھ پر درود پڑھنا چھوڑ دیا یا بھلا دیا
اُس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا ۔ (تفسیر درِ منثور)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر
رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا : کوئی قوم جمع نہیں ہوتی ، پھر وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود شریف کے بغیر بکھر جاتی ہے تو
وہ بدبو دار مُردہ سے اُٹھتے ہیں ۔ (شعب الایمان / درمنثور)

[1] مصنف عبد الرزاق باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [2] مسند امام احمد جلد ۵

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ۔

روح البیان نے اس درود پاک کی بہت فضیلت بیان کی ہے :

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَلِیْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَتَبَ عَنِّیْ عِلْمًا وَّکَتَبَ مَعَہٗ صَلٰوۃً
عَلَیَّ لَمْ یَزَلْ فِیْ اَجْرٍ مَّا قُرِئَ ذٰلِکَ الْکِتَابُ ۔

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے میرے متعلق کوئی
علم کی بات لکھی اور اس علم میں جہاں میرا نام آیا اس کے ساتھ مجھ پہ درود
بھی لکھا تو اس وقت تک اس شخص کو اجر ملتا رہے گا جب تک وہ
کتاب پڑھی جاتی رہے گی۔" (خطیب بغدادی)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَسْتَغْفِرُ
لَہٗ مَادَامَ اسْمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ ۔ (طبرانی)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں
درود بھیجتا ہے تو فرشتے اُس کے لئے اُس وقت تک بخشش کی دعا
کرتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اُس کتاب میں موجود رہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئٰتٍ وَّرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجٰتٍ ۔ (نسائی السنن)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود (بصورتِ رحمت) بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور اس کے لئے دس درجات بلند کر دئے جاتے ہیں۔"

"کتاب البرکۃ" میں ہے سب سے افضل درود یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِلْءَ اَرْضِكَ وَسَمٰوٰتِكَ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب میں، ابوالقاسم التیمی، ابن بشکوال رحمہما اللہ، طبرانی رحمۃ اللہ نے اوسط میں روایت کیا ہے: مَا مِنْ دُعَاءٍ اِلَّا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ انْحَرَقَ الْحِجَابُ وَدَخَلَ الدُّعَاءُ وَاِذَا لَمْ يَفْعَلْ رَجَعَ الدُّعَاءُ ۔ (ہر دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ رہتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ جب کوئی درود بھیجتا ہے تو حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور جو ایسا نہیں کرتا اس کی دعا لوٹ آتی ہے۔)

عظیم درود

امام دارقطنی رحمۃ اللہ نے "افراد" میں اور ابن نجار رحمۃ اللہ نے "تاریخ" میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تھا کہ ایک آدمی حاضر ہوا۔ اس نے سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا اور خندہ پیشانی کا اظہار فرمایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ جب اس آدمی کا کام ہوگیا تو وہ اٹھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) یہ وہ آدمی ہے جس کے ہر روز اتنے اعمال بلند کئے جاتے ہیں، جتنے سب زمین والوں کے۔ میں نے پوچھا "یہ کیوں؟" فرمایا جب بھی یہ صبح کرتا ہے تو مجھ پہ دس بار یہ درود پڑھتا ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا يَنْبَغِيْ لَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ ۔ (تفسیر درِ منثور)

"مسلک الحنفاء" وغیرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! (علیہ السلام) چاہتے ہو کہ قیامت کی پیاس سے محفوظ رہو؟ عرض کیا الٰہی! ہاں۔ فرمایا "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو۔" (اس کو ابوالقاسم التیمی علیہ الرحمۃ نے اپنی ترغیب میں کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام ابھی ابھی اپنے رب عزوجل کا یہ پیغام سنا کر میرے ہاں سے گئے ہیں کہ روئے زمین کا جو بھی مسلمان آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں

اور میرے فرشتے اُس پر دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ پس جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو۔ جب مجھ پر دُرود بھیجو تو سب نبیوں پر (علیہم السلام) درود بھیجا کرو کہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں (علیہم السّلام) (اس کو ابو یعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔

علّامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بقول حضرت خضر علیہ السلام ہر نمازِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک دُرود شریف کو لازم رکھو پھر اس کے بعد کچھ دیر اللہ کا ذکر کرو۔ اس پر عمل کر کے مجھے اور میرے احباب کو بہت بھلائیاں ملیں اور اس طرح رزق ملا کہ تمام اہلِ مصر میرے اہل و عیال ہیں تو مجھے روزی کا غم نہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

علّامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حاشیہ جلالین (تفسیر صاوی) میں فرمایا، "جان لیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود و سلام بھیجنے کے وجوب پر تمام علماء متفق ہیں۔ تعیینِ واجب میں اختلاف کے بعد فرمایا: الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجنا بغیر مرشد و وسیلہ کے اللہ تعالیٰ عزّ وجل تک پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں شیخ و سند خود صاحبِ دُرود ہیں۔ اس لئے کہ دُرود شریف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی پیش کیا جاتا ہے اور بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ دُرود بھیجتا ہے بخلاف دوسرے اذکار کے کہ اگر ان میں شیخ و مرشد کا وسیلہ نہ بنایا جائے تو شیطان دخل انداز ہو جاتا ہے۔ اور پڑھنے والے کو فائدہ نہیں ہوتا۔"

الحلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود و سلام بھیجنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل پیرا ہو کر اُس کا قرب حاصل کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم پر جو حق ہے اُس کو ادا کرنا ہے۔

ابن العربی رحمۃ اللہ نے فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود

پڑھنے کا فائدہ اُس شخص کی طرف لَوٹتا ہے جو دُرود بھیجتا ہے کیونکہ یہ اُس کے صحیح العقیدہ ہونے، خلوصِ نیت، اظہارِ محبت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی اطاعت اور آپ کے وسیلہ جلیلہ کے احترام کی دلیل ہے۔"

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: ایمان کے سب سے بڑے مدارج میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی بنا پر آپ کے حقوق ادا کرتے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ پر دُرود و سلام بھیجا جائے اور اُس پر مواظبت (ہمیشہ پڑھنا) کی جائے تو یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکر ادا کرنا ہے اور آپ کا شکر ادا کرنا واجب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے صدقے ہم پر انعام و اکرام کی بارش ہوئی۔ آپ ہی ہماری جہنم سے نجات اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل و کرم فرمائے اور دُرود پڑھنے والے انسانوں، جنات، ملائکہ کے صدقے ہمیں زیارتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف فرمائے۔ آمین!

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! لہسن کھایا کرو اس میں ستّر بیماریوں سے شفا ہے اگر میرے پاس فرشتہ نہ آتا تو میں اسے کھاتا۔

معزّز تر مہمان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت گھر سے باہر تشریف لائے کہ اُس وقت کبھی بھی باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ اچانک سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ایسے وقت میں تم کیسے آئے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: دل میں خواہش ہوئی کہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف ملاقات حاصل کروں اور چہرۂ انور کی زیارت سے اپنی طبیعت کو سیراب کروں اور سلام عرض کروں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! (رضی اللہ عنہ) تمہیں کون سی ضرورت اس وقت یہاں لائی ہے؟ تو عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم) بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں غلاموں کے ساتھ اپنے ایک صحابی ابوالہیثم بن التیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کھجوروں کے باغ کے مالک تھے وہ گھر پر موجود نہ تھے۔ ان کی اہلیہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ "وہ ہمارے لئے پانی لینے گئے ہوئے ہیں۔ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ آگئے۔ جب دیکھا کہ آج میرے گھر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہما سمیت تشریف فرما ہیں تو اُن کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ حدیث کے الفاظ میں اُن کی کیفیت یوں بیان ہوئی:

یَلْتَزِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُفَدِّیْہِ بِاَبِیْہِ وَاُمِّہٖ۔

(شمائل ترمذی)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ گئے اور بار بار کہتے آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔"

اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ سے معانقہ کیا اپنے سینہ کو سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسدِ اطہر کے ساتھ لگایا

اور برکتیں سمیٹیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر میں بطور مہمان پایا تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں آج میرے معزز مہمان سے بڑھ کر (روئے کائنات) میں کوئی کسی کا مہمان نہیں"۔

ابوالہیثم رضی اللہ عنہ معزز و مکرم مہمانوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے باغ میں لے گئے اور ان کے بیٹھنے کے لئے چادر بچھادی اور اجازت لے کر کھجوروں کے خوشے توڑ کر خدمتِ اقدس میں حاضر کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ پورے کا پورا خوشہ توڑ کر لے آئے ہیں۔ (الخصائص الکبریٰ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ (مسلم شریف)

ترجمہ: اے اللہ دُرود نازل فرما حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج اور آپ ﷺ کی اولاد پر جیسا کہ دُرود نازل فرمایا تُو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی ازواج اور اولاد پر جیسا کہ برکت نازل فرمائی تُو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تُو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔

فضائل درود

درود شریف کی اہمیت: جب بھی خدا سے دعا کرو تو اس کی ابتدا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا، درود سے کرو پھر اپنی حاجت طلب کرو۔ کیونکہ خدا اس سے کہیں بزرگ تر ہے کہ اس سے دو درخواستیں کی جائیں اور وہ ایک کو پورا کر دے اور دوسری روک دے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا۔

حضرت امام مالک، امام بخاری اور رزین عبدوی رحمہم اللہ کے مطابق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی: "الٰہی! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں ہو۔" حضرت رزین کہتے ہیں کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی دعا تھی۔ (وفاء الوفاء)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

(بخاری جلد ۱/ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۲)

ترجمہ: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے والد اور اس کی اولاد اور سب انسانوں سے زیادہ محبوب (پیارا) نہ ہو جاؤں۔"

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ۔

(رواہ البخاری شرح للقاری و الفخاجی جلد ۳) (شفا شریف جلد ۲)

ترجمہ: "تم میں سے ہرگز کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کی ذات (جان) سے بڑھ کر محبوب (پیارا) نہ ہو جاؤں۔"

● درود شریف کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسے امام نسائی نے اپنی سند کے ہمراہ ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ۔"

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور وہ میری امت کا سلام (مجھ تک) پہنچاتے ہیں۔" (ابن قیم کہتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔") (جلاء الافہام ص ۵۷)

● حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

"مَنْ صَلّٰی عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ کِتَابٍ صَلَّتْ عَلَیْهِ الْمَلٰٓئِکَۃُ غُدْوَۃً وَّرَوَاحًا مَا دَامَ اسْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْکِتَابِ۔" ترجمہ: "جو شخص کسی تحریر میں درود شریف لکھتا ہے جب تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک اس تحریر میں موجود رہتا ہے فرشتے صبح و شام اس شخص کے لئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔" (جلاء الافہام)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

یہودیوں کا گروہ مسلمان ہو گیا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت سورۃ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اُس نے پوچھا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ سورۃ آپ کو کس نے سکھائی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ سورۃ مجھ کو میرے اللہ نے سکھائی ہے۔ یہ سُن کر یہودی بڑا متعجب ہوا اور یہودیوں کے پاس آیا۔ اُس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قرآن پاک میں اسی طرح کا واقعہ تلاوت کر رہے تھے جس طرح تورات میں نازل ہوا ہے۔ یہ سُن کر یہودیوں کا گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ اوصاف اور محاسن سے پہچان لیا اور آپ کے شانوں مبارک کے درمیان مہر نبوت شریف کو دیکھا اور آپ سے سورۃ یوسف کی تلاوت سننے لگے۔ اس سورۃ کی تلاوت نے انہیں تعجب میں ڈال دیا اور وہ سب اُسی وقت ایمان لے آئے۔ (حُجۃ اللہ علی العالمین)

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ علامہ ابن فرحون قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کی دس کرامتیں بیان کی ہیں:

۱۔ درود شریف بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا۔
۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شفاعت فرمانا۔
۳۔ ملائکہ اور صالحین کی اقتداء کرنا۔
۴۔ کفار و مخالفین کی مخالفت کرنا۔

۵۔ گناہوں کی مغفرت۔
۶۔ حاجات کا پورا ہونا۔
۷۔ ظاہر و باطن کا روشن ہونا۔
۸۔ دوزخ سے نجات ملنا۔
۹۔ دارالسلام یعنی جنت میں جانا۔
۱۰۔ اللہ رحیم و غفار کا سلام فرمانا۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: کتاب "حدائق الانوار فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار" میں پانچواں حدیقہ ان فوائد و ثمرات پر مشتمل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والے کو ملتے ہیں:

۱۔ درود شریف پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع ہے۔
۲۔ درود شریف پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کے عمل کی موافقت ہے۔
۳۔ درود شریف پڑھنے میں فرشتوں کے عمل کی موافقت ہے۔
۴۔ ایک بار درود شریف پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔
۵۔ دس درجات بلند ہوتے ہیں۔
۶۔ نامۂ اعمال میں دس نیکیاں درج کر دی جاتی ہیں۔
۷۔ دس گناہ مٹ جاتے ہیں۔
۸۔ قبولیت دُعا کی مکمل اُمید ہوتی ہے۔
۹۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔
۱۰۔ گناہوں کی مغفرت اور عیوب کی پردہ پوشی ہوتی ہے۔
۱۱۔ درود شریف پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے سلام بھیجتے ہیں۔
۱۲۔ مرنے سے پہلے جنت کی خوشخبری ملتی ہے۔

۱۳- قیامت کی سختیوں سے نجات ملتی ہے۔

۱۴- درود و سلام پڑھنے والے خوش نصیب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواباً سلام عطا فرمایا جاتا ہے۔

۱۵- محفل کی پاکیزگی کا سبب ہوتا ہے کہ ایسی محفل قیامت کے

۱۶- دن بندے کے لئے باعثِ حسرت نہ ہوگی۔

۱۷- فقر و فاقے کے ازالے کا سبب ہوتا ہے۔

۱۸- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی سُن کر دُرود پڑھنے والا بُخل سے دُور ہوتا ہے۔

۱۹- درود شریف پڑھنا مومن کو جنّت کے راستے پر لاتا ہے جبکہ تارکِ دُرود جنّت کا راستہ بھُول جائے گا۔

۲۰- درود شریف پُلصراط پر ثابت قدمی کا سبب بنتا ہے۔ نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری نصیب ہوتی ہے۔

۲۱- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنا شیخ کامل کے قائم مقام ہوتا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط

قربِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصول

امام ترمذی اپنی "جامع" میں اپنی "مسند" کے ہمراہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔ "قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا تھا۔" (ترمذی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے نماز میں دُعا کے دوران نہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف کی اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس شخص کو یا کسی اور کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَبْتَدَاْ بِتَحْمِیْدِ رَبِّہٖ وَالثَّنَاءِ عَلَیْہِ ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَدْعُوْا بَعْدُ بِمَا شَاءَ۔ "جب کوئی شخص نماز پڑھے تو پہلے اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجے پھر جو چاہے دُعا کرے۔"

(اِس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے اور ترمذیؒ نے بھی صحیح کہا ہے)

امام احمد و ترمذی نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الصَّلٰوةُ جَارِيَةً لَهٗ مَا دَامَ اِسْمِيْ فِيْ ذَالِكَ الْكِتَابِ۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں درود پاک بھیجتا ہے تو اُس کے لئے اس وقت تک برکتیں رہتی ہیں جب تک میرا نام اُس کتاب میں رہے گا۔ (ابن کثیر / بدر التمام)

وہب بن ورد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدًا اَفْضَلَ مَا سَاَلَكَ لِنَفْسِهٖ وَاَعْطِ مُحَمَّدًا اَفْضَلَ مَا اَنْتَ مَسْئُوْلٌ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَا بَقِيَ اِسْمِيْ فِيْ ذَالِكَ الْكِتَابِ۔ "جو شخص مجھ پر کتاب میں درود بھیجتا ہے (لکھتا ہے) تو جب تک میرا نام اس کتاب پر رہتا ہے فرشتے برابر اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔"

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً۔ "قیامت کے روز میرے زیادہ نزدیک وہی شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے۔" (ترمذی)

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ مَا صَلّٰى عَلَيَّ فَلْيُقْلِلْ مِنْ

ذَالِكَ عَبْدٌ اَوْ لِيُكْثِرْ۔ "جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اُس پر جب تک وہ مجھ پہ درود بھیجتا ہے، درود بھیجتے رہتے ہیں پھر چاہے تو تھوڑا بھیجے چاہے زیادہ۔"

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ عَنِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (بیہقی)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر دعا، اللہ تعالیٰ اُس وقت تک حجاب میں رکھتا ہے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود نہ بھیجا جائے۔"

حوضِ کوثر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میرے حوضِ کوثر کی چوڑائی ایک مہینہ کی راہ ہے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس میں ایسی خوشبو ہے جو کستوری کو شرمندہ کرنے والی ہوگی اور اسکے آبخورے (پیالے) آسمان کے ستاروں جتنے ہوں گے۔ جو اس سے ایک بار پی لے گا پیاس سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تم سب سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچنے والا ہوں اور تمہاری پیاس بجھانے اور دیگر تکالیف سے بچاؤ کا بندوبست کرنے والا۔ (میرے اُمتیوں میں سے) جو میرے پاس میرے حوض پر وارد ہوگا وہ اُس سے پیئے گا اور جو پی لے گا وہ کبھی پیاس کی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوگا۔"

(بخاری و مسلم شریفین)

ایک اور روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
ذُکِرَ لِیْ اَنَّ الدُّعَآءَ یَکُوْنُ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

"مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان موجود رہتی ہے اور اس وقت تک بلند نہیں ہوتی جب تک ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔"

درود شریف کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت بھی منقول ہے جسے امام ترمذی نے اپنی سند کے ہمراہ اپنی جامع میں نقل کیا ہے:

اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
(ترمذی)

"دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور یہ اس وقت تک بلند نہیں ہوتی جب تک تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔"

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَقَدْ خَطِیَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ.

"جس شخص کے سامنے میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ جنت کے راستے سے بھٹک گیا۔"

حضرت یزید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "وہ لوگ

(صحابہ کرامؓ) ان الفاظ میں درود بھیجنا پسند کرتے تھے:
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ.

"اے اللہ! تو نبی اُمّی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر رحمت نازل فرما۔"

صبح وشام درود بھیجنے کا ثواب

طبرانیؒ "معجم کبیر" میں اپنی سند کے ہمراہ حضرت ابو داؤد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ حِیْنَ یُصْبِحُ عَشْرًا وَّحِیْنَ یُمْسِیْ عَشْرًا اَدْرَکَتْهُ شَفَاعَتِیْ.

"جو شخص صبح دس مرتبہ اور شام دس مرتبہ مجھ پر درود شریف بھیجے گا اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔"

وضاحت: حضرت شیخ حسن العدوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و توقیر سے وابستہ ہیں اور آپ کے ماسوا پہ رحمت مراد ہے۔ اور علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الجوہر المنظم" میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی رحمت کا نزول ہے جو تعظیم کے ساتھ پیوستہ ہے اور ملائکہ اور انسانوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے لئے اُس رحمت کا طلب کرنا ہے۔

حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ "المواہب اللدنیہ" میں بیان کیا ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پہ

درود بھیجنا درود پاک بھیجنے والے شخص کے عقیدے، محبت اور اخلاص
نیت کو ظاہر کرتا ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر اور
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ کریمہ کے احترام پر دلالت کرتا ہے
علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: درود پڑھنے کا فائدہ خود
پڑھنے والے کو ہی پہنچتا ہے۔ حضرت شیخ حسن العدوی مالکی علیہ الرحمۃ
فرماتے ہیں کہ حضرت امام المرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اے بندۂ
مومن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا نفع تیری ذات کی
طرف لوٹتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو کوئی احسان نہیں بلکہ تو اپنی
بہتری کے لئے دعا کرنے والا ہوا۔ ایک اور عالم فرماتے ہیں کہ علامت
ایمان میں سے سب سے بڑی علامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
درود پڑھنا ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا جنت کے
راستوں پر لاتا ہے جبکہ تارکِ درود جنت کا راستہ بھول جاتا ہے۔

- اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہوتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ کے حصول کا سبب ہوتا ہے۔ اور حصولِ برکات کا ذریعہ ہے۔
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا سب سے بڑا اور عظیم ثمر جو حاصل ہوتا ہے وہ محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ کریمہ کا دل میں منقش ہونا ہے۔
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر کثرت سے درود شریف پڑھنا شیخ کامل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ حضرت علامہ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا جنتی ازواج اور محلات وغیرہ

کے حصول کا ذریعہ ہے اور حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ غلام آزاد
کرنے کے برابر ہے۔

حضرت علامہ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
تصنیف "تنبیہ المغترین" میں لکھا ہے کہ بعض لوگ پانچوں وقت کی نماز
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں ادا کرتے ہیں۔ جونہی نماز کا
وقت ہوتا ہے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر انور میں نماز ادا فرماتے ہیں
اور یہ لوگ جب ان الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ
اقدس میں سلام عرض کرتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ
اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سلام کا
جواب بھی سنتے ہیں۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ کسی کو
ولایتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اُس وقت تک قدم رکھنے کا
حق نہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خضر اور الیاس
علیہما السلام کے ساتھ جمع نہ ہو جائے۔ اور تمام سچے لوگ اِس درجہ پہ
فائز ہیں۔

سیدی ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا
کرتے تھے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ
کرے تو اُس کے ظہور سے پہلے ہی اُسے معلوم ہو جائے؟ وہ کہتے نہیں،
پھر فرماتے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب بھی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پہ نماز میں سلام بھیجے تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
طرف سے باذنہ تعالیٰ جواب سنے؟ وہ کہتے نہیں! پھر فرماتے ماتم
کرو اُن دلوں پر جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے محجوب ہیں۔ پھر فرماتے خدا کی قسم! رات اور دن میں لمحہ بھر بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی شکل نگاہوں سے اوجھل ہوجائے تو میں اپنے آپ کو فقراء میں شمار نہیں کرتا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیکن فقراء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضان حاصل کرنے اور روضۂ اقدس سے سلام کا جواب سننے کے درمیان بھی ایک کم لاکھ مقامات ہیں۔ پس جو شخص اس مقام کا دعویٰ کرے ہم اس سے ان تمام مقامات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جب ہم دیکھیں کہ وہ ان تمام مقامات کو نہیں پہچانتا تو ہم اس کو جھوٹا گردانتے ہیں۔

لطیفہ سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ لوگ آپ کی بارگاہ میں آتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ کو اُن کے سلام کا علم ہوجاتا ہے؟ فرمایا ہاں! اور میں اُن کو جواب بھی دیتا ہوں۔ (اس کو ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔)

ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ سرکار نے فرمایا: تم ایک لاکھ کی شفاعت کروگے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ شرف مجھے کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا اس ثواب کا بدلہ جو تم درود وسلام پڑھ کر مجھے ایصال کرتے ہو۔

امام ابومحمد جبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الملاذ والاعتصام" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور ان الفاظ سے سلام کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ   اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَاطِنُ   اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرُ

فرمایا کہ مجھے اس پر حیرت ہوئی اور میں نے کہا اے جبرئیل علیہ السلام! مجھ مخلوق کی یہ صفت کیونکر ہوسکتی ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ کہا یامحمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس طرح آپ کو سلام عرض کروں۔ یہ خاص آپ کے لئے ہے باقی مخلوق کے لئے نہیں۔ اُس نے آپ کا نام اوّل رکھا کیونکہ آپ تمام انبیائے کرام (علیہم السلام) میں اوّل ہیں۔ آپ کا نور آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی پُشت میں رکھا۔ پھر آپ کو ایک پُشت سے دوسری پُشت میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ آپ کا ظہور آخری زمانہ میں کیا اور آپ کا نام آخر رکھا۔ اس لئے کہ آپ آخری نبی ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام کو ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کا نام باطن رکھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام اپنے نام کے ساتھ پیدائش آدم علیہ السلام سے دو ہزار (۲۰۰۰) سال پہلے ساق عرش پر لکھا۔ پھر مجھے آپ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا۔ پس میں نے اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر دو ہزار (۲۰۰۰) سال تک درود وسلام پڑھا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بھیجا بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝ بنا کر۔ آپ کا نام ظاہر رکھا کیونکہ اس نے آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کیا۔ آپ کی نبوّت اور فضل وشرف کا تمام آسمان والوں کو علم دیا۔ اسی لئے آپ کا نام اپنے نام سے مشتق فرمایا اور آپ کی صفات کو اپنی صفات کا مظہر بنایا۔ پس آپ کا رب تو "محمود" ہے اور آپ "محمد" صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلّم ہیں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے تمام مخلوق پر فضیلت بخشی، یہاں تک کہ میرے نام اور صفت کو بھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم مجھ پر بکثرت دُرود بھیجو۔ بے شک قبر میں سب سے پہلے تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (افضل الصلوٰۃ)

حکایت

"نزہتہ المجالس" میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ صالح سیّدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال حاجیوں کے ذریعے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر سلام کہلا بھیجا کرتے تھے۔ پھر جب وہ ۵۵۵ھ میں زیارت بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے تو گنبد خضرا کے قریب پہنچ کر آپ نے باواز کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَدِّیْ"۔ تو فوراً روضۂ اطہر سے ندا آئی: "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ"۔ اس مبارک ندا کو سُن کر آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ آپ کے علاوہ دیگر وہاں موجود سب لوگوں نے اس مبارک آواز کو سُنا۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے بحالت گریہ دو شعر پڑھے:

فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا۔
تَقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَ ھِیَ نَائِبَتِیْ
وَھٰذِہٖ دَوْلَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَكَ کَیْ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

ترجمہ: "حالتِ دُوری میں اپنی رُوح کو بھیجا کرتا تھا جو میری نائب ہو کر میری طرف سے زمین بوسی کر جایا کرتی تھی۔"

"اور اب اِس جسم کو حاضری کی دولت نصیب ہوئی ہے۔

ذرا اپنا داہنا ہاتھ تو بڑھا دیجئے کہ میرا لب اس سے بہرہ اندوز ہو جائے"
یہ کہنا تھا کہ اُسی وقت روضۂ انور سے آفتابِ رسالت سیّدنا محمد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دستِ مبارک ظاہر ہوا اور انہوں نے اُسے بوسہ دیا۔ اس وقت روضۂ اقدس پر تقریباً نوّے ہزار (۹۰۰۰۰) عاشقانِ جمالِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور مشتاقانِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجمع تھا جنہوں نے یہ واقعہ دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انہی میں سُلطان الاولیاء محی الدین سیّدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عدی بن مسافر الاموی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالرزاق حسینی واسطی رحمۃ اللہ جیسے جلیل القدر بزرگ بھی تھے۔ اس واقعہ کو کثرت سے مشائخ نے بیان کیا ہے انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ انکار کا انجام سُوءِ خاتمہ ہوا کرتا ہے خدا پناہ میں رکھے۔ اس لئے کہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ سُنتے ہیں دیکھتے ہیں اور آپ کو نعمتیں ملتی ہیں اور اپنی اُمّت کے دُرود و سلام سُنتے اور جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ (مؤلف)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ اور ٹوپی کے ساتھ نماز میں سر ڈھانپنے کا حکم دیتے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے۔
(کشف الغمہ، ص ۸۵/ صحیح مسلم جلد ۱)

حدیثِ قدسی

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی حدیثِ قدسی میں وارد ہے:

کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلق

(جواہر البحار)

"میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے تمام مخلوق کو پیدا کیا۔"

نیز اللہ جلّ مجدہٗ نے اپنے نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ اقدس سے کہلوایا:

مَا وَسِعَنِیْ اَرضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَوَسِعَنِیْ قَلبُ عَبدِ المُؤمِنِ

(جواہر البحار)

"میری تجلّیٔ ذات زمین و آسمان میں نہیں سما سکتی۔ میری تجلّی (ذات) میرے عبدِ مومن کے قلب میں سما سکتی ہے۔"

دُرود کی فضیلت

شیخ العدوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "شرح الدلائل" میں بعض عارفین کے حوالہ سے لکھا ہے جس شخص کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بکثرت درود شریف پڑھنے کی عادت ہو اُسے بہت بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ سکراتِ موت کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے پاس تشریف لاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسے ان نعمتوں کی زیارت نصیب ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تیار کی ہیں مثلاً جنّت میں ٹھکانا، حوریں، محلاّت، وِلدان کثیر تعداد ازواج اور غالبؔ بخشنے والے اللہ جلّ مجدہٗ کی طرف سے سلام کا تحفہ، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: "جن کو فرشتے وفات دیتے ہیں جبکہ وہ لوگ پاک ہوں تو فرشتے کہتے ہیں تم پر سلام ہو، جنّت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال کے سبب۔"

ایک اور حدیث میں ہے جس مجلس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود و سلام بھیجا جائے اُس سے خوشبو اُٹھتی ہے اور آسمان تک جاتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں یہ خوشبو اُس مجلس کی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ دُرود و سلام بھیجا گیا ہے اور فرشتے اہلِ مجلس کے لئے دُعا و استغفار کرتے ہیں اور ان کے لئے اس تمام تعداد کے مطابق نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ مجلس میں چند اشخاص ہوں یا ایک لاکھ، ہر ایک کو یہ اجر برابر ملے گا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک دُرود کے بدلے تجھ پہ دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اور ابن شافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام و درجہ کتنا بلند ہے کہ درود پڑھنے والا اس بڑے مقام پر فائز ہو جاتا ہے ورنہ تجھے یہ مرتبہ کب ملتا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر صلوٰۃ اور رحمتیں بھیجے اگر تو تمام عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور پھر اللہ تجھ پہ ایک صلوٰۃ اور رحمت بھیج دے تو وہ ایک صلوٰۃ تیری تمام عمر کی عبادات سے افضل و بالاتر ہے اور اللہ جلّ مجدہٗ اپنی ربوبیّت کے مطابق رحمت نازل کرتا ہے اور جس پر اللہ نے ایک بار رحمت نازل کی وہ اُس کے لئے دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

خواجہ قطبُ الدّین رحمۃ اللہ علیہ سے دُرود کا ناغہ ہو گیا

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رئیس نامی شخص نے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک عظیم الشان قبّہ موجود ہے جس کے اِرد گرد لوگوں

کا جمگھٹا لگا ہوا ہے اور ایک آدمی بار بار قبہ میں آمد و رفت کر رہا ہے
اور لوگ جو اُسے پیغام دیتے ہیں اس کا جواب سُناتا ہے۔ رئیس نے
کسی سے پوچھا اس قبہ میں کون ہیں؟ اور یہ آدمی جو اندر باہر آجا رہا ہے
یہ کون ہے؟ اُسے بتایا گیا کہ اِس قبہ کے اندر نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تشریف فرما ہیں اور اندر جانے والے شخص حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ ہیں۔ رئیس کا بیان ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
اقدس میں عرض کیجئے کہ میں حضورؐ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابن
مسعود رضی اللہ عنہ قبہ کے اندر گئے اور باہر آکر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابھی تجھ میں مجھے دیکھنے کی اہلیت پیدا نہیں
ہوئی لیکن تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے پاس جا کر میرا سلام
پہنچا دے اور یہ کہنا کہ تمہارا بھیجا ہوا تحفہ ہر شب میرے پاس پہنچتا تھا
مگر تین روز سے نہیں پہنچا اس کی کیا وجہ ہے؟ رئیس کہتا ہے میں
بیدار ہوا اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آکر کہا کہ حضور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو سلام فرماتے ہیں۔ شیخ علیہ
الرحمۃ یہ سنتے ہی فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے میرے آقا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تحفہ تم ہر شب مجھے بھیجا کرتے تھے اب
تین راتوں سے وہ تحفہ نہیں پہنچا۔ شیخ قطب الدین علیہ الرحمۃ نے
اس عورت کو طلب فرمایا جس سے ابھی دنوں نکاح ہوا تھا اس کا
مقررہ مہر اس کے حوالے کیا اور طلاق دے کر رخصت کر دیا۔ اور فرمایا
کہ میں تین دن سے تزویج میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت اقدس میں درود پاک کا تحفہ پیش کرنے سے قاصر رہا۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی
علیہ الرحمۃ ہر شب تین ہزار بار درود پاک سونے سے پہلے پڑھا کرتے
تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ خواجہ
قطب الدین علیہ الرحمۃ کون سا درود پڑھتے تھے؟ فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَحَبِیْبِكَ وَرَسُوْلِكَ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ۔ (سیر الاولیاء)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، ارشاد
فرمایا جو مرد یا عورت عُرفہ (۹ ذوالحجہ) کی رات کو سَو مرتبہ ان دس
کلمات کو پڑھے گا جو دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا۔
سوائے قطع رحمی اور گناہ کے سوال کے۔ (بیہقی نے "الفضائل" میں اسے
تخریج کیا ہے) باوضو ہونا ضروری ہے اور دُعا کے بعد درود شریف
پڑھے پھر اللہ سے حاجت طلب کرے آخر میں پھر درود پڑھے۔ وہ
دس کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُہٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ
مَوْطِئُہٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ، سُبْحَانَ
الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُہٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ
سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقُبُوْرِ قَضَاءُہٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی
الْھَوَاءِ رُوْحُہٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ، سُبْحَانَ
الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضِیْنَ، سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاَ وَلَا
مَنْجَا مِنْہُ اِلَّا اِلَیْہِ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے اس طرح
کہا جس طرح مؤذن کہتا ہے پھر جب مکبر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے
تو وہ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ وَالصَّلٰوۃِ

الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اَبْلِغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِیْلَةِ فِی الْجَنَّةِ ط یہ دُعا پڑھتا ہے تو وہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اس اثر کو حسن بن عرفہ اور نمیری رضی اللہ عنہما نے روایت کیا)

(القول البدیع / جواہر البحار / خصائص الکبریٰ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحَ نَبِیِّكَ یَا جَابِرُ ثُمَّ خَلَقَ الْعَرْشَ مِنْهُ ثُمَّ خَلَقَ الْعَالَمَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْهُ۔

(جواہر البحار)

"اللہ جل مجدہٗ نے سب سے پہلے تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رُوح منوّر کو پیدا فرمایا، پھر اُسی سے عرشِ اعظم کو پیدا فرمایا پھر اُس کے بعد اسی سے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِیْ وَقْتٌ مَّعَ رَبِّیْ لَا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔ (جواہر البحار)

"میرا میرے پروردگار کے ساتھ (معرفت ذاتیہ کا) ایسا وقت بھی ہے کہ جس میں کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل دم نہیں مار سکتا۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۝ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایمان کی حلاوت محسوس کرنا چاہے اُسے چاہیئے کہ وہ لوگوں سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرے۔

(المستدرک للحاکم)

ابوثمامہ خیاط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بلاط، میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے ہیں، میں نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں پھنسائی ہوئی تھیں تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "جب کوئی وضو کرنے کے بعد مسجد کی طرف نماز کے لئے جانے لگے تو انگلیاں ایک دوسری میں نہ پھنسائے نہ چٹخائے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسجد میں آئے تو اُسے چاہیئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد) ادا کرلے۔ (دارمی)

عبدالرحمٰن بن ابی سعید اپنے والد (رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جب کسی کو جماہی آئے تو وہ اپنے ہاتھ کو منہ کے آگے رکھ لے کیونکہ شیطان اندر چلا جاتا ہے۔ (دارمی)

ابوبکر بن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا بُلِّغْتُهٗ۔

"جو شخص میری قبر (انور) پر درُود بھیجے میں اُسے سُنتا ہوں اور جو دُور سے بھیجے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔" (الشفاء قاضی عیاضؒ)

عارف باللہ حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے کہ
جس کو کوئی ضرورت یا حاجت پیش آئے وہ پوری توجہ کے ساتھ ہزار
مرتبہ درُود شریف بارگاہ رسالت میں پیش کرے پھر بارگاہ خداوندی
میں اپنی حاجت بیان کرے انشاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری
ہوگی۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "العہود الکبریٰ" میں فرماتے
ہیں: ہمیں چاہیے کہ ہم اُس وقت تک اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا
سوال نہ کریں جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، اور نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھ لیں۔ گویا کہ یہ اپنی ضرورت
پیش کرنے سے پہلے ہدیہ دینا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا فرماتی تھیں کہ حاجت کو پورا کرنے کی چابی یہ ہے کہ اس سے
پہلے ہدیہ پیش کیا جائے۔ جب ہم پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے
ہیں اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو حضور انور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ضرورت کے پورا ہونے کی بارگاہ ربوبیت
میں شفاعت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَابْتَغُوْٓا
اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (المائدہ ۳۵) میں نے اپنے آقا حضرت
علی الخواص رحمہ اللہ کو بیان فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ انہوں نے فرمایا
جب اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے صدقے سے مانگو اور یوں کہو: اَللّٰهُمَّ نَسْاَلُكَ بِحَقِّ
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) اَنْ تَفْعَلَ
لَنَا كَذَا وَكَذَا (حاجت بیان کرے) "اے مولا! ہم حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہماری فلاں
حاجت پوری کر دے۔"

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو ہماری یہ التجا
بارگاہ رسالت میں پیش کرتا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: فلاں شخص نے اپنی
مشکل کے حل کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ
سے دعا مانگی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی مشکل کے حل
کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہیں۔ اور یہ دُعا دربارِ اجابت پر قبول
ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا
رد نہیں فرماتا۔

برائے حاجت درُود پاک

عارف باللہ شیخ عبدالقادر البغدادی الصدیقی رحمہ اللہ
کا درُود شریف "حجۃ اللہ علی العالمین" مصنفہ علامہ محمد یوسف نبہانی
رحمہ اللہ میں درج ہے وہ فرماتے ہیں یہ ایک تریاق ہے:
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَلَّتْ
حِیْلَتِیْ اَدْرِكْنِیْ۔ اس درود پاک کو شب و روز میں ایک مرتبہ
اور مصائب اور حاجات کے لئے ایک ہزار بار پڑھنا چاہیے۔ یہ
ہر زہر کا تریاق اور مجرب ہے۔

علامہ محمد یوسف نبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اس
درُود شریف کا تجربہ کیا ہے۔ درُود یہ ہے:
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ
حِیْلَتِیْ اَدْرِكْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اس کی صداقت صبح کے
اجالے کی مانند ظاہر ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ۱۳۱۷ھ میں تقریباً چھ
ماہ قبل میں ایک شدید مشکل میں پھنس گیا۔ مجھے اس مصیبت کی خبر
جمعرات کو ملی۔ میں اس وقت بیروت میں تھا۔ جب جمعہ

کی رات کا ایک تہائی حصہ گذر گیا تو مَیں قبلہ رُو ہو گیا۔ میں نے ایک ہزار بار اَسْتَغْفِرُ اللہ پڑھا۔ مَیں نے یہ ورد اس طرح پڑھا، اَسْتَغْفِرُ اللہَ الْعَظِیْمَ۔ پھر تین سو پچاس (۳۵۰) بار درود شریف کا ورد کیا۔ پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ پھر رات کے آخر حصہ میں بیدار ہوا۔ میں نے وضو کیا اور مذکورہ درود شریف ایک ہزار بار پڑھا۔ اگلے روز اس مصیبت کے دُور ہونے کی مجھے خبر مل گئی۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ فرمایا:
صَلَاتُکُمْ عَلَیَّ مُحْرِزَۃٌ لِدُعَائِکُمْ وَمَرْضَاۃٌ لِرَبِّکُمْ وَزَکَاۃٌ لِاَعْمَالِکُمْ۔ "تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے۔ تمہارے رب کی رضا کا باعث اور تمہارے اعمال کے لئے طہارت ہے۔"

ایک مرد کو جنت میں داخل ہونے کا حکم

(حدیث) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو ایک مرد کے جنت میں داخل کرنے کے لئے بھیجا۔ اصل قصہ یوں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک روز ایک یہودی کے کنیسہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک یہودی کو دیکھا کہ وہ اپنی قوم کو تورات پڑھ کر سُنا رہا تھا۔ جب وہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفت پر پہنچا تو خاموش ہو گیا اور پڑھنے سے رُک گیا پھر وہ بیمار بچوں کی مانند بڑبڑایا اور اُس نے دوبارہ تورات لے کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفتِ عالیہ پڑھی اور کہنے لگا یہ آپ صلی اللہ علیک

وسلم) کی صفت ہے اور آپ کی طرف دیکھ کر پکار اُٹھا: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّکَ لَرَسُوْلُ اللہِ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اسی کلمہ پر اس نے جان دے دی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین کرو۔

پند و نصائح

ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے لئے جس کو کسی علاقے کا حاکم بنایا تھا، عہد نامہ لکھایا اور ابھی تحریر ختم ہی ہوئی تھی کہ ایک لڑکا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گود میں آکر بیٹھ گیا۔ آپ اُس سے پیار کرنے لگے۔ وہ شخص بول اُٹھا: اے امیر المومنین! (رضی اللہ عنہ) ایسے میرے دس بچے ہیں۔ میرے پاس کبھی اُن میں سے ایک بھی پھٹکنے نہیں پاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذرا عہد نامہ مجھے دکھانا اور اس سے لے کر پھاڑ دیا۔ اور فرمایا، جب اس کو اپنی اولاد پر کبھی رحم نہیں آیا تو رعایا پر کیسے رحم کرے گا؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک شخص سے جو بکری پچھاڑ کر چھری تیز کر رہا تھا، فرمایا، کیا تُو چاہتا ہے کہ اُسے دو دو موت سے مارے۔ اُس کے پچھاڑنے سے پہلے چھری کیوں نہ تیز کر لی۔ (اس کو طبرانی رحمۃ اللہ نے روایت کیا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

(مسلم شریف)

ترمذی اور ابن مردویہ نے بطریق عبدالرحمن بن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا: اے محمد! (یارسول اللہ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ اپنی اُمت کو میری طرف سے سلام پہنچایئے اور انہیں بتایئے کہ جنت کی مٹی خوشبودار ہے اور آب شیریں، وہ وسیع و ہموار ہے اور اُس کے بیل بُوٹے یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ (الخصائص الکبریٰ)

اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے

حدیث پاک میں ہے جو اللہ تعالیٰ شانہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے۔

محبت کی علامت یہ ہے کہ محبوب کو کثرت سے یاد کرے اور یہی اس بات کی دلیل ہے کہ مولائے کریم کو بندے سے محبت ہے اور مخلوق پر افضل ترین نعمت و احسان یہی ہے کہ اُسے اللہ کے ذکر کی توفیق حاصل ہو جائے۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں ہے جو مالک بن معول سے روایت کی ہے۔ پوچھا گیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کون سا عمل افضل ترین ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "محارم سے پرہیز اور یہ کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔"

ایک روایت ہے کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔ حتیٰ کہ منافق لوگ کہنے لگیں کہ تم ریاکار ہو۔ اور کثرت سے اللہ کی یاد کرو کہ لوگ کہیں کہ تم دیوانے ہو۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو آگ کا عذاب نہیں دیتا۔

محبت الٰہی کیلئے: کثرت سے نوافل، کثرت سے صدقہ کرنا، کثرت سے استغفار کرنا، قلب میں ہر ایک کی خیر خواہی کی سوچ اور زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھ۔ یعنی رطب اللسان ہونا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:
اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے اُسے بھی دُنیا دیتا ہے اور جسے پسند نہیں کرتا اس کو بھی دُنیا دیتا ہے اور ایمان صرف اُس کو دیتا ہے جس کو وہ پسند فرماتا ہے۔ (محبوب رکھتا ہے)

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝
"بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"
(البقرۃ)

بعض اسلاف رحمہم اللہ کا فرمان ہے:
"محبت کی ملاقات کے بعد بندے میں کثرت سجود سے زیادہ کوئی خصلت خدا تعالیٰ کو محبوب نہیں۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:
"تم پر لازم ہے کہ صرف قرآن ہی مانگا کرو۔ اگر وہ قرآن کریم سے محبت رکھتا ہے تو وہ اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اگر قرآن سے محبت نہیں رکھتا تو اللہ سے محبت نہیں رکھتا۔"

ایک روایت یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے آخر کار میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔"

اس کی قضاء (تقدیر) پر راضی رہنا بھی محبت کی نشانی ہے۔

تہجّد کی نماز میں طویل قیام کرنا بھی محبّت کی علامت ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا: "عائشہ!" پھر پوچھا گیا مردوں میں سب سے زیادہ کون ہے؟ فرمایا: "عائشہ کا باپ"! رضی اللہ عنہما (بخاری شریف)

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا: "فاطمہ رضی اللہ عنہا! پھر پوچھا گیا۔ اور مردوں میں؟" آپ نے جواب دیا: "حضرت علی رضی اللہ عنہ"

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے محبّت

منقول ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیک وسلّم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "پھر فقر کے لیے تیار ہو جا۔" اس نے کہا: "میں اللہ سے محبّت کرتا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "پھر ابتلاء کے لیے تیار ہو جا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا یہ تھی:

"اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ"۔

"اے اللہ! مجھے حالتِ مسکینی میں زندہ رکھ، حالتِ مسکینی میں وفات دے اور مساکین کی جماعت میں دوبارہ اُٹھا۔"

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ سے محبّت کی علامت یہ ہے کہ قرآن سے محبّت رکھے اور قرآن سے محبّت کی علامت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت رکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبّت کی

علامت یہ ہے کہ آپ پر کثرت سے دُرود پڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سُنّت سے محبّت رکھے اور سُنّت سے محبّت کی علامت آخرت سے محبت رکھنا ہے اور آخرت سے محبّت کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے زادِ راہ اور بقدرِ ضرورت ہی لے جو آخرت تک لے جانے میں معاوِن ہو۔

<u>حدیث</u>: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جب ہم پر سلام بھیجو تو دوسرے مُرسلین پر بھی سلام بھیجو۔ (جذب القلوب)

<u>حدیث</u>: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "جو مجھ پہ دُرود نہ بھیجے اُس کا کوئی دین نہیں۔" اس کو محمّد بن صمدان مروزی نے نقل کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "تین آدمی قیامت کے دن میرا چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے: ماں باپ کا نافرمان، (۲) میری سُنّت کا تارک، (۳) جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پہ دُرود نہ بھیجے۔"

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ذکر کے آداب

سرورِ کونین، نورِ مجسّم، ہادیٔ عالم، جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ذکر کے آداب کے بارے میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ابراہیم التیجی کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

"جو مسلمان رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ذکر کرے یا جس کے پاس سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کیا جائے اس پر واجب ہے کہ خشوع و خضوع کے ساتھ سُنے اور آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلّم کا وقار پیشِ نظر رکھا جائے۔ بغیر حرکت کئے سکون سے
اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت وجلالت کو اسی طرح
جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے وقت
رکھتا ہے اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرے
اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب سکھایا ہے

ماہِ شعبان میں درودِ پاک

ابن ابی الصیف الیمنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جزء وفضل شعبان
میں ایک باب باندھا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں حضرت امام جعفر
صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جو شعبان میں
سات سو (۷۰۰) بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتے مقرر فرماتا ہے
تاکہ وہ درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائیں۔ اس سے حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک خوش ہوتی ہے۔ اللہ
تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ قیامت تک اس بندے کے لئے
مغفرت طلب کرو۔

امام سہل بن محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

" اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اس فرمان اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیۃ سے جو شرف بخشا ہے زیادہ کامل اور جامع
ہے اُس شرف وبزرگی سے جو اُس نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کیلئے
سجدے کا حکم دے کر حضرت آدم علیہ السلام کو بخشا۔ کیونکہ اُس تشریف
تکریم میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے ساتھ شامل ہونا جائز نہ تھا۔ اللہ
یہاں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر صلوٰۃ بھیجنے میں خود بھی شامل ہے۔ پھر خبر دی کہ فرشتے بھی آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ پس وہ تکریم جو اللہ کی ذات
سے صادر ہو اُس تکریم سے بڑھ کر ہے جو صرف فرشتوں کے ساتھ مختص
ہے اور اللہ اس بارے میں اُن کے ساتھ نہیں۔

" مسالک الحنفاء " میں امام سہل رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا کلام
نقل کرنے کے بعد اپنی سندِ متصل سے فرمایا:

" اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پہ پہلے خود درود پڑھنے کا ذکر فرمایا
تاکہ پڑھنے والے مسلمان کو اس سے ترغیب ہو اور نہ پڑھنے والے کو
تنبیہ ہو۔

گویا رب العزت نے فرمایا میں اپنے جلال وعظمت اور بلند
مرتبت اور مخلوق سے غنی ہونے کے باوجود اپنے محبوب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پہ درود بھیجتا ہوں اور فرشتے جو کہ اللہ کے ذکر میں مصروف
ہیں اور اس کی بارگاہ میں بلند مرتبہ پر فائز ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
پر درود بھیجتے ہیں، تو تمہارا زیادہ حق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
درود وسلام بھیجا کرو کیونکہ تم سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محتاج
ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ اللہ کی رحمتیں اور سلام ہوں اسلئے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری شفاعت فرمانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم
سب کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ جزاء عطا فرماتے
جس کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستحق ہیں۔

بعض مشائخ وصیت فرماتے ہیں کہ سورۃ اخلاص (یعنی قل ہو اللہ
احد) پڑھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ بکثرت درود بھیجے۔
فرماتے ہیں کہ قُل ہُوَ اللہُ احد کی قراءت اللہ تعالیٰ واحد کی
معرفت کراتی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود وسلام
کی کثرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ومعیت سے سرفراز

کرتی ہے اور جو کوئی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر بکثرت درود بھیجے گا وہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خواب میں اور بیداری میں زیارت کرے گا۔ انشاء اللہ۔

بعض مشائخ ذکر پر درود کو توسّل و استمداد کی حیثیت سے ترجیح اور فضیلت دیتے ہیں۔ اگرچہ ذکر بذاتِ خود اشرف و افضل ہے۔ اور طریقہ شاذلیہ کا خلاصہ (یہ حقیقت میں طریقۂ قادریہ کی شاخ ہے) بارگاہِ نبوت سے استفاضہ ہے۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سپردگی کو لازم کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دائمی حضوری کے ذریعہ اور وسیلے سے ہے۔ (مدارج النبوّت)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ط

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ سرکارِ مدینہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی سلوٹوں سے انوارِ تجلی کی مانند چمک اور جھلک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلّم! میں نے آج کے دن سے بڑھ کر آپ کو کبھی خوش مزاج نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی بارونق بشرہ والا جتنا کہ آج دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نے فرمایا۔ آخر وجہ کیا ہے کہ میرے نفس وقلب میں اسقدر فرحت وانبساط نہ ہو اور میرا بدن فرحت و سُرور سے بارونق نظر نہ آئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی مجھے یہ مژدہ سُنا کر گئے ہیں کہ اَے محمد صلی اللہ علیک وسلم! آپ کا جو اُمّتی آپ کی خدمتِ اقدس میں ایک مرتبہ نذرانہ درُود وسلام پیش کرے گا اللہ تعالیٰ اُسکے بدلے اس کی دس نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھوائے گا۔ دس گناہ

معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند کرے گا اور فرشتہ بھی اُس پر دُرود وسلام کی مانند دُرود وصلوٰۃ بھیجے گا۔

میں نے جبرئیل علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ وہ کونسا فرشتہ ہے جو اُس اُمّتی پر دُرود بھیجے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وقتِ تخلیق سے تا قیامِ قیامت وبعثت آپ کیساتھ ایک فرشتہ مقرر فرمادیا ہے جو شخص بھی آپ پر دُرود وسلام بھیجے گا تو وہ فرشتہ اس کو جواب میں کہے گا وَاَنْتَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ "تجھ پر بھی اللہ تعالیٰ صلوٰۃ بھیجے۔" (الوفاء)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو فجر بھی طلوع ہوتی ہے اُس میں ستّر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کا احاطہ کریں اور اس پر سایہ افگن ہوں وہ اپنے پروں سے وہاں جاروب کشی (جھاڑو دینا) کرتے ہیں اور بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درود وسلام پیش کرتے ہیں حتیٰ کہ شام ہوجاتی ہے تو واپس چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ستّر ہزار فرشتے پھر نازل ہوتے ہیں جو پہلے گروہ کی مانند خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ جب قیامت قائم ہوگی اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک شق ہوگی تو اُس وقت ستّر ہزار فرشتوں کی آخری جماعت موجود ہوگی جن کے جلو میں (ساتھ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میدانِ حشر میں تشریف لائیں گے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے گرد گھیرا ڈالے اپنے جلو میں لئے ہوئے ہوں گے۔

یونس بن سیف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: لوگ قبروں سے نکل کر پا پیادہ میدانِ محشر میں آئیں گے مگر مجھے براق پر سوار کرکے محشر

میں لایا جائے گا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ میرے آگے اُونٹنی پر سوار ہو کر چل رہے ہوں گے۔ جب لوگوں کے مجمع میں پہنچیں گے تو بلال اذان دیں گے۔ جب اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہیں گے تو سب اوّلین و آخرین اُن کی تصدیق کریں گے۔ توحید باری تعالیٰ کی گواہی دیں گے۔ اور میری نبوت و رسالت کی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی کوئی قوم یا جماعت یا مجلس یا جلسہ اجتماع جمائے مگر اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور نہ ہی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجیں تو بروزِ قیامت اُن پر گرفت و مواخذہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب و عتاب میں مبتلا کرے۔ (الوفاء)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اُس کے عوض اُس پر دس مرتبہ دُرود بھیجے گا اور دو فرشتے ایک دوسرے پر سبقت کی جدّوجہد کرتے ہوئے دُرود و سلام میری رُوح تک پہنچائیں گے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاضرورت بات نہیں کرتے تھے۔ بلکہ خاموشی اختیار فرمایا کرتے تھے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو مبارک اس قدر واضح ہوتی تھی کہ جسے حاضرین و سامعینِ مجلس یاد کر لیا کرتے تھے۔ اور

بعض اوقات سمجھانے کی خاطر بعض باتیں تین مرتبہ بھی دُہرایا کرتے تھے۔ (جواہر البحار، حصّہ دوم، صفحہ ۲۶۲/۲۶۳)
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین چیزیں قوتِ حافظہ بڑھاتی اور بلغم دُور کرتی ہیں:۔ (۱) مِسواک کرنا (۲) روزہ رکھنا (۳) تلاوتِ قرآن کرنا۔

• "النزہر الفائح" میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے اتنے میں علی رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُن کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور کہنے لگے۔ اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) یہاں آئیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے خوش ہوئے اور فرمایا اہلِ فضل، فضل کے زیادہ لائق ہے اور اہلِ فضل کے فضل کو اہلِ فضل ہی جانتے ہیں۔ ایک شخص اندر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہٹ گئے۔ اُس نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مکان میں بہت گنجائش ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ جب اُسے دیکھے کہ وہ اُس کے پاس بیٹھنا چاہتا ہے تو اُس کے لئے ہٹ جائے۔ (یعنی اسے جگہ دے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، خدا اُس شخص پہ رحم کرے جو اپنے بھائی کے لئے ہٹ جائے۔"

بیہقی نے بسندِ مجہول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینک لی تو یہودی نے "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "هَدَاكَ اللّٰهُ" بالآخر یہودی مُسلمان ہو گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲)

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا ○

اُس حوض میں جنّت کی نہرِ کوثر سے دو پرنالے بہتے ہوں گے (جو اس میں کبھی بدبو نہیں پیدا ہونے دیں گے) اس کا طول و عرض برابر ہوگا اور ہر کنارہ عمان اور ایلہ کی درمیانی مسافت کے برابر ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ (مسلم شریف)

مؤطا میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس ٹھہرتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے۔ پھر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرتے۔ ابن قاسم اور قعنبی رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ ان دونوں کے لئے دعا بھی کرتے۔

عبدالرزاق لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سفر سے واپس آتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور پر حاضر ہوتے اور عرض کرتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبِیْ۔

مسندِ ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: سُنّت یہ ہے کہ تم قبلہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور پر حاضری دو۔ قبلہ کی طرف پیٹھ کر لو اور چہرہ قبرِ انور کی طرف۔ پھر یوں عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

حجرِ اسود حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کی طرف دیکھ کر کہا کہ بے شک تُو ایک پتھر ہے جو نفع اور ضرر نہیں دے سکتا اگر میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو تجھے بوسہ نہ دیتا۔ پھر اُس کو بوسہ دیا۔ (سیرتِ رسولِ عربی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی بڑائی ہوگی وہ جنّت میں نہیں جائے گا۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حوض اس سے بھی زیادہ وسیع ہے جتنی وسعت ایلہ سے عدن تک ہے۔ مجھے اپنی جان کے مالک کی قسم! میں اپنے حوض سے بیگانوں کو اس طرح دُور کروں گا جیسے کوئی آدمی اپنے حوض سے اجنبی اونٹوں کو دور کرتا ہے۔ (چونکہ اونٹوں کو حوض سے دُور کرنے والا اپنے اور پرائے کا امتیاز کر سکتا ہے لہذا ہانک بھی سکتا ہے۔ تو سرورِ دوجہاں آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اپنے اور بیگانے کا امتیاز ہوگا۔ اس حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے) صحابہ کرام نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ہمیں پہچان لیں گے؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں ہاں۔ تمہاری ایک واضح نشانی اور محسوس علامتِ امتیاز ہوگی۔ یعنی آثارِ وضو کی وجہ سے تمہارے ہاتھ پاؤں اور پیشانیاں روشن ہوں گی۔ (مسلم شریف)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ (ابو داؤد شریف)

حدیث: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین ہزار سے زائد معجزات تھے۔
(دلائل الخیرات)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہشت سات ہیں۔
فردوس جنت، عدن جنت، نعیم، دار الخلد، جنت الماویٰ اور دار السلام، علییون۔

درود پڑھنے کے اوقات

رات۔ یعنی تہجد کی نماز کے لئے سونے سے اٹھنے کے بعد اور نماز تہجد کے بعد۔ جمعرات کے دن۔ جمعرات کی رات، جمعہ کے دن مغرب تک، سینچر کے دن اور اتوار کے دن وغیرہ اوقات میں درود پڑھنا احادیث میں آیا ہے۔

صلوٰۃ کے ساتھ سلام بھی ہونا چاہیئے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ کو بغیر سلام کے مکروہ جانتے ہیں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں صلوٰۃ وسلام دونوں کا حکم فرمایا ہے:

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

"فتح الباری" میں کہا گیا ہے کہ تنہا صلوٰۃ بھیجنا اور سلام نہ بھیجنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر ایک مرتبہ صلوٰۃ بھیجے اور دوسری مرتبہ سلام بھیجے بغیر کسی وقفہ کے تو مضائقہ نہیں۔ (مواہب لدنیہ/ مدارج النبوت)

ایک ہزار دن تک نیکیاں

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ

ایک مرتبہ یہ درود پڑھنے والے کے لئے ستر فرشتے ایک ہزار

دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔ (طبرانی)

امام شاطبی اور امام سنوسی رحمۃ اللہ علیہما نے قطعی فیصلہ دے دیا ہے کہ درود پڑھنے والے کو ثواب حاصل ہوتا ہے چاہے ریا کی ہی نیت کرے۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ درود شریف روزہ کی طرح ہے کہ ان دونوں میں ریا کا دخل نہیں۔ اور یہ دونوں عمل باقی اعمال سے مستثنیٰ ہیں۔

حدیث قدسی میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:
"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اُس کے اپنے لئے ہوتا ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کی جزا دوں گا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قحط کے زمانے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے تھے اور کہتے تھے "اے اللہ! جب ہم قحط زدہ ہو جاتے تو تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیتے تھے تو تو بارش فرما دیتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی کے چچا کا واسطہ دیتے ہیں تو بارش فرما دے۔" چنانچہ بارش ہو جایا کرتی تھی۔ (وفاء الوفاء ۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ اور جو بھی ملے، اسے کہہ دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے، کیونکہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ فرماتا اور اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگا میں نے اُس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھ دیا تو وہ ٹھہر گیا۔

میں کہتا ہوں کہ جن کا اپنے مولا کریم کے ہاں یہ مقام و مرتبہ ہو، اُن سے شفاعت کیوں نہ مانگی جائے۔ اور انہیں کیوں نہ وسیلہ بنایا جائے۔

ابن نعمان نے "مُصباح الظلّام" میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بارش مانگنے کے لئے وسیلہ بنایا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی دُعا میں کہا تھا: "اے اللہ! چونکہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں میری ایک حیثیت ہے۔ اس لئے لوگ تجھ سے مانگنے میں میری طرف متوجّہ ہوتے ہیں۔ (وفاء الوفاء)

اہلبیت رضی اللہ عنہم پر دُرود

حضرت جعفر بن محمّد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کی ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہلبیت رضی اللہ عنہم پر ایک سو (۱۰۰) بار دُرود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اُس کی سو (۱۰۰) حاجات پوری کرے گا جن میں ستّر آخرت کی ہوں گی۔ حضرت شیخ سجاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس دُرود کے الفاظ اس طرح ہیں: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ۔ (شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ "الصواعق محرقہ")

طہارتِ نسبِ مُحمّدی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی پُشت مبارک میں زمین پر اتارا اور حضرت نُوح علیہ السلام کی پُشت مبارک میں کشتی کے اندر رکھا اور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پُشت مبارک میں تھا جب انہیں دہکتی آگ میں ڈالا گیا۔ اسی طرح ہر دور میں مجھے مبارک پُشتوں سے مبارک ارحام کی جانب منتقل کیا جاتا رہا یہاں تک کہ میں اپنے والدین کریمین کے گھر جلوہ افروز ہوا۔ اُن میں کوئی بدکاری کے قریب تک نہیں گیا۔ (مسند احمدؒ)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمارے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے تمام رُوئے زمین کا گوشہ گوشہ چھان مارا لیکن آپ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا اور بنی ہاشم سے بہتر کوئی قبیلہ نہ پایا۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الدلائل واخرجہ السیوطی فی مناہل الصفاء، ص ۲۹۔

کتابِ حبقوقؑ میں ذکرِ جمیل

حضرت حبقوق علیہ السلام ایک نبی تھے جو حضرت دانیال علیہ السلام نبی کے ہمعصر تھے اُن کی کتاب میں مذکور ہے ترجمہ درج ذیل ہے:

"اللہ تعالیٰ نے برکت و پاکی کے ساتھ فاران کے پہاڑوں پر جلوہ فرمایا اور زمین کو احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدحت و ثنا اور اُس کی تقدیس سے بھر دیا جو کہ زمین اور اُمتوں کی گردنوں کا مالک ہے۔ بلاشبہ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں سے آسمان مجلّیٰ ہوا اور زمین اس کی مِدحت سے لبریز ہو گی اور اُن کے نور سے زمین بہت روشن ہو گی۔ اور اُن کے گھوڑے سمندر میں دوڑیں گے بہت جلد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کمان میں سخت تیر کھینچے جائیں گے اور خوب سیراب ہوں گے تیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے"

ابنِ عساکر رحمہُ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بعثت سے پہلے میں نے یمن کی طرف سفر کیا۔ میں عکلان الحمیری کے ہاں بطور مہمان ٹھہرا۔ وہ ایک عظیم بزرگ تھے۔ میں جب بھی یمن میں آتا اُن کے ہاں قیام کرتا۔ انہوں نے مجھ سے مکّہ مکرّمہ اور آبِ زمزم سے متعلق سوال کیا اور یہ بھی پوچھا کہ وہاں کسی ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جس نے تمہارے دین کی مخالفت کی ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد اس کے ہاں مہمان ٹھہرا اب وہ کافی بوڑھا ہو چکا تھا، اُس کی قوّتِ بصارت جواب دے چکی تھی۔ اس کے بیٹوں اور پوتوں نے میرے متعلق اُسے بتایا۔ اُس

نے پگڑی باندھی اور ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اُس نے مجھ سے کہا: اے قبیلہ قریش کے فرد! اپنا نسب نامہ بیان کرو۔ میں نے کہا میں عبدالرحمٰن بن عوف بن حارث بن زہرہ ہوں۔ اس نے کہا اے زہرہ کے بھائی! اتنا ہی کافی ہے۔ کیا میں تمہیں وہ بشارت نہ دُوں جو تیرے لئے تیری تجارت سے بہتر ہو۔ میں نے کہا آپ مجھے ایسی خوشخبری ضرور دیں۔ اُس نے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ماہ میں تیری قوم میں سے ایک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث کیا ہے۔ اُس نے اُسے منتخب اور برگزیدہ کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے۔ وہ بُت پرستی سے روکے گا اور اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ وہ خود بھی حق پر عمل پیرا ہو گا اور حق ہی کا حکم دے گا۔ میں نے پوچھا ایسے عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق کس خاندان سے ہو گا؟ اُس نے کہا بنو ہاشم سے۔ اے عبدالرحمٰن! تم اُن کے ماموؤں سے ہو گے۔ اس واقعہ کو مخفی رکھو۔ جلدی واپس جاؤ اور اُن کے معاون و مددگار بن جاؤ۔ اور مندرجہ ذیل اشعار ان کی بارگاہ میں پیش کرو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان اشعار کو یاد کر لیا اور واپس آ گیا۔ جب میں مکّہ مکرّمہ پہنچا میں نے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ اور اُنہیں تمام واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا اس سے مُراد حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اُن کی بارگاہ میں جاؤ۔ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام مُسکرانے لگے اور فرمایا: تمہارا چہرہ مجھے بڑا خوبصورت لگ رہا ہے۔ میں تمہارے لئے بھلائی کی اُمید کرتا ہوں۔ آپ نے

فرمایا تمہارے پیچھے کیا ہے؟ میں نے کہا یہ امانت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے بھیجنے والے نے ایک خط کے ساتھ بھیجا ہے۔ لاؤ وہ خط مجھے دو۔ میں نے تمام واقعات عرض کئے اور آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کرلیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حمیر کا بھائی مومن ہے اور میری تصدیق کرنے والا ہے۔ جو میری صفات اُس نے بیان کی ہیں وہ تمام سچ ہیں۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ وقت بھی بتا دیا تھا جب حضور تاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں تشریف لانا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ فلاں مشہور ستارہ جب حرکت کرنے لگے اور اپنی جگہ چھوڑ دے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت ہوگا۔ علمائے بنی اسرائیل اس بات کو نسل در نسل منتقل کرتے رہے۔

ایک یہودی نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا اے سید بطحا! جس بچے کے متعلق میں آپ سے کہا کرتا تھا آج وہ پیدا ہو گیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا آج میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ یہودی نے پوچھا، آپ نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا ہے۔ یہودی نے کہا یہی تین نشانیاں ان کی نبوت کی علامات ہیں:
(۱) آج رات اُس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ستارہ طلوع ہوگیا ہے۔ (۲) اُس کا اسمِ گرامی "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔ (۳) وہ قوم کے بہترین خاندان میں سے ہوگا۔ اور آپ اپنی قوم کے اعلیٰ خاندان میں سے ہیں۔

صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام میں ذکرِ جمیل

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے کہ اے ابراہیم! میں نے تمہاری دعا تمہارے فرزند اسماعیل علیہ السلام کے حق میں قبول فرمائی ہے۔ میں نے ان پر اور ان کی اولاد پر برکات جاری فرمائی ہیں اور ان میں ایک ایسا فرزند عالمِ وجود میں لاؤں گا جو نہایت معزز و مکرم ہوگا جن کا اسمِ مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ وہ میرے برگزیدہ اور مبعوث شدہ ہوں گے! اور اُن کی اُمت بہترین امت ہوگی۔"

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں میں نے کُتبِ قدیمہ میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ قسم ارشاد فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں عرب کے پہاڑوں پر اپنے نور کو نازل کروں گا جس سے مشرق و مغرب کا درمیان نور سے پُر ہو جائے گا۔ اور اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام میں سے ایک نبیِ اُمّی عربی پیدا فرمائے گا جس پر آسمان کے ستاروں کی گنتی اور زمین پر جتنی روئیدگی ہے، اُن کے برابر ایمان لائیں گے اور میری ربوبیت اور اُس کی رسالت کی گواہی دیں گے اور اپنے باپ دادا کی ملتوں سے نفرت کرتے ہوئے نکلیں گے۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ مکہ میں ایک یہودی یوسف نام کا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ آپ کی ولادت کی خبر عام ہونے سے پہلے وہ قریشِ مکہ کے پاس سے گزرا۔ اس نے کہا اے گروہِ قریش! آج رات تمہارے محلہ میں اس امت کا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہوچکا ہے۔ وہ اِس خبر کی تصدیق کے لئے تمام مجالس میں گھوما لیکن کہیں سے بھی اِس خبر کی

تصدیق نہ ہو سکی۔ بالآخر وہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آیا اور یہی سوال کیا۔ اس سے کہا گیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس یہودی نے کہا مجھے تورات کی قسم! وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

روایت: ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں بغرض تجارت مقیم تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی رات آئی تو ایک یہودی قریش کی مجلس میں آکر بیٹھا اور پوچھا آج کی رات تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے وہ اس اُمت کا نبی ہے اور اس کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ تو اہل قریش اس یہودی کی بات پر حیرت و تعجب کرنے لگے۔ اور گھروں کو واپس آئے تو انہیں پتہ چلا کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے گھر اُن کا فرزند پیدا ہوا ہے جس کا نام محمد رکھا گیا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ یہودی کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہاں آج ہم میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ وہ کہنے لگا مجھے اس بچے کے پاس لے چلو۔ وہ اس کو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے کر آئے۔ اس یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشتِ مبارک پر نشان (مہر نبوت) دیکھا اور بے ہوش کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو اُس نے کہا: بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی اور ان کے ہاتھوں سے کتاب (تورات) نکل گئی۔ یہ مولود (بچہ) انہیں مارے گا اور ان کے احبار و علماء کو قتل کرے گا اور عرب نے اب نبوت کو پا لیا۔ اے معشرِ قریش! تمہیں خوشی مبارک ہو۔ آگاہ رہو، خدا کی قسم! مشرق سے مغرب تک تمہارا غلبہ اور دبدبہ ہوگا۔

حدیث حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ میں ملکِ شام میں بصرہ کے بازار میں موجود تھا کہ اچانک ایک صومعہ (عبادت خانہ) سے کسی راہب کی آواز سُنی، وہ کہہ رہا تھا ان تاجروں سے دریافت کرو کہ تم میں کوئی اہلِ حرم یعنی مکہ کا باشندہ ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کہا ہاں! میں وہاں کا باشندہ ہوں۔ اُس نے کہا کیا مکہ میں احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث ہوئے ہیں؟ میں نے کہا کون احمد؟ اس نے کہا وہ عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کے پوتے ہیں۔ یہی دن ہیں کہ وہ ان میں مبعوث ہوئے ہیں وہ آخری نبی ہیں۔ ان کا جائے خروج حرم ہے اور اُن کی جائے ہجرت نخرماز ار، سنگستان اور زمین شور ہے جس کا نام یثرب ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، راہب کی بات نے میرے دل میں جگہ کر لی۔ میں وہاں سے مکہ مکرمہ آیا۔ میں نے دریافت کیا کہ کوئی حادثہ (نئی بات) یا سانحہ ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور ابن ابی قحافہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی متابعت قبول کر لی ہے۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان سے راہب کی بات بیان کی اور کہا کیا تم نے اس شخص کی متابعت قبول کر لی ہے انہوں نے فرمایا ہاں! پھر حضرت ابوبکر صدیق طلحہ رضی اللہ عنہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے متابعت کر لی۔

تُبّع الحمیری

تُبّع یمن کا بادشاہ تھا۔ انصار کے آباء و اجداد نے تُبّع سے یہودیوں کے مظالم و تکالیف اور اذیتوں کی شکایت کی۔ تو اُس نے یہودیوں کو ہلاک کرنے اور یثرب کو برباد کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ یثرب آیا۔ یہودیوں کا عمر رسیدہ عالم اُس کے پاس تھا۔ اُس نے کہا اے شاہِ ذی مرتبت! یہ مُبارک شہر اُس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جو دینِ ابراہیمی کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ تُبّع یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا اور اپنے ایمان اور جذبات کا اظہار اِن اشعار میں کیا:

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس اللہ کے رسول ہیں جو تمام رُوحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری زندگی نے وفا کی اور مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پالیا تو مَیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزیر بنوں گا اور آپ کی چچازاد بھائی کی طرح ہر موقع پر امداد کروں گا۔ مَیں تلوار کے ساتھ آپ کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اطہر میں جو فکر و اندیشہ ہوگا اُس کو دُور کروں گا۔ آپ کی اُمت کا تذکرہ زبور میں کیا گیا ہے اور اُس میں یہ لکھا ہوا ہے" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت خیر الاُمم ہے"۔ کاش مَیں اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ایک سال بعد تک زندہ رہ سکوں!"

وہ جیّد عالم جس نے تُبّع کو مدینہ طیبہ پر حملہ سے روکا تھا اُس کا نام شامول تھا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ! یہ مبارک شہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ ہوگا۔ اُن کی جائے ولادت مکہ مکرّمہ میں ہوگی۔ اُن کا نامِ نامی احمد ہوگا۔ اے بادشاہ! اِسی زمین پر جہاں آپ اقامت گزیں ہیں، اُن کے ساتھیوں اور دشمنوں کے مابین جنگ ہوگی جس میں بہت سے لوگ قتل ہوں گے۔ پھر بادشاہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ پوچھے۔ اُس عالم نے تمام اوصاف، خوبیاں اور محاسن بادشاہ کو بتادئیے۔ اُس وقت بادشاہ کے پاس چارسو علماء و حکماء جمع ہوئے۔ اُس نے مکہ مکرّمہ جاکر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا اور واپس یثرب (مدینہ طیبہ) کی طرف روانہ ہوئے۔ اُس کے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ افراد تھے۔ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو اُن چارسو علماء و حکماء نے کہا ہم اِس شہر سے کبھی نہیں جائیں گے۔ بادشاہ نے اُن سے وجہِ اقامت پوچھی تو انہوں نے کہا بیت اللہ کی قدر و منزلت اور اِس شہر کی فضیلت اُس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے جن کا نام احمد و محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک گھر تعمیر کیا اور تمام علماء کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ گھر بنوا دیئے اور سب کو بہت سی رقم دی اور ایک ایک کنیز سے ہر ایک کا نکاح کر دیا اور انہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ظہور تک وہاں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ تُبّع بادشاہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک خط لکھا۔ اس خط میں اوپر والے

اشعار بھی تھے۔ خط پر سونے کی مُہر لگائی اور عُلماء کے سردار کو وہ خط سونپا اور اُسے حکم دیا کہ یہ خط نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دے اور اگر شرفِ زیارت نہ ہو سکے تو خط اپنی اولاد کو دے کر وصیت کر جائے کہ اُن میں سے جو کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پائے تو یہ خط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کر دے۔ اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ وہ (تبّع) آپ پہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ) ایمان لایا ہے اور آپ کے دینِ حنیف پہ ہے۔ اس کے بعد بادشاہ واپس آ گیا اور سرزمینِ ہند میں اس کی وفات ہوئی۔

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وہ گھر جو تبّع نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنوایا تھا وہ اُس عالم کی اولاد میں رہا، جس کے پاس تبّع کا خط تھا۔ پھر وہ گھر نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا حضرت اُبو ایوّب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت ابو ایوّب انصاری رضی اللہ عنہ کا تعلق اُس عالم کی اولاد سے تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہ خط ابو لیلیٰ انصاری لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا اَنْتَ اَبُوْ لَیْلٰی ھَاتِ الْکِتَابَ۔ تو ابو لیلیٰ ہے وہ خط دو جو تمہارے پاس تبّع یمن کا ہے۔ یہ سُن کر ابو لیلیٰ ششدر رہ گئے۔ وہ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں جانتے تھے۔ ابو لیلیٰ نے کہا: آپ کون ہیں آپ کا چہرہ جادوگر کا چہرہ نظر نہیں آتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نبی محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خط پڑھا تو آپ نے تین بار فرمایا: مَرْحَبًا بِتُبَّعَ الْاَخِ الصَّالِحِ۔ ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے وہ لوگ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید اور نصرت

کی تھی وہ اُن چار سَو علماء اور حکماء کی اولاد میں سے تھے۔ قبیلہ اوس و خزرج انہی کی اولاد میں سے تھے۔ تبّع کی وفات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مابین ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

مدینہ طیبہ میں تشریف آوری

امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انصار اپنے مردوں و عورتوں سمیت آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اونٹنی کو چھوڑ دو، اُسے اللہ تعالےٰ نے حکم دے دیا ہے۔ اونٹنی حضرت ابو ایوّب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ ہماری یہی قیام گاہ ہے۔ بنو نجار کی بچیاں اپنے گھروں سے باہر نکل آئیں اور دف بجا کر اپنی عقیدت کا یوں اظہار کر رہی تھیں: ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا : مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا : مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

بنو نجّار کا محلّہ انصار کے تمام محلّوں سے بہترین اور افضل تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب کے ننھیال تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابدی رفاقت کا شرف بخشا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ مسامرۃ

سیف بن ذی یزن

میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سیف بن ذی یزن کو اللہ تعالیٰ
نے یمن پر غلبہ عطا کیا اور اُس نے اہل حبش پر فتح حاصل کر لی تو اُس نے
اہل حبش کو جلا وطن کر دیا۔ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت
باسعادت کے دو سال بعد رُو پذیر ہوا۔ عرب کے قبائل کے شعراء اور
سرداروں کے کئی وفد بادشاہ سیف کو اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرنے
کے لئے یمن حاضر ہوئے۔ اُن میں مکّہ کے قریش کا بھی ایک وفد تھا جس
میں عبدالمطلب بن ہاشم، اُمیہ بن عبد شمس، عبداللہ بن جدعان، خویلد بن
عبدالعزیٰ اور وہب بن مناف بن زہرہ اکابر قریش شامل تھے۔ یہ وفد
صنعاء پہنچا تو معلوم ہوا کہ سیف غمدان نامی محل میں سکونت پذیر ہے۔
انہوں نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی۔ جب یہ
بادشاہ سیف کے دربار میں حاضر ہوئے تو دیکھا وہاں ایک جشن کا
سماں ہے۔ عنبر و مشک کی خوشبو فضا کو معطّر کر رہی تھی۔ صفائی کا اعلیٰ
اہتمام تھا۔ بادشاہ سیف کے دائیں بائیں مختلف ممالک کے بادشاہ
شہزادے اور رؤساء کا ایک جمگھٹا تھا۔ عبدالمطلب اُس کے قریب
پہنچے۔ اور گفتگو کرنے کی اجازت طلب کی۔ سیف نے کہا اگر بادشاہوں
کے دربار میں تمہیں لب کشائی کا سلیقہ آتا ہے تو ہم تمہیں اجازت دیتے
ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں عمدہ منصب
پہ فائز کیا ہے تو حسب و نسب کے اعتبار سے قابلِ رشک ہے تو سارے
عرب کا سردار ہے۔ تو اُس کی وہ بہار ہے جس سے سارا عرب سرسبز و
شاداب ہوتا ہے۔ تیرے بزرگ ہمارے لئے بہترین سلف تھے اور تو
اُن کا بہترین خلف ہے۔ جس کا جانشین تیرے جیسا ہو وہ فنا نہیں ہوگا۔

اور جس کے آباؤ اجداد تیرے آباؤ اجداد کی طرح ہوں وہ گمنام نہیں ہوتا۔ اے
بادشاہ! ہم اللہ تعالیٰ کے حرم کے رہنے والے ہیں اور اُس گھر کے خادمین
ہیں۔ ہم تیری خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کرنے آئے ہیں۔
سیف نے کہا: اے گفتگو کرنے والے! تم اپنا تعارف کراؤ۔ تو
آپ نے کہا میں عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔ بادشاہ
نے کہا پھر تو تم ہمارے بھانجے ہو۔ آپ نے فرمایا بے شک! بادشاہ نے
انہیں اپنے قریب بٹھایا۔ پھر آپ کی طرف اور قوم قریش کی طرف متوجہ
ہوا اور کہنے لگا مرحبا! خوش آمدید! تمہارے لئے یہاں اونٹنی بھی ہے اور
کجاوہ بھی، خیمہ زن ہونے کے لئے کشادہ میدان بھی جو عظیم الشان ہے۔
اور اُس کی سخاوت کی کوئی حد نہیں۔ میں نے تمہاری گفتگو سنی ہے اور
تمہاری قریبی رشتہ داری کو پہچانا ہے۔ جب تک تم لوگ یہاں اقامت پذیر
رہو گے تمہاری ہر طرح عزت و تکریم کی جائے گی اور جب واپسی کا ارادہ
کرو گے تو انعامات سے نوازا جائے گا۔ اب تم مہمان خانہ میں تشریف
لے جاؤ وہاں تمہاری ہر طرح مہمان نوازی کی جائے گی۔
ایک ماہ ٹھہرنے کے بعد ایک دن سیف بادشاہ نے عبدالمطلب
کو علیحدگی میں اپنے پاس بُلایا اور کہا میں تمہیں ایک راز بتانا چاہتا ہوں
اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اُسے پوشیدہ رکھو گے۔ یہاں تک کہ اللہ اُسے
ظاہر کرنے کی اجازت دے۔ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جسے
پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اُس میں آپ کے لئے ایک فضیلت لکھی ہوئی ہے
عبدالمطلب نے کہا خدا تمہیں خوش رکھے۔ بادشاہ نے کہا جب تہامہ
میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہوگا وہ
سارے عرب کا سردار ہوگا اُس کے ذریعے تمہیں بھی روزِ قیامت تک
سارے عرب کی قیادت نصیب ہوگی۔

بادشاہ نے کہا اس بچے کی پیدائش کا زمانہ آگیا ہے یا وہ پیدا ہو چکا ہے اس کا نام نامی مُحمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ اُن کے والد گرامی فوت ہو جائیں گے اُن کے دادا اور چچا کفالت کریں گے۔ وہ خداوند کریم کی عبادت کریں گے۔ بتوں کو توڑیں گے۔ اُن کی بات فیصلہ کُن ہو گی۔ وہ نیکی کا حکم دیں گے بُرائی سے روکیں گے۔ بادشاہ سیف نے کہا اے عبدالمطلب! (رضی اللہ عنہ) تو اُس کا دادا ہے اس میں ذرا جھوٹ نہیں عبدالمطلب خوشی سے سجدے میں گر پڑے۔ بادشاہ نے کہا سر اُٹھایئے تیرا سینہ ٹھنڈا ہو گیا اُس چیز سے جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ میرا پوتا پیدا ہو چکا ہے میں نے اُس کا نام محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا ہے۔ اس کا باپ عبداللہ فوت ہو چکا ہے۔ اُس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہے۔ بادشاہ نے کہا اپنے بچے کی ہر طرح حفاظت کرو اور یہود سے خاص طور پر مُحتاط رہو۔ اس کے بعد بادشاہ سیف نے تمام وفد کو بُلا کر ہر ایک کو سَو سَو اونٹ دس دس غلام دس دس کنیزیں دس رطل چاندی دس رطل سونا اور عنبر کا بھرا ہوا ایک ایک ظرف دیا اور حضرت عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کو ہر چیز دس دس گُنا دی اور رخصت کرتے وقت کہا آئندہ سال آنا اور مجھے اُس سعید بچے کے حالات سے آگاہ کرنا لیکن سال ختم ہونے سے پہلے ہی بادشاہ سیف ذی یزن وفات پا گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام شعبی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے کہا گیا کہ آپ کی نسل سے کئی قبائل پیدا ہوں گے حتیٰ کہ اُن میں نبی اُمّی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو گا۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے تورات میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو وہ وقت بھی

بتا دیا تھا جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکمِ مادر سے اس دُنیا میں تشریف لانا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ فلاں ستارہ جب حرکت کرنے لگے اور اپنی جگہ چھوڑ دے تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت ہو گا۔ علمائے بنی اسرائیل اِس بات کو نسل در نسل منتقل کرتے رہے۔

حضرت محیّ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک جیّد عالم نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں بادشاہی اور دوسرے ہاتھ میں نبوّت ہے۔ اِس عالم نے یہ بات حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی سے پہلے کی تھی اور اُس سے مُراد نبوّتِ مُصطفویہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور خلافتِ عباسیہ ہے۔

یہودیوں کے سوالوں کے جوابات

امام احمد، امام بیہقی، الطبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا ہم آپ سے چند سوالات کرتے ہیں جن کے جوابات صرف انبیاء (علیہم السلام) ہی جانتے ہیں۔ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں جوابات ارشاد فرمائیں:۔

(۱)۔ ہمیں اُس کھانے کے متعلق بتایئے جس کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا؟

(۲)۔ انسان کے پانی (مادہ منویہ) سے مرد اور عورت کیسے پیدا ہوتے ہیں؟

(۳)۔ نبی (علیہ السلام) کی اپنی قوم میں کیا حیثیت ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دن حضرت

یعقوب علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے۔ جب اُن کی مرض شدت اختیار کر گئی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے انہیں بیماری سے شفا بخشی تو وہ اپنا پسندیدہ مشروب اور مرغوب ترین گوشت اپنے اوپر حرام کر دیں گے۔ جب انہیں شفا ہوئی تو انہوں نے اونٹنیوں کا گوشت اور دودھ اپنے اوپر حرام کر دیا تھا۔ یہ سُن کر یہودیوں نے کہا اللہ کی قسم حقیقت یہی ہے۔

۲۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَیں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پُوچھتا ہوں کہ آدمی کا مادہ منویہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا مادہ منویہ رقیق (پتلا) اور زرد ہوتا ہے۔ جس کا پانی غالب ہو جاتا ہے بچہ اُسی کے مشابہ ہوتا ہے اور اُسی کی خصوصیّات کا حامل ہوتا ہے۔ پھر یہودیوں نے کہا قسم بخدا یہ بھی سچ ہے۔

۳۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پُوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ نبی کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اُس کا دل بیدار رہتا ہے۔ انہوں نے کہا قسم بخدا یہ بھی سچ ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ سابقہ کتب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کی ایک علامت یہ بھی تھی کہ جب اُن سے رُوح کے متعلق سوال کیا جائے تو وہ اُس کے علم کو اللہ کے سپرد کر دیں گے۔

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں مدینہ کی پتھریلی زمین پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیّت میں چل رہا تھا۔ آپ کے دستِ اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ ہم یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رُوح کے متعلق سوال کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ مجھے محسوس ہوا کہ آپ پر

وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (الاسراء ۸۵) "یہ دریافت کرتے ہیں آپ سے رُوح کی حقیقت کے بارے (انہیں) بتایئے رُوح میرے ربّ کے حکم سے ہے۔"

اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چومنے کا صلہ

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حُلیہ" میں حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے دو سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پھر وہ مر گیا۔ تو لوگوں نے اُس کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ اُس آدمی کی نمازِ جنازہ ادا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ اُس نے دو سو سال تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن اُس شخص کی یہ عادت تھی کہ وہ جب تورات کھولتا تو اس میں اسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھتا تو نامِ مبارک کو چُومتا اور آنکھوں سے لگاتا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درُود شریف پڑھتا۔ اِس وجہ سے مَیں نے اُس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے اور ستّر (۷۰) حُوروں سے اس کی شادی کی ہے۔ (حُجّۃ اللہ علی العالمین)

حضرت کعبُ الاحبار رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ اے کعب! (رضی اللہ عنہ) آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانۂ اقدس پایا لیکن اسلام قبول نہ کیا حالانکہ آپ جانتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ تمنا کی تھی کہ کاش میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس کو پا لیتا۔ پھر آپ نے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا لیکن آپ نے اُن کے
اقدس پر بھی اسلام قبول نہ کیا حالانکہ وہ مجھ سے افضل تھے مگر آپ
میرے زمانہ میں اسلام قبول کر لیا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت کعب
رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! (رضی اللہ عنک) مَیں نے تورات
میں پڑھا ہے کہ تمام مخلوق کے سردار اور اولادِ آدم علیہ السلام میں سے
برگزیدہ کوہِ فاران سے ظہور فرمائیں گے میں طویل عرصہ تک تمام صورت حال
کا جائزہ لیتا رہا) اُن کا ظہور وادئ مقدّس میں ہوگا جو "درختِ سلم" کے
اُگنے کی جگہ ہے وہ وہاں توحید اور حق کی تبلیغ فرماتے رہیں گے پھر وہ
طیّبہ (مدینہ طیّبہ) ہجرت فرمائیں گے وہاں وہ اپنے دشمنوں سے جہاد
فرمائیں گے وہیں اُن کا وصال ہوگا اور وہیں دفن مبارک ہوگا۔ یہ تمام
باتیں سُن کر حضرت عمرُ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس کے بعد تورات میں
کیا لکھا ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، پھر لکھا ہے کہ اُن کے
وصال کے بعد ایک صالح بزرگ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے پھر وہ
صالح بزرگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے اس
جہان سے تشریف لے جائیں گے۔

حضرت عمرُ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، پھر؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ
نے فرمایا: "پھر لوہے کے سینگ ہوں گے۔" انہیں شہادت نصیب ہو
گی۔ حضرت عمرُ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، پھر کیا لکھا ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ
عنہ نے کہا، پھر ایک باحیا اور سخی ترین انسان مسلمانوں کے خلیفہ بنیں گے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر کیا لکھا تھا؟ کعب رضی اللہ عنہ نے
کہا پھر لکھا تھا ان کے بعد ایک سفید چہرے والے، عدل و انصاف کرنے
والے، بلند شرف اور عظیم نسب اور وسیع علم والے خلیفہ ہوں گے۔ عمرُ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ابوالحسن حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت کعب
رضی اللہ عنہ نے کہا وہ بھی شہید ہوں گے۔ حضرت عمرُ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
پھر وہاں کیا مرقوم تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا پھر امورِ سلطنت ملکِ
شام کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے
کعب! (رضی اللہ عنہ) اتنا ہی کافی ہے۔ (یاد رہے کہ حضرت کعب الاحبار
رضی اللہ عنہ تورات کے بڑے عالم تھے۔)

محمد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مَیں نے اپنے والد کو اُن
کے فوت ہونے کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ
کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔ میں
نے کہا کس سبب سے؟ کہا، جب میں کوئی حدیث لکھتا تو اسمِ محمدؐ کے
ساتھ "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ضرور لکھتا۔

جعفر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں
ابوزرعہ رحمہُ اللہ (محدثِ کبیر) کو دیکھا جو آسمان پر فرشتوں کے ہمراہ
نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟
فرمایا: میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ جب بھی کسی
حدیث میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک آتا میں صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لکھ دیتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے مجھ پر ایک
مرتبہ درُود بھیجا اللہ تعالیٰ اُس پہ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اسے
ابنِ عساکر علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا۔

ابوالحسن شافعی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں میں نے خواب میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیک وسلم! امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ میں جو کہا ہے:

فَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَّبِيِّنَا كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ○ اُن کو آپ کی طرف سے کیا صلہ ملا؟ فرمایا کہ ہماری طرف سے انہیں یہ عوض ملا کہ میدانِ قیامت میں ان کو حساب کے لئے نہ کھڑا کیا جائے گا۔ (احیاء العلوم)

سَو کھجوروں میں برکت

الطبرانی اور ابو نعیم و ابن عساکر علیہم الرحمۃ نے حضرت ابو رجا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہ اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں تو مجھے کیا اُجرت دو گے؟ انصاری نے کہا بڑی محنت کے باوجود بھی یہ باغ مجھ سے سیراب نہیں ہو رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں نے اس باغ کو سیراب کر دیا تو مجھے سَو کھجوریں دو گے؟ اُس نے کہا ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے ڈول کو پکڑا اور تھوڑی دیر میں باغ کو سیراب کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے سَو کھجوریں لے لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے خوب سیر ہو کر کھائیں۔ پھر بھی ایک سو پُوری تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھجوریں انصاری رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیں۔

توراۃ میں صفات

حاکم و بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ایک یہودی کے کچھ دینار تھے۔ یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقاضا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا اس وقت میرے پاس کچھ موجود نہیں جو تم کو ادا کر دوں۔ یہ جواب سُن کر یہودی نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کے پاس سے ہرگز نہ ٹلوں گا جب تک کہ اپنا مطالبہ نہ لے لوں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں گا۔" اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اُس یہودی کو دھمکاتے رہے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا یہ یہودی آپ کو یونہی روکے رکھے گا؟" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھ کو میرے ربّ نے معاہد اور غیر معاہد دونوں پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔" پھر ایک پہر دن گذرنے کے بعد وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے کہا: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا آدھا مال راہِ خدا میں ہے۔ اب میں عرض کرتا ہوں، میرا رویہ آپ کے ساتھ صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ کے اُن اوصاف کی جو توراۃ میں مذکور ہیں آزمائش کر سکوں۔ توراۃ میں ہے کہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جائے ولادت مکّہ اور مقامِ ہجرت مدینہ اور ملکِ شام ہے۔ نہ وہ بدخلق ہوں گے نہ سخت مزاج

اور نہ بازاروں میں آوازے کسنے والے اور نہ فحش گو اور بے حیا۔
ترمذی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی اسے حسن کہا ہے اور کہا ہے کہ تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت موجود ہے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت عیسٰی علیہ السلام دفن ہوں گے۔ (خصائص الکبریٰ)

زبور میں ذکرِ جمیل

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے جب اَنَّ الاَرضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُونَ پڑھا تو کہا ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں زبور کے اس نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد جو میں سناتا ہوں اسے سنو۔ اور سلیمان علیہ السلام کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے اور میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اُمّت کو اس کا وارث بناؤں گا۔"

طلوعِ نجمِ نبوّت

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات آٹھ سال کا تھا۔ میری یادداشت اچھی تھی۔ ایک روز ایک یہودی کو مدینہ منوّرہ کے قلعہ پر چڑھ کر چیخ و پکار کرتے سُنا: اے یہود! لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: طَلَعَ اللَّیْلَۃَ نَجْمُ اَحْمَدَ الَّذِیْ وُلِدَ بِہٖ۔ "آج کی رات وہ ستارا طلوع ہو گیا ہے جسے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت پر طلوع ہونا تھا۔" یہ کسی نبی کی ولادت پر ہی طلوع ہوا کرتا ہے۔ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سوا اب کوئی باقی نہیں رہا۔ (دلائل النبوۃ)

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز پڑھی، پھر کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ دس مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ سورۃ پڑھ لی تو اس دن اُسے کوئی گناہ اور شیطان کی طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔

انکساری

ایک دفعہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بھائی! پُرسکون ہو جا۔ میں نہ تو کوئی بادشاہ ہوں اور نہ ہی ظالم۔ میں تو ایک ایسی قریشی خاتون کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کے ٹکڑے کھایا کرتی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری حیاتِ طیبہ کے آخری ایّام میں رات کو بہت ہی

زیادہ نوافل ادا فرماتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھک جاتے تو بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور بہت زیادہ توبہ واستغفار فرماتے تاکہ اُمّت کے لئے توبہ واستغفار کرنا سُنّت ہو جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرورت کے وقت گفتگو فرماتے۔ ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے زیادہ گفتگو کی آپ نے فرمایا: اے اعرابی! تمہاری زبان کے سامنے کتنے پردے حائل ہیں؟ اس نے کہا دو۔ یعنی دو میرے ہونٹ اور میرے دانت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس شخص کے چہرے کو شادابی عطا فرماتا ہے جو کم گو ہوتا ہے اور صرف بوقتِ ضرورت ہی گفتگو کرتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ فصیح اللسان تھے۔ آپ کے کلامِ مبارک میں اختصار پایا جاتا تھا۔

عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھتیس ۳۶ احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتے تو اُن کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے اور چیونٹیاں جو آس پاس آتی تھیں، روٹیاں توڑ کر کھلایا کرتے تھے۔ وہ نہایت سخی باپ کے بیٹے تھے۔ اُس کو امام نووی علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر قبلہ رُو ہو کر تشریف فرما ہوتے اور ارشاد فرماتے یہ "سیّد المجالس" ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِردگرد حلقہ بنا کر بیٹھا کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہمان کی توقیر و عزّت کرتے اور اُسے اپنا تکیہ دیتے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھروں میں بغیر دعوت کے ہی تشریف لے جاتے۔ اگر وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر نہ ہوتے تو اُن کی خبر گیری فرماتے۔ اگر کسی کی طرف سے بے رُخی محسوس کرتے تو اُس کی طرف تحفہ بھیجتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی محفل سے اُٹھتے تو یہ کلمات پڑھتے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ کلمات مجھے جبریل علیہ السلام نے بتائے ہیں۔ اور فرمایا یہ کلمات محفل میں سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی نرمی اور ملائمت سے دُہرا دُہرا کر گفتگو فرماتے تاکہ سامع اچھی طرح سمجھ لے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور اور پانی اکثر تناول فرماتے اور کھجور اور دودھ بھی جمع فرماتے اور فرماتے یہ عمدہ غذا ہے۔ (مدارج النبوّت)

پائے مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے نشان پائے مبارک کے مشابہ

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ بنی مدلج کے چند آدمیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف بُلایا، پھر آپ کے قدموں کے نشانات کو دیکھتے دیکھتے وہ حضرت عبدالمطلب کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ حضرت عبدالمطلب آپ کو گود میں لئے بیٹھے ہیں۔ پوچھنے لگے یہ بچّہ کس کا ہے؟ فرمایا میرا پوتا ہے اس کا نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ انھوں نے کہا اس کی اچھی طرح سے حفاظت کریں کیونکہ سوائے اس کے کسی آدمی کے قدم کا نشان مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے نشانِ پا کے مشابہ نہیں۔

نجران کے پادری کی گواہی

ایک دن حضرت عبدالمطلب حجرے میں بیٹھے تھے اور نجران کا پادری جو اُن کا دوست تھا اُن کے سامنے بیٹھا تھا اور کہہ رہا تھا:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے آخری پیغمبر کی صفات ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔ اُن کی ولادت کا زمانہ یہی ہے۔ ابھی بات کہنے بھی نہ پایا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں آ گئے۔ پادری نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور خاص کر آپ کی چشمانِ مبارک، پُشتِ اطہر اور قدمینِ شریفین کو احتیاط سے دیکھا۔ پھر کہا: میں نے جس پیغمبر کا ذکر کیا ہے وہ یہی ہیں۔ یہ کس کے فرزند ہیں؟ عبدالمطلب نے کہا یہ میرے بیٹے عبداللہ کا بیٹا ہے۔ ابھی یہ شکمِ مادر ہی میں تھے کہ ان کے والد کی وفات ہو گئی۔ (شواہد النبوّت)

اہلِ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں

بحیرا راہب جو اہلِ کتاب کے محقق علماء میں سے تھے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہا تھا: "ھٰذَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ"۔ "یہ عالمین کے سردار ہیں"۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو اہلِ کتاب یہودیوں کے امام تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالتِ عظمیٰ کی گواہی دی تھی انہوں نے بروزِ جمعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کے بارے میں بہت سی باتیں کہی تھیں اُن میں آپ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی تھا: اِنَّ اَکْرَمَ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ عَلَی اللّٰہِ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ "اللہ کے خلفاء میں سے اُس کو سب سے معزز ابوالقاسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔ ایک شخص نے اُٹھ کر کہا "پھر ملائکہ کا درجہ کیا ہے"؟ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جس طرح آسمان، زمین، ہوا، بادل، پہاڑ اور دیگر بے شمار اشیاء اللہ کی مخلوق ہیں اور تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ

اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضرت سراج بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کو مرفوع کہا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ جس آدمی میں تین خصوصیات ہوں وہ ایمان کی حلاوت کو پا لے گا اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس آدمی کو دُنیا کی ہر چیز سے پیارے ہوں۔ ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ۔ "میں تمام جہانوں کا سردار ہوں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ "میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا"۔ قرآن کریم کی آیت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ملائکہ علیہم السلام سے افضل ہیں۔ آقا علیہ السلام کا یہ فرمان اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ "میں اوّلین و آخرین سے معزز ہوں"۔ اور فرمایا اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ "میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول ہو گی"۔ (مشکوٰۃ)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیّبہ تشریف لائے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے مدینہ گیا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا پر نگاہ کی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس کسی دروغ گو کا چہرہ نہیں ہے۔

ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا اَنَا اَعْلَمُ بِہٖ مِنْ اِبْنِیْ۔ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کی سچائی کا علم مجھے اپنے بیٹے کے احوال سے زیادہ ہے۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ

عنہ نے فرمایا یہ تو ممکن ہے کہ میرا بیٹا ماں کی خیانت کا ثمرہ ہو لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس اور صدق و راستی میں قطعی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو چوم لیا۔

ایک یہودی دامنِ اسلام میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صاحبِ جمال یہودی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس اقدس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا اگر اس حسن وجمال کے ساتھ تم دوزخ میں جاؤ تو مجھے افسوس ہو گا۔ وہ کہنے لگا میں دوسرے کے مذہب کی خاطر اپنے دین کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ دوسرے دن پھر مجلس میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیہ قرآن تلاوت فرما رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے: "حورِ عین کی مثال لولوءِ المکنون ہے۔" یہودی نے کہا: "آپ کس بات کی ضمانت لیتے ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ستر (۷۰) حوروں کی ضمانت لیتا ہوں۔" وہ اسی وقت اسلام لے آیا۔ اس کا اسلام لانا اتنا اچھا ہوا کہ جب فوت ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جب اُسے قبر میں اُتارا جا رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قبر میں اُترے اور دیر بعد باہر تشریف لائے تو پیشانی مبارک پر پسینہ آیا ہوا تھا اور کندھے مبارک سے کپڑا پھٹ گیا تھا۔ دیر کی وجہ یہ بتائی کہ اتنی حوریں اُسے پیش کی گئیں کہ ہر ایک کہتی تھی کہ میں اُس کے لئے ہوں۔ حتیٰ کہ اُن کی تعداد ستر تک پہنچ گئی۔ ہر ایک میرے دامن کو پکڑتی جس وجہ سے میرا کپڑا پھٹ گیا۔ (شواہد النبوت)

اصحابِ فیل کا قصہ

ابرہہ شاہِ یمن اور اس کے لشکر کی ہلاکت

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ﴿١﴾ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ﴿٢﴾ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴿٣﴾ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴿٥﴾ پ۳۰

کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا آپ کے رب نے ۱ ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا ۲ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و فریب کو ناکام نہیں بنا دیا ۳ اور دو یوں کہ بھیج دیئے ان پر ہر سمت سے پرندے ڈاروں کے ڈار۔ جو برساتے تھے ان پر کنکر کی پتھریاں ۴ پس بنا ڈالا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ ۵

علمائے سیرت نے بیان فرمایا کہ ابرہہ نے ایک عبادت خانہ تعمیر کیا اور اس کو آرائش وزیبائش کے لحاظ سے یکتائے روزگار بنا دیا اور کہنے لگا کہ حجاج عرب کو جب تک اس کی حج وزیارت پر آمادہ نہ کر لوں دم نہیں لوں گا۔

جب اہلِ عرب کو معلوم ہوا کہ وہ بدبخت کعبہ شریف کی عزت و حرمت لوگوں کے دلوں سے ختم کرنا چاہتا ہے تو اُن میں سے ایک شخص نے اُس مصنوعی کعبہ میں قضائے حاجت کر دی (تاکہ جب لوگ اس کی زیارت کو آئیں تو یہ منظر دیکھ کر کبھی اُدھر منہ نہ کریں) جب ابرہہ کو اس حادثہ کا علم ہوا تو غیظ وغضب سے آگ بگولا ہو گیا اور قسم کھائی کہ میں مکہ مکرمہ پہنچ کر کعبہ کو (نعوذ باللہ) مسمار کر دوں گا۔ چنانچہ وہ ہاتھیوں کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا تو باہر ہی پڑاؤ ڈالا اور قریش کے جو مال مویشی ہاتھ آئے لوٹ لئے۔ جس میں حضرت عبدالمطلب کے بھی دو سو (۲۰۰) اونٹ تھے اور اپنے ایک مصاحب سے کہا کہ لوگوں سے دریافت کرو کہ اہلِ مکہ کا سردار کون ہے؟

پھر اس کو میری طرف سے کہو کہ ہم تمہارے ساتھ حرب وقتال کے لئے نہیں
آئے بلکہ ہم (خاکم بدہن) اس گھر کو گرانے آئے ہیں۔ اُس کو عبدالمطلب کے
متعلق بتایا گیا (کہ قوم قریش کے سردار اور بیت اللہ کے محافظ وخادم ہیں)
تو ابرہہ کے مصاحب نے حضرت عبدالمطلب کو اس کا پیغام پہنچا دیا۔ (الخ)

مدارج النبوت میں یوں ہے کہ جب ابرہہ حاکم یمن نے اصحمہ نجاشی
کی جانب سے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور وہ بیت الحرام کو منہدم کرنے کے
لئے بہت بڑا اسفید ہاتھی لایا تو لوگوں نے عبدالمطلب کو خبر دی۔ انہوں نے
فرمایا اے قریش! اس گھر کا (بیت اللہ کا) حفاظت کرنے والا خدا ہے
وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ اس کے بعد ابرہہ قریش کے اونٹ اور بکریاں
ہنکال کر لے گیا ان میں حضرت عبدالمطلب کے بھی چار سو (۴۰۰) اونٹ
تھے۔ حضرت عبدالمطلب قریش کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر نکلے اور جبل
ثبیر پہ آئے۔ اس وقت عبدالمطلب کی پیشانی پر نور محمدی (صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم) ہلال کی مانند چمکنے لگا اور اس نورِ مبارک کی تیز شعائیں خانہ
کعبہ پر پڑنے لگیں جس سے وہ خوب روشن ہو گیا۔ جب حضرت عبدالمطلب
نے اس نور مبارک کو دیکھا تو فرمانے لگے: اے گروہ قریش! جاؤ۔ بلاشبہ
تمہیں اس معاملہ میں کامیابی ہوگی۔ خدا کی قسم یہ نورِ مبارک اُسی وقت چمکتا
ہے جبکہ ہمیں ظفرمندی اور کامیابی ہوتی ہے۔ اس کے بعد قریش منتشر ہو
گئے اور لوٹ گئے۔ ابرہہ نے ایک شخص کو بھیجا تاکہ وہ لشکر کو شکست دے۔
جب وہ مکہ میں داخل ہوا اور حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر نظر پڑی تو بیہوش
ہو کر گر پڑا اور ذبح کے وقت گائے کے ڈکرانے کی طرح آواز نکالنے لگا۔
جب ہوش میں آیا تو عبدالمطلب کو سجدہ کر کے کہنے لگا "میں گواہی دیتا ہوں
تم قریش کے سچے سردار ہو۔"

حضرت عبدالمطلب کو ابرہہ کے پاس لیجایا گیا۔ اس نے بہت اعزاز و اکرام

کیا اور پوچھا کوئی حاجت وغرض ہو تو بتلاؤ۔ آپ نے کہا ہمارے دو سو اونٹ
جو تم نے لوٹ لئے ہیں وہ واپس کر دے۔

ابرہہ نے کہا تعجب ہے کہ دو سو اونٹ کا مطالبہ کرتے ہو اور وہ گھر جو
تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا دین ہے اسے نظر انداز کر رہے ہو۔ حالانکہ میں
اسے گرانے آیا ہوں۔

آپ نے فرمایا "میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے ان کا مطالبہ کر
رہا ہوں اور اس گھر (خانہ کعبہ) کے ہم مالک نہیں ہیں نہ وہ ہماری حفاظت و
پناہ میں ہے (بلکہ ہم اس کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہے ہیں)
اس کا مالک اور ہے اور وہ زبردست طاقت ور ہے اور وہ اپنے گھر
کی ضرور حفاظت کرے گا۔"

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس
تشریف لے گئے اور اس نے سفید ہاتھی کو بُلایا جو کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے
لایا گیا تھا، جب ہاتھی نے حضرت عبدالمطلب کے چہرۂ پُرنور پر نظر ڈالی تو وہ
سجدہ میں گر گیا۔ حالانکہ یہ ہاتھی دوسرے ہاتھیوں کے برعکس ابرہہ کو بھی سجدہ نہ
کرتا تھا۔ گویا یہ ہاتھی حق تعالیٰ کی مشیت کے مطابق حضرت عبدالمطلب کے
آگے سر جھکا کر زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ سلام ہو اُس پر جو تمہاری پشت
میں ہے۔ اُس ہاتھی کے سر پہ ہر چند آنکس مارتے تھے مگر وہ زمین سے سر
نہیں اُٹھاتا تھا۔

خصائص الکبریٰ میں ہے: ابن سعد، ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر،
ابوجعفر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب فیل نے وسط ماہ محرم میں
مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ اس واقعہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت
کے درمیان پچاس راتوں کا فاصلہ تھا۔[1]

---

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پہ ←

جناب عبد المطلب نے بہ نظر رفع فساد اُس سے کہا "تم ہم سے جو وعدہ کرو گے ہم پورا کریں گے تم واپس جاؤ۔ مگر اس نے ان کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے پر اصرار کیا اور اس کی طرف پیشقدمی شروع کر دی۔ عبد المطلب لوٹ آئے۔ اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا "میں کعبہ کو ویران کرنے اور حرمِ مقدس کے بے خطا ساکنین کو ہلاک کرنے والوں کے مقابلہ پر نہیں جاؤں گا۔ پھر مندرجہ ذیل اشعار کہے :

ترجمہ : "اے خدا! ہر معبود کے لئے ایک حل ہوتا ہے تو اب تو اپنے حل کی حفاظت فرما۔ تیری تدبیر پر کسی کا داؤ ہرگز غالب نہیں آسکتا۔ اے خدا! اب اگر تو بچانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے حکم فرما۔" (خصائص الکبریٰ)

"الوفا" میں ہے کہ حضرت عبد المطلب ابرہہ کے پاس سے آئے تو قریش کے پاس آئے اور اُن کو مکہ مکرمہ سے نکل کر پہاڑوں اور گھاٹیوں میں پناہ لینے کا حکم دیا تاکہ ابرہہ کا لشکر اُن پر ظلم و تعدی نہ کرے۔ پھر کعبہ شریف کی زنجیر پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور کہا :

"اے رب! میں قریش کی حفاظت و نگرانی کے لئے تیرے سوا کسی سے امیدوار نہیں ہوں۔ اے ربّ کریم ابرہہ اور اُس کے لشکریوں کو اپنی حمایت سے محروم فرما۔"

"بیشک بیت اللہ کا دشمن وہی ہے جو تیرا دشمن ہے۔ لہذا اُن کو

---

[1] اصحابِ فیل کا واقعہ قرآن حکیم کی سورۃ الفیل پارہ ۳۰ میں ہے۔ بکمال ایجاز و اختصار بیان ہوا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے : "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے اصحابِ فیل (ابرہہ اور اس کے لشکر) کے ساتھ کیا کیا، کیا ہم نے اُن کے داؤں کو اُن پر ہی نہیں اُلٹ دیا اور اُن پر چھوٹے چھوٹے پرندوں کے غول بھیجے جنہوں نے اصحابِ فیل پر پتھریلی کنکریاں فضاء سے گرائیں اور اُن کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ (ان کا کچومر نکال دیا)" (فیل معنی ہاتھی)

اپنا گھر برباد کرنے اور اُس کے ماحول کو خراب کرنے سے خود روک"۔ اور بارگاہ خداوندی میں یہ بھی عرض کیا :

"اے الٰہ العالمین! ہر فرد اپنے گھر کی اور ساز و سامان اور لباس و پوشاک کی حفاظت کرتا ہے لہذا تو بھی اپنے گھر اور اُس کے ساز و سامان کی حفاظت فرما۔"

"ان کی صلیب اور قوّت و طاقت کل کو تیری قوّت و طاقت پر کسی طرح غالب نہ آنے پائے۔ یا اُن کی چالاکی اور مکر و فریب تیری چارہ سازی پر غالب نہ ہو۔" "انہوں نے اپنے علاقوں اور شہروں کے سارے لشکر اور ہاتھی جمع کر لئے ہیں تاکہ تیرے گھر میں پناہ لینے والوں کو قیدی بنا لیں اور اُن کو بے عزت و خوار کریں۔"

"تیرے محفوظ و مقدس مقام کی طرف اپنے مکر و فریب اور ناپاک عزائم کے ساتھ بڑھے ہیں۔ اپنی نادانی اور عاقبت نااندیشی کی وجہ سے تیرے جلال کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اگر تو ہمارے کعبہ کو اُن کے حوالے کر دے گا تو بڑی عجیب بات ہے مگر جو تیری مرضی ہو اور جو تجھے پسند ہو۔"

اِدھر حضرت عبد المطلب بارگاہ ربّ العزت میں دُعا کر رہے تھے اُدھر ابرہہ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی تیاری شروع کر دی۔ اور اپنے انتہائی سرکش ہاتھی کو تیار کیا۔ نفیل بن حبیب خثعمی آئے اور ہاتھی کے کان میں کہا :

"اے محمود! (ہاتھی کا نام) بیٹھ جا اور آگے قدم مت بڑھا بلکہ جہاں سے آیا ہے لوٹ جا، کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے بلد حرم میں ہے (یہاں خونریزی اور خون خرابہ اسے پسند نہیں ہے) ہاتھی یہ حکم سُن کر بیٹھ گیا۔

نفیل تو ہاتھی کو یہ پیغام سُنا کر تیزی کے ساتھ پہاڑ کی طرف نکل گئے۔ اور ابرہہ اور اس کے لشکری اُسے مار پیٹ کر تھک گئے۔ مگر وہ اٹھنے کا نام نہیں لیتا تھا، یمن کی طرف تیاری کرتے ہیں تو دوڑنے لگتا اور جب مکہ مکرمہ

کی طرف متوجہ کرتے تو بیٹھ جاتا۔ (ہاتھی کے ساتھ ان کی یہ دھینگا مشتی جاری تھی) کہ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے جُھنڈ بھیج دیئے۔ ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں۔ ایک چونچ میں اٹھائے ہوئے تھا اور دو کو پنجوں میں۔ بظاہر وہ کنکریاں چنے بلکہ مسور کے دانے کے برابر تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے اُن میں یہ تاثیر رکھی تھی کہ جسے لگتیں موقع پر ہی ہلاک ہو جاتا۔ جب ان کنکریوں کی بوچھاڑ دیکھی تو اُسی راہ پر جان بچانے کے لئے بھاگ کر پہنچے جس پر چل کر آئے تھے۔ مگر اب بچنے کی صورت کہاں تھی، کوئی میدانی علاقہ میں تباہ ہوا کوئی پہاڑوں میں پہنچ کر ہلاک ہوگیا۔ ابرہہ کے جسم میں ایک مہلک مرض پیدا ہوگیا جس سے اُس کی انگلیاں کٹ کٹ کر گر گئیں۔ جب اُس کو واپس صنعاء لے کر پہنچے تو وہ ضعف اور لاغری کی وجہ سے چوزے کی مانند ہو چکا تھا۔ حتیٰ کہ اُس کا سینہ چاک ہوا اور دل باہر آگیا۔ اور اس ذلّت و رُسوائی کے ساتھ اہلِ عالم کے لئے ہزاروں عبرتوں کا سامان چھوڑ کر واصلِ جہنم ہوگیا۔ اور یہی وہ سال تھا جس میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آفتابِ نبوّت و رسالت اُفقِ انسانیت پر جلوہ افروز ہوا[1] اور اُنہی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے کعبہ مکرّمہ اور حرمِ پاک کو محفوظ فرمایا۔ الغرض ابرہہ اور اس کا تمام لشکر تباہ و برباد ہوا اور ان کی تباہی و بربادی کو بیشمار لوگوں نے مشاہدہ کیا جن میں حکیم بن حزام اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما بھی ہیں جنہوں نے طویل عمر پائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے اُس ہاتھی کے قائد (آگے چلنے والے) اور سائیس (پیچھے چلنے والے، ہانکنے والے) دونوں کو مکہ مکرّمہ میں دیکھا وہ آنکھوں سے محروم تھے اور پاؤں سے معذور، لُولے لنگڑے لوگوں سے مانگ کر گزر اوقات کرتے تھے۔ (العیاذ باللہ من ذالک)

---

[1] بقولِ ابن قتیبہ سب لوگوں کا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس سال متولّد ہونے پر اجماع ہے (ضیاء النبی)

ابنِ قتیبہ فرماتے ہیں ہاتھی والے اور اس کے لشکر کی یہ تباہی بربادی اور تذلیل و رسوائی اور وہ بھی ابابیل جیسے ضعیف پرندوں کے ذریعے اور معمولی مقدار میں کنکریوں کے ساتھ ہلاکت، اللہ ربّ العزّت کی قدرت پر عظیم برہان اور واضح دلیل ہے جس نے ابابیل کو اس مقصد کے لئے مسخر و پابند فرمایا[1] سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

حاشیہ

[1] یہ عبرت انگیز واقعہ کس سال میں ظہور پذیر ہوا اس کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، لیکن صحیح قول وہ ہے جو ابن عباس اور دیگر محققین علماء سے منقول ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے تقریباً پچاس دن پہلے یہ واقعہ رونما ہوا عربی مہینہ کے ماہِ محرم کی سترہ تاریخ تھی اور بارہ ربیع الاول کو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افزائے بزمِ گیتی ہوئے۔ ارشادِ نبوی ہے۔ ولدت عام الفیل کہ میری ولادت عام الفیل میں ہوئی۔ ابو نُعیم لکھتے ہیں کہ حملہ آور فوج نصاریٰ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار اور انجیل کو ماننے والے تھے۔ اہلِ مکہ کا اس وقت مذہب بُت پرستی تھا۔ تین سو ساٹھ بت کعبہ شریف میں رکھے ہوئے تھے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان مشرکین اور بُت پرستوں کے مقابلہ میں ابرہہ کی مدد کی جاتی اور کعبہ خلیل کو صنم کدہ بنانے والوں کو عبرت ناک سزا دی جاتی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اب کعبہ کو آباد کرنے والے، اس کو نورِ توحید سے روشن کرنے والے کی آمد کا وقت قریب تھا۔ ابرہہ اگرچہ عیسائی تھا لیکن دنیائے عیسائیت میں حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کے مجسموں کی پرستش بڑے دھڑلے سے کی جاتی تھی اس لیے عقیدے کے لحاظ سے مشرکینِ مکہ اور ابرہہ میں اگر کوئی فرق تھا تو محض برائے نام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی ولادت کے سال میں اہلِ مکہ پر ایسا فضل وکرم فرمایا جس کا شکریہ وہ تاقیامت ادا نہیں کر سکتے۔ علامہ پانی پتی لکھتے ہیں: کانت قصة الفیل توطیه لنبوته ومقدمة لظهوره وبعثته۔ یعنی اس قصہ کا وقوع حضور کی آمد سے پہلے بمنزلہ تمہید کے تھا۔ الم تر کا معنی جاننا، مطلع ہونا بھی کیا گیا ہے۔ مزید لُطف یہ ہے کہ الم تر ما فعل ربك کے بجائے الم تر کیف فعل ربك فرمایا گیا ہے۔ یعنی آپ کے رب نے کیسا سلوک کیا۔ آیت میں استفہام اظہارِ تعجب و حیرت کے لیے ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس واقعہ کا ظہور اس صورت میں ہوا کہ اس کا ہر پہلو انسان کو محوِ حیرت کر دیتا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ، علم محیط اور کعبہ کی عظمت و شرف کی گواہی دے رہی ہیں۔

[2] ابرہہ کا لشکر ساٹھ ہزار جنگجو سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ لیکن اس میں ایک ہاتھیوں کا دستہ بھی تھا جس میں ۹ یا ۱۲ ہاتھی شریک تھے۔ یہ دستہ لشکر کے جلو میں جھوم جھوم کر چل رہا تھا۔ اہلِ مکہ، بلکہ اہلِ عرب نے نہ کبھی اتنی فوج دیکھی تھی اور نہ اس ساز و سامان اور اسلحہ کا انہوں نے کبھی تصور کیا تھا۔ ہاتھی اہلِ عرب کے لیے بالکل ایک نئی چیز تھی۔ اسی خصوصیت کے باعث اس سارے لشکر کو اصحاب الفیل کہا گیا۔ چند غیرت مند قبائل نے ابرہہ کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مکہ والے بے بسی اور بے چارگی کی حالت میں کعبہ کو چھوڑ کر ارد گرد پہاڑوں میں جا چھپے۔ کعبہ کو گرانے میں بظاہر کوئی رکاوٹ نظر نہ آتی تھی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو جس طرح بچایا اور اپنے پیارے رسول کی اولین درس گاہ کی عزت و حرمت کا سکہ جس طرح لوگوں کے دلوں پر بٹھایا، عقلِ انسانی اس کو دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے۔ انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جس ذات کا یہ گھر ہے اس کی قدرت بے پناہ، اس کی حکمتیں بیکراں اور اس کی تدبیریں لاجواب ہیں۔ جس بات کا وہ ارادہ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتی ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ ٥

بعثتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ابراہیم علیہ السّلام کی دُعاء

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ ۔

(سورۃ بقرہ)

(۱) جب ابراہیم علیہ السلام نے تعمیرِ کعبہ مکمل کرلی تو عرض کیا :-

"اے رب ہمارے اہل مکہ میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما۔" (القرآن)

(۲) سُدّی نے اِس آیت کی تفسیر میں اپنے مشائخ کی سند کے ساتھ اس رسول کا مصداق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سیّد الرّسل، امام الکُل حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین کے منصبِ جلیل پر فائز تھا جب آدم علیہ السلام زمین پر اپنے خاکی اور ارضی خمیر میں پڑے ہوئے تھے۔ فرمایا میں خود تمہیں اپنے آغاز و ابتداء کی خبر دیتا ہوں میں اپنے باپ حضرت خلیل اللہ علیہ السّلام کی دُعاء ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت سے قبل دیکھا تھا۔ اور ایسے انبیاء کرام علیہم السّلام کی مائیں اپنی اس پاکیزہ ترین اولاد کے انوار دیکھا کرتی تھیں۔

اسی روایت کو لیث رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے خواب کی تعبیر اور اس کے مصداق کی وضاحت میں فرمایا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ کو جنم دیا تو ایک عظیم نور دیکھا جس سے شام کے محلات چمک اُٹھے۔ (مدارج النبوّت)

• "تاج المذکرین" میں لکھا ہے کہ لوگوں نے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اس میں کیا حکمت تھی کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام اور اُن کی آل کو دُرود میں مخصوص فرمادیا۔ آپ نے فرمایا جب آپ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو بارگاہِ الٰہی میں دُعاء کی۔ آپ کی اولاد میں سیّدنا اسمٰعیل، اسحاق، بیویاں سارہ اور ہاجرہ سلام اللہ علیہم اجمعین آمین کہتے جاتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اُمّتِ محمّدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشائخ جب خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آئیں تو ۲ دو نفل شکرانہ ادا کریں تو اے اللہ! مجھے ان کا شفیع بنانا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کہتے تھے، جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت میں سے بوڑھا ہوکر آئے اور خانہ کعبہ میں آکر تیری عبادت کرے گا تو اُسے بخش دے۔ سب نے آمین کہا۔ حضرت اسحٰق علیہ السّلام نے عرض کی، اے اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کا جو نوجوان تیرے اس گھر میں آکر تیری عبادت کرے تو اس کی بخشش فرمانا۔ سب نے کہا آمین۔ حضرت سارہ سلام اللہ علیہا نے اُمّتِ محمّدیہ کی عورتوں کے لئے جبکہ حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا نے اُمّتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کی کنیزوں کے لئے دعاء کی کہ جب وہ کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے آئیں اور اس میں عبادت کریں تو اے اللہ! اُن کی بخشش کرنا۔ سب نے کہا آمین:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ارشاد فرمایا۔ "اے میرے حبیب! میرے ابراہیم خلیل اور اُس کی آل نے تیری اُمّت کو اس وقت فراموش نہیں کیا تو تیری اُمّت کا ہر فرد جب میری عبادت کرے تو اُن کو خیر و برکت سے یاد کرلیا کرے۔ اور نماز کا آخری حصّہ (تشہد) میں جو قبولیت کا وقت ہوتا ہے اُن پر دُرود بھیجا کریں۔ تاکہ اُن کے احسان کا بدلہ دیا جاسکے۔"

ابنِ قتیبہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت
کے وقت تمام سلطنتیں اور مملکتیں ختم ہوگئیں ماسوا سلطنتِ رُوما (روم)
کے اور اس کے بقاء و دوام کا سبب یہ ہوا کہ جب حضرت اسحاق علیہ السلام
نے اپنے آخری ایام میں اپنے صاحبزادوں کو بُلایا (تاکہ رُوحانی اور اُخروی،
دُنیوی اور مادّی لحاظ سے انہیں مالا مال کر دیں) تو حضرت یعقوب علیہ السلام
سب سے پہلے اُن کی خدمت میں حاضر ہوگئے تو وہ اور اُن کی اولاد نبوت و
رسالت کے انعام سے مشرف ہوگئے۔ بعد میں حضرت عیص آپ کی خدمت
میں حاضر ہوئے تو اُن کو افزائش نسل اور کثرتِ اولاد کی دُعا دی اور ساتھ ہی
حکومت اور سلطنت کی۔ اور اہلِ روم انہی کی اولاد سے ہیں۔

دُوسرا سبب سلطنتِ رُوم کے باقی رہنے کا یہ ہے جس کو سہیلی نے بیان
کیا اور امام بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں اور علّامہ ابنِ حجر عسقلانی
نے نقل فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعوتِ اسلام دیتے
ہوئے قیصرِ رُوم کی طرف بھی خط مبارک بھیجا اور کسریٰ فارس کی طرف بھی۔
لیکن قیصرِ رُوم نے اس خط کی تعظیم کی اور اسے سونے کے ڈبے میں بند کرکے
رکھا اور اس کی اولاد یکے بعد دیگرے اُس کی تعظیم کرتے چلے آئے۔

حضرت عبدالمطلب کا خواب

حضرت عبداللہ، ابو طالب اور زبیر ماں کی جانب سے سگے بھائی تھے
جن کا نام فاطمہ بنت عمرو تھا۔

حضرت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے پکار کر کہہ رہا ہے۔
کہ چاہِ زمزم کو کھودو اور اس کی جگہ کی نشاندہی بھی کر دی جب وہ کھودنے
لگے تو قریش نے مخالفت کی (اور یہ اُن کے مقابلے سے قاصر تھے) کیونکہ اُن کا
اُس وقت اگر کوئی مددگار و معاون تھا تو اکلوتا بیٹا حارث تھا اس پر
انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس (۱۰) بیٹے عطا فرمائے اور
وہ اس عمر کو پہنچیں کہ میری مدد و اعانت کر سکیں تو میں اُن میں سے ایک کو
اللہ تعالیٰ کی راہ میں کعبہ مبارک کے پاس ذبح کروں گا۔ جب دس بیٹے پیدا
ہوکر بفضلہ تعالیٰ جوان ہوگئے اور عبدالمطلب کو اُن کی قوت اور زورِ بازو
پر اطمینان ہوگیا تو آپ نے اپنے بیٹوں کو اپنی نذر سے مطلع کیا۔

"مواہب لدنیہ" میں لکھا ہے۔ عبدالمطلب ایک رات کعبہ مطہرہ کے پاس
سو گئے۔ انہوں نے ایک کہنے والے کو خواب میں دیکھا وہ کہتا تھا اے عبدالمطلب
اس بیت کے رب کے واسطے اپنی نذر وفا کرو۔ یہ خواب دیکھ کر گھبرائے ہوئے
رُعب کی حالت میں بیدار ہوئے۔ اور ایک مینڈھا ذبح کرنے کا امر فرمایا۔
اور اس کو فقراء و مساکین کو کھلایا۔ پھر عبدالمطلب سو رہے اور خواب میں
دیکھا کہ کہنے والا کہتا تھا کہ مینڈھے سے جو شے اکبر ہو وہ ذبح کرو۔ بیدار ہوئے
تو ایک بیل ذبح کیا۔ پھر سو گئے، پھر خواب دیکھا کہا گیا کہ اس سے اکبر کو ذبح
کرو۔ بیدار ہوئے اور اونٹ ذبح کیا اور مساکین کو کھلایا۔ پھر سو گئے۔ اُن

کو یہ ندا کی گئی جو شے اس سے اکبر ہے وہ ذبح کرو۔ عبدالمطلب نے ندا کرنے والے سے پوچھا اونٹ سے اکبر کیا شے ہے؟ اُس نے کہا اپنی اولاد میں سے ایک فرزند ذبح کرو۔ جس کی تم نے نذر کی ہے۔

"الوفار" میں لکھا ہے کہ سب بیٹوں نے راہِ خدا میں قربان ہونے کے لئے آمادگی کا اظہار کیا۔ ہر ایک نے اپنا نام تیر پہ لکھا اور پھر تیروں کو اکٹھا کر کے ہُبل بُت کے قیم محافظ کے حوالے کیا اور کہا ان کی قرعہ اندازی کرو۔ قرعہ فال حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ آپ نے چھُری لے کر اُن کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ قریش کو جب اس امر کا علم ہوا تو وہ فوراً اپنی مجالس چھوڑ کر ان کے پاس آگئے اور کہا ابھی ایسا ہرگز نہ کرو۔ اگر ایسا ممکن ہو کہ بچے کی جان بچ جائے اور ایفائے نذر کی کوئی سبیل نکل آئے تو وہ صورت اختیار کرنی چاہیئے۔ آپ اُن کے مشورہ سے حضرت عبداللہ کو ساتھ لے کر ایک کاہنہ کے پاس گئے۔ اور صورتِ حال بتائی۔ اُس نے پوچھا تمہارے ہاں خون بہا کیا ہوتا ہے؟ آپ نے کہا دس اونٹ۔ تو اُس نے کہا پھر ایسے کرو۔ ایک طرف دس اونٹ اور دوسری طرف اپنا لختِ جگر بٹھا کر قرعہ اندازی کرلو۔ اگر قرعہ اونٹوں پر پڑے تو فبہا، ورنہ دس اونٹ اور بڑھا دو۔ پھر قرعہ اندازی کرو۔ علیٰ ھذا القیاس۔ جب قرعہ اونٹوں پر نکلے تو اللہ تعالیٰ اونٹوں پر راضی ہو جائے گا اور تمہارے بیٹے کے ذبح سے درگذر فرمائے گا۔ اس کے کہنے پر حضرت عبداللہ اور دس اونٹ کعبہ کے قریب قربانی کی غرض سے لائے گئے اور قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ دس اونٹ اور بڑھا کر قرعہ اندازی کی، پھر عبداللہ کا نام نکلا۔ حتیٰ کہ دس دس کا اضافہ کرتے رہے۔ نوبت سو (۱۰۰) اونٹوں تک پہنچ گئی تو قرعہ اونٹوں پر نکل آیا۔ اُن کو ذبح کر دیا گیا۔ اور کھُلے عام چھوڑ دیا گیا تاکہ ہر چیز اپنا اپنا مقدر اور حصہ ان میں سے وصول کرلے۔ انسان بھی اور درندے بھی۔ اور حضرت عبداللہ کی برکت سے تمام انسانوں کا خون گراں

اور قیمتی ہو گیا کیونکہ اسلام میں بھی وہی دیت اور خون بہا رکھا گیا اور قیامت تک یہی حکم باقی ہے۔

جب حضرت عبداللہ کی طرف سے سو اونٹ ذبح کئے گئے اور سارے عرب میں اُن کا چرچا اور آوازہ بلند ہوا۔ تو ایک دن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عبدالمطلب کے ہمراہ اُم قتال بنتِ نوفل بن اسد بن عبدالعزےٰ کے پاس سے گذرے جو ورقہ بن نوفل کی بہن تھیں، تو اس نے کہا: اے عبداللہ کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا اپنے باپ کی ہمراہی میں ہوں جدھر وہ جائیں گے میں بھی اُن کے ساتھ ہوں۔ اُس نے کہا مجھ سے اتنے اونٹ لے لو جو تمہاری ذات پر بطورِ فدیہ قربان کئے گئے ہیں اور مجھے اپنی بیوی بنا لو۔ آپ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں اور اُن سے جُدا نہیں ہو سکتا۔

حضرت عبدالمطلب اُن کو ہمراہ لیکر وہب بن عبدمناف بن زہرا کے پاس پہنچے اور اُن کی لختِ جگر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو نہایت خوبصورت اور نیک سیرت تھیں) کے ساتھ اُن کا نکاح کر دیا۔ جب زفاف ہوا تو نورِ مصطفےٰ (علیہ التحیۃ والثناء) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منتقل ہو کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہو گیا۔

دوسرے دن حضرت عبداللہ گھر سے نکلے اور اُم قتال نے دیکھا تو منہ پھیر لیا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے کل تو شادی کی پیش کش کر رہی تھی اور آج رُو گردانی کر رہی ہے؟ اس نے کہا وہ نور جو تیری پیشانی میں چمکتا تھا اور جس کی والدہ بننے کی تمنا پر میں سو (۱۰۰) اونٹ پیش کرنے کو تیار تھی وہ نُور تجھ سے جُدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب مجھے تیرے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں۔ اُم قتال کے اس علم و معرفت کی وجہ یہ تھی کہ ان کے بھائی ورقہ بن نوفل نے نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا اور کُتب سماویہ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ اُن کو اِس مطالعہ ہی سے معلوم ہوا تھا کہ اس اُمت میں اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے

ایک نبی آخر الزّمان کا ظہور ہونے والا ہے۔ امِ قتال نے اپنے بھائی سے معلوم کر لیا تھا کہ نبی آخر الزّمان (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے والد گرامی یہی ہیں اور اُن کی پیشانی میں نبی آخر الزّمان کا نور ہے۔ (الوفار)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت اور صاحبِ حُسن وجمال تھے۔ اور اپنے والد حضرت عبد المطلب کے نزدیک بہت محبوب وپیارے تھے کیونکہ اُن کی پیشانی پر نورِ محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تاباں تھا اور وہ بڑے بہادر اور تیر انداز تھے۔ اہلِ کتاب بعض علامتوں اور نشانیوں سے انہیں پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزّمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجودِ گرامی حضرت عبد اللہ کے صُلب میں ودیعت ہے۔ اس بنا پر وہ ان کے دشمن بن گئے اور ہلاکت کے درپے ہو گئے۔

ایک دن حضرت عبد اللہ شکار کے لئے تشریف لے گئے۔ اہلِ کتاب کی ایک بہت بڑی جماعت شام کی جانب سے تلوار سونت کر حضرت عبد اللہ کے قتل کے ارادہ سے نمودار ہوئی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ کے والد حضرت وہب بن عبد مناف بھی جنگل میں موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ چند سوار جن کی شکل وصُورت اِس دنیا کے لوگوں سے مشابہ نہ تھی غیب سے ظاہر ہوئے اور وہ اس حملہ آور گروہ کو حضرت عبد اللہ سے دُور کرنے لگے۔ وہب بن عبد مناف نے گھر آکر اپنے گھر والوں سے کہا، میں چاہتا ہوں اپنی بیٹی (سیّدہ) آمنہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح (حضرت) عبد اللہ بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہما) سے کر دُوں اور پھر یہ بات اپنے دوستوں کے ذریعہ حضرت عبد المطلب تک پہنچائی۔ حضرت عبد المطلب بھی یہی چاہتے تھے کہ عبد اللہ کی شادی ہو جائے۔ اس سلسلے میں وہ کسی ایسی عورت کی جستجو میں تھے جو شرف

حسب نسب اور عفت میں ممتاز ہو۔ آمنہ بنتِ وہب میں یہ صفات موجود تھیں۔ عبد المطلب نے اس رِشتہ کو پسند کیا اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا ان کے ساتھ نکاح کر دیا۔

عبد اللہ جب گھر تشریف لائے تو حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) سے زفاف ہوا۔ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کی پُشتِ مبارک سے منتقل ہو کر رحمِ آمنہ رضی اللہ عنہا میں جلوہ فگن ہوا۔ اور وہ حاملہ ہو گئیں۔ یہ منیٰ کے ایام تھے۔ (مواہب لدنیہ)

اِستقرارِ حمل

جاننا چاہیئے کہ استقرارِ نطفہ زکیہ مصطفوی و ابداعِ قدّہ محمدیہ در صدفِ رحمِ آمنہ رضی اللہ عنہا اقوالِ اصح کے بموجب ایّامِ حج کے درمیان تشریق کے دنوں میں شبِ جمعہ میں ہوا تھا۔ اسی بنا پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شبِ جمعہ لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ اس لئے کہ اس رات سارے جہان اور تمام مسلمانوں پر ہر قسم کی خیر وبرکت اور سعادت وکرامت جس قدر نازل ہوئی اتنی قیامت تک کسی رات میں نازل نہ ہوگی۔ بلکہ تا ابد کبھی نازل نہ ہوں گی۔

حدیثوں میں آیا ہے کہ شبِ میلاد مبارک کو عالمِ ملکوت میں ندا کی گئی کہ سارے جہان کو انوارِ قدس سے منوّر کر دو۔ اور زمین وآسمان کے تمام فرشتے خوشی سے جھُوم اُٹھے۔ اور داروغۂ جنّت کو حکم ہوا کہ فردوسِ اعلیٰ کو کھول دے اور سارے جہان کو خوشبوؤں سے معطّر کر دے۔ اور زمین وآسمان کے ہر طبقہ اور ہر مقام میں خوشخبری سُنا دے کہ نُورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج رات رحمِ آمنہ (رضی اللہ عنہا) میں قرار پکڑا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ تمام خیرات، برکات وسعادات اور انوار واسرار کا مصدر اور مبداءِ خلقِ عالم، اصلِ اصولِ بنی آدم کی اس عالم میں تشریف آوری اور اس کے ظہور کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ یقیناً تمام جہان والوں کو منوّر ومشرّف اور مسرور

ہونا چاہیئے۔ مروی ہے کہ اس رات روئے زمین کے تمام بُت اوندھے پائے گئے۔ شیاطین کا آسمان پر جانا ممنوع قرار دیا گیا۔ اور دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت اُلٹ دیئے گئے اور اس رات ہر گھر منور و روشن ہوا اور کوئی جانور ایسا نہ تھا جسے قوتِ گویائی نہ دی گئی ہو اور اس نے بشارت نہ دی ہو۔ مشرق کے پرندوں نے مغرب کے پرندوں کو خوشخبریاں دیں اور ایک آواز دینے والے نے کہا اے آمنہ! "تمہارا محمول سارے جہان سے افضل ہے۔ جب ولادت ہو محمد نام رکھنا۔"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکمِ مادر میں نو مہینے کامل رہے۔ مادرِ محترمہ نے عام عورتوں کی طرح کسی قسم کی گرانی، بار، درد، طبیعت کی بدمزگی محسوس نہ کی۔ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ میں حمل سے ہوں۔ صرف اتنا تھا کہ حیض (ماہواری) بند ہو چکا تھا۔ لیکن بعض روایات میں آیا ہے۔ فرمایا کچھ بوجھ سا معلوم ہوتا ہے۔ ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاملہ ہونے کے دلائل میں سے ایک بات یہ تھی کہ قریش کے ہر چوپایہ نے اس رات گویائی کی اور کہا ربِ کعبہ کی قسم: آج رات اللہ کا رسول حمل میں تشریف لایا ہے جو ساری دنیا کا امام اور تمام جہان والوں کا آفتاب ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ روئے زمین کے تمام چوپائے اس رات گویا ہوئے اور سب نے اسی طرح بشارت دی۔ اور اس سال اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت کی وجہ سے اس سال دنیا کی کل عورتوں کو اذن دیا کہ وہ اولادِ ذکور (لڑکے) کے ساتھ حاملہ ہوں۔ یہ راوی حدیث مطعون ہے۔ (مواہب لدنیہ)

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں خواب و بیداری کی حالت میں تھی کہ کسی نے ندا دی "اے آمنہ! (رضی اللہ عنہا) تم اس اُمت کے افضل سے حاملہ ہو۔" ایک روایت میں ہے کہ ساری مخلوق سے افضل سے حاملہ ہو۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ میں حمل سے ہوں۔ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شکم میں تھے کہ ایک دفعہ مجھ سے ایسا نور نکلا جس سے سارا جہان منور ہو گیا اور میں نے بصرے کے محلات دیکھے۔ (بصرہ شام کی جانب ایک شہر کا نام ہے) جب وقتِ ولادت شریف قریب آیا تو مژدہ دینے والے نے کہا اس طرح کہہ "اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ۔"

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی شکمِ مادر ہی میں تھے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تھی جب کہ آپ ابھی منزلِ حمل ہی میں تھے فرشتوں نے جنابِ باری میں عرض کی "اے ہمارے معبود! انبیاء کا سردار اور تیرا نبی یتیم ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ہم اُن کے محافظ و مددگار اور والی ہیں۔ اُن پر صلوٰۃ و سلام پڑھو اور اُن کیلئے برکتیں طلب کرو اور اُن کے لئے دعائیں مانگو۔"

وَصَلَوٰۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بَرَکَاتُہٗ وَسَلَامُہٗ۔

عبدالمطلب کا خواب

ابونعیم بروایت ابوبکر بن عبداللہ بن ابوالجہم اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوطالب سے حضرت عبدالمطلب کو خواب بیان کرتے ہوئے سُنا۔ عبدالمطلب نے کہا۔ جب میں حجرِ اسود کے قریب سو رہا تھا۔ میں نے خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہوگیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کاہن کے پاس آیا اور خواب سُنایا؛ کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور شاخیں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس درخت کے نور کو میں نے روشنیٔ آفتاب سے ستّر گُنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے ایک لمحہ وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے اور ایک جماعت قریش کی اُس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اسے کاٹنے میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ ایک جماعت اس کے کاٹنے کے قریب پہنچی ہی تھی کہ ایک خوبرُو حسین و جمیل اور خوشبو سے معطر شخص کہ اس کے دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا، نظر آیا۔ یہ خوبرُو نوجوان اس جماعت کی کمریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا۔ پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس درخت سے کچھ لُوں مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ میں نے پوچھا کہ اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ جو مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں۔

عبدالمطلب نے کہا کہ کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس

کے چہرے پر پڑی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ فق ہوگیا ہے۔ پھر کاہن نے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

"اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پُشت سے ایک ایسا فرزند ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی۔"

اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابوطالب سے کہا: "شاید وہ فرزند (یعنی میرے خواب کی تعبیر) تم ہی ہو۔"

ابوطالب اس بات کو اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت کے بعد کہتے۔ خدا کی قسم! یقیناً وہ درخت ابوالقاسم الامین ہیں۔ اس پر کچھ مسلمانوں نے اُن سے پوچھا۔ "پھر آپ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان کیوں نہیں لاتے"؟ ابوطالب جواب دیتے۔ مجھے شرم آتی ہے قریش کہیں گے طریقۂ اسلاف کو چھوڑ کر بھتیجے پر ایمان لے آیا۔"

حضرت علامہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "مدارج النبوّت" میں اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں کہ "ابوطالب نے لوگوں کی ملامت کے خوف سے ایمان قبول نہیں کیا۔ اہل سنّت و احناف کا یہی مسلک ہے۔"

مسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہمیشہ آپ کی مدافعت کی ہے اور آپ کو اُن کی حمایت اور تعاون حاصل رہا؟" حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! وہ جہنّم کے ضحضاح میں ہیں۔ اگر ان کو نفع نہ ملتا تو وہ جہنّم کے "دَرکِ اسفل" میں ہوتے۔"

(الخصائص الکبریٰ)

"مواہب اللدنیہ" میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ابوطالب کے پاس آتے، اُن کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ قریش کے
لوگ ابوطالب کے پاس جمع ہوئے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے تھے۔ ابوطالب نے قریش سے کہا جس وقت
اونٹ اپنی چراگاہ سے پلٹ کر آتے ہیں، اگر کوئی ناقہ (اونٹنی) اپنے بچے
کے سوا دوسرے ناقہ کے بچے پر مہربان ہو تو میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو تم لوگوں کے حوالے کر دوں۔ (یہ محال ہے کہ ایک ناقہ اپنے بچے کو
چھوڑ کر دوسرے کے بچّہ پہ مہربان ہو) اور ابوطالب نے یہ شعر پڑھے۔

وَاللهِ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ ۔ حَتّٰى اُوَسَّدُ فِي التُّرَابِ دَفِيْنَا

"اللہ تعالیٰ کی قسم کہ وہ کُل لوگ آپ تک نہ پہنچیں گے، یہاں تک کہ مَیں مٹی میں دب جاؤں۔"

فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَاضَةٌ ۔ وَابْشِرْ وَقَرَّ بِذَاكَ مِنْهُ عُيُوْنَا۔

"آپ کو اللہ تعالیٰ نے جس شے کی تبلیغ کے واسطے امر کیا ہے آپ اس کا جہر کیجیے۔ اس کے اظہار سے آپ پر کسی قسم کی ذلت نہیں ہے اور آپ کو بشارت ہو اور آپ اس کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیجیے۔" ("غضاضہ" ذلّت اور عیب ہے)

وَدَعَوْتَنِيْ وَزَعَمْتَ اَنَّكَ نَاصِحِيْ ۔ وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ ثَمَّ اَمِيْنَا۔

"آپ نے اپنے دین میں داخل ہونے کیلئے مجھ کو دعوت دی ہے اور آپ نے مجھ سے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ میرے ناصح ہیں۔ تحقیق آپ نے سچ کہا ہے اور جس دین کی طرف آپ نے مجھ کو بلایا ہے اس میں آپ امین ہیں کہ نہ آپ نے اس میں زیادتی کی ہے اور نہ کمی۔"

لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْحَذَارِيْ سُبَّةً ۔ لَوَجَدْتَنِيْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِيْنَا

"اگر ملامت کا خوف اور عار دلانے کا ڈر نہ ہوتا تو آپ ضرور مجھ کو اس دین کا ظاہر کرنے والا اور دین میں جوانمرد پاتے۔"

جو لوگ دین پر ٹھٹھا مارتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن سے کفایت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاَعْرِضْ عَنِ

الْمُشْرِكِيْنَ۔ "جو بات مشرکین کہتے ہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اس کی طرف التفات نہ کریں، جو لوگ آپ پر ٹھٹھہ مارتے ہیں"۔ دین پر ٹھٹھہ مارنے والے پانچ اشخاص اشرافِ قریش میں سے تھے۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، حارث بن قیس، اسود بن عبد یغوث، اسود بن المطلب۔ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا، اور آپ کے ساتھ استہزا کرنے میں مبالغہ کرتے تھے اور پیش پیش تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ امر کیا گیا ہے میں آپ کو اُن سے کفایت کرتا ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا وہ تیر بنانے والے کی طرف سے گذرا جو اپنے تیر درست کر رہا تھا۔ ولید کے کپڑے پر ایک تیر لگا۔ تیر کی تعظیم کی وجہ سے وہ اس کے لینے کے لئے نہیں مڑا۔ اس کے پاشنہ کی رگ میں وہ تیر لگا اس نے رگ کو کاٹ دیا وہ بیمار ہو گیا۔ اور کفر کی حالت میں مر گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے عاص کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ اُس کے تلوے میں کانٹا چُبھ گیا اور پاؤں ورم سے سوج گیا یہاں تک کہ پاؤں ورم کی وجہ سے چکی کی مانند ہوا اور یہ بھی بحالتِ کُفر مرا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے حارث کے ناک کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی ناک سے پیپ نکلنے لگا اور مر گیا۔ اس کے بعد جبرائیل نے اسود بن عبد

لہ (پچھلے صفحہ کا حاشیہ) واقعہ یہ ہے کہ قریش کے لوگ ابوطالب کے پاس عمارہ ابن الولید کو لائے تاکہ ابوطالب اس کو بیٹا بنا لیں اور ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہیں دے دیں تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر ڈالیں۔ ابوطالب نے کہا واللہ یہ بڑا عیب ہے جو تم لوگ مجھ پہ لگاتے ہو کہ تم لوگ اپنا بیٹا مجھ کو دیتے ہو کہ میں اسے کھلاؤں پلاؤں۔ اور اپنا بیٹا تم کو دے دُوں کہ تم اس کو قتل کر دو۔ واللہ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ یہ کہہ کر قریش سے کہا کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے ناقہ کے بچے پہ مہربان ہو۔ یہ محال ہے۔ ایسے ہی مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمہارے حوالے کرنا محال ہے۔ (مواہب اللدنیہ)

یغوث کی طرف اشارہ کیا ایسے حال میں کہ وہ ایک درخت کی جڑ میں بیٹھا اپنے سر سے درخت پر ٹکریں مارنے لگا اور اپنے چہرہ کو کانٹوں پر مارتا تھا یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مرگیا۔ اور جبرائیل علیہ السلام نے اسود بن المطلب کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا وہ اندھا ہو گیا۔ (غرضیکہ یہ سب بری حالت میں مرے) (مواہب اللدنیہ)

وقتِ ولادت باسعادت ظہورِ آثار و کرامات

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے جس رات اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر کو جنم دیا ایک نورِ عظیم دیکھا جس کی بدولت شام کے محلات روشن ہو گئے۔ حتیٰ کہ میں نے انہیں دیکھ لیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو جن و شیاطین شعلوں سے رجم کیے جانے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بعد شیطانوں کو آسمانوں سے روک دیا گیا۔ (کشف الغمہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ مبارک پہ دل کے بالمقابل مُہرِ نبوت شریف تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ عقیل ہیں۔ (کشف الغمہ)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مجھے زچگی والی حالت طاری ہوئی تو مجھے ستارے یوں نظر آنے لگے گویا وہ بالکل قریب ہیں حتیٰ کہ میں سوچنے لگی کہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔ جب میں نے اُن کو جنم دیا تو اُن سے ایک ایسا نور برآمد ہوا جس کی وجہ سے مکان و حجرہ روشن ہو گیا حتیٰ کہ جدھر نظر پڑتی نور ہی نور نظر آتا۔

حضرت شفا رجو کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں بیان فرماتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تولد ہوا اور آپ میرے ہاتھوں پر آئے تو آپ نے آواز بلند فرمائی

جیسا کہ وقت ولادت بچے آواز نکالتے ہیں، تو میں نے ایک آواز دینے والے کو سُنا کہہ رہا تھا۔ "رَحِمَکَ رَبُّکَ"۔ تمہارے رب کریم تم پر رحم فرمائے۔

حضرت شفاء فرماتی ہیں مجھ پر افق مشرق و مغرب کا مابین اور تمام روئے زمین روشن ہو گیا۔ حتیٰ کہ شام کے بعض محلات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ پھر میں لیٹ گئی مگر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ مجھے تاریکی اور رعب و خوف معلوم ہوا اور بدن پہ رونگٹے کھڑے ہوتے نظر آنے لگے۔ پھر ایک نور دائیں طرف سے دکھائی دیا اور یہ آواز سُنائی دی کہ اس محبوب مولود کو کہاں لے گیا ہے۔ دوسری طرف سے جواب آیا، مغرب کی طرف۔ پھر بائیں جانب سے ایک نور نمودار ہوا اور آواز آئی تم اس مولودِ مسعود کو کہاں لے گئے ہو؟ تو جواب آیا میں انہیں مشرق کی طرف لے گیا ہوں۔ یہ واقعہ میرے دل پر نقش رہا، حتیٰ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں ان لوگوں میں شامل ہو گئی جو سب سے پہلے دولتِ ایمان سے مالا مال ہوئے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان کو جنم دیا تو وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے اور آسمان کیطرف دیکھنے لگے پھر مٹی کی مٹھی لی اور سجدہ کی طرف مائل ہوئے۔ وقتِ ولادت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ناف بریدہ اور ختنہ شدہ تھے۔ میں نے اُن پر پردہ دینے کے لئے مضبوط پردہ ڈالا، مگر کیا دیکھتی ہوں کہ وہ پھٹ چکا ہے اور یہ اپنا انگوٹھا چوس رہے ہیں جس سے دُودھ کا پھوارہ پھوٹ رہا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری والدہ نے یوں ملاحظہ فرمایا گویا مجھ سے ایک عظیم نور نمودار ہوا ہے جس کی ضیا پاشیوں سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب والدہ ماجدہ سے متولد ہوئے تو انہوں نے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک بڑا برتن (دیگ برہ) اُوپر دے کر چھپا دیا۔ مگر وہ فوراً دو ٹکڑے ہو کر الگ ہو گیا۔ اور آپ آنکھیں کھولے آسمان کیطرف دیکھ رہے تھے۔

وہب بن زمعہ کی پھوپھی سے مروی ہے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا تو خوشخبری سُنانے کیلئے حضرت عبدالمطلب کے پاس آدمی بھیجا، جبکہ وہ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے ساتھ اُن کی اولاد اور دیگر افرادِ قریش بھی موجود تھے۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر آفتاب نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد مبارک کی اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود اس نورِ اقدس سے منور ہونے کی ان کو اطلاع ملی تو بہت خوش ہوئے۔ فوراً وہ خود بھی اور اُن کے ہم نشین بھی اٹھے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے بوقتِ ولادت جو عجائبات، اشارات و بشاراتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھے تھے حضرت عبدالمطلب کو کہہ سُنائیں۔ حضرت عبدالمطلب نے آپ کو اٹھایا اور کعبہ مبارک کے اندر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہے اور اس کے کرم اور ذرّہ پروری کا شکریہ ادا کرتے رہے۔

ابنِ واقد کہتے ہیں مجھے یوں خبر دی گئی ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے اس دن بارگاہِ خداوندی میں یُوں عرض کیا:

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ پاکیزہ لباس اور منزّہ ذات والا مقدّس پوتا عطا فرمایا جو پنگھوڑے میں ہوتے ہوئے سب بچوں پر فوقیت لے گئے۔ میں اُن کو اللہ تعالیٰ کے مبارک ارکان اور اطراف و اکناف والے گھر کی پناہ میں دیتا ہوں حتیٰ کہ میں اس کو اس حال میں دیکھوں کہ وہ مکمل اور مضبوط و توانا جوان ہوں۔ میں ان کو کینہ ور دشمن کے شر سے

(اللہ تعالیٰ کی) پناہ میں دیتا ہوں اور اس حاسد کے شر سے جو [illegible]
مرضِ حسد کی وجہ سے بے چین و بے قرار ہوں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و
آلہٖ وسلّم بوقت ولادت ختنہ شدہ تھے اور مُسکرا رہے تھے۔ آپ کے جدِ امجد
نے یہ منظر دیکھا تو کہا میرے اس بیٹے کی عجیب شان ہو گی اور واقعی عجیب
مقام ان کو نصیب ہوا۔ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

امام احمد اور بزاز اور طبرانی نے حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے
روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کے
ہاں ایسے حال میں خاتم الانبیاء تھا کہ آدم علیہ السلام اپنی طینت میں پڑے
ہوئے تھے اور میں تم لوگوں کو اپنی خبر دیتا ہوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام اپنے
باپ کی دُعا ہوں اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

(حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعا یہ ہے: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ
رَسُولًا مِّنْهُمْ الخ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی بشارت اللہ تعالیٰ
کا یہ ارشاد ہے: وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ)
اور میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جس رؤیا کو انہوں نے عین بصرے
دیکھا تھا نہ کہ خواب میں۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی دیکھا
کرتی ہیں۔" اور یہ امر ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنا ایسا نور دیکھا جس سے شام کے محلات اتنے
روشن ہو گئے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے اُن کو دیکھا۔ حافظ ابن حجر نے
کہا ہے اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ اور آپ کے
عجائباتِ ولادت سے وہ حدیث ہے کہ ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ آگیا اور
اس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور طبریہ کا بحیرہ خشک ہو گیا اور فارس
کی آگ بُجھ گئی جو ایک ہزار سال سے نہیں بُجھی تھی۔ جیسا کہ اس حدیث کو

بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیاطین آسمانوں سے
نہیں روکے جاتے تھے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو شیاطین تین
آسمانوں سے روک دئے گئے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
پیدا ہوئے تو شیاطین تمام آسمانوں سے روک دئے گئے۔ (مواہب)

مکہ مکرمہ میں اُس وقت ایک یہودی موجود تھا۔ جس وقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو اُس نے صبح دریافت
کیا اے جماعت قریش! آج رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟
انہوں نے کہا ہمارے علم میں نہیں ہے۔ اُس نے کہا (نہیں بلکہ تحقیق کرو
ہماری کتب میں جو کچھ مرقوم ہے اس کی رُو سے آج رات نبی عربی،
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متولد ہوئے ہیں۔ قریش اس کی بات
سُن کر گھروں کو گئے۔ گھر والوں سے دریافت کیا کہ آج عبد المطلب کے
خاندان میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟ تو بتلایا گیا کہ ہاں! انہوں نے جا کر
یہودی سے کہا کہ ہاں، حقیقتِ حال وہی ہے جو تم نے بتلائی ہے۔ وہ بولا
کہ اب نبوت بنی اسرائیل کے ہاتھ سے نکل گئی ہے اور بنی اسماعیل علیہ السلام
اس سے مشرف کر دیے گئے ہیں۔

"مواہب لدنیہ" میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
نے ابولہب کو خواب میں دیکھا۔ یہ خواب جنگِ بدر کے بعد واقع ہوا۔ تو
ابولہب سے پوچھا: تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا دوزخ میں ہوں مگر
دوشنبہ (پیر) کی ہر رات کو مجھ سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور میں
اپنی دو انگلیوں سے گھڑے کی مقدار پانی پیتا ہوں۔ ابولہب نے اپنی انگلی
کے پورے سے اس گھڑے کی طرف اشارہ کر کے مقدار بتائی اور کہا کہ میں
اتنا پانی اس لئے پلایا جاتا ہے کہ ثویبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی ولادت کی مجھے بشارت دی تھی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس وجہ سے مجھ کو پانی
پلایا جاتا ہے کہ ثویبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا ہے۔

ابن جزری نے کہا ہے یہ ابولہب وہ کافر ہے جس کی مذمت میں
قرآن نازل ہوا ہے۔ (سورۃ تبت یدا، پارہ ۳۰) آپ کی ولادت کے
ولادت کی رات میں اس کو فرحت حاصل ہوئی جس وقت اس کو دوزخ
میں اس فرحت کی جزا دی گئی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت
سے جو شخص کہ مسلمان ہے توحید پر قائم ہے آپ کی ولادت سے وہ مسرور
ہے اور جس شے پر اس کی قدرت و طاقت پہنچتی ہے وہ خرچ کرتا ہے اس
کا کیا حال ہوگا۔ مجھ کو میری جان کی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس
کی جزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اسے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ اُس مرد پر رحم فرمائے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کی ولادت مبارکہ کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عیدین کی طرح اختیار
کیا۔ خوشی کا اظہار کیا۔ حسب استطاعت خرچ کیا۔ مٹھائی تقسیم کی یا کسی کو
میلاد کی خوشی میں کھانا یا پانی پلایا۔ اور میلاد کی خوشی منانے میں اللہ کریم
جنت نعیم میں اس کو جگہ عطا فرمائے گا۔ (مواہب لدنیہ)

آفتابِ نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے "قریش ایک نور تھے اللہ تعالیٰ کے آگے دو ہزار برس پہلے آدم علیہ السلام
کے پیدا ہونے سے۔ وہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا۔ اور فرشتے اُس کی
تسبیح سن کر تسبیح کرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا
تو اُن کی پُشت میں اُس نور کو ڈال دیا۔ تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ گرایا مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین پر پُشت آدم علیہ السّلام میں۔ پھر پُشت
نوح علیہ السلام میں داخل کیا۔ پھر پُشت ابراہیم علیہ السلام میں ڈالا۔ پھر اللہ
تبارک و تعالیٰ مجھے اصلابِ کریمہ اور ارحامِ طاہرہ میں برابر ہمیشہ منتقل کرتا رہا۔
حتیٰ کہ پیدا کیا مجھے میرے ماں باپ نے اور میرے آباء و اجداد میں کبھی
بدکاری نہیں ہوئی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

حافظ ناصر الدین دمشقی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے :-

تَنَقَّلَ اَحْمَدُ نُوْرًا عَظِيْمًا   تَلَألَأَ فِيْ جِبَاهِ السَّاجِدِيْنَ
تَقَلَّبَ فِيْهِمْ قَرْنًا فَقَرْنًا   اِلٰی اَنْ جَاءَ خَيْرُ الْمُرْسَلِيْنَ

ترجمہ: "احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نورِ مبارک کی شکل میں
منتقل ہوتے رہے۔ یہ مبارک نور سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں
چمکتا رہا۔ زمانہ در زمانہ یہ نور اُن میں منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو گیا۔" (حجۃ اللہ علی العالمین)

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا مقصد یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی تخلیق آپ علیہ السلام کی پشت مبارک سے کی جائے۔ اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصود ہیں جبکہ حضرت آدم
علیہ السلام وسیلہ ہیں۔ یہ امر طے ہے کہ مقصود وسیلے سے پہلے ہوتا ہے۔
ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے بارے میں امام فخر الدین
رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ملائکہ کو حضرت آدم علیہ
السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی حضرت حوا علیہا السلام سے بہت اولاد
تھی ان میں حضرت شیث علیہ السلام یقیناً بہترین تھے اسی وجہ سے انہیں
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا امین بنایا گیا۔ انہیں کہا گیا کہ آپ
اس نور مبارک کے امین اور محافظ بن جائیں اور بعد میں آنے والی نسلوں
کو بھی اسی طرح اس امانت کی حفاظت کی وصیت کرنا۔ حضرت شیث علیہ
السلام نے اپنے تمام بیٹوں کو وصیت کی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نور مبارک کے لئے بہترین عورتوں کا انتخاب کریں۔ جو نجیب الطرفین
(ماں باپ کی طرف سے اعلیٰ اور بلند نسب والی عورتوں) سے نکاح کریں
جو شرف و بزرگی کی حامل ہوں۔ حضرت شیث علیہ السلام کے بعد ان کی
اولاد نے اپنی اولاد کو بھی یہی وصیت کی۔ اس کے بعد جو بھی آتا رہا آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر کرتا رہا۔ انہوں نے بھی بلند اور اعلیٰ نسب
والی عورتوں کا انتخاب کیا۔ ان میں بڑے عظیم الشان سردار ہوئے جو جنگ
کے شیر تھے اور نہایت معزز تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اطہر
ایک سردار سے دوسرے سردار کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ حضرت ابراہیم اور
حضرت اسماعیل علیہما السلام کی جبینوں پہ یہ نور اس طرح ضوفشاں ہوتا
تھا گویا کہ وہاں مشعل رکھی ہوئی ہے۔ وہ نور مبارک اس طرح تھا گویا برج

سعد کا کوئی ستارہ ہو جیسے کہ یہ نور مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی اطہر میں قرار پذیر ہو
گیا۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک اور نہایت حسین تھے۔ لوگوں نے
کبھی بھی آپ رضی اللہ عنہ میں کوئی برائی نہ دیکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بھی اعلیٰ نسب اور نجیب الطرفین
تھیں۔ وادی بطحا کے سردار حضرت عبدالمطلب، ہاشم، عبد مناف، قصی،
کلاب، مرہ، لوئی، غالب، قریش صاحب بصیرت ہیں جن کو فہر بن مالک
جو شرف و بزرگی والے ہیں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ نضر، کنانہ، خزیمہ،
مدرکہ، الیاس ابن مضر، نذار، معد جو ایک بہادر شیر تھے، ان کے باپ
عدنان جن کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے۔ عدنان پر آکر آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا نسب نامہ شریف موقوف ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اجداد صدف ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اجداد شریفہ
نحل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین عسل (شہد) ہیں۔
امام مسلم علیہ الرحمۃ نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل
علیہ السلام میں سے کنانہ کو چنا پھر کنانہ سے قریش کو پھر قریش میں سے بنی ہاشم
کو چنا اور بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔ ابو نعیم اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شفیع المذنبین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا تو بنی آدم
کو تمام مخلوق میں سے چنا پھر بنی آدم میں سے عرب کو چن لیا پھر عرب میں
سے مضر کو چنا، پھر مضر میں سے قریش کو چنا، قریش میں سے بنی ہاشم کو چن
لیا پھر بنی ہاشم سے مجھے منتخب فرما لیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب بھی انسانیت
کو دو گروہوں میں تقسیم کیا تو مجھے اس گروہ میں رکھا جو سب سے بہترین

تھا حتیٰ کہ عرب کے سب سے افضل قبائل بنو ہاشم اور بنی زہرا سے میرا
ظہور ہوا۔ (رحمۃ اللہ علی العالمین)

حضرت عبدالرزاق علیہ الرحمۃ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر
بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے
ماں باپ آپ پر فدا ہوں، جملہ اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز
پیدا کی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جابر! (رضی اللہ عنہ)
بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے اپنے نور سے تمہارے نبی کا نور
پیدا کیا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت نہ دوزخ، نہ کوئی فرشتہ تھا
اور نہ آسمان، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ کوئی جن تھا نہ انسان۔ جب اللہ
تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو اس نور کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔
یعنی اس نور میں زیادتی نہ کی صرف اسی نور کو تقسیم کیا جو ذات مصطفےٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام تھی۔ نور کے اول جزو سے قلم کو پیدا کیا دوسرے جزو سے لوح
پیدا کی، تیسرے جزو سے عرش پیدا کیا پھر نور کے چوتھے جزو کو چار حصوں پر
تقسیم کیا۔ اول جزو سے حاملان عرش پیدا کئے (کہ وہ آٹھ فرشتے ہیں)
دوسرے جزو سے کرسی پیدا کی (جو عرش سے غیر ہے) تیسرے جزو سے
کل ملائکہ پیدا کئے پھر چوتھے جزو کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے جزو سے
سات آسمان پیدا کئے، دوسرے جزو سے سات زمینیں پیدا کیں، تیسرے
جزو سے جنت اور دوزخ پیدا کیں۔ پھر چوتھے کو چار حصوں میں بانٹا۔ تو
اول جزو سے مومنین کے ابصار کے نور کو پیدا کیا۔ دوسرے جزو سے ان
کے قلوب کے نور کو پیدا کیا کہ وہ نور اللہ عزوجل کی معرفت ہے۔ تیسرے
جزو سے مومنوں کے انس کے نور کو پیدا کیا کہ وہ توحید ہے۔ یعنی لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

روایت ہے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تمام آسمانوں
کا طواف کیا میں نے کوئی جگہ ایسی نہ دیکھی جہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
نہ لکھا ہو۔ آسمانوں کی تمام اشیاء پر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام اطہر
مکتوب تھا۔ جنت کے تمام محلات اور کمروں پہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا تھا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اقدس حور
عین کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر، طوبیٰ کے درخت پر،
سدرۃ المنتہیٰ پر، حجابات پر اور ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان آپ کا اسم گرامی
لکھا ہوا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ لوح محفوظ کے سینے میں یہ لکھا ہوا
ہے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دِيْنُهُ الْاِسْلَامُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَمَنْ
اٰمَنَ بِهٰذَا اَدْخَلُهُ الْجَنَّةَ۔ "میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، اسلام میرا
دین ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں، جو شخص ان
پر ایمان لائے گا اسے جنت میں داخل کروں گا۔"

الطبرانی وابن مردویہ رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شب معراج جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو میں
نے دیکھا کہ عرش کے دائیں پائے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
لکھا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ
السلام کو دیکھا ان کا حلیہ مبارک مجھ سے بہت زیادہ ملتا جلتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شیرخوارگی کا بیان

مدارج النبوت میں منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و بارک وسلم نے سات دن اپنی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور چند دن ثویبہ کا دودھ پیا۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔ چونکہ ان کا اپنا نام ونسب ہی حلم و وقار اور سعادت کے ساتھ متصف تھا اور وہ اس قبیلہ بنی سعد بن بکر سے ہیں، جن کی شیریں زبانی، اعتدالِ آب وہوا اور فصاحت و بلاغت میں مشہور و معروف ہے۔

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں اس لئے میں قریشی ہوں اور میں نے قبیلہ سعد بن بکر کا دودھ پیا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کے دودھ پلانے کے ضمن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو فضائل وکرامات اور ارہاصات مروی ہیں وہ احاطہ بیان اور گنتی وشمار کی حد سے باہر ہیں۔ اُن میں سے چند مختصراً تحریر کئے جاتے ہیں:

مواہب لدنیہ میں ہے کہ ابن اسحاق ابن راہویہ، ابویعلی، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم، سعدیہ سے نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں، میں قبیلہ سعد بن بکر کے ساتھ دودھ پلانے کے لئے کسی بچے کو لینے مکہ مکرمہ آئی۔ یہ زمانہ شدید قحط سالی کا تھا۔ آسمان سے زمین پر پانی کا ایک قطرہ تک نہ برسا تھا۔ ہماری ایک گدھی تھی جو لاغری وکمزوری سے چل نہیں سکتی تھی۔ اور ایک اونٹنی تھی جو دودھ کی ایک بوند تک نہ دیتی تھی۔ میرے ساتھ میرا بچہ اور میرا شوہر تھے۔ ہماری تنگی کا یہ عالم تھا کہ نہ رات چین سے گزرتی تھی

نہ دن آرام سے۔ جب ہمارے قبیلہ کی عورتیں مکہ مکرمہ پہنچیں تو انہوں نے دودھ پلانے کے لئے تمام بچوں کو لے لیا بجز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، کیونکہ جب وہ سنتی تھیں کہ وہ یتیم ہیں تو اُن کے ہاں جاتی ہی نہ تھیں۔ کوئی عورت ایسی نہ رہی تھی جس نے کوئی بچہ نہ لیا ہو۔ صرف میں ہی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو نہ پاتی تھی۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ خدا کی قسم میں بچہ لئے بغیر مکہ (مکرمہ) سے نہ لوٹوں گی۔ میں جاتی ہوں اور اُسی یتیم بچہ کو لے لیتی ہوں، میں اُسی کو دودھ پلاؤں گی۔ اس کے بعد میں گئی، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں لپیٹے ہوئے ہیں اور آپ سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں لپٹیں مار رہی ہیں۔ آپ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا تھا اور آپ خراٹے لیتے ہوئے اپنی قفا (گدی) پر محوِ خواب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ آپ نیند میں خراٹے لیتے تھے۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے چاہا کہ حضور کو نیند سے بیدار کردوں۔ مگر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو گئی۔ پھر میں آہستہ سے قریب ہو کر اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا تو آپ نے تبسم فرما کر اپنی چشمانِ مبارکہ کھولدیں اور میری طرف نظر کرم فرمائی تو آپ کی چشمانِ مبارکہ سے ایک نور نکلا جو آسمان تک پرواز کر گیا۔ میں نے آپ کی مبارک آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور گودی میں بٹھا لیا تاکہ دودھ پلاؤں۔ میں نے اپنا داہنا پستان آپ کے دہن مبارک میں ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا۔ پھر میں نے چاہا کہ اپنا بایاں پستان دہن مبارک میں دوں، تو آپ نے نہ لیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو ابتدائی حالت میں ہی عدل وانصاف ملحوظ رکھنے کا الہام فرما دیا

تھا۔ اور آپ جانتے تھے کہ ایک ہی پستان کا دُودھ آپ کا ہے کیونکہ اُم
(رضی اللہ عنہا) کا اپنا لڑکا بھی ہے۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس
کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ ایک پستان کو آپ اپنے
رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ پھر میں آپ کو لے کر اپنی جگہ پر آئی
اور اپنے شوہر کو دکھایا۔ وہ بھی آپ کے حُسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا اور سجدۂ
شکر ادا کیا۔ وہ اپنی اونٹنی کے پاس گئے دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھرے
ہوئے تھے باوجودیکہ اس سے پہلے اس کے تھنوں میں دُودھ کا قطرہ تک نہ تھا۔
انہوں نے اسے دوہا جسے خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا۔ اور ہم سیر ہو گئے۔ اور
خیر و برکت کے ساتھ اس رات چین کی نیند سوئے۔ چونکہ اس سے پہلے بھوک
اور پریشانی کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی، میرے شوہر نے کہا "اے حلیمہ!
بشارت و خوشی ہو کہ تم نے اس ذاتِ مبارک کو لے لیا، تم نہیں دیکھتیں کہ ہمیں
کتنی خیر و برکت حاصل ہوئی ہے۔ یہ سب اسی ذاتِ مبارک کے طفیل ہے۔
اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی ہمیشہ خیر و برکت رہے گی۔ حلیمہ رضی اللہ
عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد چند راتیں ہم مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے۔ ایک رات
میں نے دیکھا کہ ایک نور آپ کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہے اور ایک شخص سبز
کپڑے پہنے آپ کے سرہانے کھڑا ہے۔ میں نے اپنے شوہر کو جگایا اور کہا دیکھئے۔
شوہر نے دیکھا تو کہا "اے حلیمہ! خاموش رہو اور اپنی اس حالت کو چھپا کے رکھو
کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے یہود کے علماء و
احبار نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے، انہیں چین و قرار نہیں ہے۔ حلیمہ سعدیہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک دوسرے کو رخصت کیا
اور مجھے بھی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے رخصت کیا۔ میں اپنے دراز گوش
(گدھی) پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگے اپنی گود میں لیکر سوار ہوئی۔ میرا
دراز گوش خوب چُست و چالاک ہو گیا۔ اور اپنی گردن تان کر چلنے لگا جب

ہم کعبہ کے سامنے پہنچے تو اس نے (گدھی) نے تین سجدے کئے اور اپنے سر
کو آسمان کی طرف اٹھایا اور چلایا۔ پھر قبیلہ کے جانوروں کے آگے آگے
دوڑنے لگا۔ لوگ اس کی تیز رفتاری پہ تعجب کرنے لگے۔ عورتوں نے مجھ
سے کہا اے بنتِ ذویب! کیا یہ وہی جانور ہے جس پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ
آئی تھی جو تمہارے بوجھ کو بھی نہیں اٹھا سکتا تھا؟ میں نے کہا خدا کی قسم
یہ وہی جانور ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس فرزند کی برکت سے اسے طاقتور
بنا دیا ہے اور خدا کی قسم اس فرزند کی بڑی شان ہے۔ حلیمہ فرماتی ہیں میں
نے دراز گوش کی آواز سُنی اُس نے کہا خدا کی قسم میری بڑی شان ہے میں
مُردہ تھا مجھے زندگی عطا فرمائی۔ اے بنی سعد کی عورتو! تم پر تعجب ہے اور تم
غفلت میں ہو۔ تم نہیں جانتیں کہ میری پشت پہ کون ہے؟ میری پُشت پر
سیدالمرسلین، خیرالاولین والآخرین اور حبیب رب العالمین ہے۔ حلیمہ
سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ راستہ میں دائیں بائیں سے میں سنتی، اے
حلیمہ! تم تونگر ہو گئی اور بنی سعد کی عورتوں میں تم بزرگ ترین ہو گئی ہو۔
اور بکریوں کے جس ریوڑ پر گزرتی بکریاں سامنے آکر کہتیں اے حلیمہ! تم
جانتی ہو تمہارا دُودھ پینے والا کون ہے۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یہ
آسمان و زمین کے رب کے رسول اور تمام بنی آدم سے افضل ہیں"۔

مواہب لدنیہ میں ہے جسے ابن اسحاق علماء وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔
حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر ہم بنی سعد منازل میں آئے۔ مجھ کو کسی
زمین کا علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمینوں میں بنی سعد کی زمین سے زیادہ
قحط ناک ہو۔ ہم جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر آتے،
میری بکریاں شام کو ایسی حالت میں پلٹتیں کہ وہ دودھ سے بھری ہوتی
تھیں ہم اُن کا دودھ نچوڑتے اور خوب پیتے تھے۔ اور دوسرا کوئی انسان
دُودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں نچوڑتا تھا کسی تھن سے، (قحط سالی کی وجہ سے)

ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جس جگہ بنت ابی ذویب کا چرواہا چراتا ہے تم بھی وہیں بکریاں چراؤ۔ لیکن اُن کی بکریاں پھر بھی بھوکی رہتیں اور دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے دوسرے جانوروں کے دودھ میں بھی اللہ تعالیٰ نے برکت پیدا کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سبب حلیمہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ اور بکریاں زیادہ ہوگئیں۔ حلیمہ جو غریب تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے تونگر ہوگئیں۔ قبیلہ والے بھی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بہت قدر کرنے لگے۔ آپ کے وجودِ اطہر سے حلیمہ کے گھر میں اور آس پاس کے گھروں میں مُشک کی خوشبو پھیل گئی۔ بنی سعد میں کوئی بیمار ہوتا تو آپ کا دستِ مبارک اس کے جسم پر پھیرتے ہی شفا ہو جاتی۔ اگر کوئی بکری اونٹ وغیرہ بیمار ہو جاتا تو آپ کے دستِ شفا سے وہ بھی تندرست ہو جاتا۔

بیہقی اور ابن عساکر دونوں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت کی، کہا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کے دین میں داخل ہونے کے واسطے آپ کی نبوت کی علامت نے مجھ کو بلایا۔ میں نے آپ کو مہد (گہوارہ) میں دیکھا کہ آپ چاند سے باتیں کرتے تھے اور اپنی انگشت سے چاند کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ جس طرف آپ اشارہ کرتے اُسی طرف چاند جھک جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے، اور چاند مجھ کو رونے نہیں دیتا تھا اور جس وقت چاند عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا تو میں اُس کے گرنے کی آواز سُنتا۔

ابن سبع نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ ملائکہ کے ہلانے سے ہلتا تھا۔

بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

کہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دودھ چھڑایا تو آپ نے اوّل یہ کلام کیا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔ جب آپ مکان سے باہر نکلے اور لڑکوں کے ساتھ اختلاط کی قوت پائی، اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے تو آپ اُن سے بچ جاتے۔

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حلیمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اکیلا نہ چھوڑتی تھیں کہ آپ کہیں دُور نہ چلے جائیں۔ ایک بار حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ سے غافل ہوگئیں۔ آپ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ اوّل وقت زوالِ شمس کے، جانوروں کی طرف چلے گئے۔ حلیمہ کو جب معلوم ہوا تو ڈھونڈنے کے واسطے گھر سے نکلیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہن شیما کے ساتھ پالیا اور آپ کی بہن سے کہا کہ ایسی دھوپ میں آپ کو کیوں لے آئی ہے؟ شیما نے کہا اے اماں جان! میرے بھائی نے حرارت نہیں پائی۔ میں نے ابر (بادل) کو دیکھا کہ وہ آپ پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ جس وقت آپ کہیں ٹھہر جاتے وہ ابر بھی ٹھہر جاتا۔ جب آپ چل پڑتے ابر بھی آپ کے اوپر سایہ کئے ہوئے چل پڑتا تھا۔ آپ اس شان سے یہاں آپہنچے۔ (الحدیث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نشوونما دوسرے بچوں سے نرالی تھی۔ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نشوونما اتنی ہوتی جتنی عام بچوں کی ایک ماہ کی ہوتی ہے اور ایک ماہ میں اتنی ہوتی جتنی دوسرے بچوں کی ایک سال میں ہوتی ہے۔ روزانہ ایک نور آفتاب کی مانند آپ پر اترتا اور آپ کو ڈھانپ لیتا۔ پھر آپ متجلّی ہو جاتے۔ منقول ہے کہ روزانہ دو سفید مرغ اور ایک روایت میں ہے دو مرد سفید پوش آپ کے گریبان

میں داخل ہو کر روپوش ہو جاتے، آپ نہ روتے نہ چلّاتے۔ شروع سے ہی آپ کا یہی حال تھا۔ جب آپ کسی چیز پر اپنا دست مبارک رکھتے تو بسم اللہ کہتے۔ سینہ مبارک کو چاک کرنے اور قلبِ اطہر کو غسل دینے کا واقعہ بھی دایہ حلیمہ کے یہاں پیش آیا۔ وہ اس طرح ہے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے مادر! مجھے اپنے بھائیوں کے ساتھ جب وہ بکریاں چرانے جاتے ہیں کیوں نہیں بھیجتیں تاکہ میں سیر کروں اور تمہاری بکریوں کو چراؤں۔ چنانچہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کی، آنکھوں میں سُرمہ لگایا۔ کپڑے بدلے اور بدنظری سے بچنے کے لئے یمنی تختی آپ کی گردن میں باندھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تختی کو توڑ کر پھینک دیا۔ اور فرمایا میرا رب میرا محافظ ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ باہر تشریف لائے اور بکریاں چرانے میں مشغول ہو گئے۔ جب آدھا دن گذرا تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا لڑکا ضمرہ ابا جان امّاں جان پکارتا بھاگتا ہوا آیا اور کہا۔ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے ساتھ کھڑے تھے۔ اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور اُن کے قریب آکر انہیں ہمارے درمیان سے لیکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور لٹا کر اُن کا شکم مبارک چاک کیا۔ آگے ہم نہیں جانتے کیا ہوا؟ اس پر حلیمہ اور اُن کا شوہر دوڑتے ہوئے گئے۔ جب آپ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ پہاڑ پر بیٹھے ہوئے آسمان کی جانب دیکھ رہے ہیں۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو تبسّم فرمایا۔ یہ قصہ حدیث کی کتابوں میں مختلف روایات سے آیا ہے۔[1]

ابو یعلی، ابو نعیم اور ابن عساکر، شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایک دن میں بنی لیث بن بکر میں اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ وادی میں تھا کہ یکایک

میری نظر تین شخصوں پر پڑی ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سونے کا طشت تھا جو برف سے بھرا ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ تھا دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کی لگن تھی جو برف سے بھرا ہوا تھا۔ پھر مجھے اپنے ساتھیوں کے درمیان سے پکڑا۔ میرے ساتھی محلّے کی جانب بھاگ گئے۔ اس کے بعد ان تینوں میں سے ایک نے مجھے لٹایا اور ایک نے میرے سینہ کو جوڑوں کے پاس سے ناف تک چیرا اور مجھے کوئی درد محسوس نہ ہوا۔ اس کے بعد پیٹ کی رگوں کو نکالا اور اس برف سے اسے خوب غسل دیا پھر اسے اپنی جگہ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے شخص نے اس سے کہا ہٹ جاؤ۔ اس کے بعد دوسرے شخص نے اپنے ہاتھ کو میرے جوف میں ڈال کر میرا دل نکالا، میں اُسے دیکھ رہا ہوں۔ پھر اسے چیرا اور اُس میں سے سیاہ لوتھڑا نکالا اور اُسے پھینک دیا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے، پھر اسے اُس چیز سے بھرا جو اُن کے پاس تھی۔ اس کے بعد اپنے دائیں بائیں اشارہ کیا۔ گویا وہ کوئی چیز مانگ رہا ہے تو انہوں نے ایک انگشتری نور کی دی جس کی نورانیت سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ اس کے ساتھ میرے دل پر مُہر لگائی اور میرا دل نور سے لبریز ہو گیا۔ اور وہ نور نبوّت وحکمت کا تھا۔ پھر دل کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ تو میں اُس مُہر کی سردی وخوشی عرصہ دراز تک محسوس کرتا رہا۔ اس کے بعد انہوں نے میرے سر اور پیشانی کو بوسہ لیا اور آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ (مدارج النبوت/مواہب)

حلیہ شریف کے بیان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر اس جوڑ کے نقش ونگار کو سیدھی لکیر کی طرح دیکھا کرتے تھے۔

---

[1] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شقِ صدر کا مرحلہ متعدد بار پیش آیا۔ ان مرحلوں میں سب سے پہلے تو حلیمہ سعدیہ کے یہاں چھٹے سال کی عمر شریف میں پیش آیا۔ اور بروایتِ صحیحہ شبِ معراج میں بھی شقِ صدر واقع ہوا ہے۔ (خصائص الکبریٰ اوّل)

جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ اقدس میں رُونما ہونے والے واقعات

آفتابِ نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمرِ مبارک سات سال ہوئی تو آپ کی آنکھوں میں سخت تکلیف ہوئی۔ مکہ مکرمہ میں علاج معالجہ کیا گیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ جناب عبد المطلب سے عرض کیا گیا عکاظ میں ایک راہب ہے جو آنکھوں کا علاج کرتا ہے، اس کو بھی آزما کر دیکھ لیں۔ حضرت عبد المطلب اپنے نورِ نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لئے راہب کے پاس پہنچے۔ اُس کا عبادت خانہ بند تھا۔ اُس کو آواز دی مگر جواب نہ آیا۔ اچانک عبادت خانہ میں زلزلہ طاری ہُوا جس سے اُسے دیر کے گرنے کا اندیشہ ہوا تو جلدی سے باہر آیا۔

حضرت عبد المطلب کا مقصدِ تشریف آوری معلوم کر کے کہا "یہ بچہ اِس اُمت کے نبی آخر الزمان ہیں اور اگر میں نہیں دروازہ پہ کھڑا رکھنے کی مزید جسارت کرتا تو میرا یہ مکانِ عبادت مجھ پر گر کر مجھے ختم کر دیتا۔ پھر اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُکھی آنکھ کا علاج کیا اور دوائی بھی دی اور حضرت عبد المطلب سے کہا کہ انہیں جلدی واپس لے جاؤ اور ان کا خیال رکھو کہیں اہلِ کتاب میں سے کوئی بدبخت ان کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کے دل میں آپ کی محبت ڈال دی تھی۔

آپ کے سِن مبارک کے آٹھویں سال حضرت عبد المطلب کا وصال ہو گیا۔ اور آپ کی کفالت ابو طالب نے فرمائی۔ اسی سال نوشیرواں کسریٰ فارس فوت ہوا اور اس کا بیٹا ہرمز تخت نشین ہوا۔

چٹان اور پتھر پہ قدم مبارک

امام القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب میں فرمایا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چٹان یا پتھر پر چلتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کے نشانات پڑ جاتے تھے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور معجزہ ہے۔ مقامِ ابراہیم (علیہ السلام) پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشانات بھی اس معجزہ کی تائید کرتے ہیں۔ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۚ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے۔

دسویں سال حرب و قتال کا واقعہ پیش آیا اس کو فُجّارِ اوّل کہا جاتا ہے۔ جب عمر مبارک تیرہ سال یا اس سے زیادہ ہوئی تو اپنے چچا زبیر کے ساتھ عازمِ سفر ہوئے۔ اثنائے سفر میں ایک وادی پہ گذر ہوا تو وہاں ایک مست اونٹ راہ روکے ہوئے تھا اور راہگیروں نے راستہ چھوڑ رکھا تھا۔ اس قافلہ نے بھی واپس ہو جانے کا ارادہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس معاملہ میں تمہاری کفالت و حفاظت کروں گا آپ اس قافلہ کے آگے ہو لئے۔ جب اونٹ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو بیٹھ گیا۔ اور اپنے سینہ کو زمین پہ رگڑنے لگا۔ آپ اپنے اونٹ سے اُترے اور اس پہ سوار ہو گئے اور جب اس وادی کو عبور کر لیا تو پھر اونٹ سے اُتر کر اپنے اونٹ پہ سوار ہوئے اور اس کو رخصت کر دیا۔ جب سفر سے واپسی ہوئی تو راہ میں پانی سے لبالب بہتی ندی پہ گذر ہوا جس

کی موجیں دل لرزا دینے والی تھیں۔ سب سہم کر کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پیچھے چلتے آؤ۔ آپ نے پانی میں قدم رکھا تو وہ خشک ہو گیا اور سارا قافلہ خشک راہ پر چل کر ندی سے صحیح سلامت گزر گیا۔ اور بعد میں وہ پانی پھر اسی طرح موجزن ہو گیا۔ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو ہمراہیوں نے لوگوں سے اثنائے سفر پیش آنے والے واقعات و کمالات و کرامات بیان کئے تو سب نے کہا اس نوجوان کی شان نرالی ہے۔

حضرت عبدالمطلب کے لئے کعبہ مکرمہ کے سایہ میں فرش بچھایا جاتا اور ان کی اولاد ارد گرد بیٹھتی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے حالانکہ آپ مضبوط، توانا اور عقلمند و زیرک بچے تھے تو آپ انہی کی جگہ بیٹھے (یہ سمجھتے ہوئے بیٹھتے کہ آپ کا یہ اقدام حضرت عبدالمطلب کے ادب واحترام کے منافی ہے) آپ کے چچے آپ کو پیچھے ہٹانے لگتے تو وہ فرماتے میرے بیٹے کو یہیں بیٹھنے دو۔ یہ عظیم مقام و مرتبت کا مالک ہے۔ اور دراصل اس مقام کے لائق یہی ہے۔

چودھویں سال میں اس جنگ وجدال کا وقوع ہوا جس کو "حرب فجار" کہا جاتا ہے۔

پندرھویں سال میں "سوق عکاظ" قائم ہوا۔ انیسویں سال میں ہرمز کسریٰ ہلاک ہوا۔ اور اس کا بیٹا پرویز سلطنت فارس پر قابض ہوا۔ بیسویں سال کے سن مبارک میں "حلف الفضول" کا واقعہ پیش آیا۔ (حلف الفضول ایک معاہدہ کا نام ہے) پینتیسویں سال عمر مبارک میں کعبہ مکرمہ کو شہید کر کے نئے سرے سے تعمیر کیا گیا۔ (تفصیل آگے آئے گی)

ولادت باسعادت کے چالیسویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلانِ نبوت کا حکم دیا گیا اور نزولِ وحی ہوا۔ (تفصیل آگے آئے گی) بعثتِ مبارک کے بیسویں دن شیاطین کو آسمان پہ جاتے ہوئے

شدید ترین شہابِ ثاقب کے تعاقب اور نگرانی کا سامنا کرنا پڑا۔ (قبل ازیں اگرچہ شہابِ ثاقب گرتے تھے مگر اس وقت بہت کثرت ہو گئی اور خاص طور پہ شیاطین کو نشانہ بنایا جانے لگا۔

بعد از نزولِ وحی تین سال تک احکامِ نبوت کی تبلیغ خفیہ ہوتی رہی۔ پھر ارشادِ خداوندی فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ نازل ہوا۔ جس میں پوری قوت سے فیضِ نبوت اور احکامِ خداوندی عام کرنے اور بیان کرنے کا حکم دیا گیا تو پھر آپ نے علانیہ تبلیغ شروع فرما دی۔ قریش اعلانِ توحید اور ادعائے نبوۃ سن کر خاموش رہے مگر جب اپنے معبوداتِ باطلہ کی توہین و تحقیر اور انکی مقامِ الوہیت سے کلیتہً دوری بلکہ عجز و بے بسی کا اعلان نبوت سنا تو مشتعل ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچانی شروع کر دیں۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے پانچویں سال صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔

نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتویں سال جنگِ بعاث کا واقعہ پیش آیا۔ اعلانِ نبوت کے دسویں سال جناب ابوطالب اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ (تفصیل آگے آئے گی) اور اُن کے تین دن بعد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی اس دارِ فانی سے انتقال فرما گئیں۔

گیارھویں سال نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف قبائل پر اسلام کو پیش کرنا شروع کیا۔

رسالت کے بارھویں سال میں آقائے دوجہاں آفتابِ نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرفِ معراج سے مشرف فرمایا گیا اور عالم رؤیا کی سیر کرائی گئی۔ (معراج کی تفصیل آگے آئے گی)

نبوّت کے تیرھویں سال میں موسم الحج کے موقعہ پر انصارِ مدینہ بیعتِ عقبہ شرفِ اسلام سے مشرّف ہوئے۔ اور اسی موقع پر عہد و پیمان ہوا جس کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔

ہجرتِ مقدسہ کے پہلے سال غار میں دورانِ ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم رنجہ فرمایا۔ (اور قدرتِ خداوندی کے تحفظ کا ظہور ہوا۔ (تفصیل آگے آئے گی)

اسی سال سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان اخوت اور بھائی چارہ قائم فرمایا۔

ہجرت کے دوسرے سال بیت المقدس کی بجائے کعبہ مبارکہ کو قبلہ قرار دے دیا گیا اور عین حالتِ نماز میں سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کو کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا گیا (فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) اور اسی سال فریضۂ صیامِ رمضان نازل ہوا۔ اور غزوۂ بدر بھی اسی سال واقع ہوا جو قدرتِ الٰہی کا عظیم نمونہ اور عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عجیب مظہر ثابت ہوا۔

ہجرتِ اقدس کے تیسرے سال غزوۂ اُحد پیش آیا۔ ساتویں سال میں غزوۂ خیبر اور ہجرت کے آٹھویں سال مکّہ فتح ہوا۔ دس ہجری کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریضۂ حج (حجۃ الوداع) ادا کیا۔

گیارھویں سال میں یہ آفتابِ نبوّت و رسالت نگاہِ خلق سے اوجھل ہوگیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً ابداً۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزِ قیامت اصحابِ حدیث اپنی دواتوں کے ساتھ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تم اصحابِ حدیث ہو میرے نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم پہ دُرود لکھتے تھے اس لئے جنّت میں چلے جاؤ۔ (طبرانی اور اُن کے طریق سے ابن بشکوال نے اس کو تخریج کیا ہے۔ (القول البدیع)

● احمد و طبرانی نے اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے "جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں (اس پر طبرانی نے مزید لکھا ہے کہ اس دوران کوئی نماز نہ رہ جائے) تو وہ آگ سے بچایا جائے گا، اسے عذاب نہیں ہوگا اور وہ منافق نہیں رہے گا۔
(وفاء الوفاء ۲)

"شرح المجمع" میں مصنف فرماتے ہیں:
دُعاء سے پہلے درود شریف پڑھنا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔ اُس دُعاء کے حق میں جو اس کے بعد ہے۔ کیونکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ کریم بعض حصّے کو قبول کرلے اور بعض کو ردّ کر دے۔

اصبہانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرود پڑھا اور وہ قبول ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اسّی (۸۰) سال کے گناہ معاف فرمادے گا۔

"دلائل الخیرات" میں ابوسلیمان دارانی نے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرنا چاہے تو اسے پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا چاہیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کرے اور آخر میں پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ دُرود و سلام بھیجے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ دونوں دُرود قبول فرماتا ہے اور اس کے کرم سے بعید ہے کہ جو چیز درمیان میں ہے اُسے ردّ فرمائے۔ بعض کہتے ہیں ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل کلام یہ ہے:
"کہ ہر نیکی میں قبول و ردّ کا احتمال ہوتا ہے۔ ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ

والسّلام پر درُود شریف پڑھنا ایک ایسی نیکی ہے جس میں قبولیت ہی قبولیت ہے، ردّ نہیں۔

محمد الدین فیروز آبادی نعوی نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جمعرات کے دن عصر کے وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو آسمان سے زمین پر اتارتا ہے اُن کے ہمراہ چاندی کے صحیفے اور ہاتھوں میں سونے کے قلم ہوتے ہیں۔ اُس دن، اُس رات اور اگلے دن غروب آفتاب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود شریف لکھتے رہتے ہیں۔

مسالک الحنفاء وغیرہ میں ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ موسیٰ! (علیہ السلام) چاہتے ہو کہ قیامت کی پیاس سے محفوظ رہو؟

عرض کیا: الٰہی! ہاں۔ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درُود بھیجو۔ (اس کو ابوالقاسم التیمی نے اپنی "ترغیب" میں کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

(۱) بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر گھومتے رہتے ہیں اور میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ اس کو امام احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

(۲) اللہ کے کچھ فرشتے زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ میرا جو اُمتی مجھ پر درُود بھیجے یہ مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ اس کو دارقطنی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳) بے شک اللہ تعالیٰ کے خاص نورانی فرشتے ہیں جو صرف جمعرات یا جمعہ کو زمین پر آتے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں سونے کے قلم ہوتے ہیں اور چاندی کی دواتیں اور نور کے کاغذ، اُن پر صرف وہ درُود لکھتے ہیں

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر بھیجا جاتا ہے۔ اس کو دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ سیّد سمہودی نے اپنی کتاب میں اس روایت پر یوں تبصرہ کیا ہے:

"یہ حدیث کہ تمام اعمال میں کچھ مقبول ہوتے ہیں اور کچھ مردود، سوائے درُود کے کہ وہ صرف مقبول ہوتا ہے مردود نہیں ہوتا۔"

شیخ علامہ شہاب الدین القلیوبی شافعی نے "صلوٰۃ القلیوبی" کے مقدمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی فضیلت میں چند احادیث اور اُن کے فوائد ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"یہ درُود شریف تمام عبادات میں آسان ترین عبادت ہے اور اللہ الملک الجلیل کے زیادہ قریب ہے اور ہر ایک کی طرف سے مقبول اور ہر حال میں مقبول، چاہے پڑھنے والا مخلص ہو یا ریاکار۔ یہ قول زیادہ صحیح ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بعض خبروں میں بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا۔ وہ مرگیا تو لوگوں نے اُسے پھینک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اُسے غسل بھی دیں اور اس کا جنازہ بھی پڑھیں کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے۔ عرض کیا۔ الٰہی! کس سبب سے؟ فرمایا" اُس نے ایک دن تورات کھولی، اس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی پایا، اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود بھیجا۔ میں نے اس کے بدلے اُسے بخش دیا"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جمعہ کے دن سو (۱۰۰) مرتبہ درُود بھیجے، قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایسا نور ہو گا کہ اگر ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہو" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

شعب ابی طالب اور عہدنامہ

بیہقی اور ابو نعیم رحمہا اللہ نے بطریق موسیٰ بن عقبہ زہری سے
روایت کی ہے کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کی ایذا رسانی میں پوری شدت
اختیار کر رکھی تھی اور یہ شدت مزید تیز ہو گئی۔ جب قریش کا وفد حبشہ
سے ناکام واپس لوٹا اور نجاشی نے مسلمانوں کو حبشہ میں امن و امان اور
احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ زہری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں
مشرکین مکہ نے جلسہ عام میں طے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد (صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم) کو ہمارے سپرد نہ کریں اُس وقت تک اُن سے کوئی
تعلق نہ رکھے، نہ کوئی اُن سے رشتہ طے کرے اور نہ میل جول رکھے۔
اس قرارداد کو عہدنامہ کی شکل دے دی گئی اور کتابت کر کے سرداران
قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانہ کعبہ کی دہلیز پہ آویزاں کر دیا گیا۔ پھر
ابولہب کے سوا جو اِس مرحلہ پہ بنو ہاشم سے کٹ کر مخالفین سے مل گیا
تھا، باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان ناچار و مجبور ہو کر پہاڑ کے ایک درہ
جس کا نام "شعب ابی طالب" ہے، چلے گئے اور دو برس چار ماہ اسقدر
اذیتوں کو جھیلا جو کہ ناقابل برداشت ہو گیا تھا حتیٰ کہ کھانے پینے نام کی
کوئی چیز نہیں تھی۔ ان لوگوں میں عورتیں، بچے، بوڑھے اور بیمار سب ہی
شامل تھے۔ درختوں کے پتے اور جانوروں کا خشک چمڑا اُبال کر کھا لیتے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِس قدر شدید، صبر آزما اور حوصلہ شکن
حالات میں شب و روز دعوت و تبلیغ اسلام میں مصروف رہتے۔ آخرکار
ہشام بن عمرو اور زہیر بن ابو اُمیہ وغیرہ سرداران قریش کو بنو ہاشم کی حالت زار
پہ رحم آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا، تمہارے عہدنامہ میں
میری رسالت کا معجزہ ظہور پذیر ہوا ہے جا کر دیکھ لو کہ جہاں اللہ و رسول
کا نام ہے اس کو چھوڑ کر باقی تمام عبارت کو دیمک کھا گئی ہے۔ وہ

سب کعبہ پہنچے، عہدنامہ کو کھول کر دیکھا تو حیرت میں ڈوب گئے کہ
اللہ اور رسول کے نام کے علاوہ تمام عبارت کرم خوردہ ہو چکی ہے۔
ابوجہل لعین کی مخالفت کے باوجود عہدنامہ کو پھاڑ ڈالا۔ بنو ہاشم تین
سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہنے کے بعد گھروں کو لوٹ آئے۔
ابن سعد علیہ الرحمۃ نے اپنی روایتوں میں لکھا ہے کہ عہدنامہ کی
عبارت اللہ و رسول کے نام کے علاوہ کرم خوردہ ہو گئی تھی اور اسکے
محرر منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ قریش اس کا ہاتھ دیکھ کر کہا
کرتے تھے کہ ہم نے یقیناً بنو ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے
(مدارج النبوت)

واقعہ معراج شریف

صحیح بخاری و صحیح مسلم کے حوالے سے رجب المرجب کی ستائیسویں شب بروز سوموار رات کا آخری حصہ ہے۔ محبوبِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی چچازاد بہن حضرت اُمِ ہانی بنت ابی طالب کے گھر آرام فرما رہے ہیں۔ کہ حضرت جبرائیل امین براق اور ملائکہ کی بارات لے کر حاضر ہوئے پیغامِ الٰہی لائے۔ محبوبؐ کو بیدار کیا۔ ربّ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ سینہ مبارک کو چاک کر کے قلبِ اطہر کو آبِ زمزم سے دھویا اور اِس سینہ فیض گنجینہ کو حکمت و نُور سے بھر دیا۔ پھر آبِ کوثر سے غسل کرایا اور محبُوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو حُلّہ بہشتی پہنا کر دُولہا بنایا۔ براق حاضر کیا گیا۔ براق کو اِس لئے بُراق کہتے ہیں کہ اُس کی رفتار مثل برق (بجلی) کے ہے یا اس لئے کہ بالکل سفید ہے (رُوح البیان) اس کا جسم گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے قدرے چھوٹا تھا۔ جہاں تک اس کی نگاہ کام کرے وہاں تک اس کا قدم ٹِکے ہو۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے لگام پکڑی۔ میکائیلؑ نے رکاب تھامی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام پیچھے کھڑے ہوتے۔ چاروں طرف سے ملائکہ نے براق کو گھیر لیا۔ اس شان سے فرشتوں کے جُھرمٹ میں دُولہا کی سواری مکہّ معظمہ سے روانہ ہُوئی۔ آن کی آن میں بیت المقدّس سامنے آیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہاں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو موجود پایا کہ آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہیں اور نماز کی تیاری ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتظار ہے۔ دولہا کا پہنچنا تھا کہ سب نے سلامی مُجرا ادا کیا۔ تمام انبیاء و ملائکہ مقتدی بن کر صف بستہ پیچھے کھڑے ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے امامت فرمائی۔ سُبحان اللہ کیا نظارہ ہے

کہ تمام انبیاء علیہم السلام مقتدی اور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم امام، قبلۂ اوّل جائے نماز، مؤذّن جبرائیل امین علیہ السلام۔ تو حضرت جبریلؑ نے اذان و تکبیر کہی (شامی باب الاذان)

نماز سے فارغ ہونا تھا کہ سفرِ آسمان تیار رہوا۔ وہی براق اور وہی اُس کی رفتار، وہی بارات اور دُولہا۔ آن کی آن میں پہلے آسمان پر پہنچے۔ تو حضرت آدم علیہ السّلام نے استقبال کیا۔ اپنے فرزند کی بلائیں لیں۔ مدّتوں بعد تمنا بر آئی۔ مرحبا کہا۔ پھر یکے بعد دیگرے آسمان آتے گئے، گذرتے گئے۔ ہر آسمان پر مختلف انبیاء علیہم السّلام سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ دُوسرے آسمان پر یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السّلام، تیسرے پر یوسف علیہ السّلام، چوتھے پر ادریس علیہ السّلام، پانچویں پر حضرت ہارُون علیہ السلام چھٹے پر حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السّلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت سے مشرّف ہوتے۔ یہاں سے گذرنا تھا کہ سدرۃ المنتہیٰ سامنے آیا۔ یہ سدرہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام کے لئے سدِّ راہ بن گیا۔ اور یہ بیری کا درخت ہے۔ جس کے پتے ہاتھی کے کان کی مثل اور اُس کے پھل مٹکے کی طرح ہیں۔ یہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام کی قیام گاہ ہے کہ اس کے آگے اُن کی رسائی نہیں۔ سدرہ پہنچ کر حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے آگے جانے سے معذرت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اے جبرائیل: یہ کیا طریقہ ہے کہ ساتھ چھوڑ رہے ہو؟ جبرائیل علیہ السّلام نے عرض کیا:

اِنْ تَجَاوَزْتُہٗ اِحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ۔ (مواہب لدنیہ جلد ۲)

"اگر یہاں سے بال برابر آگے بڑھوں تو تجلیاتِ الٰہیہ کی تاب نہ لا کر جل جاؤں"۔

؎ اگر یک سرِ مُوئے برتر پَرم ۔ فروغِ تجلّی بسوزد پَرم

یہاں سے آگے تشریف لے جانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان ہے۔ اس سے آگے آپ کا پروردگار جانے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ وہاں گئے جہاں کہاں ختم ہو چکا تھا۔ جہاں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رونق افروز ہیں وہاں نہ زمان ہے نہ مکان۔ کوئی بتائے تو کیا بتائے رب نے کیا دیا محبوب نے کیا لیا۔ رب نے کیا فرمایا محبوب نے کیا سُنا۔ یہ تو دینے والا اور لینے والا ہی جانتے ہیں۔ قرآن نے بھی یہ بھید نہ کھولا، بلکہ فرمایا،

فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ۔ (نجم : ۱۰) "رب نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کی۔" موسیٰ علیہ السّلام سے رب نے طور پر جو کچھ خلوت میں فرمایا وہ سب قرآن کریم کے ذریعے دُنیا میں شائع کر دیا۔ (سُورت طٰہٰ) مگر جو اسرار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر معراج میں ظاہر کئے وہ صیغہ راز میں رکھے گئے۔ ہاں اتنا معلوم ہے کہ وہاں سے اُمت کے لئے تحفہ پچاس وقت کی نمازوں کا دن رات میں عطا ہوا۔ واپسی میں حضرت موسٰے علیہ السّلام نے عرض کی "یا حبیب اللہ! یہ نمازیں بہت زیادہ ہیں کم کرائی جائیں۔ اب بارگاہِ ربّ العزت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بار بار حاضری ہوتی رہی اور پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی گئیں پھر پانچ رہ گئیں۔ یہ پانچ نمازیں موسیٰ علیہ السّلام کی عرض پر رہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کوہِ طُور پر جمالِ خداوندی دیکھنے کی آرزو کی مگر نہ دیکھ سکے۔ آج موقعہ ملا ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بار بار جمالِ کبریا کا مشاہدہ کریں اور میں ان آنکھوں سے رُخِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے آئینہ میں جمالِ الٰہی کی خُوب زیارت کر لُوں۔ اس معراج میں جنّت کی سَیر کرائی گئی۔ گنہگاروں کے عذاب اور اپنے دشمنوں کے عقاب کو دیکھا۔ چنانچہ ایک جماعت کو دیکھا جن کو دوزخ میں پتھر کھلائے جا رہے ہیں۔ حضرت جبرئیل نے عرض کی، یا رسول اللہ! یہ وہ لوگ ہیں جو

پنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔ ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ خون کے دریا میں کھڑا پتھر مارا جا رہا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے عرض کیا کہ یہ سُود خور ہے۔ ایک قوم کو ملاحظہ فرمایا ان کی زبانیں اور ہونٹ قینچی سے کاٹے جا رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ سب عالم بے عمل ہیں۔ اور قوم کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے ہیں وہ اپنے چہرے اور سینہ کو زخمی کر رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے عرض کیا یہ مسلمانوں کی غیبت کرنے والے ہیں۔ غرضیکہ بہت سی قوموں کا حال ملاحظہ فرمایا۔ (روح البیان)، مگر یہ ملاحظہ کرانا بطور تمثیل کے تھا کہ انبیاء علیہم السّلام کی گذشتہ اور آئندہ کی باتوں کو مثل حالت موجودہ کے ملاحظہ کرتی ہیں ورنہ یہ سب واقعات تو قیامت کے بعد نمودار ہوں گے۔ اسی طرح بعد موت کے قیامت سے پہلے میّت کی رُوح جنّت کی سیر کرتی ہیں یا دوزخ میں جاتی اور ارواحِ شہداء جنّت میں۔ تو یہ جانا رُوحانی ہوتا ہے نہ کہ جسمانی۔ اور بعد قیامت جانا جسمانی ہوگا۔ (روح البیان)

اس تمام سَیر و سیاحت کے بعد آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم واپس تشریف لائے تو ابھی بستر مبارک گرم تھا اور دروازہ مبارک کی زنجیر حرکت کر رہی تھی۔ یعنی تقریباً اسّی ہزار (۸۰۰۰۰) سال کا سفر ایک آن میں طے فرمایا۔ صُبح کو جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس واقعہ کی خبر دی تو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ بلا تامّل تصدیق فرما کر صدّیقِ اکبر بنے اور ابوجہل وغیرہ نے اِس کی تردید کر کے زندیقی کا طوق گلے میں ڈال لیا۔

چونکہ واقعۂ معراج بہت ہی حیرت انگیز ہے اور انسانی عقل سے بالاتر، اس لئے رب نے فرمایا: سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی۔ یعنی یہ اس کے ارادے سے ہوا جو عجز سے پاک ہے ہر طرح قادر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کا جسمِ اطہر کے ساتھ اُوپر کی طرف جانا، کرۂ آگ و زمہریر سے بسلامت گزر جانا۔ آسمانوں میں داخل ہونا، جنّت و دوزخ کی سیر فرمانا، پھر اس قدر جلد واپس آنا اگرچہ ناممکن معلوم ہوتا ہے مگر ربِّ قدیر کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تو سراپا نور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جگہ عبد فرمایا نہ کہ رسول یا نبی۔ کیونکہ آج تو مخلوق سے خالق کی طرف جا رہے ہیں آج شانِ رسالت کے اظہار کا وقت نہیں ہے اظہارِ عبدیت کا موقع ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام فنا فی اللہ کے درجہ پر فائز ہیں۔ عبدہٗ وہ جو ربّ کا انتظار کرے جیسے موسیٰ علیہ السلام وادیٔ سینا میں۔ عبدہٗ وہ جس کا رب انتظار کرے۔ عبد وہ جس کی عزّت ربّ کی نسبت سے ہو اور عبدہٗ وہ اعلیٰ غلام کہ اس کی عبدیّت سے مولیٰ کی عظمت ظاہر ہو۔ ربّ فرماتا ہے هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی۔

نمازِ پنجگانہ اور اُمتوں کو ملی ہی نہیں، بلکہ یہ اس اُمّت کی خصوصیّت ہے ہاں یہ نمازیں علیحدہ علیحدہ انبیاء کرام علیہم السّلام نے ادا فرمائیں۔ نمازِ فجر آدم علیہ السّلام نے صبح ہونے کے شکریہ میں ادا کی۔ کیونکہ انہوں نے جنّت میں رات نہ دیکھی تھی۔ (شامی جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ) نمازِ ظہر ابراہیم علیہ السّلام نے پڑھی، اپنے فرزند اسماعیل علیہ السّلام کی جان محفوظ رہنے اور دُنبہ قربانی کے لئے آنے کے شکریہ میں۔ نمازِ عصر عُزیر علیہ السّلام نے پڑھی جبکہ وہ سَو (۱۰۰) برس کے بعد دوبارہ زندہ فرمائے گئے۔ اور نمازِ مغرب حضرت داؤد علیہ السّلام نے پڑھی توبہ قبول ہونے کے شکریہ میں۔ کیونکہ ان کی توبہ مغرب کے وقت قبول ہوئی تھی۔ چار رکعت کی نیّت کی تھی مگر درمیان میں تین ہی پر سلام پھیر دیا۔ نمازِ عشاء حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ادا فرمائی۔ (طحاوی شریف کتاب الصّلوٰۃ) نمازِ عشاء حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کی خصوصیّت ہے اور نمازِ پنجگانہ بھی اور نمازِ تہجد کی فرضیّت حضور علیہ الصلوٰۃ

والسّلام کا خاصۂ مبارک۔ قیامت میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مقامِ محمود پر تشریف فرما ہونا آپ کی اُخروی خصوصیّت ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں جلوہ گر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سب کی شفاعت کُبریٰ فرمائیں گے۔ تمام اوّلین و آخرین تلاشِ شفیع میں جگہ جگہ مارے مارے پھریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عزّت و عظمت کو دیکھ کر دوست دشمن سب آپ کی تعریف کریں گے۔ اِس لئے اِس کو مقامِ محمود کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو شخص ہمارے لئے یہ دُعا کرے گا (یعنی مقامِ محمود ملنے کی دُعا) ہم اُس دن اُس کی شفاعت کریں گے۔ اسی لئے اذان میں اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللهِ سُن کر اپنے انگوٹھے کے ناخن چُوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اِس کے بہت سے فضائل آئے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ کہ اِس کا عامل انشاء اللہ کبھی نابینا نہیں ہوگا اور نہ آنکھوں کی روشنی کم ہوگی۔ اُخروی فائدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی شفاعت فرمائیں گے اور اپنے کرم کریمانہ سے خود اُسے اہلِ جنّت کی صفوں میں داخل فرمائیں گے۔ طریقہ اُس کا یہ ہے کہ پہلی بار اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللهِ سُنے تو کہے صَلَّی اللهُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللهِ اور جب دوسری بار سُنے تو کہے قُرَّةُ عَیۡنِیۡ بِكَ یَا رَسُوۡلَ اللهِ اور دونوں انگوٹھوں کے ناخن چُوم کر اپنی آنکھوں سے لگائے اور کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعۡنِیۡ بِالسَّمۡعِ وَالۡبَصَرِ (شامی جلد اوّل باب الاذان / تفسیر رُوح البیان)

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اذان میں انگوٹھے چُومنا سُنّتِ صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بلکہ سُنّتِ آدم علیہ السّلام ہے دیکھو: "رسالہ منیر العینین فی تقبیل الابہامین" کے علاوہ حضرت علّامہ مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ خطیبِ اعظم

فیصل آباد نے "البرہان" میں انگوٹھے چومنا بڑی تفصیل سے ثابت کیا
ہے۔ اگلے صفحات میں "البرہان" سے تبرکاً مضمون من وعن تحریر ہے:
ایک تو یہ کہ تمام معجزات اور درجات جو انبیاء کرام علیہم السّلام کو
علیحدہ علیحدہ عطا فرمائے گئے وہ تمام بلکہ اُن سے بڑھ کر حضور علیہ الصّلوٰۃ
والسّلام کو عطا ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام چوتھے آسمان پر بلائے
گئے اور حضرت ادریس علیہ السّلام جنت میں بلائے گئے اور حضرت موسیٰ
علیہ السّلام کو یہ درجہ ملا کہ وہ کوہِ طُور پر ربّ تعالیٰ سے کلام فرماتے تھے
تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پاک سے نوازا گیا جس میں
اللہ تعالیٰ سے کلام بھی خوب ہوا، آسمان کی سیر بھی ہوئی، جنت و دوزخ
کا معائنہ بھی ہوا۔ غرضیکہ وہ سارے مراتب ایک معراج میں طے کرا
دیئے گئے۔ اور پھر بڑا فرق ہے کوہِ طُور اور عرش میں کہ حضرت کلیم اللہ خود
جاتے ہیں اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بلائے جاتے ہیں۔ دوسری یہ
حکمت تھی کہ تمام پیغمبروں نے اللہ اور جنت و دوزخ کی گواہیاں دیں
اور اپنی اپنی اُمتوں سے پڑھوایا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ مگر سب
حضرات میں سے کسی کی گواہی دیکھی ہوئی نہ تھی بلکہ سُنی ہوئی تھی اور
گواہی کی انتہا دیکھنے پر ہوتی ہے۔ تو ضرورت تھی کہ اس جماعت انبیاء
میں کوئی ہستی ایسی بھی ہو کہ ان تمام چیزوں کو دیکھ کر گواہی دے۔
اس کی گواہی پر شہادت کی تکمیل ہو جاوے۔ تو شہادت کی یہ تکمیل
حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر ہوئی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ
شَاهِدًا (فتح: ۸) گواہی سب پیغمبروں نے دی تھی مگر وہ اسناد تھیں
اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی گواہی اِن اسناد کی انتہا تھا۔ اسی لئے حضور
علیہ الصّلوٰۃ والسّلام خاتم النّبیّین ہیں کہ سمعی شہادتوں کی انتہا عینی گواہی
شہادت پر ہو جاتی ہے۔ تیسری حکمت یہ ہے کہ ربّ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ
الْجَنَّةَ (توبہ ۱۱۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے جان و مال خرید
لئے ہیں جنت کے بدلے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے جان و مال کے
خریدار، مسلمان فروخت کرنے والے اور یہ سودا ہوا حضور علیہ الصّلوٰۃ
والسّلام کی معرفت۔ جس کی معرفت سودا ہو وہ مال کو بھی دیکھے اور قیمت
کو بھی۔ فرمایا گیا اے محبوب! تم نے مومنوں کے جان و مال کو تو دیکھ
لیا۔ آؤ جنت کو دیکھ لو اور غلاموں کے باغات و محلات کو بھی ملاحظہ
فرمالو، بلکہ خریدار کو بھی دیکھ جاؤ۔ یعنی خود پروردگارِ عالم کی ذات کو
بھی دیکھ لو۔ کیونکہ امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔ امام کا دیکھ
لینا سب کا دیکھنا ہے۔ چوتھی حکمت یہ ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام
تمام مملکتِ الٰہیہ کے بہ عطائے الٰہی مالک ہیں۔ اس لئے جنت کے
پتا پتا پر، حوروں کی آنکھوں میں، غرضیکہ ہر جگہ لکھا ہوا ہے لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یعنی یہ چیزیں اللہ کی بنائی ہوئی ہیں
اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی ہوئی ہیں ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

مرضیٔ الٰہی یہی تھی کہ مالک کو اس کی ملکیت دکھا دی جائے۔
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

معراج کب ہوئی؟ نبوت کے گیارہ برس پانچ ماہ بعد ۲۷
رجب کی آخری ساعتِ شب میں اُمّ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ
عنہا کے گھر سے ہوئی۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے نہ
ہوئی تاکہ جبریل علیہ السّلام بغیر اجازت وہاں حاضر ہو سکیں۔ اگر حضور
علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دولت خانہ سے ہوتی تو جبریل علیہ السّلام

یا تو دروازے سے پکار کر جاتے اور اجازت لے کر اندر جاتے یا بلا اجازت ہی اندر آجاتے اور یہ دونوں فعل ناجائز تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ الآیۃ (حجرات: ۴) نیز فرماتا ہے: لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ۔ الآیۃ (احزاب: ۵۳) نہ تو حضور علیہ السّلام کو باہر سے بُلانا جائز اور نہ بلا اجازت گھر میں جانا، خیال رہے کہ ملائکہ بھی مومن ہیں۔ حضور سب کے نبی ہیں۔ نبوّت کی مدّت کل ۲۳ سال ہے۔ معراج جس کے آدھے یعنی ساڑھے گیارہ برس کے بعد ہوئی۔ اسی طرح ماہ رجب جو کہ سالِ نبوّت کا درمیانی مہینہ ہے اور دوشنبہ کا دن ہے اس معراج کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہ دن بھی درمیانی ہے اور اُمّت بھی درمیانی ہے: وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا۔ (البقرہ: ۱۴۳) تو معراج بھی درمیانی تاریخوں اور ماہ میں واقع ہوئی۔

اُمِّ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرمایا: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج میرے گھر سے ہوا۔ رات وہاں آرام فرمایا۔ صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے اُمِّ ہانی: آج رات مجھے مسجدِ اقصٰی بیت المقدس لے گئے۔ وہاں سے آسمانوں پر پہنچایا گیا۔ اور صبح سے پہلے واپس لے آئے۔

اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میری التجا ہے کہ اس عجیب بات کو منکروں کے سامنے پیش نہ کریں۔ وہ یقین نہیں کریں گے اور آپ کو جھُوٹا کہیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم: میں اس واقعہ کو کسی سے پوشیدہ نہیں رکھوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اگلے دن سویرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد حرام میں

تشریف لائے اور غمگین و خستہ خاطر حُجرۂ مبارک میں بیٹھ گئے۔ کیونکہ قریش کی تکذیب اور کم ظرفوں کے استہزا کا خدشہ تھا۔ اسی خیال میں تھے کہ ابو جہل لعین آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے استہزاء کے طور پر کہا: اے مُحمّد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کوئی نئی چیز ظاہر ہوئی ہے؟

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "ہاں۔ آج میں نے ایسا سفر کیا ہے جو کسی نے نہیں کیا"۔ اُس نے کہا کہاں تک کا سفر کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "بیت المقدس اور پھر وہاں سے آسمان کے طبقات تک گیا ہوں۔

اس نے کہا "آج رات گئے اور صبح کو مکّہ میں تھے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "ہاں"۔ کہنے لگا: یہ بات قوم کے سامنے پیش کریں گے؟ فرمایا: "ہاں"!

ابوجہل چیخ اُٹھا: اے گروہ بنی کعب و بنی لوی"! لوگ جمع ہو گئے۔ ابوجہل نے کہا: "اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ مجھ سے کہا ہے ان لوگوں کے سامنے بھی بیان کیجئے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "رات مجھے بیت المقدس لے گئے۔ پھر وہاں سے آسمانوں پر لے گئے"۔ حاضرین حیران رہ گئے۔ اور دستِ تأسّف ملنے لگے۔ کیونکہ یہ بات اُن کے لئے ناممکنات میں سے تھی۔ انہوں نے اس بات کو اس قدر بعید از قیاس سمجھا کہ کمزور ایمان کچھ لوگ بھی انکار کر کے مرتد ہو گئے۔ اَلعیاذُ باللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔

ابوجہل منافقوں کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا۔ آپ اپنے ساتھی کے پاس چلئے تاکہ

آپ کو معلوم ہو کہ وہ کیا کہتے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا، وہ کیا فرماتے ہیں؟

اُس نے کہا۔ کہتے ہیں: رات مجھے بیت المقدس لے جایا گیا۔ حالانکہ رات وہ قوم میں تھے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے پوچھا۔ کیا یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے؟ ابوجہل نے کہا۔ ہاں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ میں سات آسمانوں سے بھی آگے نکل گیا اور واپس آگیا تو بھی میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔"

ابوجہل نے کہا: میں نے کسی ساتھی کو اپنے ساتھی کی اس طرح تصدیق کرنے والا نہیں دیکھا جیسا کہ آپ ہیں!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پوچھا: آپ نے فرمایا ہے مجھے رات آسمانوں پر لے جایا گیا۔ آپ نے یہ فرمایا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں: میں نے کہا ہے!

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے۔

پھر عرض کیا: یا رسول اللہ: (صلی اللہ علیک وسلم) کیسے ہوا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع سے آخر تک بیان فرمایا۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہر بات ختم کرنے پر کہتے، "آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے سچ فرمایا"۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تم میری ہر بات کی تصدیق کرتے ہو۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ

علیک وسلم کیسے تصدیق نہ کروں، وہ خدا جس نے جبرائیل علیہ السلام کو ہزاروں بار نیچے اتارا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی آسمانوں پر لے جا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ثابت اور مقرر ہو گیا کہ سب سے پہلے جس نے معراج کی تصدیق کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی روز سے آپ صدیق کے لقب سے ملقب ہوتے۔ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ۔ ابوجہل نے سب سے پہلے معراج کی تکذیب کی۔ پس جو شخص معراج کی تصدیق کرتا ہے وہ ابوبکر صدیق رضؓ کا پیروکار ہے اور جو تکذیب کرتا ہے ابوجہل کی اولاد ہے۔

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلوت خانہ میں آئے، حیران تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح بیدار کریں۔ کیونکہ جبرائیل علیہ السلام اس بات پر مامور تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لطف و پاکیزگی سے بیدار کریں۔ ایک روایت میں یہ ہے، جبرائیل علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے معلوم ہوا کہ میرے جسم کی ساخت و ترکیب جنت کے کافور سے ہوئی ہے مگر مجھے اس کی حکمت کا علم نہیں تھا۔ اس کی حکمت مجھے معراج کی رات معلوم ہوئی۔ ہوا یوں کہ میں ہر طرح کی لطافت و نفاست کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگانے میں متامل تھا، سوچتا تھا کہ کس طرح اور کس کیفیت سے بیدار کروں۔ مجھے الہام ہوا کہ اپنے چہرہ کو پائے مبارک کے تلوے پر رکھوں۔

جب میں نے اپنے چہرہ کو پائے مبارک پر ملا۔ کافور کی ٹھنڈک حرارت کے ساتھ ملی جو خواب کا لازمہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہو گئے۔ اپنے کافور سے پیدا کئے جانے کی حکمت مجھے اس وقت معلوم ہوئی۔

بہرکیف اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے وہ گھر صفا و مروہ کے درمیان واقع ہے اور حرم میں داخل ہے۔ حضرت ابوطالب کی کفالت کے زمانہ میں پیغمبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہتے تھے۔ اس لئے اس گھر کو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ میں اپنے گھر میں تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مسجد حرام میں طواف کی غرض سے لائے پھر وہاں سے بیت المقدّس کا قصد فرمایا اس لئے مسجدِ حرام اور حجر کی طرف اشارہ فرمایا۔ وَاللہُ وَرَسُولُہٗ اَعلَمُ بِالصَّواب۔

اب ہم واقعۂ معراج حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کی مشہور روایت کے مطابق بیان کرتے ہیں :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عشاء کی نماز ادا فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی چشمانِ مبارک خواب میں تھیں اور قلب اطہر بارگاہِ ربُّ العزّت میں متوجّہ تھا اور گوشۂ نظر خاکسارانِ اُمّت پر ڈالے ہوئے تھے۔

جبرائیل علیہ السّلام کو خطاب پہنچا کہ اے جبرائیل : (علیہ السّلام) آج رات گوشۂ اطاعت و بندگی کو چھوڑ دے اور اپنے اوراد و تسبیح و تہلیل کو ترک کر دے اور طاؤسی پَر اور پاکیزہ، مرصّع، منوّر پَروں اپنے کو جنّت الفردوس کے لباس اور زیور سے آراستہ کر اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت کے لئے تیار ہو جا۔ کلاہِ فرمانبرداری سر پر رکھ لے۔ میکائیل علیہ السّلام سے کہو، رزق کا پیمانہ ہاتھ سے علیحدہ رکھ دے۔ اسرافیل علیہ السّلام سے کہو کچھ عرصہ تک صُور کو رکھ دے اور عزرائیل علیہ السّلام سے کہو کہ رُوحوں کو کچھ دیر قبض کرنے سے ہاتھ اُٹھا لے۔ رضوان سے کہو کہ بہشت بریں کی درجہ بندی کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا : اِنَّ اللہَ اَعطیٰ مُوسیٰ الکَلَامَ وَاَعطَانِی الرُّؤیَۃَ۔ "اللہ تعالیٰ نے مُوسیٰ علیہ السّلام کو کلام کا شرف بخشا اور مجھے رُویت (الٰہی) عطا کی۔ مسلم شریف کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے میں نے اپنے رب کو دل کی آنکھ اور سر کی آنکھ دونوں سے دیکھا ہے۔" لیکن ہم اس کے ادراکِ کیفیت سے عاجز ہیں۔ بعض مفسّرین نے تصریح کی کہ اس رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو متعدد شان کی وحی ہوئیں۔ ایک وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عوام تک پہنچائی۔ دوسری قسم وحی کی وہ ہے جو خواص تک پہنچائی گئی جو معارفِ الٰہیہ تھے۔ تیسری قسم وحی کی وہ ہے جو اخص الخواص تک پہنچی وہ حقائق و نتائجِ علومِ ذوقیہ تھے اور چوتھی قسم وحی کی وہ تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور ربّ عزّ و جلّ کے مابین مخفی رہی۔

"شرح قصیدہ بُردہ" میں علّامہ ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیت المقدّس تشریف لائے اور براق سے اُترے، جہاں دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے براق باندھے جایا کرتے تھے۔ وہاں براق باندھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مسجد اقصےٰ میں داخل ہوئے۔ دیکھا تو مسجد انبیاء علیہم السّلام سے بھری پڑی ہے۔ اقامتِ صلوٰۃ ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ ہم صفوفِ انبیاء علیہم السلام میں اس بات کے منتظر تھے کہ دیکھیں کون امامت فرماتا ہے، کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کیا اور میں نے امامت کی۔ پھر ہم مسجد سے نکلے تو جبرئیل علیہ السلام نے دو ظرف پیش کئے۔ ایک

دُودھ سے بھرا ہوا تھا دوسرا شراب سے۔ میں نے دُودھ والا ظرف لے
لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اَخْتَرْتَ الْفِطْرَۃَ۔ آپ نے فطرت
اسلامی کو پسند کیا۔ (الحدیث) مختصر یہ کہ یہ امامت قبل عروج ہوئی۔ لہٰذا
حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ امامت قبل عروج
اور بعد نزول دونوں بار ہوئی ہو۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نماز
فرض ادا کی گئی یا نفل۔ تو ایک روایت کی بنا پر ظاہر ہے کہ جو نماز
قبل عروج ادا کی گئی وہ صلوٰۃ نفل تھی۔ اور دوسری روایت میں ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد نزول جو امامت فرمائی وہ نماز
فجر تھی اور بعد فرضیت ادا ہوئی۔

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِہِمْ
فِیْ مَرْکَبٍ کُنْتَ فِیْہِ صَاحِبُ الْحَکَمِ

ترجمہ: "اے سیاحِ لامکاں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے چاک
کیے ہفت طبقاتِ سماوی معہ لشکرِ ملائکہ اور ان سواروں کے جو کہ
جلوس میں ہمراہ تھے اور آپ اس لشکر کے سردار تھے"۔ پھر جبرائیل امین
علیہ السلام نے خازنِ سماء کو کہا: اِفْتَحِ الْبَابَ۔ "دروازہ کھول" تو
خازن نے کہا مَنْ اَنْتَ۔ "تم کون ہو؟" جبرائیل علیہ السلام نے کہا
میں جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛
میں ان کو لانے کے لیے بحکمِ الٰہی گیا تھا۔ جب دروازہ کھلا تو ہم اوپر
چڑھے۔ ہم نے وہاں ایک بزرگ بیٹھے دیکھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا:
یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ ابوالبشر آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کے
دائیں جانب سفید چہروں والے ہیں اور بائیں جانب سیاہ چہروں وا[لے]
جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ اصحابِ یمین دائیں جانب والے جنتی
اور بائیں جانب والے اصحاب الشمال دوزخی ہیں۔

ابن ماجہ اور حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہما نے "نوادر الاصول" میں اور
ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے
معراج کی رات کے مشاہدات میں دروازۂ جنت پر لکھا دیکھا کہ صدقہ
کی جزا، اصل سے دس گنا ہے اور قرض دینے والے کو قرض کی رقم
سے اٹھارہ گنا زیادہ ثواب ملے گا"۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا
کہ کیا قرض، صدقہ سے افضل ہے؟ انھوں نے کہا، اس لیے کہ سائل
سوال کرتا ہے اور اس کے پاس مال موجود ہوتا ہے اور قرض کا طالب
اُس وقت قرض مانگتا ہے جب اسے سخت ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

سُودی کاروبار کرنیوالے کا انجام

حدیث: ابن مردویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت
سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا شبِ معراج سماوی مشاہدات کے سلسلے میں میں نے
ایک شخص کو آتشِ سیال کی نہر میں غوطے لگاتے اور پتھر نگلتے ہوئے
دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو اس دردناک عذاب میں مبتلا ہے؟
حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا یہ سُودی کاروبار کرنے والا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براق کے بارے پوچھا گیا کہ وہ
کیا شے تھی؟ فرمایا وہ ایک جانور تھا مثل چوپائے کے، تیز رفتار
طویل القامت، سفید رنگ اور اس کے قدموں کے درمیان حدِ نگاہ
تک فاصلہ تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرے تو
وہ اپنی قبر میں مصروف نماز تھے۔

تین القاب

بزار ابن قانع اور ابن عدی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شبِ معراج مجھے اس قصرِ اعلیٰ تک پہنچایا گیا جس کی دیواریں گوہر آب دار کی، فرش زرِ خالص ہے اور وہ نور سے منور ہے اور مجھ کو تین القاب عطا فرمائے گئے: سیدالمرسلین، امام المتقین، قائد الغر المحجلین۔

طبرانی میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ حِیْنَ یُصْبِحُ عَشْرًا وَحِیْنَ یُمْسِیْ عَشْرًا اَدْرَکَتْہُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ "جس نے مجھ پر صبح کے وقت دس بار اور شام کے وقت دس بار درود بھیجا وہ قیامت میں میری شفاعت پائے گا۔"

جب مشرکینِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعۂ معراج کو جھٹلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اس سفرِ معراج کی ایک علامت بتاتا ہوں۔ میں تمہارے ایک کارواں کے پاس سے گزرا جو فلاں مقام پر تھا اُن کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ فلاں آدمی نے اُسے تلاش کیا۔ اب وہ کارواں فلاں جگہ پر فروکش ہے۔ اور فلاں دن وہ قافلہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ اس قافلے کے آگے ایک گندمی رنگ کا اونٹ ہے اُس پر کالے رنگ کی ایک چادر اور دو کالے بورے ہیں۔ مقررہ دن کو لوگوں نے اس کارواں کا انتظار کرنا شروع کیا یہاں تک کہ دوپہر کے وقت قافلہ آگیا۔ اُس قافلہ کے آگے وہی اونٹ تھا جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین)

بُراق پسینہ پسینہ ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے شبِ معراج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں براق لایا گیا تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُسے خبردار کیا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شوخی کرتا ہے حالانکہ کوئی اُن سے بڑھ کر خدا کا مکرم تم پر سوار نہیں ہوا۔ یہ سُن کر وہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔

ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے قول میں کہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ دیدار کے لئے ہم نے کھول دیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا کلام کے لئے۔ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ خدا کی قسم کھاتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ابوالحسن بن علی بن اسماعیل اشعری رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح حدیث میں ہے آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ کو جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ تک
لے گئے اور جب ربّ العزت قریب ہوا پھر اُترآیا حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے دو کمانوں کے گوشوں کی مقدار کے موافق ہوگیا یا اس
سے قریب ہوا پس وحی کی اُس کی طرف جو چاہی اور پچاس نمازوں کا حکم
دیا اور حدیث اسریٰ کا ذکر کیا۔ محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے پس دو کمان کے
قاب کے مقدار ہوگئے۔ نقاش رضی اللہ عنہ نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب
ہوا پھر اُن کو دکھایا جو چاہا اور چاہا کہ دکھائے اپنی قدرت وعظمت کو حسن
بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
یہاں تقدیم وتاخیر ہے معراج کی شب رفرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لئے اُتر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس پر بیٹھ گئے اور اٹھائے گئے
پھر اپنے رب کے قریب ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب
جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے جدائی کی تو آوازیں مجھ سے منقطع ہوئیں پھر میں
نے ربّ عزّ وجلّ کا کلام سُنا۔ اور جو حدیث معراج میں اور قرب کی ظاہر
آیت ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی۝ میں وارد ہوا ہے تو اکثر
مفسّرین کہتے ہیں کہ قرب ونزول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت
جبرئیل علیہ السلام میں منقسم ہے یا ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ خاص
ہے یا سدرۃ المنتہیٰ۔ جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ کے قرب کے
لئے کوئی حد نہیں اور بندوں سے حدود کے ساتھ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے
کہ قرب سے کیفیت منقطع ہے۔ (یعنی اس کا قرب بلا کیفیت ہے) کیا تم
کو معلوم نہیں کہ جبرئیل اُس کے قرب سے پردہ میں کیسے رہے اور محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم معرفت وایمان کی امانت سے قریب ہوئے۔ پھر سکون

دل کے ساتھ وہاں تک اُترے جہاں تک کہ اُن کو قریب کیا۔ آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے دل سے شک وشبہ کو دور کیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا رب سے قرب تو یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے
مرتبے شریف اور آپ کی معرفت کے انوار کی روشنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اسرار غیب وقدرت کے مشاہدہ کا اظہار تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف
سے آپ کے لئے نیکی، محبّت خوشی واکرام ہے۔ (کتاب الشفاء)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے اور وہ
ساتویں آسمان پر ہے جو زمین سے چڑھتے ہیں وہاں تک منتہی ہوتے ہیں۔
پھر وہاں سے قبض کئے جاتے ہیں (یعنی ملائکہ لکھ لیتے ہیں) ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ کی روایت میں جو ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے ہے یہ ہے کہ
پھر مجھ سے کہا گیا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے جس کی طرف آپ کی اُمت کے
عمل جو آپ کے طریقہ پر فوت ہوتا ہے پہنچتے ہیں۔ اور سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ
سے چار نہریں نکلتی ہیں۔ ۱۔ صاف پانی کی نہر۔ ۲۔ دودھ کی نہر۔ ۳۔ شراب
کی نہر جو پینے والے کیلئے لذیذ ہے۔ ۴۔ خالص شہد کی نہر۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک
درخت ہے جس کے سایہ میں سوار ستّر سال تک چل سکتا ہے۔ اُس کا ایک
پتا ایک مخلوق کو ڈھانپتا ہے۔ اس کو ملائکہ اور نور نے ڈھانکا ہے۔ اللہ
عزّ وجلّ نے محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: "میں نے تم
کو خلیل وحبیب (دونوں) بنایا اور یہ تورات میں لکھا ہے کہ مُحَمَّدٌ
حَبِيْبُ الرَّحْمٰنِ۔ میں نے تم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے تمہاری
اُمت کو ہی اوّل وآخر بنایا ہے خدا کے اس قول سے "وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى
الْجَبَلِ" ہاں اس پہاڑ کی جانب دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر کھڑا رہا تو عنقریب
تو مجھے دیکھ لے گا" سے استنباط کیا ہے پھر فرمایا کہ جب اللہ نے پہاڑ

پر تجلّی کی تو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔
پہاڑ پر تجلّی کے یہ معنی ہیں کہ اُس پر اُس کا ظہور ہوا حتیٰ کہ اس کو دیکھ لیا۔ جعفر
بن محمد علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ کی طرف
مشغول کیا یہاں تک کہ تجلّی کی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ بے ہوش ہو کر مر
جاتے اور پھر ہوش میں نہ آتے۔ اس کا یہ قول اس پر دال ہے کہ موسیٰ علیہ
السلام نے رب کو دیکھا۔ قاضی ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ
علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا جب ہی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے
تھے اور پہاڑ نے بھی اپنے رب کو دیکھا تھا جب ہی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو
گیا تھا اور اس کو خدا نے ادراک دیا تھا۔ (واللہ اعلم) (کتاب الشفاء)

ابنِ عدی اور ابنِ عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: شبِ معراج میں نے عرش
کے ستونوں پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ۔
(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک محمّد اللہ کے رسول ہیں بیشک
میں نے اُن کی سربلندی کے ساتھ مدد کی۔") لکھا دیکھا۔

ابنِ عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: معراج کی شب مجھے سیر کرائی گئی تو میں
نے عرش پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ابوبکر صدیق،
عمر الفاروق، عثمان ذو النورین" لکھا دیکھا۔

ابو نعیم نے "حلیہ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جنّت میں کوئی
ایسا درخت نہیں جس کے پتّوں پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"
نہ لکھا ہوا ہو۔

ابنِ عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی: رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جنّت کے دروازوں پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا ہے۔ (الخصائص الکبریٰ)

حاکم نے روایت کی اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی اس حدیث کو صحیح کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر وحی نازل فرمائی کہ محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ اور تمہاری اُمّت میں سے جو کوئی اُن کو پائے اُسے
حکم دو کہ اُن پر ایمان لائے۔ کیونکہ اگر محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری
نہ ہوتی تو نہ آدم ہوتے اور نہ جنّت و دوزخ ہوتی اور میں نے عرش پانی
پر قائم کیا تو وہ متحرک تھا۔ پھر میں نے اس پر لکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ" تو وہ ٹھہر گیا۔

ابنِ عساکر نے بروایت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے شانوں
کے درمیان لکھا ہوا تھا: "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ"۔

طبرانی نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، حضرت سلیمان بن داؤد
علیہما السّلام کی انگشتری کے نگینہ کا رنگ آسمانی تھا جو انہیں خاص عطارِ
الٰہی سے تھا۔ انہوں نے یہ نگینہ اپنی انگشتری کے حلقۂ نگین میں جڑوا لیا
تھا۔ اس نگینہ پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" نقش تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً۔" (صحیح مسلم
جلد ۱، مشکوٰۃ، فصل ۱) "میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر
بھیجا گیا ہوں۔"

نجران کے عیسائیوں کا مباہلہ سے فرار اور شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ وہ کل چودہ آدمی تھے جن میں السید جو اُن سب میں بڑا تھا اور عاقب بھی تھے۔ عاقب السید کے بعد ان سب میں صائب الرّائے تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن دونوں سے کہا "تم لوگ اسلام لے آؤ"۔ کہنے لگے "ہم اسلام لا چکے ہیں"۔ (یعنی جس دین میں ہم ہیں وہی اسلام ہے) آپ نے فرمایا "تم اسلام نہیں لائے تم جھوٹ کہتے ہو۔ تم اسلام لے آؤ۔ تمہیں تین چیزوں نے اسلام سے روک رکھا ہے۔ صلیب کی پرستش، خنزیر خوری اور تمہارا یہ گمان کہ اللہ کی اولاد ہے۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ○ (آلِ عمران ۵۹)	"بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام جیسی ہے جنہیں اللہ نے مٹی سے پیدا فرما کر فرمایا انسان ہو جاؤ تو وہ ہو گئے۔"

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ آیت سنائی تو وہ کہنے لگے ہم نہیں جانتے کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ (الآخر) (آلِ عمران)	"تو جو شخص اس بارے میں آپ سے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جھگڑے بعد اس کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس علم آچکا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹے بھی بلاتے ہیں اور تمہارے بھی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر تم دلائل سے اسلام قبول نہ کرو تو میں تم سے مُباہلہ[1] کروں۔ وہ کہنے لگے۔ اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم اس بارے میں واپس جا کر مشورہ کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے آگاہ کریں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں چنانچہ وہ علیحدگی میں اکٹھے ہوئے۔ اور سب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا قرار دیا اور السید نے عاقب سے کہا۔ "خدا کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ یہ آدمی سچا رسول ہے۔ اگر تم نے اس سے مباہلہ کیا تو بیخ و بُن سے اکھڑ جاؤ گے۔ کیونکہ جس قوم نے بھی کسی نبی سے مباہلہ کیا اُن کا نام و نشان مِٹ گیا۔ اور اگر تم نے اُس کی اِتباع نہیں کرنی ہے اور اپنے دین پر ڈٹے رہنا ہے تو پھر اُس سے آئندہ کبھی دوبارہ آنے کا وعدہ کر لو اور اپنے وطن کو لوٹ جاؤ۔"

ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندان کے چند افراد لیکر نکلے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما (پنجتن پاک) تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرما دیا تھا کہ جب میں دُعا کروں تو تم آمین کہنا۔ اتنے میں عیسائی وفد کا ایک آدمی عبد المسیح اپنے بیٹے اور بھتیجے کو لیکر آیا اور اُس نے مباہلے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم جزیہ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں اور کہا اے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے دین پر قائم رہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دین سے کوئی پرخاش نہیں رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

[1] مباہلہ یہ ہوتا ہے کہ فریقین میں سے ہر کوئی اللہ سے یہ دُعا کرے کہ اگر ہم سچے ہیں تو ہمارے دشمن پر عذاب نازل فرما۔

وسلم ہمارے ساتھ اپنے صحابہ میں سے کوئی آدمی بھیج دیجئے جو ہمارے ہاں
منصبِ قضا سنبھالے اور ہمارے درمیان عادلانہ فیصلے کیا کرے۔"
چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ
عنہ کو بلایا اور فرمایا اس قوم کے ساتھ چلے جاؤ۔ تم نے وہاں لوگوں کے درمیان
حق وانصاف کے ساتھ فیصلے کرنا ہوں گے۔

واقعہ اِفک

خصائص الکبریٰ میں ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سفر کا ارادہ
فرماتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس کا نام قرعہ
میں نکل آتا، آپ اُسے سفر میں ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم نے جہاد کے لئے غزوہ کا ارادہ فرما کر ہم سب ازواج کے درمیان قرعہ ڈالا۔
اس میں میرا نام نکل آیا۔ اس سے پہلے آیتِ حجاب نازل ہو چکی تھی۔ پس میں
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ گئی۔ میری سواری کا بندوبست ہودج میں
ایک اونٹ پر تھا۔ اور مجھ کو بحالتِ پردہ ہودج میں بٹھا کر اس کو رسیوں سے
کس دیا جاتا۔ اور پڑاؤ یا منزل پر رسیاں کھول کر مجھے ہودج ہی میں بیٹھے ہوئے
نیچے اتار لیا جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد
واپسی کے لئے روانہ ہوگئے۔ اور مدینہ پہنچنے سے پہلے پڑاؤ فرمایا۔ پھر شب میں
لشکر کو روانگی کا حکم فرمایا۔ میں اٹھی اور قضائے حاجت کے لئے ذرا فاصلے پر
لشکریوں کے پڑاؤ اور ٹھہراؤ سے باہر چلی گئی اور فراغت پا کر اپنی قیام گاہ پر
لوٹ آئی۔ اتفاق سے میرا ہاتھ سینہ پر گیا تو مجھے پتہ چلا کہ میرا ہار گلے میں نہیں ہے،
جو "جزعِ غفار" کا بنا تھا۔ تو میں اُسی راستے سے اُسی جگہ پر پہنچ کر ہار کو تلاش
کرنے لگی جس میں دیر لگ گئی۔ اُدھر وہ لوگ آئے جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے
اور باندھتے تھے۔ انہوں نے میرے ہودج کو اُٹھا کر اونٹ پر کس دیا۔ وہ اس
گمان میں رہے کہ میں ہودج میں ہوں۔ کیونکہ میں بالکل نو عمر اور ہلکی پھلکی تھی۔
انہوں نے ہودج کے ہلکے پن کو محسوس نہ کیا اور اونٹ کو اُٹھا کر روانہ ہوگئے۔
اور میں وہیں تھی جہاں میرا ہار گم ہوا تھا۔ میں اُسے تلاش کر رہی تھی۔ سارا قافلہ

چلا گیا۔ جب میں واپس آئی تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ اس کے بعد میں اسی منزل
میں جس میں ٹھہری تھی ٹھہر گئی۔ میں نے خیال کیا جب وہ مجھے ہودج میں نہ دیکھیں
گے تو میری تلاش اور جستجو میں اسی جگہ واپس آئیں گے۔ اسی دوران میں اپنی
منزل پر بیٹھی ہوئی تھی، مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی۔ صفوان بن المعطل
سلمی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے رہتے تھے اور ان کو اس پر مقرر کیا گیا تھا (یعنی
معقبِ کارواں تھے۔) کہ کسی کی گری پڑی چیز مثلاً پیالہ، کپڑا وغیرہ اٹھا کر اس
کے مالک تک پہنچائیں۔ صبح کے وقت اُس مقام پر پہنچے اور مجھ کو سوتا ہوا
پایا۔ چونکہ احکاماتِ حجاب سے قبل انہوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا اس لئے مجھے
پہچان لیا۔ اُن کے استرجاع[2] سے میں بیدار ہوئی اور چہرے اور جسم کو میں نے
مزید چادر میں چھپا لیا۔ استرجاع کے علاوہ انہوں نے کچھ نہ کہا نہ میں نے
کچھ سُنا۔

"مدارج النبوت" میں ہے کہ بعض یہ کہتے ہیں کہ صفوان رضی اللہ عنہ
نے یہ خیال کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا انتقال کر چکی ہیں، اس بنا پر استرجاع
کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اُن کے استرجاع پڑھنے پر میں بیدار
ہوئی۔ اس کے بعد صفوان رضی اللہ عنہ اونٹ لائے اور اُسے بٹھایا۔ اونٹ
پہ پاؤں رکھا تاکہ میرا (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا) سوار ہونا آسان ہو۔
اور سہارا دینے کی احتیاج نہ رہے۔ میں کھڑی ہوئی، اونٹ کی طرف چل
دی اور سوار ہو گئی۔ اس کے بعد وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر روانہ ہو گئے۔ یہاں
تک کہ ہم لشکر میں پہنچ گئے۔ اس حالت میں کہ لوگ اُترے ہوئے تھے۔ پھر
ان اہلِ افک یعنی کذابوں نے زبان درازی کی اور ہلاک ہوئے، جن کو

[1] بقیہ گذشتہ صفحہ: آیتِ حجاب، پارہ ۲۲ سورۃ احزاب۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ تا
غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ [2] اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

کو ہلاک ہونا تھا۔ اس افک میں سب سے زیادہ بیہودہ گو اور درپے ہونے
والا عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ وہ ہر جگہ چرچا کرتا اور بات پھیلاتا پھرتا تھا۔
اور طرح طرح کی باتیں اپنی طرف سے ملا کر لوگوں میں شک و شبہ اور تردد پیدا
کرتا۔ اور سب سے عجیب بات یہ تھی کہ چند مسلمان بھی اس افک میں ان منافقو
کے ہمنوا بن گئے۔ جن میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسطح رضی اللہ عنہ جو
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن کا بیٹا تھا اور حمنہ بنت جحش جو سیدہ
زینب رضی اللہ عنہا بنتِ جحش ام المومنین کی بہن تھیں۔ اور کچھ اور لوگ جن کے
نام مذکور نہیں اس سازش (بھنور) میں پھنس گئے اور حضرت عروہ جو اس حدیث
کے راوی ہیں فرماتے ہیں مجھے ان ناموں کا علم نہیں ہے بجز اس کے کہ "وہ عصبہ
تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ
بے شک وہ لوگ جنہوں نے افک کیا وہ تم میں سے عصبہ تھے۔" اور عصبہ
دس سے چالیس تک کے گروہ کو کہتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی
ہیں کہ میں جب مدینہ پہنچی تو بیمار ہو گئی اور میری بیماری نے ایک ماہ تک طول
کھینچا۔ حالانکہ لوگ افک میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور یہ بات لوگوں میں خوب
پھیل گئی تھی۔ مجھے اس کا بالکل پتہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ بیماری نے مجھے
بالکل کمزور کر دیا۔ اس کے بعد ایک رات میں مسطح کی والدہ کے ساتھ باہر
قضائے حاجت کے لئے مناصع[1] کی طرف گئی۔ چونکہ اہلِ عرب کی عادت
تھی کہ قضائے حاجت کے لئے صحرا میں جاتے تھے۔ اُس زمانہ میں بیت الخلاء
نہیں ہوتا تھا۔ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میں مسطح رضی اللہ عنہ کی
والدہ کے ہمراہ لوٹ رہی تھی کہ اُمِ مسطح کا پاؤں اپنی چادر میں اُلجھ گیا۔
اُس وقت کہا "غارت ہوا اور مُنہ کے بل مسطح گرے۔ اس پر میں نے کہا تم

[1] وہ جگہ جہاں لوگ قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے۔

ایسی بات کہتی ہو اور اُس شخص کو گالی دیتی ہو جو بدر میں حاضر رہا ہے اور
روایت میں ہے کہ وہ شخص جو اوّل مہاجرین میں سے ہے۔ پھر اُمِ مسطح نے
کہا۔ اے عائشہ! اے بے سمجھ، کیا تم نے نہیں سنا کہ مسطح نے کیا کہا ہے اور
کیا کہتا پھر رہا ہے؟ اس کے بعد انہوں نے اہلِ افک کی باتیں بیان کیں۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد میری بیماری مزید بڑھ گئی۔
ایک روایت میں ہے کہ دھواں سا میرے سر میں چڑھا اور میں بیہوش ہو کر
گر پڑی۔ جب میں گھر آئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔
اور فرمایا تمہارے اس بیمار کا کیا حال ہے؟ اس پر میں نے عرض کیا، کیا آپ
اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤں؟ میرا مقصد یہ تھا
کہ میں ان بے ہودہ خبروں کے بارے میں دریافت کروں۔ پھر حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اجازت مرحمت فرمادی۔ اور میں اپنے والدین کے گھر
چلی گئی۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا، اے اماں! میں کیسی باتیں سُن رہی ہوں
جو لوگ کہتے پھر رہے ہیں؟ میری والدہ نے کہا "بیٹی! حوصلہ رکھو! تمہارا معاملہ
ٹھیک ہو جائے گا، غم نہ کرو۔" خدا کی قسم کسی مرد کے پاس ایسی عورت کم ہوگی
جو خوبرُو، نیک خصلت اور بزرگ و ذی مرتبت ہو اور وہ اس سے محبت رکھتا
ہو اور وہ عورت بھی اس سے محبت رکھتی ہو مگر یہ کہ لوگ اس پر طرح طرح کی
باتیں بنائیں۔ اس پر میں نے کہا کہ واقعۃً لوگوں نے ایسا کہا ہے اور ایسی افواہیں
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی ہیں اور میرے ماں باپ نے بھی سُنی ہیں۔
اس کے بعد مجھ پر رونا غالب آگیا اور میں تمام رات روتی رہی۔ یہاں تک کہ
صبح ہو گئی۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ نہ میں نے سُرمہ لگایا، نہ میں رات
بھر سو سکی۔ دن بھی یُوں ہی روتے گزر گیا۔ مگر آنسو نہ رُکے، نہ نیند آئی۔ میرے
والد دوسرے کمرے میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ انہوں نے میرے
رونے کی آواز سُنی تو وہ بھی روتے ہوئے باہر نکل آئے اور مجھے تسلی و تشفی دی

اور فرمایا "اے عائشہ! صبر کرو، روؤ نہیں۔ اور انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ کیا حکم
فرماتا ہے۔"
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو میرے بارے پریشانی ہوئی اور میری خستہ حالت کو ملاحظہ فرمایا تو اکثر اوقات
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمزدہ رہا کرتے تھے۔ اس باب میں نزولِ وحی نے
بھی طول کھینچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشورہ کے لیے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور
اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ
عنہا کے بارے میں نیک گمان اور اچھی رائے کا اظہار کیا اور اشارۃً بتایا کہ میں
اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنی اس رائے کی وجہ افواہوں کو ہرگز
باور نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کے اہل ہیں، ہم تو
بجُز خیر و خوبی کے اور کچھ نہیں جانتے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم:
اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں فرمائی ہے اُن کے سوا اور عورتیں بہت ہیں
آپ لونڈی (باندی) سے پوچھیئے۔ وہ صحیح باتیں آپ کو بتا دے گی۔ اس کے
بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی بریرہ کو بُلایا اور ارشاد فرمایا:
"اے بریرہ! تم نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا
کے کردار کو شبہ میں ڈالتی ہو؟"
بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "میں سچ کہتی ہوں۔ کوئی بات میں
نے نہ دیکھی ہے اور نہ ہی اُن میں ہے کہ جس کی وجہ سے میری آنکھیں بند ہوں۔
بجُز اس کے کہ وہ کمسن بچی ہیں۔ نیند زیادہ آتی ہے، آٹا گوندھ کر دیتی ہیں
اور اس سے غافل ہو کر سو جاتی ہیں۔ بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔"
اِس مشورے اور تحقیق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ

بن اُبی کے پاس پوچھ گچھ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور میں دن بھر روتی رہی
میرے آنسو تھمنے نہ تھمے اور نیند نام کو نہ تھی۔ مجھ کو ایسا لگا کہ شدتِ گریہ سے
میرا جگر پھٹ جائے گا۔

یہی حال تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔
آپ نے جب سے یہ افواہیں سُنی تھیں میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر
چکا تھا۔ آپ کو وحی کا انتظار تھا۔ بہر حال آپ بیٹھ گئے۔ کلمۂ توحید و رسالت
پڑھا اور اما بعد فرمایا:

" اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) تمہارے بارے مجھے یہ اور یہ باتیں بتائی
گئی ہیں۔ اب اگر تم پاک اور بری ہو تو انشاء اللہ بہت جلد تمہاری برأت ہو
جائے گی۔ اور اگر تم کسی گناہ سے آلودہ ہو گئی ہو تو پھر تم کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ
سے استغفار کرو۔ توبہ کرو۔ کیونکہ جب بندہ معصیت کا اعتراف کر کے نادم اور
شرمسار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے۔"

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گفتگو ختم فرمائی تو میرے آنسو بھی تھم گئے۔
میں نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ آپ میری طرف سے وکالت کریں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیں۔ انہوں نے کچھ سکوت کے بعد فرمایا میری
سمجھ میں نہیں آتا میں کیا عرض کروں؟ پھر میں نے اپنی والدہ[1] سے درخواست
کی کہ آپ ہی جواب دیجئے تو انہیں نے بھی یہی کہا" بیٹی! سمجھ قاصر ہے اس لئے
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دوں"۔ بالآخر مجھے کہنا پڑا۔ اُٹھی،
باوجودیکہ میں کم سن تھی اور میں نے زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا۔ میں نے کہا:
"میں جان گئی ہوں جن افواہوں کو آپ نے سُنا ہے وہ دل میں جگہ کر گئی ہیں

[1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چار نکاح کئے دو قبل از اسلام دو اسلام میں۔ اُمِ رومان رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔

اور ان کو سچ سمجھ لیا گیا ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں اور پاک
منزہ ہوں تو آپ اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور میری بات کا یقین نہیں
فرمائیں گے اور اگر میں اس بات کا اعتراف کروں جس کے بارے میں خداوند
تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو آپ اس کی تصدیق کریں گے۔ لہٰذا
میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں میں اپنے بارے میں اور آپ کے بارے میں کوئی
مثال نہیں پاتی بجز اس مثل و کہاوت کے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد[1]
حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمائی ہے انہوں نے فرمایا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ
الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ○ (اب صبرِ جمیل ہی ہے اور اللہ ہی مدد کرنے
والا ہے اس پر جو تم بیان کرتے ہو)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں اُمید رکھتی تھی کہ اللہ
تعالیٰ میری برأت فرما دے گا لیکن مجھے یہ خیال نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس
معاملے میں نزول وحی فرمائے گا کیونکہ میں اپنے آپ کو اور اپنے اس معاملہ
کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی۔ البتہ مجھے اس بات کی توقع تھی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب دیکھیں گے اور اس ذریعہ سے مجھ بیچاری کی
عفت و عصمت پر گواہی مل جائے گی"۔

بعض علمائے سیر نے لکھا ہے کہ حضرت علی اور حضرت اُسامہ و بریرہ رضی اللہ
عنہم کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی مشورہ کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کے جسمِ اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی کیونکہ
اس کے پاؤں نجاستوں سے آلودہ ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ کیسے گوارا کرے گا
اس بات کو جو اس سے کہیں زیادہ بدترین ہو۔ اور اس سے آپ کی حفاظت

[1] وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ۔ (اور بولے ہائے افسوس یوسف۔) (سورۂ یوسف)

نہ فرمائے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "آپ کا سایہ شریف تک بھی زمین پر نہیں گرتا۔ مبادا کہ وہ نجس اور ناپاک ہو۔ حق تعالیٰ آپ کے سایہ کی اتنی حفاظت کرتا ہے تو آپ کے حرمِ محترم کی ناشائستگی سے کیوں نہ حفاظت فرمائے گا۔"

اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی جگہ سے ہنوز اُٹھے بھی نہ تھے اور نہ کوئی افرادِ خانہ سے باہر نکلنے پایا تھا کہ آپ پر نزولِ وحی ہونے لگا اور جو شدت ایسے موقع پر ہوتی تھی وہ شروع ہوئی کہ آپ کی پیشانی مبارک پر موتیوں کی مانند پسینہ چمکنے لگا۔ آپ پر موسم سرما میں بھی شدتِ وحی سے پسینہ وغیرہ کی یہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ آپ نے نزولِ وحی سے فارغ ہو کر تبسم فرمایا اور پھر کلام کی ابتداء ان الفاظ سے کی:

"اے عائشہ سنو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں بری فرما دیا۔"

اب میری ماں نے مجھے کہا "عائشہ! اٹھو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جاؤ۔" میں نے ماں کو جواب دیا: "اے میری ماں! خدا کی قسم میں تو اُٹھ کر اُن کے پاس نہ جاؤں گی اور میں تو اپنے اللہ کے سوا کسی کی ثنا نہ کروں گی۔"

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ میرے والد نے فرمایا "اے عائشہ! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شکر ادا کرو۔" میں نے کہا "میں شکر نہیں کروں گی، شکر میں صرف اپنے رب کا ادا کروں گی جس نے مجھے پاک قرار دیا اور میرے حق میں قرآن اتارا۔" ایک روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں نے اپنا ہاتھ آپ کے دستِ مبارک سے کھینچ لیا۔

الحمدللہ کہ منافقوں اور دروغ گویوں (جھوٹوں) کا منہ کالا ہوا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن پڑھا جو اس وقت نازل

ہوا تھا اور کہا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۝ (سورۂ نور)

"بیشک جنہوں نے بہتان اُٹھایا تم میں سے وہ عُصبہ ہیں اسے اپنے لئے بُرا خیال نہ کرو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نور کی دس آیات تک تلاوت فرمائی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوش و خرم مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر خطبہ فرمایا۔ اس کے بعد نازل شدہ آیات کو صحابہ کے سامنے پڑھا۔

مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برأتِ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں نازل شدہ آیات کو پڑھ چکے تو تہمت لگانے والوں کو طلب فرمایا اور ان پر حدِ قذف جاری فرمائی اور ہر ایک کو اَسّی اَسّی دُرّے لگوائے۔ اور یہ چار آدمی تھے۔ (۱) حسّان بن ثابت (۲) مسطح بن اثاثہ (۳) حمنہ بنت جحش۔ (۴) عبداللہ بن اُبَی۔ بعض روایتوں میں عبداللہ بن اُبَی منافق پر اجراء حد کا ذکر نہیں کیا گیا۔ (واللہ اعلم) (مدارج النبوت۔ خصائص الکبریٰ)

معجزہ چاند دو ٹکڑے ہونا

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (القمر) "قیامت قریب آگئی اور چاند دو شق ہوگیا۔" یہ آیت کریمہ بھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان بیان کرتی ہے۔ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صفتوں کا بیان ہے۔ ایک قیامت کا قریب ہونا، دوسرے چاند کا شق ہوجانا۔ قیامت قریب ہونے کے معنی تو یہ ہیں کہ اور انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں تو کسی نہ کسی نئے نبی کی آمد کا انتظار تھا۔ مگر اب اللہ کے آخری نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانۂ رسالت قیامت تک قائم ہے کہ کبھی آپ کا دین یا آپ کا قرآن منسوخ نہیں ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ" ہم اور قیامت ان دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں" یعنی ہم میں اور قیامت میں کوئی نیا نبی درمیان میں نہیں۔ چاند پھٹنے کا وہ قصّہ ہے جو خرپوتی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے شرح قصیدہ میں درج ہے کہ ابوجہل نے والیٔ یمن حبیب ابن مالک کو لکھا کہ تیرا دین مٹایا جارہا ہے جلد آ۔ حبیب یہ پیغام پاکر فوراً مکۂ مکرمہ آیا۔ ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے بہت غلط باتیں کیں۔ ابوجہل کا مقصد یہ تھا کہ حبیب کا اہلِ مکہ پر بڑا اچھا اثر ہے۔ یہ لوگوں کو سمجھادے کہ وہ نیا دین قبول نہ کریں۔ حبیب نے کہا کہ دونوں فریق کی بات سننے کے بعد فیصلہ کیا جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا کلام بھی سُن لوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں اور آپ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس مجلس میں تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو تمام مجلس پر ہیبت چھاگئی۔

اور کسی کو کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ حبیب نے ہمت کرکے عرض کی کہ آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے دعویٰ نبوت فرمایا ہے اور نبوت کے لئے معجزہ ضروری ہے۔ فرمایا تمام انبیاء علیہم السلام مخصوص معجزہ لے کر آئے لیکن ہم مخصوص معجزہ کے ساتھ نہیں آئے بلکہ جو تو کہے گا، وہی معجزہ دکھایا جائے گا۔ کہنے لگا میں تو آسمان کا معجزہ چاہتا ہوں۔ پھر پوچھا میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ بتائیں کہ میرے قلب میں تمنا کیا ہے؟ فرمایا چل کوہِ صفا پر۔ وہاں تشریف لے گئے اور پورے چاند کو اشارہ کیا۔ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ چودھویں رات کا چاند پورتی تابانی سے چمک رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف۔ اعلیحضرت[1] فرماتے ہیں ؎

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ[1] کی

پھر فرمایا "اے حبیب! دوسری بات سُن! تیری ایک بیٹی ہے جو ہمیشہ بیمار رہتی ہے اور ہاتھ پاؤں سے معذور ہے۔ تو چاہتا ہے اُس کو شفا ہوجائے۔ جا اُسے بھی شفا ہوئی۔" یہ سُنتے ہی حبیب فوراً پُکار اُٹھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب گھر پہنچے تو رات کا وقت تھا۔ دروازے پر دستک دی۔ وہ معذور لڑکی جو زمین سے اُٹھ نہ سکتی تھی، اُٹھ کر آئی اور دروازہ کھولا۔ باپ کو دیکھ کر پڑھنے لگی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حبیب نے پوچھا۔ بیٹی! تم نے یہ کلمہ کہاں سے سُنا؟ تو کہنے لگی: "میں نے خواب میں ایک حسین صورت والے کو دیکھا جو فرماتے ہیں کہ بیٹی تیرے باپ تو مکہ میں آکر مسلمان ہوئے ہیں اور

[1] صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

تُو یہاں کلمہ پڑھ لے، تجھ کو ابھی شفا ہو جائے گی۔ میں جو صبح کو اُٹھا تو کلمہ زبان پر جاری تھا اور میرے ہاتھ پاؤں سلامت تھے۔"

تمام جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عام مفسرین کا یہی فرمان ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکا۔ اب جو شخص یہ کہے کہ اس سے مُراد ہے قیامت میں چرے گا وہ بد مذہب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے نیل چیرا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلی پاک کے اشارے سے چاند چرا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے بڑھ کر معجزات عطا ہوئے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ ۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی بعثت)

ہجرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام بخاری رحمۃ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت گاہ خواب میں دکھائی گئی ہے۔ میں نے دو سنگلاخ چٹانوں کے درمیان کھجوروں والی زمین کو دیکھا ہے۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے لئے تیاری کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! ٹھہر جاؤ۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مجھے بھی ہجرت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ دارالندوہ میں جمع ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر اتفاق کیا۔ ادھر حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم آج رات اس جگہ شب بسر نہ فرمائیں جہاں آپ استراحت فرماتے ہیں اور قریش مکہ کی خفیہ سازشوں کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ طیبہ ہجرت کرنے کے لئے بھی عرض کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے کہ شب ہجرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین مکہ کے پاس سے گزرے اس وقت وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر کھڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کے دست مبارک میں مٹھی بھر مٹی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے مشرکین کی طرف پھینکا اور سورۂ یٰس کی تلاوت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا۔ ایک پوچھنے والے نے مشرکین سے پوچھا تم کس کے منتظر ہو؟ انہوں نے کہا ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انتظار کر رہے ہیں۔ اُس نے کہا وہ ابھی ابھی

تمہارے پاس سے گزرے ہیں اور تمہارے سروں پر مٹی ڈال گئے ہیں یہ سُن کر وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑنے لگے اور کہنے لگے واللہ! ہم نے انہیں نہیں دیکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے۔ مکڑی نے غار کے دہانے پر فوراً جالا تن دیا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے شہاب اور عُروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جستجو کے لئے گھڑسوار دوڑائے حتیٰ کہ وہ غار کے دہانے تک پہنچ گئے۔ تو جالا دیکھ کر کہا یہ جالا تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔ وہ واپس پلٹ آئے۔ بہرکیف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرکین کی آوازیں سُن کر غمناک ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ (توبہ) "غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ایک کافر غار کے اندر جھانک رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتا، ملائکہ نے اپنے پروں سے ہمیں چھپا رکھا ہے۔

ابن عساکر علیہ الرحمۃ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے انہیں شدید پیاس لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غار کے منہ کے پاس جاؤ اور پانی پی لو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے دہانے پر آئے اور پانی نوش فرمایا جو شہد سے زیادہ میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں کے

نگران فرشتہ کو حکم دیا ہے کہ جنت الفردوس کی ایک نہر کو غار کے منہ پر جاری کر دے تاکہ تم پانی پی سکو۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ (صحاح ستہ)

ترجمہ: اے اللہ درود نازل فرما حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر جیسا کہ درود نازل فرمایا تُو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر، بے شک تُو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر جیسا کہ تُو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر، بے شک تُو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔

قیدی کی رہائی کے لئے

ایک ہی جلسہ میں خود قیدی سورۂ یوسف پڑھے۔ اگر

مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

پڑھے بہت جلد رہائی پائے۔

"مواہب اللدنیہ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کی
حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ ثبیر پہاڑ نے آپ کو یہ ندا دی کہ آپ مجھ
پر سے اُتر جائیے اس لئے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر قتل کئے جائیں
اور اس سبب سے اللہ تعالیٰ مجھ کو عذاب دے۔ پس غارِ ثور نے آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ندا دی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ میری طرف
آئیے۔ اور قاسم بن ثابت نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب غار میں داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
آپ کے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے غار کے دروازہ پر "راءۃ" کو اسی وقت
اُگا دیا۔ راءۃ معروف درخت ہے۔ قاسم بن ثابت نے کہا ہے وہ درخت
ام غیلان ہے اور ابو حنیفہ دینوری سے روایت ہے کہ وہ درخت انسان
کے قد کے برابر ہوتا ہے اور اس کے ڈورے ہوتے ہیں، اس کی کلیاں
سفید ہوتی ہیں اور اس کے ڈوروں اور پھولوں کو تکیوں میں بھرتے
ہیں وہ ایسے ہلکے اور نرم ہوتے ہیں جیسے پرندہ کے پر۔ اور وہ رُوئی کی
مثل ہوتے ہیں۔ پس اس درخت نے کافروں کی آنکھوں کو غار سے
روک دیا وہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور بزاز کی مسند میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے مکڑی کو امر کیا اور اس نے غار کے منہ پہ جالا تن دیا۔

درخت کا اُگنا، کبوتروں کا گھونسلا بنانا، مکڑی کا جالا بنانا یہ اس
قبیل سے ہے کہ جس نے مشرکوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روک
دیا اور وہ اندھے ہو گئے۔ حرم شریف کے کبوتر انہی دو کبوتروں کی نسل
سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو حمایت کی جزا دی۔ اور یہ روایت کیا
گیا ہے کہ دو کبوتروں نے پہاڑ کے سوراخ کے اسفل میں انڈے دیے
اور مکڑی نے جالا تنا۔ کفار نے کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے ہوتے تو انڈے ٹوٹ

جاتے اور مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا۔

اور روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا
مانگی اے میرے اللہ ان کی بینائیوں کو اندھا کر دے۔ پس ان کی بینائیاں
غار میں داخل ہونے سے پہلے زائل ہو گئیں۔ کفار غار کے دائیں بائیں پھر
رہے تھے، غار کے اندر نہیں جاتے تھے۔

اور روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے
غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کو دیکھا کہ ان
سے خون ٹپکتا تھا۔ میں رونے لگا۔ اور مجھ کو یہ علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے برہنہ پائی (ننگے پاؤں) اور کسی جفا کی عادت نہیں ہے،
اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے پہلے غار میں داخل ہوئے تاکہ اپنے نفس کے ساتھ آپ کو نگاہ
رکھیں یعنی آپ کی حفاظت کریں۔ انہوں نے غار میں ایک سوراخ دیکھا
اس میں اپنے پاؤں کی ایڑی لگا دی تاکہ سوراخ سے ایذا دینے والی کوئی
چیز باہر نہ نکلے۔ زہریلے سانپ ان کو کاٹنے لگے۔ اُن کے کاٹنے کی وجہ
سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو بہہ نکلے۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوتے اور آپ
نے اپنا سر مبارک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آغوش مبارک میں رکھ دیا
اور سو رہے۔ سوراخ میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سانپ نے
کاٹ لیا۔ انہوں نے جنبش نہیں کی۔ اُن کے آنسو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے چہرۂ مبارک پر گرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ
عنہ سے پوچھا تم کو کیا ہو گیا کہ تمہارے آنسو ٹپک رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پہ فدا ہوں مجھے سانپ نے کاٹا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس جگہ سانپ نے کاٹا تھا لعاب دہن

مبارک لگا دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکلیف جاتی رہی۔ اس کو ابن رزین نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اطراف دودھ دینے والی بکری چراتے تھے اور عشاء کی ایک گھڑی گزرنے کے بعد عامر وہ بکری آپ کے پاس لے آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تازہ دودھ سے شب بسر کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین راتیں غار میں گزاریں۔ ان راتوں میں عامر بن فہیرہ دودھ کی بکری آپ کے پاس لاتے تھے اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو نوجوان، نہایت سمجھ دار اور سریع الفہم تھے، رات کو اُن کے پاس رہا کرتے اور صبح سویرے مکہ مکرمہ پہنچ جاتے تھے۔ جیسے رات کو قریش کے ساتھ ہی رہے ہوں۔ قریش حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جو سازش یا مکر کا منصوبہ بناتے تو یہ رات کو جا کر آپ کو بتا دیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق نے عبداللہ بن الاریقط کو اُجرت پر رہبر ٹھہرایا تھا وہ کفارِ قریش کے دین پر تھا۔ اس کا اسلام معلوم نہیں ہوا۔ اسے اپنی سواری کے اونٹ دے دئے تھے۔ اور اسے تین راتوں کے بعد غارِ ثور کے پاس آنے کا کہا گیا تھا۔ لہٰذا عبداللہ بن الاریقط تیسری رات کی صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سواری کے دونوں اونٹ لے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ اور رہبر چل پڑے۔ رہبر عبداللہ ان کو ساحل سمندر کے راستے پر لے گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ مقام قدید میں اُم معبد عاتکہ بنتِ خالد الخزاعیہ کے پاس سے گزرے۔

(مواہب لدنیہ)

اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں آفتابِ نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول اور معجزہ

ابو معبد خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عامر بن فہیرہ کی ہمراہی اور عبداللہ بن اریقط کی رہنمائی میں ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے چلتے ہوئے ام معبد خزاعیہ کے خیموں پر گزرے جو کہ بہادر اور دلیر عورت تھی، وہ بردار تھی اور خیموں سے باہر کھلی جگہ میں بیٹھی گزرنے والوں کو کھانے پینے کا سامان مہیا کرتی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے کھجوروں اور گوشت کے متعلق دریافت فرمایا مگر اس کے ہاں کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکی۔ کیونکہ وہ قحط سالی کا شکار تھے اور مسکین و فقیر ہو چکے تھے۔ اُس نے عرض کیا بخدا ہمارے پاس کوئی شے ہوتی تو مہمان نوازی میں پس و پیش نہ کرتی۔ اور آپ سے کوئی شے بچا کر نہ رکھتی۔

سیدِ انس و جان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیمہ کے گوشہ میں ایک بکری دیکھی تو دریافت فرمایا۔ اے ام معبد! یہ کیسی بکری ہے؟ اس نے عرض کیا یہ تو انتہائی لاغر اور کمزور بکری ہے جو ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ہمراہ نہیں جا سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس کا دودھ نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ تو دودھ دینے سے رہی (اس کی تو ہڈیوں میں مغز تک نہیں اور بدن میں گوشت نام کو نہیں، دودھ کیسے دے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اجازت ہے میں اس کو دوہ لوں اور اس کا دودھ نکال لوں؟۔ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر دودھ نظر آتا ہے تو نکال لیں، مجھے کیا

اعتراض ہو سکتا ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کو اپنے پاس منگوا لیا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کے پستانوں پر دستِ مبارک پھیرا اور دُعا فرمائی اے اللہ! اُمِ معبد کے لئے اس بکری میں برکت عطا فرما۔ اُمِ معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ بکری نے فوراً جگالی شروع کر دی، پاؤں چوڑے کر لئے اور دودھ سے پستان بھر لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا بڑا برتن طلب فرمایا جو ایک جماعت کو کفایت کر سکے۔ چنانچہ اس میں آپ نے اس قوت وطاقت سے دودھ دوہا کہ جھاگ برتن کے منہ تک چڑھ آئی۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام معبد کو دودھ پلایا۔ جب وہ خوب سیر ہو گئیں تو ساتھیوں کو پلایا۔ آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود دودھ نوش فرمایا اور اپنے ساتھیوں کو دوبارہ پلایا، یہاں تک کہ کسی کو پینے کی گنجائش نہ رہی۔

اس کے بعد دوبارہ برتن میں دودھ دوہا اور اسے اُمِ معبد کے ہاں چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ اُن کا خاوند ابو معبد بوڑھی کمزور اور بدحال بکریاں ہانکتے ہوئے آ پہنچا جو کہ ضعف اور لاغری سے آہستہ آہستہ چلتی تھیں۔ ہڈیوں میں مغز نہ ہونے کے برابر تھا۔ جب اس نے دودھ دیکھا تو حیران ہو کر پوچھا یہ دودھ کہاں سے آ گیا؟ جو بکری گھر میں تھی وہ تو بوجہ لاغری ریوڑ سے پیچھے رہ جانے والی تھی اور تو کوئی جانور تھا نہیں جو دودھ دیتا۔ ام معبد نے کہا، نہیں نہیں، بخدا یہ ہماری اسی لاغر اور ضعیف بکری کا دودھ ہے۔ ایک مبارک ہستی کا یہاں سے گزر ہوا جن کی صفت اور کیفیت ایسی ایسی تھی۔ انہوں نے اپنی شانِ اعجازی اور خداداد قدرت کا کرشمہ دکھاتے ہوئے ہمیں دودھ نکال کر دیا ہے۔ اُس نے کہا مجھے تو یہ وہ ہستی معلوم ہوتی ہے جن کے تعاقب

میں قریش دوڑ رہے ہیں۔ ذرا اُن کا حُلیہ اور وضع قطع تو بیان کیجئے۔

ام معبد نے کہا۔ میں نے جس ہستی کا دیدار حاصل کیا اُن کی چمک دمک نمایاں تھی اور چہرۂ انور کشادہ اور روشن، جسم کے اعضاء میں مکمل تناسب اور موزونیت کاملہ، نہ اُن کو پیٹ بڑھ جانے کا عیب لاحق تھا اور نہ سر اور گردن کے چھوٹے ہونے کا نقص، وہ انتہائی حسین وجمیل تھے آنکھیں سیاہ اور موٹی تھیں، پلکیں گھنی تھیں اور دراز۔ آواز بلند اور گرجدار، رنگت سفید، آنکھیں سرمگیں۔ بھویں باریک لمبی اور باہمی ملی ہوئی، بال سخت سیاہ اور گردن مبارک طول اور لمبائی میں، داڑھی مبارک گھنی۔ جب سکوت اور خاموشی اختیار کریں تو شان و وقار نمایاں، اور جب گفتگو کا آغاز فرمائیں تو سرِ اقدس اور ہاتھ مبارک بلند فرماتے ہیں اور چہرہ مبارک پر رونق اور بہار نظر آتی ہے۔ اُن کی گفتار پروئے ہوئے موتی معلوم ہوتے ہیں جو یکے بعد دیگرے نیچے گر رہے ہوں۔ باتوں میں شہد سی مٹھاس ہے اور کلام مقصد پر دلالت میں واضح اور مقصد کے مطابق، نہ بالکل مختصر اور نہ طویل بے مقصد۔ دُور سے دیکھیں تو سب سے بلند قامت اور خوبصورت اور قریب سے دیکھیں تو سب سے شیریں اور حسین ترین۔ اُن کے رفقائے سفر نے اُن کے گرد یوں حلقے بنائے ہوئے تھے جیسے چاند کے گرد حالہ۔ جب آپ بات کرتے تو رفقاء مجسّم کان بن جاتے اور جب حکم دیتے تو اطاعت کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ نہ ترش رو، نہ تیوری چڑھانے والے۔

ابو معبد نے کہا: بخدا یہ وہی قریش کی عداوت اور دشمنی کا نشانہ بننے والی ہستی ہیں جن کو اپنا مقام اللہ رب العزت کی طرف سے بتلا دیا گیا۔ اور مرتبۂ نبوت واضح کر دیا گیا ہے۔ اگر میں اُن کو پا لیتا تو اپنے ساتھ رکھنے کی اُن سے التماس کرتا۔ اور مجھے جب بھی موقعہ ملا ضرور اُن کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

اُم معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس بکری کے تھنوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ مبارک لگایا تھا اس کی عمر میں وہ برکت پیدا ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رُونما ہونے والے قحط میں بہت سی مخلوق ہلاک ہوگئی تھی اس میں وہ بکری بھی ہلاک ہوگئی۔ یعنی ہجرت کے اٹھارھویں سال تک صحیح وسالم رہی اور ہم اُس زمانہ میں اُسے صبح وشام دوہا کرتے تھے اور اس کے دودھ سے سیراب ہوا کرتے تھے۔ جب کہ زمین میں جانوروں کو کوئی چیز کھانے کو ملتی ہی نہیں تھی۔ (الوفار)

مدارج النبوۃ میں منقول ہے اس کے بعد اُمّ[1] معبد اور اس کے شوہر نے ہجرت کی اور اسلام قبول کیا اور اپنے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزولِ اجلال کی تاریخ یاد رکھی۔ (الوفار)

[1] اُم معبد اور ان کا شوہر بعد میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔

بریدہ اسلمی دائرۂ اسلام میں

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی شے سے بدفال نہیں لیتے تھے البتہ نیک فال ضرور لیتے۔ اور جب قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کرکے اُن کے حوالے کرنے والے کے لئے انعام مقرر کر رکھا تھا۔ تو بریدہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم بنی سہم کے ستّر سواروں کے ہمراہ سوار ہوکر اپنے گھر سے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا "تم کون ہو؟" عرض کیا: "میں بریدہ ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجّہ ہوکر فرمایا "ہمارا معاملہ حرارت وگرمی اور شدّت و حدّت سے محفوظ ہوگیا، بلکہ سرد اور خُنک ہوگیا۔ پھر استفسار فرمایا: کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟" انہوں نے عرض کیا: "قبیلہ اسلم سے ہوں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سلامتی میں ہیں۔" پھر پوچھا: "قبیلہ اسلم میں سے کس شاخ سے ہو؟" انہوں نے کہا "بنی سہم سے۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا "تمہارا نصیبہ اور حصہ نکل آیا۔"

بریدہ نے عرض کیا: "آپ کی تعریف کیا ہے؟" فرمایا: "میں محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا رسول اور برگزیدہ بندہ۔" تو بریدہ نے عرض کیا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام ساتھی مسلمان

ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے عرض کیا۔ مدینہ میں داخل ہوتے وقت لوائے سیادت اور علمِ قیادت آپ کے ہمراہ ضرور ہونا چاہیے اپنی دستار کو سر سے اتارا اور نیزے پر باندھ کر اس کو فضاء میں بلند کیے ہوئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے آگے چلے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے۔ عرض کیا آپ میرے ہاں قیام فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اونٹنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے اور اسے اس کی منزل اللہ تعالیٰ نے بتلا رکھی ہے، میں اس کو ادھر ادھر نہیں پھیر سکتا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے مشرف بہ اسلام ہونے اور ابدی سعادتوں کے حصول پر تشکرِ ایزدی بجا لاتے ہوئے عرض کیا: "الحمد للہ کہ بنو سہم برضا و رغبت حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے اور جبر و اکراہ سے اسلام میں نہیں داخل ہوئے۔

زہری کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے دن بارہ ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے۔

حنش صنعانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سوموار کو ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصبِ نبوت و رسالت بھی سوموار کو سونپا گیا اور اعلانِ نبوت کا حکم دیا گیا اور حجرِ اسود کو اپنی جگہ پر نصب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوموار کو کیا۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت بھی سوموار کو فرمائی۔ اور مدینہ منورہ کو قدوم میمنت لزوم سے مشرف بھی اسی دن فرمایا۔ اور سوموار کے دن ہی وصال فرمایا۔ بارگاہِ خداوندی کی طرف سے آپ کو بلاوا آیا اور عالمِ جاودانی میں قدم رکھا تو سوموار ہی کا دن تھا۔ صَلَّی اللہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

مسجدِ قُبا کا سنگِ بنیاد

سب سے پہلا کام جو وادیٔ قُبا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا وہ اسلام میں اوّلین و مقدس مسجد کی تعمیر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خطۂ زمین کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ نے پیش کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہلِ قباء سے فرمایا کہ پتھر اٹھا لاؤ۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے پتھر کے ساتھ پتھر رکھو۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھیں اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عمر کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھو۔ پھر اہلِ قبا سے فرمایا کہ اسی طرح پتھر ساتھ ساتھ جوڑتے جاؤ۔ پھر آپ نے اپنے عصاءِ مبارک سے قبلہ کی سمت کا تعین فرمایا۔ اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعمیرِ مسجد میں مکمل حصہ لیا۔ ستمبر ۶۲۲ء میں سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

شموس بنت نعمان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعمیرِ مسجدِ قباء میں پتھر اٹھاتے دیکھا ہے اور مٹی کے اثرات آپ کے جسمِ اطہر پہ نمایاں تھے۔ (خلاصۃ الوفاء)

قباء شریف میں چند روز قیام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب آپ وادیٔ بنی سالم میں پہنچے تو نمازِ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہیں نمازِ جمعہ ادا فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں یہ پہلا جمعہ ادا فرمایا ہے۔ ورنہ فرضیتِ جمعہ کا حکم پہلے نازل ہو چکا تھا۔

حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو دو آدمی آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھیں اُن میں اللہ کو زیادہ محبوب وہ ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت رکھتا ہو۔ (طبرانی)

آسماں سجدہ کند پیش زمینے کہ بر او
یک دو کس یک دو زماں بہرِ خدا بنشینند

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ دائرۂ اسلام میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ (منورہ) تشریف آوری کا علم ہوا تو وہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔ میں آپ سے تین ایسی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں جن کا علم نبی کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ (۱) قیامت کی سب سے پہلی کونسی نشانی ہے؟ (۲) وہ کونسا کھانا ہے جس کو جنتی سب سے پہلے کھائیں گے۔ (۳) کس وجہ سے بچہ ماں باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ باتیں ابھی جبرئیل علیہ السلام مجھے بتا کر گئے ہیں۔ عبداللہ بن سلام کہنے لگے سارے فرشتوں میں سے یہود کے یہی تو دشمن ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی سب سے پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب میں لے جائے گی۔ اور اہلِ جنت کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی کا نچلا حصہ ہوگا۔ اور بچے کی مشابہت کا معاملہ یُوں ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی سے ہم بستر ہوتا ہے تو آدمی کو پہلے انزال ہو جائے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوگا اور اگر عورت کو پہلے انزال ہو جائے تو ماں کے مشابہ ہوگا۔

وہ عرض گزار ہوئے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔"

پھر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) یہود بڑی بہتان تراش قوم ہے اگر انہیں میرے اسلام لانے کا علم ہو گیا اس سے پہلے کہ آپ اُن سے دریافت فرمائیں وہ مجھ پر

الزام تراشی کریں گے۔ پس یہودی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور عبداللہ بن سلام گھر میں چھپ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسے آدمی ہیں؟ یہودی کہنے لگے وہ ہمارے سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے عالم کے بیٹے ہیں، وہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر آدمی کے بیٹے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر تم یہ دیکھو کہ عبداللہ مسلمان ہو گئے ہیں تو؟" کہنے لگے "اللہ انہیں اس سے بچائے۔" اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نکل کر سامنے آ گئے۔ اور کہنے لگے "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالٰے کے رسول ہیں۔" وہ کہنے لگے یہ ہم میں برا آدمی ہے اور برے آدمی کا بیٹا ہے۔ (بخاری جلد دوم)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بد دعا سے عتیبہ بن ابولہب کو شیر نے پھاڑ ڈالا

عثمان بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے بعض بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی عتیبہ بن ابولہب کے گھر تھی، جسے اس نے طلاق دے دی پھر جب وہ شام کے سفر پر بغرض تجارت اپنے باپ ابولہب کے ساتھ جانے لگا تو اس نے کہا میں ہر قیمت پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جاتا ہوں اور اس کے رب کے متعلق اسے ایذا دیتا ہوں۔ تو وہ آیا اور یوں گویا ہوا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) "میں اس کا انکار کرتا ہوں جو قریب ہوا۔ پھر اور قریب ہوا۔ پھر اتنا فاصلہ رہ گیا جتنا دو کمانوں

...ں ہوتا ہے یہ کہہ کر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے تھوکا ور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر بھیج دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنَ الْكِلَابِ ؕ (اے اللہ اپنے کتوں (درندوں) میں سے کوئی کتا اس پر مسلط فرما۔)

کہتے ہیں ابوطالب اس وقت موجود تھے وہ یہ سن کر غمزدہ ہو گئے۔ ایک طرف ہٹ گئے۔ اور عتیبہ سے کہا میں تمہارے ساتھ چہرہ لئے اپنے بھتیجے کی بد دعا سے ڈرنے لگا ہوں۔ تو وہ لوٹ گیا متعلق اور ابولہب کو ساری بات کہہ سنائی۔ پھر وہ شام کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ ایک جگہ انہوں نے پڑاؤ ڈالا۔ وہاں ایک راہب نے اپنے دیر میں سے ان پر جھانکتے ہوئے کہا: یہ درندوں کا ٹھکانہ ہے۔ ابولہب نے کہا اے گروہ قریش! آج رات میری مدد کرو، مجھے اپنے بیٹے کے متعلق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بد دعا کے پورا ہونے کا بہت خطرہ ہے۔ تو انہوں نے اپنے کجاوے اکٹھے کئے ان سب کے اوپر بہت اونچی جگہ پر عتیبہ کا بستر بچھا دیا اور خود اس کے اردگرد نیچے سو گئے۔ اتنے میں ایک شیر آیا اور ان کے چہرے سونگھنے لگا۔ اس نے اپنی دم لہرائی اور کود کر اوپر جا چڑھا اور عتیبہ کے سر پر اس زور سے پنجہ مارا کہ کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ وہیں اس کی جان نکل گئی اور واصل جہنم ہو گیا۔

محمد بن عمر واقدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آنے سے پہلے عتبہ بن ابی لہب کے گھر میں تھیں اور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دوسری صاحبزادی اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا عتیبہ بن ابولہب کے نکاح میں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ظہورِ اسلام سے قبل اُن سے ان کا نکاح کیا تھا۔[1]

عیسیٰ بن عباد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: لوگوں نے ابوالفضل کندی کو بعد از وفات خواب میں دیکھا۔ پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنی خاص رحمت فرمائی میری لغزشوں اور گناہوں کو بخش دیا۔ لوگوں نے پوچھا کس عمل سے؟ انہوں نے کہا کہ میری ان دو انگلیوں کے بدلے۔ کہ میں ان دو انگلیوں سے حضور نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود پاک ہی لکھتا رہا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اسمِ مبارک لکھتے وقت درود شریف لکھنا ضروری ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے

[1] یاد رہے عتبہ بن ابی لہب بعد میں ایمان لے آئے (رضی اللہ عنہ) اور شرفِ صحابیت حاصل کیا۔ جبکہ عتیبہ گستاخیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بنا پر واصلِ جہنم ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اگرچہ ظہورِ نبوت سے قبل اپنی صاحبزادیوں کا اُن سے نکاح کر دیا تھا مگر ان کی رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی۔ پھر جب سورۃ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو تو میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ انہوں نے طلاق دے دی۔ تب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ پھر ۲ھ میں جنگ بدر کے وقت رقیہ رضی اللہ عنہا کا مدینہ طیبہ میں وصال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ (مدارج النبوت ۲/ دلائل النبوت)

ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو میرے نام کے ساتھ ایک بار دُرود لکھے گا، فرشتے اس کے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں جب تک اس کتاب میں یہ دُرود لکھا رہے گا۔ بعض بزرگانِ اسلاف نے جمعہ کے دن یہ دُرود شریف لکھنے اور پڑھنے کے لئے کہا ہے دُرود یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

سخاوت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رُوم کے قیدیوں کی ایک جماعت پیش کی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُن پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے اعراض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُن کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ جب آخر تک نوبت پہنچی تو تلوار نے کام نہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا یا رسول اللہ! اسے قتل نہ کیجیے، کیونکہ وہ سخی ہے۔ اور خدا سخی لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ (نزہت)

حضرت خضر علیہ السّلام کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ حضرت امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص ہر روز یہ دُعا تین بار پڑھے تو وہ ابرار میں لکھا جاتا ہے۔ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو آدمی ہر روز دس مرتبہ یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ابدال میں لکھ دے گا۔ دُعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گیارہ (۱۱) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں ان سب کو ام المومنین (مومنوں کی ماں) ہونے کا شرف خداوند قدوس نے عطا فرمایا ہے: "وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ" (سورۃ احزاب: پ۲۲) ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت سودہ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت میمونہ، حضرت جویریہ، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن۔ ان سب کے مختصر حالات درج ذیل ہیں:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ آسمانی آفتاب ان کے گھر اتر آیا ہے۔ اور اس کا نور اُن کے گھر سے پھیل رہا ہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کا کوئی گھر نہیں جو اُس نور سے روشن نہ ہوا۔ بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا۔ اُس نے تعبیر دی کہ نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم سے نکاح کریں گے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی سعادتمند خاتون ہیں جن پہ اسلام کی حقانیت سب سے پہلے روشن ہوئی اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور اپنا تمام مال وزر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں خرچ کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد خواہ فرزند ہوں یا دختران سب انہی سے ہوئی بجز ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے کہ وہ سیدہ ماریہ قبطیہ

رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوبیس یا پچیس سال شریکِ حیات رہیں۔ اُن کی وفات ہجرت سے پانچ یا تین سال پہلے ہوئی۔ اُس وقت ان کی عمر شریف پینسٹھ (۶۵) سال تھی۔ اُن کی وفات شریف بعثت کے دسویں سال ماہ رمضان میں ہوئی اور مقبرہ حجون میں مدفون ہوئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کی قبر میں داخل ہوئے اور دُعائے خیر فرمائی۔ نماز جنازہ اُس وقت تک مشروع نہ ہوئی تھی۔ حضرت ابو طالب کی وفات کے تین یا پانچ روز بعد ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی وفات سے بہت ملول ہوئے۔ اُن کی وفات کے سال کا نام "عام الحزن" (غم کا سال) ہے۔ اُن کے فضائل بے حد و بے شمار ہیں۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں اتنا ہی کافی ہے کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جیسی صاحبزادی ان کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جب تک حیات رہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا عقد نہیں فرمایا۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارگاہ رسالت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے پاس خدیجہ دستر خوان لا رہی ہیں جس میں کھانا پانی ہے جب وہ لائیں، اُن سے ان کے رب کا سلام فرمانا اور میری طرف سے یہ بشارت دینا کہ ان کے لئے جنت میں قصب کا ایک ایسا گھر ہے جس میں نہ شور و غل ہوگا اور نہ رنج و مشقت (قصب گول موتی کو کہتے ہیں) اور جنت میں مومنوں کے گھر ہوں گے۔ (مدارج النبوت جلد ۲)

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی تفصیل کچھ یوں ہے:

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس (۲۵) سال کی عمر کے
ہو گئے تو ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اب میرے
پاس مال بالکل نہیں رہا ہے۔ خوراک کی کمی اور فقر و فاقہ اور فتور طاقت
کے لشکر نے غلبہ پا لیا ہے۔ اسی اثناء میں عاتکہ بنت عبد المطلب اپنے بھائی
ابو طالب کے پاس آئی اور کہا کہ ہمارے اس باغ زندگی کے پودے اور
روضہ کامرانی کے درخت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وہ وقت آگیا
ہے کہ کامیابی کے درخت سے ملائیں۔ اشرف ازدواج میں شب و روز
کے چاند کے ساتھ بٹھائیں تاکہ اس وصل سے ہم پھل کھائیں۔

حضرت ابو طالب نے کہا کہ اے مہربان بہن: اے دل و جان:
تجھے یہ خیال نہیں چاہیئے کہ میں اس فکر سے غافل ہوں۔ لیکن غیر کفو میں
مجھے نکاح کرنے کا خیال نہیں اور کفو میں کرنے کے لئے اسکے انتظامات
کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں۔ تنگی کے کئی سال ہم پر گزرے ہیں جس
نے ہمارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

عاتکہ نے کہا کہ میں نے اس معاملہ میں غور و فکر کیا ہے۔ اگر میری رائے
درست ہو تو اس پر عمل کریں۔ حضرت ابو طالب نے دریافت کیا تو عاتکہ
نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ خدیجہ شام کی طرف کاروان بھیجتی ہیں اور اس
اس کام کے لئے امین آدمی چاہتی ہے۔ اگر مصلحت ہو تو میں اس سے بات
کروں؟ حضرت ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ راز
بیان کیا اور کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آپ کو اس کے سامنے
پیش کرد ممکن ہے تمہیں مضاربت پر کچھ مال دیدے تاکہ اس ذریعہ سے ہمیں
نفع حاصل ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ کا ضمیر انور اسرار غیبیہ کا خزانہ
اور معجز بیان زبان یقینی باتوں کی ترجمان تھی فرمایا لعلها ترسل فی ذالک

جب ابو طالب کے یہ سوال و جواب خانوادہ غالب کے سردار کے
ساتھ ہو چکے تھے اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی۔

چنانچہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے کانوں تک یہ بات پہنچی حالانکہ
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت سا مال شام کی طرف بھیجنا چاہتی تھیں۔
لیکن اسے کسی شخص پر اعتماد نہیں تھا۔ جب اس نے یہ بات سنی اسے غنیمت
جانا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و امانت اور دیانتداری
قریش میں مشہور تھی حتی کہ آپ کو محمد امین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے تھے۔
جب حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حسن و
جمال، صدق فعال اور اعلیٰ خصال مجتمع دیکھیں، فوراً ایک شخص کو آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ
کو تجارت کی رغبت ہے۔ میں آپ کی سچائی، عمدہ کردار، اعلیٰ امانت اور
کمال دیانت کی وجہ سے دوسروں سے دوگنا روپے آپ کو دوں گی تاکہ
آپ اس سامان کے ساتھ شرائط تجارت بجالائیں۔ اور جو نفع اس سے
حاصل ہو اس میں اپنے آپ کو برابر کے شریک سمجھو۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صورت حال حضرت ابو طالب
سے بیان کی۔ حضرت ابو طالب نے کہا "ان هذا الرزق ساقه الله"
"یہ رزق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔"

دوسری روایت یہ ہے کہ یہ بات عاتکہ نے حضرت ابو طالب سے
کہی۔ اجرت و تجارت کے لئے کہا۔ حضرت ابو طالب زار و قطار روئے اور
کہا اے عاتکہ! ہمارے خویش و اقربا میں سے کسی نے مزدوری نہیں کی
خصوصاً یہ نور دیدہ جس کی پیشانی سے عزت و جلال کے انوار چمکتے ہیں،
میں کس طرح روا رکھوں۔ لیکن بحکم ضرورت تم خود جا کر خدیجہ سے مشورہ
کرو۔ اس کی کیا رائے ہے؟

روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ملکۂ عرب تھیں۔ حُسن و جمال، لُطف و کمال اور کثرتِ مِلک و مال میں بے نظیر تھیں۔ دنیا کی تمام عورتوں سے ممتاز، اطراف و اکناف کے اشرافِ ملوک اس کے خطبہ کی طرف راغب اور اس کے مال و دولت کے خواہشمند تھے۔ لیکن وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتی تھیں۔ اپنے پہلے خاوند کی وفات کے بعد عبادتِ الٰہی اور دوسری آسمانی کتابوں کی تلاوت میں مصروف رہتی تھیں۔ انہی دنوں انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند آسمان سے اُتر کر ان کی آغوش میں آگیا ہے۔ اس چاند کی روشنی ان کی بغلوں سے نکل رہی ہے جس سے دنیا روشن ہوگئی۔ جب بیدار ہوئیں، اپنے خواب کی تعبیر کے لئے ایک قاصد بحیرا کے پاس بھیجا۔ بحیرا نے کہا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ پیغمبر آخر الزمان پیدا ہو چکے ہیں اور وہ تجھے نکاح میں لائیں گے۔ تیرے ساتھ وصال کے ایام اور اتصال کے وقت اُن پہ وحی اُترے گی۔ دنیا اُس کی مِلّت کے فروغ سے نورانی ہو جائے گی۔ عورتوں میں (بلکہ) سب سے پہلے تو اُن پہ ایمان لائے گی۔ وہ پیغمبر قریشی بنی ہاشم سے تیرے اقارب میں سے ہوں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خدا کا شکر ادا کیا اور لامتناہی رحمت کے ظہور کی منتظر رہتی تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سابقہ کتابوں تورات، انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو صفات پڑھی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ ذات میں بغیر کسی کمی کے ایک ایک کر کے مشاہدہ کیں۔ اس نے اپنے جی میں کہا تیرے خواب کی تعبیر درست نکلی۔ خورشیدِ کمال تیرے ماہِ جلال کا ساتھی ہو گیا۔ لیکن ابھی یہ راز پوشیدہ رکھنا چاہیئے۔ صفحۂ جان پہ نقشِ انتظار ڈالنا چاہیئے۔ لامحالہ اُجرت مقرر کر دی اور عاتکہ پورے اطمینان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر لے گئیں۔ اور وہ لباس جو راستہ میں مفید ہو سکے پہنا دیا۔ اس کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیج دیا۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتش سے شمع کی مانند دل گداز تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا لذتِ وصال اور اتصال کی نشاط سے خوش وضع اور نازاں تھیں۔

القصہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام میسرہ نامی تھا۔ خدیجہ کا تمام مال اُسی کے تصرّف میں تھا اُسے بُلایا اور فاخرہ لباس اُس کے سپرد کئے اور ایک اُونٹ کو اور شاہانہ ساز و سامان سے تیار کیا اور میسرہ سے کہا، مکہ سے باہر نکلتے وقت اونٹ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دے۔ جب لوگوں سے باہر ہو جائے یہ فاخرہ لباس اُن کو پہنا دینا اور اس آراستہ اونٹ پر انہیں بٹھا دو۔ اونٹ کی مہار خود پکڑ لو۔ اپنے آپ کو ہر جگہ اُن کا غلام اور خدمت گار تصوّر کرو اور انہیں اپنا اُمیر سمجھنا۔ خرید و فروخت اور لین دین میں اُن سے مشورہ کئے بغیر کسی چیز میں تصرّف نہ کرنا۔ انہیں حتی الامکان تکالیف سے محفوظ رکھنا اور جلد از جلد صحیح سلامت ہم تک واپس پہنچا دو۔ تاکہ سادات قریش کے سامنے بنی ہاشم شرمندہ نہ ہوں۔ اگر تم نے ہمارے فرمان کے مطابق عمل کیا تو تجھے آزاد کر دوں گی اور دنیاوی مال و متاع سے تیری خواہش کے مطابق تجھے خوش کر دوں گی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجنے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اجیر تھے اور بعض کا کہنا ہے کہ شراکت کے طور پر بھیجے گئے تھے۔

جب کارواں روانہ ہوا اور تمام لوگ جمع ہو گئے۔ بعض لوگ مزدوروں کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز رشتہ دار جو سرداران قریش اور ساداتِ بنی ہاشم تھے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غمخواری کے لئے باہر آئے تھے۔ عاتکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدمت گذاروں کے لباس میں دیکھا کہ اونٹ کی مہار کندھے پر رکھے ہوئے چودھویں کے چاند پر غبار پڑا ہوا۔ عاتکہ بے طاقت ہو گئی اور خون کے آنسو رونے لگی۔ حضرت ابوطالب اِس حال کو دیکھ کر

بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغل میں لیا اور دلاسہ دیا۔ تمام عزیز واقارب اس قدر روئے کہ عالم افلاک کے صوامع نشین اور قدوسیان حضرت پاک ان کی موافقت میں رونے لگے۔

جب لوگ واپس آ گئے۔ میسرہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق شب معراج کے دولہا کو تاج اور دیباج سے آراستہ کیا اور آراستہ اونٹ پہ بٹھا دیا۔ اور اونٹ کی مہار اپنے کندھے پہ رکھی۔ ابوجہل، عتبہ اور شیبہ بھی اس کارواں میں تھے۔ میسرہ کو کہا کہ اس یتیم کو پرانے کپڑے پہنا اور دشوار کام کرنے کا حکم دے تا کہ محنت کا عادی ہو جائے۔

میسرہ نے کہا میں تمہارا غلام نہیں ہوں۔ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا غلام ہوں، اُسی کا حکم اور اُسی کا فرمان ہے۔ جو مال میرے پاس ہے اُسی کا ہے اور وہ جان جو میرے جسم میں ہے اس کے آستان پہ قربان ہے۔

نقل ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک رشتہ دار خزیمہ ابن حکیم سلمیٰ تھا۔ اُسے بھی اس سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت اور خدمت کے لئے بھیجا۔ خزیمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت دوست رکھتا تھا۔ اس سفر میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لمحہ بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سی خلاف عادت چیزیں مشاہدہ کرتا تھا۔ اور خرق عادت سے اُس کی محبت بڑھتی تھی۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے، کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دو اونٹ درماندہ ہو گئے اور سفر کرنے سے عاجز آ گئے۔ میسرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ مبارک اونٹوں کے منہ پہ رکھے اور اُن کے لئے دُعا فرمائی۔ وہ اونٹ اُسی وقت چلنے لگے اور کارواں کے آگے آگے رہتے۔ خزیمہ اور میسرہ کو اس حال سے تعجب ہوا۔ اس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی برکت سمجھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو کہتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم شان والے ہیں۔

جب بصرہ اور شام کی سرحد پر پہنچے، بحیرا کے صومعہ کے پاس اُترے۔ بحیرا دارالفناء سے دارالبقاء کوچ کر گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق نسطورا جو عیسائیوں کے عبادت گذاروں میں سربرآوردہ تھا اور اس صومعہ میں بحیرا کا قائم مقام تھا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درخت کے نیچے بیٹھے جو خشک ہو چکا تھا وہ فوراً سرسبز و شاداب ہو گیا اور پھل لے آیا۔ اس درخت کا گرد و نواح بھی سرسبز ہو گیا۔

نسطورا نے جب صومعہ کی چھت سے یہ حال مشاہدہ کیا بدحال ہو گیا۔ چھت سے نیچے اترا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور کہا "لات منات کی قسم کھایئے آپ کا نام کیا ہے"؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ثکلتک امّك" "تیری ماں بے فرزند ہو جائے مجھ سے دور ہو جا"، عربوں کی گفتگو میں سب سے گراں مجھ پہ یہی بات ہے۔ نسطورا کے ہاتھ میں لکھا ہوا ایک صحیفہ تھا اسے دیکھتا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے مبارک کو دیکھتا تھا۔ کہنے لگا مجھے اس خدا کی قسم جس نے انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجی یہ وہی ہے۔ خزیمہ نے نسطورا راہب سے یہ مشاہدہ کیا تو سمجھا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ کے متعلق کوئی مکر کرے۔ اُس نے تلوار کھینچ لی اور پکارا" اے آل غالب! پس قریش جو کارواں میں موجود تھے اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا اے خزیمہ! تجھے کس چیز نے رُعب اور خوف میں ڈال دیا ہے؟ خزیمہ نے راہب کی شکایت کی۔ تمام ساتھی خزیمہ کے ساتھ راہب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ راہب ڈر کر صومعہ میں آ گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ اور چھت پہ چڑھ کر کہا۔ "مجھ سے کیوں ڈرتے ہو؟ خدا کی قسم میرے نزدیک کوئی

قافلہ اس جگہ تم سے زیادہ پیارا نہیں اترا اور میں اس صحیفہ میں اسی طرح لکھا ہوا دیکھتا ہوں کہ جس شخص نے اس درخت کے نیچے قیام کیا خدا کا رسول اور خاتم الانبیاء ہے۔ جو شخص اس کی فرمانبرداری کرے گا نجات پائے گا اور جو مخالفت کرے گا ہلاک ہو جائے گا۔ پھر خزیمہ سے پوچھا تجھے اس سے کیا نسبت ہے؟ اس نے کہا میں اس کا خدمتگار ہوں۔ اونٹوں کا عاجز رہ جانا اور آپ کے چھونے کی برکت سے قوت پانا اسے بتایا۔ راہب نے کہا میں تیرے سپرد ایک راز کرتا ہوں مجھے توقع ہے کہ تم اسے پوشیدہ رکھو گے۔ خزیمہ نے کہا مجھے قبول ہے۔ نسطورا نے کہا کہ یہ شخص بلاد پر قبضہ حاصل کرے گا اور تمام لوگوں پر فتحمند ہو گا اور کوئی شخص اس کی بزرگی کی انتہا کو نہیں جانتا۔

اے خزیمہ! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کے دشمن بہت ہیں خاصکر یہودی۔ ان کو یہاں سے آگے لے جانے کی کوشش نہ کرو۔ جب خزیمہ نے یہ باتیں سنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں چند صفات آپ میں مشاہدہ کرتا ہوں جو دوسروں میں نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جو پیغمبر تہامہ سے مبعوث ہو گا وہ آپ ہیں۔ میں لوگوں کو آپ سے عجیب محبت کرتے پاتا ہوں۔ میں بھی آپ کے دوست کو دوست رکھتا ہوں اور آپ کے دشمن کو دشمن سمجھتا ہوں۔ آپ کی تصدیق کرنے والا اور آپ کا مددگار ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اب میں اپنے شہروں کو جاتا ہوں جب آپ کا معاملہ ظاہر ہو گا تو حاضر ہوں گا۔ پھر وہ فتح مکہ کے بعد آیا اور مسلمان ہوا۔ پھر نسطورا راہب نے میسرہ کو بلایا وہ اسے پہچانتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض نشانات اس سے پوچھے اور ایک ایک سوال کا جواب سنا۔ پھر میسرہ نے پرندوں کا آپ کے سر پر سایہ کرنا۔ آپ کے قدم مبارک کے نیچے سے پانی کا جوش

مارنا۔ آپ کے دست مبارک کی برکت سے طعام میں برکت ہونا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین مبارک سے نور یقین کا ظاہر ہونا نسطورا سے بیان کیا۔

نسطورا نے کہا میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اس سے جدا نہ ہونا، اس سفر میں اس کے ساتھ رہنا اور شام مت جانا کیونکہ وہاں اس صحیح شریعت کے منکر ہیں۔ پھر اس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ شخص پیغمبر آخر الزمان اور خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، کاش ان کے زمانہ بعثت کے آغاز کے وقت تک میں زندہ ہوتا تاکہ ملت اسلامیہ میں ان کی اتباع کرتا۔"

القصہ میسرہ اور خزیمہ نے یوں مصلحت دیکھی کہ اپنے سامان کو بصرہ میں فروخت کر دیں اور شام کی روانگی موقوف کر دیں۔ چنانچہ اپنے سامان کو اعلیٰ قیمت پر بصرہ میں فروخت کر دیا اور مکہ کی طرف رجوع کیا۔ جب گرم ہوا ہوتی وہ دیکھتے کہ دو فرشتے پرندوں کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر سایہ کرتے۔ جب بحر الطیران پہنچے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی اس سفر میں کارواں کے ساتھ تھے میسرہ سے کہا کہ خوشخبری کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار کر کے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کر دے۔ میسرہ نے قبول کیا۔ بہت خوبصورت اونٹ عمدہ سامان اور دیبا کی چادروں سے آراستہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ اونٹ کو ان فاخرہ کپڑوں سے آراستہ کرنے کا کیا سبب ہے؟ میسرہ نے کہا ملکہ کی عادت ہے کہ ہر وہ اونٹ جو اس کو خوشخبری سنائے وہ اونٹ اسی شخص کو بخش دیتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ کیونکہ اس سفر میں آپ کی برکت سے ہمیں بہت نفع ہوا ہے۔

ابوجہل نے کہا اے میسرہ! وہ ابھی خورد سال ہے اور سفر نہیں کیا

اور گھر سے باہر نہیں نکلا۔ ممکن ہے راستہ بھول جائے کسی دوسرے شخص کو بھیج۔ میسرہ نے کہا۔ ہاں اگرچہ وہ طفل ہے لیکن تمام جہان اس کا طفیلی ہے۔

القصہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روانہ کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ فاصلہ طے کر لیا تو آپ کو نیند آگئی۔ اور اونٹ پر تھوڑی دیر کیلئے سو گئے۔ اونٹ راستہ سے ہٹ گیا۔ اور بعض روایات میں ہے، مثل تفسیر تیسیر وغیرہ میں آیا ہے کہ شیطان آیا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تھے اور رات تاریک، اونٹ کی مہار کو پکڑا اور راستہ سے پھیر دیا۔ حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا، انہوں نے اپنا قدم اس کے سر پہ مارا اور اسے حبشہ کی سرزمین میں ڈال دیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا کہ میرے حبیب کے اونٹ کی مہار پکڑ لے اور سیدھے راستے پر لے آ۔ اور تین روزہ راہ کو ایک لحظہ میں طے کرا دیا۔ القصہ جب فرشتوں نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زمین کو لپیٹ دیا۔ نفیسہ بنت منیہ روایت کرتی ہیں کہ جب کاروان کے پہنچنے کا وقت قریب آگیا، خدیجہ رضی اللہ عنہا ہر روز عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ بالاخانے پر بیٹھ جاتی اور منتظر رہتی۔

راویہ کہتی ہے کہ اُس روز میں خدیجہ کے پاس تھی۔ اچانک ایک شتر سوار دُور سے دکھائی دیا۔ وہ ایسے اونٹ پہ سوار تھا جو برق پہ سبقت لے جاتا۔ ہوا سخت گرم تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سفید بادل فضا میں راحت افزا سایہ ڈالے ہوئے تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے سر پہ دو پرندے سایہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس کے مشاہدہ سے سُرخرُو ہو گئیں اور اس کارشتہ، جان آتش شوق سے بھڑک اٹھا۔ لیکن عورتوں سے پوچھا کہ اس گرم وقت میں آنے والا کون ہو سکتا ہے؟

خادماؤں نے کہا: اے ملکہ! یہ سوار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند معلوم ہوتا ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا اس

جانتی تو تھیں مگر تجاہلِ عارفانہ کرتے ہوئے خود کو اس سے
...ہر کیا کرتا ہے؟ اُس وقت عورتوں نے کہا کہ اے سیدہ عرب کستوری کو
...دور رکھ رہی تھیں۔
اس کی خوشبو کی غمازی کو چُھپانا محالات میں سے ہے۔

وہ آنے والا محمد امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور اس کی دلیل
...ملک کے بشرہ میں رنگین رخسارہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
...نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور خوارقِ عادت مثل فرشتوں کی
سایہ بانی، اس جنگل میں اونٹ کا برق رفتاری سے چلنا، نورِ جبیں اور آنحضرت
...صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زمین کا لپٹا جانا مشاہدہ کیا۔ ایک ایک سے اپنے
ساتھ عورتوں کو آگاہ کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ خوارق دیکھتیں اور تعجب
کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک ساعت میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ
پر نزول فرمایا۔ خادمہ نے فی الفور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
تشریف آوری سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آگاہ کیا اور آپ کے قدوم
میمنت لزوم کی بشارت دی۔ جب آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
داخل ہوئے، دُعا و سلام کے بعد میسرہ کا خط ملکہ عرب کو دیا۔ جس کا مضمون
یہ تھا کہ اس سفر میں بہت سا منافع ہوا ہے اور توقع سے کہیں زیادہ نفع
ہوا۔ اور یہ سب کچھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت کی برکت سے ہوا۔
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس اونٹ کو مع سامان کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا۔ اور اس نے مکتوب کا جواب لکھا اور اُسی وقت
سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس بھیج دیا۔ اُسی روز سیدِ عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس کارواں میں پہنچ گئے۔

ابوجہل نے جب دُور سے دیکھا خوشی کا اظہار کیا اور کہا۔ میسرہ! تو
نے میری بات نہ مانی اور موقع ضائع کر دیا۔ یہ رہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
راستہ بھٹک گیا ہے اور پھر کارواں کی طرف چلا آرہا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ

عنہ اور میسرہ اس سے اندوہگین اور پریشان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے اور خط کا جواب لائے۔ میسرہ نے ابوجہل سے کہا معلوم ہوا کہ تو گم کردہ راہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہِ راست پر ثابت قدم رہے۔ ابوجہل نے شرمندگی سے کہا مجھے اس خط پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ کئی دن کا راستہ ایک دن میں طے کرنا محال ہے۔ میں اپنے غلام کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ جاکر خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو بتائے۔ اس کا غلام کئی دن کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا۔ بشارت دی اور انعام طلب کیا۔ انہوں نے جواب میں کہا، "مجھے فریب مت دو۔ چند روز ہوئے میرے پاس محمد امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر لے آئے تھے۔" چنانچہ وہ غلام خائب وخاسر واپس لوٹا۔

چند دن بعد کاروان صحیح سلامت مکہ پہنچا اور بادل کے سائبان یا ان دو فرشتوں کے سایہ کرنے جیسا کہ دونوں راویوں میں اختلاف ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع دی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوارق عادت شریف جو انہوں نے مشاہدہ کئے تھے ان سے بیان کئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ میسرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سے پہلے نہیں بھیجا تھا بلکہ ہمراہ آرہے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بالاخانے پر بیٹھی ہوئی تھیں کہ دور سے اونٹ سواروں کی ایک جماعت دکھائی دی۔ ان کے درمیان تختِ رسالت کے بادشاہ اور تختِ جلالت کی دلیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سپاہ میں شاہ اور ستاروں میں چاند کی مانند دکھائی دیتے تھے۔ دو پرندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر سایہ فگن تھے۔ آپ کی پیشانی کا نور خورشید کی شعاعوں پر سبقت لے جارہا تھا۔

کچھ دیر بعد میسرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے جو دلائل اس نے سفر میں مشاہدہ

کئے تھے، ایک ایک کر کے حضرت خدیجہ (ملکہ عرب) سے بیان کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے سر پر دو پرندوں کے سایہ ڈالنے کے متعلق سوال کیا۔ اس نے کہا آپ کی بارگاہ عالی سے مفارقت کے وقت سے اب نزول کے وقت تک اسی طرح رہا۔ اس کے بعد سید مختار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی برکت سے ہر قسم کا سامان جو دوگنا چوگنا حاصل ہوا تھا پیش کیا۔ اور نسطورا راہب کی پیشینگیں اور باتیں بیان کیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جس چیز کا گمان تھا وہ علم الیقین سے واضح ہوگئی۔ اور خدیجہ نے میسرہ کو اس کے اظہار سے منع کر دیا۔ اور کہتے ہیں میسرہ کو دس ہزار درہم اس وعدہ پر دئے کہ وہ اس حقیقت کو مخفی رکھے۔ اور یہ وعدہ اس لئے لیا کہ مبادا دشمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔

اور بعض کہتے ہیں اس وجہ سے تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فضل وکمال اور حسن وجمال زیورِ نبوت سے آراستہ وپیراستہ دیکھیں گے تو اکابرینِ قریش انہیں اپنا داماد بنالیں گے۔ اس کی نیت یہ تھی کہ شہبازِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے آشیانۂ دل میں ٹھہرے اور دولتِ رسالت کا مبارک پر دبالِ ہما، صرف اس پہ سایہ ڈالے۔ اس کے خلوصِ نیت کی برکت تھی کہ ہزاروں خواہش مندوں میں سے وہ اپنی مراد ومقصد کو پہنچی۔

نقل ہے کہ میسرہ نے شام سے مکہ میں تجارت کی غرض سے جو سامان خریدا تھا وہ حسب دلخواہ فروخت ہو گیا۔ جب حساب لگایا تو دوسرے سے کئی گنا زیادہ نفع اس مبارک سفر سے حاصل ہوا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سمجھتی تھیں۔ لامحالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ان کے دل میں راسخ ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے مناکحت کی رغبت کی۔

(معارج النبوت / مدارج النبوت / مواہب الخصائص)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا دَآئِمًا اَبَدًا اَبَدًا ۝ [1]

مواہب اللدنیہ میں ہے کہ اس سفر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مہینہ پچیس دن کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ کہا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف اس وقت اکیس (۲۱) سال کا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ تیس سال کا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام اہل جاہلیت میں طاہرہ تھا اور وہ ابی ہالہ بن زرارہ التمیمی کے عقد میں تھیں۔ ابی ہالہ سے دو لڑکے ہند اور ہالہ جنے۔ یہ دونوں ذکور تھے۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عتیق بن عابد المخزومی نے نکاح کیا اُن سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ہند کو جنا۔

جس وقت حضرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تزویج ہوئی تو اُن کی عمر چالیس سال تھی۔ (مواہب)

"معارج النبوت" میں نفیسہ سے روایت ہے اس نے کہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے زیادہ عقلمند تھیں۔ اور بے پناہ دولت مند تھی۔ اسی وجہ سے اکثر سردارانِ قریش اُن سے نکاح پر آمادہ تھے۔ لیکن وہ کسی بھی متموّل عرب سردار سے شادی پر رضامند نہ ہوتی تھیں۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات و واقعات اور مشاہدات پر غور کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کی خواہش نے اُن کے دل پر غلبہ کیا۔ اس کے بعد نفیسہ بنت منیہ کو جو نہایت زیرک اور

[1] اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ۔

عقلمند عورت تھی اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کیا۔ نفیسہ اس ملاپ کا عہد کر کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلسلۂ نکاح کے مستحکم کرنے پر آمادہ کر سکے۔ اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر بار آباد کرنے میں آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس کام کے انتظامات نہیں کر سکتا اور نہ یہ بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔ نفیسہ نے کہا میں کہتی ہوں کہ اگر ایسی عورت مل جائے جو حسن و جمال کے ساتھ مال و دولت بھی رکھتی ہو جو آپ کے گھریلو اخراجات کی بھی کفالت کرے تو کیا آپ اُسے پسند کریں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوچنے لگے۔ کہ یہ کون شخص ہو سکتا ہے جو اس قسم کا تخم سعادت و اقبال فضل و کرم کی کھیتی میں ڈالے۔ پھر فرمایا کہ وہ کون عورت ہے؟ میں نے کہا خدیجہ بنت خویلد! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کونسا وسیلہ اختیار کروں کہ اس کے دامن مراد کو پکڑ سکوں۔ نفیسہ نے کہا یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں اس کام کی رغبت دلاؤں۔ نفیسہ کہتی ہے میں اُسی وقت گئی اور اُسے یہ بشارت سنائی اور اُن کے درمیان سلسلۂ محبت کو مستحکم کیا۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مبارک گھڑی مقرر کی اور عمرو بن اسد اور ورقہ بن نوفل بن اسد جو اس کے چچازاد بھائی اور بھتیجا تھے کو طلب کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا کہ فلاں وقت جن رشتہ داروں کو ساتھ لانا چاہیں لے کر قدم رنجہ فرمائیں اور بلا تکلف تشریف لائیں۔ اس وقت ابو طالب اور اُن کے بھائی اندوہگیں ہو گئے کیونکہ اُن کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایانِ شان لباس نہ تھا جو نوشہ کے لئے موزوں ہوتا۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی فکر میں تھے کہ اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ عرض کیا اے برگزیدۂ عالم واولادِ آدم
علیہ السلام! میں آپ کی جبینِ مبارک میں ملال کا اثر پاتا ہوں اس کا سبب
کیا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جان و مال کی پیش کش کی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صورتِ حال بیان کی۔ ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ مسکرائے اور عرض کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے سونے کے ہزار
دینار اور کچھ عمدہ کپڑے میرے سپرد کئے تھے اور وصیت کی تھی کہ جب محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرورت پڑے تو اُن کے حوالے کر دوں۔ اب وہ
مال میرے پاس ہے اور وہ کپڑے جو انہوں نے مجھے دئے تھے سلے ہوئے
بھی ہیں۔ اجازت لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر گئے اور سونے
کی بھری ہوئی تھیلی اور نو (۹) جوڑے نفیس کپڑوں کے جن میں ہر ایک کی
قیمت پانچسو دینار تھی لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان
کپڑوں کو پہنا۔ اسی اثنا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی شاہانہ لباس
ارسال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ابوبکر (رضی اللہ
عنہ) کے لباس پر کسی کے لباس کو ترجیح نہیں دے سکتا

کہتے ہیں کہ وہ لباس و مال ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا لیکن انہوں نے
احسان کے اظہار کو پسند نہ کیا اور قبول نہ کرنے کا احتمال بھی تھا اس لئے
انہوں نے کہا تھا کہ یہ حضرت عبدالمطلب کی طرف سے امانت ہے چنانچہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
حق میں دُعا فرمائی اور فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امورِ کلیہ اور جزئیہ میں
کسی بھی طریقہ سے کسی چیز سے مددگاری میں دریغ نہیں کیا۔ اب مجھے یہ
بھی توقع ہے کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر تک جانے میں ہماری
رفاقت کریں گے تاکہ سابقہ الطاف موجودہ نوازشات کے ساتھ مل جائیں۔
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

ع بسر روم کہ ایں رہ بپائے نتواں رفت

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے گھر کو شاہانہ طریق سے آراستہ کیا ہوا تھا اور
نفیس چادریں بچھا رکھی تھیں اور سونے چاندی اور جواہرات کے بھرے ہوئے
طبق نوکروں چاکروں کے ہاتھوں پر رکھے ہوئے تھے تاکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی عزت واکرام کی خاطر آپ کے پاؤں میں نچھاور کریں اور کہتے
ہیں کہ تمام غلاموں کو شکرانہ کے طور پر اس روز آزاد کیا۔

القصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ
عنہ کی رفاقت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ نکاح کا
معاملہ متحقق ہو جانے کے بعد حضرت ابوطالب نے قبیلہ کے اکابرین کو
بلایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے طے ہوا کہ اس کا چچا عمرو بن اسد
اس کی طرف سے ولی عقد ہوں گے اور عقدِ ازدواج اس کے اہتمام سے
ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آپ کے چچا ابوطالب
نے ایک بلیغ خطبہ جو خطبۂ خدیجہ پر مشتمل تھا پڑھا۔ (خطبہ طوالت کے
پیشِ نظر درج نہیں کیا)

پھر دونوں طرف سے ایجاب وقبول کے الفاظ مذکور ہوئے اور
دونوں طرف سے لوگ خوش ہوئے۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مہر
ایک روایت کے مطابق پانچسو مثقال سونا تھا۔ اور ایک روایت میں
پانچ ہزار مثقال سونا آیا ہے۔ ایک اور روایت میں بیس اونٹ تھے۔
واللہ اعلم۔

اس عقدِ مبارک کی تکمیل کے بعد حضرت ابوطالب نے ولیمہ کے
لئے اونٹ ذبح کیا تھا اور اشرافِ قریش کی شاندار دعوت کی۔ خدیجہ
رضی اللہ عنہا کی لونڈیوں نے اس عمدہ سنت کے اعلان اور اس پسندیدہ
طریق کے اظہار کے لئے دف بجائی اور رقص کیا اور شاہانہ جشن ترتیب

دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوستوں کو خسروانہ نوازشوں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور دن کو ہی زفاف ہوا۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خزانوں کے منہ کھول دیئے اور تمام خزانے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ملک اور آپ پر قربان کر دیئے۔ اور کہا۔ میں نہیں چاہتی کہ امور معیشت میں آپ میرے ممنونِ احسان رہیں۔ یہ تمام مال آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ملکیت ہے اور میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ممنونِ احسان رہوں گی۔

حضرت ابو طالب اس کام سے بہت خوش ہوئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فکر معاش اور ضبطِ مہمات سے مکمل طور پر فراغت حاصل ہو گئی۔

پس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں کمربستہ ہوئی اور اپنی دنیا اور دین کی بھلائی اسی میں دیکھتی تھی۔ اربابِ سیرت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نکاح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی اور حق تعالیٰ نے اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سعادت مند اولاد عطا فرمائی۔ (بشکریہ معارج النبوت)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ۝

طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب ورقہ بن نوفل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا: آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام کس طرح آتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا "آسمان کی جانب سے آتے ہیں۔ اُن کے دونوں بازو موتیوں کے ہیں اور پاؤں کے تلوے سبز رنگ کے۔"

بزار اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی

نازل فرمائی تو میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا اُس سے آواز آتی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؐ

واقدی اور ابو نعیم نے حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا شیاطین جاہلیت کے دور میں آسمانی خبریں سُن لیا کرتے تھے اور انہیں مارا نہ جاتا تھا۔ مگر جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مبعوث ہوئے آگ کے گولوں سے انہیں مارا جاتا ہے اور آسمان پر جانے سے انہیں روکا جاتا ہے۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ابلیس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب آکر اپنا فریب چلانا چاہتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شانہ کے اشارے سے وادی اُردن میں پھینک دیا۔ (الخصائص الکبریٰ)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ہوا اتنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی زوجہ (مطہرہ) پر نہیں ہوا۔ حالانکہ میں نے اُن کو نہیں پایا۔ اِس رشک کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہیں کثرت سے یاد کرنا ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ڈھونڈھ کر انہیں گوشت کا ہدیہ بھیجتے۔ (یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ (ترمذی)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جنت میں ایسے محل کی خوشخبری دی جو چمکدار زبرجد کا ہوگا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے برتر سیدتنا حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں۔ اس کی دو دلیلیں ہیں۔ ایک جیسا کہ امام نسائی نے باسناد صحیح روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(نسائی: ص ۲۶۲)

"جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد ہیں اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔"

اور دوسری یہ کہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ:

ترجمہ: "جب ام المومنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (بطور غبطہ) عرض کیا تھا: (کیا وجہ ہے)

کہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کی یاد فرماتے رہتے ہیں حالانکہ اب اللہ جل مجدہ نے آپ کو اُن سے بہتر بیوی عطا فرما دی ہے۔" تو موصوفہ کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نہ جی! یہ درست نہیں، مجھے (آج تک) خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کوئی بیوی نہیں ملی۔ (اس لئے) کہ اُس نے میری اُس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ اور جب لوگوں نے مجھے بے سہارا کرنا چاہا اُس وقت اُس نے اپنے مال سے میری امداد کی۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اعلان نبوت کے بعد سب سے پہلے ایمان لائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے بعد پچیس برس تک زندہ رہیں۔ اُن کی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی۔ سوائے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے تمام اولاد رضی اللہ عنہم اسی نیک نہاد بیوی کے بطن مبارک سے ہوئی۔ ہجرت کے تین سال قبل پینسٹھ (۶۵) برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ کوہ حجون میں دفن ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو قبر میں اُتارا۔ اُن پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ کیونکہ اُس وقت تک نماز جنازہ فرض نہیں ہوئی تھی۔

"سیرت رسول عربی" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصنف علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ زرقانی علی المواہب سے ماخوذ ہے فرماتے ہیں ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا غار حرا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا لا رہی تھیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب آئیں تو آپ اُن کو اُن کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچا دیں اور بہشت میں ایک موتیوں کے محل کی بشارت دے دیں۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد ہیں۔ یہ سب سے پہلی خاتون ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح پڑھایا۔ ان سے چھ بچوں کی ولادت ہوئی: حضرت قاسم، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت عبداللہ، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ تفصیل کتاب ھذا میں دیکھئے۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

ان کا سلسلہ نسب کعب بن لوی بن غالب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ قدیم الاسلام تھیں۔ سکران بن عمرو بن شمس کے نکاح میں تھیں۔ سکران بھی قدیم الاسلام تھے۔ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جب واپس مکہ آئے تو سکران نے وفات پائی۔ نبوت کے دسویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ عہد فاروقی میں وفات پائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہم بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن لوی بن غالب بن فہر۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کنواری تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبداللہ تھا لقب عتیق اور والد ابو قحافہ کا نام عثمان تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو مرتبہ خواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دکھائی گئیں اور کہا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ بنیں گی۔ تفصیل کتاب ہذا میں دیکھیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح سے پہلے خنیس بن حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، ان ہی کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی۔ حضرت خنیس رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں کئی زخم کھائے اور شہید ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان ۳ ہجری میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۴۵ھ میں وفات پائی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یہ عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ وہ حبشہ کی سرزمین میں نصرانی ہو کر مرا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی اس کے ہمراہ حبشہ میں تھیں۔ اس سے ایک بیٹی ہوئی جس کا نام حبیبہ تھا۔ اصل نام رملہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کروایا تھا۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا

والد کا نام حذیفہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پہلے یہ ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں۔ ابو سلمہ کا اصل نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا۔ ان سے ایک بیٹا سلمہ اور ایک بیٹی زینب پیدا ہوئی اور ایک بیٹی درہ بنت ابی سلمہ پیدا ہوئی۔ حضرت ام سلمہ اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہما ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

ان کی والدہ کا نام اُمیمہ بنتِ عبدالمطلب تھا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ یہ پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو غلام تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا۔ اور یہ پہلی خاتون تھیں جن کے لئے مخصوص تختہ بنوایا گیا اور یہ تختہ اسماء بنت عمیس الخثعمیہ رضی اللہ عنہا نے بنوایا تھا اور یہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں جو حبشہ میں رہتی تھیں اور اہلِ حبشہ میت کے لئے تختہ بنواتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں انتقال فرمایا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں (رضی اللہ عنہ) جو کہ غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ لیکن زیادہ عرصہ یہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ نہیں ٹھہر سکیں حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہی فوت

ہو گئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی۔

حضرت میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا

یہ وہی خاتون ہیں جنہوں نے بغیر مہر کے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سپرد کر دیا تھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا۔ ایک کا نام ابن عبد یالیل بن عمرو الثقفی تھا اس کے فوت ہو جانے کے بعد ابو رہم بن عبدالعزیٰ سے آپ کا نکاح ہوا۔ ۵۱ ہجری میں وصال ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غزوۂ بنی مصطلق کے دن جب یہ گرفتار ہو کر قید شدہ آئیں، آزاد کر کے نکاح میں لیا۔ (تفصیل کتاب ہذا میں)

صفیہ بنت حیّ بن اخطب رضی اللہ عنہا

یہ بنو نضیر کے قبیلہ میں سے تھیں۔ یہ بھی غزوہ خیبر میں گرفتار ہو گئیں۔ یہ نو بیاہتا دُلہن تھیں اور کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں۔ اس غزوہ میں کنانہ قتل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ ساٹھ سال کی عمر میں اور ۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

یہ گیارہ خواتین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں داخل تھیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہر ایک زوجہ کو بارہ ہزار درہم عطا فرمائے اور حضرت جویریہ اور صفیہ رضی اللہ عنہما کو چھ چھ ہزار درہم عنایت فرمائے۔ کیونکہ یہ دونوں باندیاں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

اُن کے ساتھ بھی تقسیم کا معاملہ رکھا تھا اور ان سے پردہ بھی کرایا جاتا تھا۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باندی تھیں جن سے ایک بیٹا ابراہیم (رضی اللہ عنہ) نامی پیدا ہوا تھا جو اٹھارہ ماہ زندہ رہ کر وفات پا گیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو ۹ تھیں۔ اُن میں سے دو کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ناراض ہو کر طلاق دے دی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عورتوں نے ان میں سے ایک کو کہا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے قریب آئیں تو منع کر دینا۔ (یہ ان عورتوں کے کہنے میں آگئی) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قریب آنے سے روکا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے طلاق دے دی۔ جبکہ دوسری خاتون نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ کہنے لگی کہ اگر یہ نبی ہوتے تو ان کے بیٹے کا انتقال نہ ہوتا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو بھی طلاق دے دی۔ (دلائل النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آلِ اطہار رضی اللہ عنہم کے اسماء مبارکہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام اولاد سوائے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے (یہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ صاحبزادیاں چار تھیں، چاروں نے زمانۂ اسلام پایا اور ہجرت کی۔ صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ قاسم و ابراہیم رضی اللہ عنہما پر اتفاق ہے اور بقول زبیر بن بکار (متوفی ۲۵۶ھ) صاحبزادے تین تھے قاسم، عبداللہ

(جن کو طیب و طاہر بھی کہتے تھے) اور ابراہیم رضی اللہ عنہم وعنہن۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام اولادِ پاک میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے اور قبل از بعثت ہی وصال فرما گئے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ نے بروایت محمد ابن جبیر مطعم رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ دو سال زندہ رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کنیت ابوالقاسم انہی کے نام سے ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں۔ بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ اُن کی شادی اُن کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو منصبِ رسالت عطا ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادیاں ایمان لے آئیں۔ (رضی اللہ عنہن) ابوالعاص ایک عرصہ تک شرک پہ قائم رہا اس کے بعد ۸ ہجری میں ایمان لے آیا۔ (تفصیل سیرت کی کتابوں میں موجود ہے)

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

حضرت رقیہ اور حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہما کی شادی ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا: "اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو میرا تمہارے ساتھ ملنا جلنا حرام ہے۔ عتبہ اور عتیبہ دونوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ جن سے ایک بیٹا پیدا

ہوا اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (رضی اللہ عنہ) جو چھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نکاح کے بعد حبشہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد واپس مکہ واپس آ گئے پھر مدینہ ہجرت کی۔ ایام بدر میں حضرت رقیہ بیمار تھیں، اُن کی تیمارداری کی خاطر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ جس روز حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح کی بشارت لے کر مدینہ آئے اسی روز رقیہ رضی اللہ عنہا نے بیس ۲۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر کے سبب جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا

پہلے عتیبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں، جب عتیبہ نے باپ کے کہنے پر انہیں طلاق دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو اس پر مسلط کر دے۔" کچھ مدت بعد عتیبہ اور ابولہب بغرض تجارت ایک قافلہ کے ہمراہ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک راہب کے پاس اترے۔ راہب نے کہا یہاں درندے بہت ہیں۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا تمہیں میرا حق معلوم ہے؟ وہ بولے "ہاں"۔ ابولہب نے کہا، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے بیٹے پر بددعا کی ہے تم اپنی متاع صومعہ پر جمع کر دو اور عتیبہ کے لئے اس کے اوپر بستر کر دو اور خود اس کے گرد ہو جاؤ۔ لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔ رات کو ایک شیر آیا اس نے سب کو سونگھا۔ بالآخر عتیبہ کو پھاڑ ڈالا۔

حضرت رقیہ کے فوت ہو جانے کے بعد ربیع الاول ۳/ ہجری میں حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا، اور شعبان ۹ ہجری میں انتقال ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز

جنازہ پڑھائی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمۃ الزہرا نام اور لقب بتول ہے۔ جمال و کمال کے سبب زہرا کہلاتی تھیں اور ماسوا سے انقطاع کی وجہ سے بتول تھیں۔ بعثت کے پہلے سال یا بعثت سے ایک سال یا پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں (دینا پر اختلاف)

ہجرت کے دوسرے سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ادائے مہر کے واسطے تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی "ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے!" فرمایا "گھوڑا جہاد کے لئے ضروری ہے، زرہ فروخت کر ڈالو۔ چنانچہ زرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۴۸۰ درہم میں خریدی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیمت لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے ڈال دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ بلال رضی اللہ عنہ کو رقم دی کہ خوشبو لے آئیں اور باقی جہیز وغیرہ کے لئے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا۔ اس طرح عقد ہو گیا۔ جہیز میں یہ چیزیں تھیں: ایک لحاف، ایک چمڑے کا تکیہ جس میں درخت خرما کی چھال بھری ہوئی تھی دو چکیاں، ایک مشک، دو گھڑے۔ اسی سال ماہِ ذوالحجہ میں رسم عروسی ادا کی گئی۔

صاحبزادیوں میں صرف فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب شریف جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ (دلائل نبوت / سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح و رخصتی

(یہ مضمون علامہ قاضی عبدالدائم دامت برکاتہ کی مستند کتاب "سید الوریٰ" سے ماخوذ ہے)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقت نکاح پندرہ سولہ سال تھی اور بوقت رخصتی اٹھارہ یا انیس سال تھی۔ لیکن کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں چند روایات ایسی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقت نکاح چھ (۶) سال اور ان کی رخصتی نو (۹) سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ مثلاً یہ روایت عن عائشۃ

أنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

(صحیح بخاری کتاب النکاح جلد ۲)

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کیا جب وہ چھ (۶) سال کی تھیں اور وہ داخل کی گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (شب باشی کے لئے) جب وہ نو (۹) سال کی تھیں اور نو (۹) سال تک آپ کے پاس رہیں)

اسی طرح کی روایات مستند تاریخی حوالہ جات کے خلاف ہونے کے علاوہ عقلی طور پر ناقابل تسلیم ہیں۔ کیونکہ چھ سال کی بچی اگر سکول میں پڑھ رہی ہو تو دوسری جماعت کی طالبہ ہوتی ہے۔ قارئین! اب آپ ہی بتائیے کہ اس عمر کی ننھی منی بچی کے ساتھ شادی کے بارے میں کوئی سوچ بھی سکتا ہے؟

پھر جن حالات میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس رشتے کی تجویز پیش کی تھی ان کو مدنظر

رکھتے ہوئے تو یہ بات قطعاً ناممکن ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا گھریلو نظام قابل اصلاح ہو گیا تھا۔ دو بیٹیاں حضرت زینب اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما تو بیاہی جا چکی تھیں، مگر حضرت اُم کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما ابھی بچیاں تھیں جن کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی ایسی مونس و غمخوار ہستی کی ضرورت تھی جو آپ کی تنہائیوں کا ازالہ کر سکے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا تھا کہ آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟"

فرمایا: "کس سے؟"

خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "بیوہ بھی ہے اور ایک کنواری بھی ہے۔"

پوچھا: "بیوہ کون ہے اور کنواری کون ہے؟"

خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "بیوہ، سودہ بنت زمعہ اور کنواری ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ" (رضی اللہ عنہا)

فرمایا: "دونوں کے لئے پیغام دے دو۔" (ابن ہشام جلد ۱)

اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس وقت رخصتی کے قابل نہ ہوتیں تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اُن کے ساتھ شادی کی پیشکش ہی کیوں کرتیں؟ ظاہر ہے کہ محض نکاح کر لینے سے نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کی دیکھ بھال ہو سکتی تھی نہ آپ کی تنہائیوں کا مداوا۔ فرض کیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مسترد کر دیتے اور صرف عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لیتے تو پھر کیا ہوتا۔ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہو جاتی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو اس پیشکش کا فائدہ؟ اور اگر

اثبات میں ہے تو کیا چھ سالہ بچی کی بھی کبھی رخصتی ہوئی ہے اور اس عمر کی بچی اپنی عمر سے بڑی سوتیلی بیٹیوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کی ذمہ داری نبھا سکتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر دو اور دو چار کی طرح واضح ہے کہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس عمر کو پہنچ چکی تھیں جس میں ایک لڑکی کی رخصتی بھی ہو سکتی ہے اور وہ اپنی خانگی ذمہ داریوں کے علاوہ شوہر کی تنہائیوں کی رفیق بھی بن سکتی ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کم از کم سولہ (۱۶) سال ہو۔ اور یہی ہمارا مدعا ہے۔ ایک اور پہلو سے غور کیجیے:

اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت رخصتی کے قابل نہ ہوتیں تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی پیشکش کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ عائشہ تو ابھی بچی ہے اور اس کی رخصتی کے لئے مجھے کئی سال تک انتظار کرنا پڑے گا۔ جبکہ میرے خانگی معاملات جلد سے جلد شادی کے متقاضی ہیں۔ اس لئے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو فی الحال چھوڑ دو اور سودہ کے لئے میرا پیغام لے جاؤ۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا، بلکہ دونوں کے لئے پیغام لے جانے کا کہا۔ اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ شادی چاہے سودہ رضی اللہ عنہا سے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا سے، دونوں صورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنہائی کا مسئلہ حل ہو سکتا تھا اور یہ تبھی ممکن تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح تمام خانگی ذمہ داریاں نبھانے کی اہل ہوتیں۔ ظاہر ہے چھ سالہ یا نو سالہ بچی ان کاموں کی قطعاً اہلیت نہیں رکھتی۔ ہاں سولہ سالہ لڑکی عاقل و بالغ ہوتی ہے جو گھر کی تقریباً تمام ذمہ داریاں سنبھال سکتی ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کی بہن کے بارے میں لکھتے ہیں: وَهِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا عَائِشَةَ بِعَشْرِ سِنِيْنَ ..... وَمَاتَتْ سَنَةَ ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِيْنَ وَبَلَغَتْ مِنَ الْعُمُرِ مِائَةَ سَنَةٍ (مشکوٰۃ عربی کے آخر میں ایک رسالہ ہے کمال فی اسماء الرجال) (البدایۃ والنہایۃ، جلد ۸، ص ۳۴۶) (وہ اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی ہیں۔ انہوں نے سو (۱۰۰) سال عمر پائی اور تہتر (۷۳) ہجری میں فوت ہوئیں) سو میں سے تہتر (۷۳) نکال دیں تو ۲۷ ستائیس بچتے ہیں۔ گویا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت سے پہلے ستائیس سال کی ہو چکی تھیں اور وہ اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں۔ تو لازماً ماننا پڑے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پہلے سترہ (۱۷) سال کی ہو گئی تھیں۔ اٹھارہویں سال میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلی گئیں اور اٹھارہ یا انیس سال کی عمر میں ان کی رخصتی عمل میں آئی۔ اس حساب سے وہ سترہ (۱۷) سال مکہ مکرمہ میں رہیں اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلانِ نبوت کے بعد تیرہ (۱۳) سال مکہ میں رہے گویا وہ نبوت کے اعلان سے چار سال پہلے پیدا ہو چکی تھیں اور ۵ سال کی عمر میں بڑی بہن اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو گئیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون اُم فضل رضی اللہ عنہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء اور ان کی بہن عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

اس سے واضح ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اعلانِ نبوت

کے بعد ابتدائی دنوں میں ہی اسلام لے آئی تھیں۔ اسلام لانے کے لئے ظاہر ہے کہ عقل و شعور ضروری ہے۔ اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غیر معمولی طور پر ذہین بچی تھیں، پھر بھی پانچ چھ سال کی عمر سے پہلے اسلام لانے کا تصور ناممکن سی بات ہے۔ اگر اپنی عمر کے پانچویں سال ہی میں وہ ایمان لائی ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اعلانِ نبوت سے چار سال پہلے پیدا ہوئیں۔ اعلانِ نبوت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیرہ سال تک مکہ میں رہے، تیرہ میں جمع چار کریں تو سترہ بنتے ہیں۔ اس طرح ہجرت سے پہلے ان کی عمر سترہ سال بنتی ہے۔ لہٰذا نکاح کے وقت ان کی عمر پندرہ یا سولہ سال تھی۔

ابن سعد کے حوالہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اولین مسلمات میں شمار کرنے کے بعد علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کذا قال ابن اسحاق وغیرہ۔ یعنی ابن اسحاق وغیرہ اور کچھ دیگر مؤرخین نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی اسی روایت کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهُوَ وَهْمٌ لِأَنَّ عَائِشَةَ لَمْ تَكُنْ وُلِدَتْ بَعْدُ فَكَيْفَ أَسْلَمَتْ؟ وكان مولدها سنة اربع من النبوة۔ (مواهب لدنیہ جلد ا ص ۴۶)

(یعنی ابن سعد، ابن اسحاق اور دیگر مؤرخین نے جو کچھ کہا ہے، محض وہم ہے کیونکہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا نہیں ہوئی تھیں تو اسلام کیسے لے آئیں۔ ان کی ولادت نبوت کے چوتھے سال ہوئی۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی بے پناہ ذہن و حافظہ کی مالک تھیں۔ اس لئے قرآن کی جو آیات نازل ہوتی تھیں وہ ان

کو ازبر ہو جاتی تھیں۔ خود فرماتی ہیں:

لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ، بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ

(میں اس وقت لڑکی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔ جب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر مکہ میں یہ آیت نازل ہوئی بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ یہ آیت سورۃ قمر کی ہے جو مفسرین کے مطابق چار یا پانچ نبوت کے بعد نازل ہوئی۔" (سیرت سید الوریٰ) اول التعام یا فتنہ

کتبِ احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد دو ہزار تین سو بارہ (۲۳۱۲) ہے:

بخاری شریف میں ۵۴ احادیث

بخاری و مسلم میں متفق علیہ : ۱۷۴ "

صرف صحیح مسلم میں : ۶۴ "

دیگر کتبِ معتبرہ میں : ۲۰۱۷ "

کُل تعداد ، ۲۳۱۲

امام ابو محمد علی بن احمد بن حزم الظاہر المتوفی ۳۸۷ھ نے لکھا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ۵۳۷، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ۵۸۶ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ۸۰۰ روایات ہیں۔

(رحمۃ للعالمین جلد ۲، ص ۱۸۸)

(بحوالہ مدینۃ الرسول ﷺ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۱۹ رمضان المبارک کی رات ۵۸ ہجری عمر ۶۶ چھیاسٹھ سال تھی، ان کی نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، وہ اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ طیبہ میں مروان کے قائم مقام تھے۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئیں (رضی اللہ عنہا)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کی دُعا

اُم المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور دونوں میں بہت زیادہ محبت اور تعلق تھا۔ جس کا اندازہ اس قصہ سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے سُنا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں جنتی ہوں اور عورت خاوند کے فوت ہو جانے کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت جنت میں اسی خاوند کو ملے گی۔ اسی طرح اگر مرد دوسری عورت سے نکاح نہ کرے تو وہی عورت اس کو ملے گی۔ اس لئے ہم دونوں عہد کرلیں کہ ہم میں سے جو پہلے مر جائے پیچھے رہ جانے والا دوسرا نکاح نہ کرے۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، تم میرا کہنا مانو گی؟ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اسی لئے تو میں آپ سے مشورہ کر رہی ہوں کہ تمہارا کہنا مانوں! ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بعد تم نکاح کر لینا! پھر دُعا کی "اے اللہ! میرے بعد اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر خاوند عطا فرمانا جو اُس کو نہ رنج پہنچائے اور نہ تکلیف دے۔" ابتدائے اسلام میں دونوں میاں بیوی نے حبشہ کو ہجرت کی، اس کے بعد واپسی پہ مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے تیسرے سال فوت ہو گئے۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا تھا کہ مسلمانوں میں ایسا کوئی شخص نہیں جو مصیبت میں یہ دُعا مانگے تو فوراً قبول نہ ہو: اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰہُ خَیْرًا مِّنْھَا۔
میں نے یہ دُعا مانگی اور قبول ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا نکاح ہو گیا۔ (فضائل اعمال)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے جو وظائف ملتے تھے وہ تمام صدقہ کر دیا کرتی تھیں اور اُن کے اپنے استعمال میں صرف ضروری خوراک جتنا رزق آتا تھا۔ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بہت سا مال پیش کیا گیا۔ آپ نے ایک ہی نشست میں وہ سب تقسیم کر دیا۔ آپ کی خادمہ نے عرض کی اگر آپ اس میں سے ایک درہم رکھ لیتیں تو ہم اس کا گوشت خرید لیتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اگر تم پہلے یاد کروا دیتی تو میں ایسا کر لیتی۔

صحیحین میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے منقول ہے جس کے مطابق خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا کہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث میں سے حصہ دیا جائے وہ میراث جس کا تعلق "مالِ فیٔ" کے ساتھ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب بھجوایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا نورث، ما ترکنا صدقۃ۔ "ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، جو مال ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔" اسی لئے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل اس میں سے یعنی اللہ کے مال میں سے کھا سکتی ہے لیکن وہ ضروری خوراک سے زیادہ اس میں سے کچھ وصول نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو درج ذیل خصوصیات حاصل ہیں:

ان کے لئے صدقہ کھانا حرام ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت (مالی) وصول نہیں کر سکتے۔ انہیں خمس میں سے پانچواں حصہ وصول کرنے کا حق حاصل ہے اور صرف انہی پہ درود بھیجا جا

سکتا ہے۔

ابنِ قیمؒ کہتے ہیں: یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ "آلِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے"۔

(مسلم/الجامع الصحیح/موطا)

اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور ام المومنین تھیں اور یہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ (یہ بعد میں مسلمان ہو گئے) کی بیٹی تھیں۔ ایک دفعہ قبل از اسلام اپنی بیٹی کے پاس مدینہ منورہ گئے۔ وہاں بستر بچھا تھا، اس پہ بیٹھنے لگے۔ حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آگے بڑھ کر بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان کو اپنی بیٹی کے اس اقدام پہ حیرت ہوئی اور پوچھا: "تم مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھتی ہو یا بستر کو میرے شایانِ شان نہیں سمجھتی ہو؟"

اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "ابّا جان! یہ بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور آپ مشرک ہونے کی وجہ سے نجس ہیں۔ پھر بھلا میں آپ کو اس پاک بستر پہ بیٹھنے کی اجازت کیسے دے سکتی ہوں!"

حضرت قاضی عیاض رحمہُ اللہ اپنی کتاب "الشفاء" جلد اوّل میں فرماتے ہیں:

"آج تک دنیا میں کسی شخص نے اپنی اولاد کا یہ نام نہیں رکھا۔ واضع قدرت نے ازل سے یہ نام "محمدؐ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔"

یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی بعض محدثین کے مطابق اللہ ربّ العزت کے ناموں کی طرح ننانوے ہیں۔ بعض

علمائے کرام ۳۰۰ نام بتاتے ہیں۔ صاحبِ "ارشاد الساری شرح صحیح بخاری" میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ہزار نام مبارک ہیں۔ ہر نام آپ کے سیرت و کردار کے کسی نہ کسی پہلو پر روشنی ڈالتا ہے۔ جس طرح اللہ ربّ العزت کے ہزاروں نام ہیں مگر ذاتی نام اللہ ہے۔ اسی طرح سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینکڑوں نام ہونے کے باوجود ذاتی اور شخصی نام ایک ہی ہے یعنی محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہ نام خالقِ کائنات نے ازل ہی سے آپ کے لئے چن لیا تھا۔ (تذکارِ رسالت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعثت کے چند پہلے دنوں میں، میں جس درخت یا پتھر کے پاس سے گذرتا وہ مجھے السّلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔ نزولِ وحی کے ایام میں آپ جب کسی راستہ سے گذرتے تو ایسی آواز سنتے جیسے کوئی شخص کہہ رہا ہو "یا محمد صلی اللہ علیک وسلم"؛ دائیں بائیں دیکھتے مگر کوئی شخص دکھائی نہ دیتا۔ اکثر ایسا ہوتا۔ آپ نے اس صورتِ حال کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ مجھے خدشہ ہے کوئی مصیبت نہ ٹوٹ پڑے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اطمینان رکھئے آپ کو کوئی مصیبت نہ پہنچے گی اور آپ کو خیر و بھلائی حاصل ہوگی۔
ایک اور روایت میں ہے کہ نزولِ وحی سے پندرہ سال پہلے ہی سے آوازیں سُنا کرتے تھے مگر کوئی آدمی نظر نہ آتا۔ اور سات سال نزولِ وحی سے پہلے روشنی دیکھتے تھے جس سے دلی مسرّت پیدا ہوتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وحی سے پہلے جو چیز ظاہر ہوئی وہ سچے خواب تھے۔ آپ کے ظاہر و باطن پر بزرگی اور استقامت کے دروازے کھلتے تھے۔ اس کا آغاز ماہِ ربیع الاوّل میں ہوا۔

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے پہلے سچے خوابوں میں یہ حکمت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی الہام کے عادی ہو جائیں اور قلبِ اطہر نزولِ ملک سے اُنس پکڑے۔

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف سات سال کی ہوئی اسرافیل علیہ السلام کو آپ کی خدمت کے لئے مقرر

کیا گیا۔ تین سال آپ کی خدمت میں رہے کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ظاہر ہوتے اور آپ سے باتیں کرتے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پندرہ سال ہوئی تو خدا تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ انیس سال کی عمر تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرائیل کی نگرانی اور دیکھ بھال میں پرورش پاتے رہے۔ اس دوران جبرائیل آپ کے سامنے ظاہر نہیں ہوئے۔
یہاں تک کہ آپ نے چالیس سال مکمل کر لئے اور درجۂ کمال کو پہنچے۔ جب حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی پاک بارگاہ میں انس کا وقت قریب پہنچا لوگوں سے علیحدگی اور خلوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند خاطر ہوئی۔ چنانچہ آپ نے غارِ حرا میں خلوت اختیار فرمائی۔ کئی کئی روز کئی راتیں اس غار میں عبادت میں گزارتے۔ کبھی گھر تشریف لے آتے۔ پھر جب غار میں جانے کا ارادہ فرماتے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے لئے توشہ تیار کرتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں تشریف لے جاتے۔ اس غار کی لمبائی چار گز اور چوڑائی بعض جگہ ۱½ گز اور بعض جگہ اس سے بھی کم ہے۔ مسجد حرام سے منیٰ جانے والے راستے سے بائیں طرف مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں تھا۔ ہم ایک طرف کو نکلے جدھر پہاڑ اور درخت تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے، وہ "السّلامُ علیکَ یا رسول اللہ" کہہ کر اپنی محبت کا اظہار کرتا۔

"مدارج النبوّت" میں یوں لکھا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں فرشتہ وحی لے کر حاضر ہوا اور اس نے کہا یا محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو کہ میں جبرائیل (علیہ السلام) فرشتہ ہوں اور مجھے حق تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ آپ امت کی جانب

خدا کے رسول ہیں۔ آپ جنوں اور انسانوں کو کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی دعوت دیجیے۔ اور کہا "اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) پڑھیے!" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں پڑھنے والا نہیں" یا کہا (میں پڑھنا نہیں جانتا) مطلب یہ کہ میں اُمّی ہوں۔ میں نے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آغوش میں لیا اور پوری طاقت سے بھینچا۔ میں بے طاقت اور بے بس ہو گیا۔ پھر جبرائیل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا اور دوبارہ کہا: "پڑھیے!" میں نے کہا: "میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔" جبرائیل علیہ السلام نے پھر آغوش میں لیا اور بھینچا پھر کہا "پڑھیے!" میں نے کہا "میں پڑھنے والا نہیں۔" تیسری بار پھر جبرئیل نے آغوش میں بھینچا اور کہا "پڑھیے": اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○ ترجمہ: (پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھیے اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔") ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) شیطان کے شر سے استعاذہ کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہیے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اس کے بعد کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ مطلب یہ کہ آپ اپنی قوت طاقت پر نظر نہ ڈالیے بلکہ ہماری تقویت و تائید پر نظر رکھیے کیونکہ ہم آپ کے مُعلّم ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام کا آغوش میں لے کر دبانا یہ ایک قسم کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ گرامی میں ملکوتی انوار داخل کر کے تصرف کرنا کرنا تھا تاکہ وحی کے قبول کرنے میں آمادہ اور اس کے ماسوا سے خالی اور

اس قول کے وزنی ہونے کی جانب بے التفات ہو جائیں۔ نیز اس میں اُس قول کے وزنی ہونے کی جانب اشارہ ہے جو آپ کی جانب اِلقا ہونے والا ہے جبکہ قرآن کریم میں ہے: اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ○ "بے شک ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وزنی قول القا فرمائیں گے۔"

ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: "اِقْرَاْ یَا مُحَمَّدُ" تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں کیا پڑھوں، میں تو کچھ پڑھا نہیں؟" اس پر جبرائیل علیہ السلام نے ایک جنتی حریر کا نامہ نکالا جو موتی اور یاقوت سے مرصع تھا اور کہا پڑھیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔" مجھے نہیں معلوم کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟ پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو آغوش میں لے لیا اور خوب بھینچا (آخر حدیث تک)

یعنی اُمیت کے مناسب ہیں۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا اور پانی کا چشمہ نکالا اس سے وضو کیا جو کلی کرنے، ناک میں پانی ڈالنے، چہرہ اور دونوں ہاتھ پاؤں دھونے اور سر کا مسح (ایک بار) کرنے پر مشتمل تھا۔ اس عمل کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرنا سکھانا مقصود تھا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے ایک چلو پانی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر چھینٹا دیا اور آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھائی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتدی بنے۔ پھر جبرئیل نے عرض کیا کہ اسی طرح وضو کرنا اور نماز پڑھنا ہے۔ غالباً اس قسم کے افعال میں عملی تعلیم خاص کر قولی تعلیم سے زیادہ آسان ہے۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کا رُخ کیا۔ اُس وقت یہ عالم تھا کہ ہر شجر و حجر کہتا تھا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی طرف مراجعت

فرمائی تو آپ کا قلب مبارک اور کنپٹیوں کا گوشت لرز رہا تھا۔ جس طرح خوف و دہشت کے وقت ہوا کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر فرمایا زَمِّلُوْنِی زَمِّلُوْنِی۔ "مجھے کمبل اوڑھاؤ مجھے کمبل اوڑھاؤ۔" انہوں نے آپ کے جسمِ انور پر کمبل اوڑھا دیا اور چہرۂ انور پر سرد پانی کے چھینٹے مارے تاکہ خوف دور ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا حال بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے ڈر لگے کہ میں کہیں خطرے میں نہ پڑ جاؤں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ آپ غم نہ کھائیے اور خوش رہیئے۔ آپ کو اللہ کریم کسی خطرے میں نہ ڈالے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، عیال کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، بیکسوں اور مجبوروں، محتاجوں غریبوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک سے پیش آتے ہیں۔ یتیموں کو پناہ دیتے ہیں اور امانتیں ادا فرماتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ خوبرُو، خوش خُلق، خوش ادا، نیک کردار، خوش گُفتار اور عالی ہمت ہیں۔ مطلب یہ کہ جس میں یہ خوبیاں ہوں وہ کسی خطرے میں مبتلا نہیں ہوگا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان باتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان اور تسلی و تشفی دی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یہ باتیں اُن کی کمالِ فراست و دانائی، عقلمندی، حقائق اشیاء اور صدقِ احوال کی معرفت رکھنے پر دلالت کرتی ہیں۔

ایک اور روایت میں آیا ہے جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک بیان فرمایا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا خوشی سے مدہوش ہوگئیں۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس حالت کی تائید و تقویت کی غرض سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس

لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل بہت بوڑھے تھے۔ یہ قریش کے طور طریقے اور جاہلیت کی رسوم سے نکل کر حقیقی دینِ عیسوی اختیار کر کے موحّدین گئے تھے وہ انجیل کے بڑے عالم تھے۔ اور انجیل سے عربی میں لکھا کرتے تھے۔ عبرانی زبان بھی جانتے تھے۔ اُن سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اے میرے بھائی! اپنے بھتیجا کی بات سُنئیے وہ کیا کہتے ہیں۔ (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ورقہ کا بھتیجا اسلئے کہا کہ یہ عرب کا عُرف ہے اور وہ ایک دوسرے کو برادر یا برادر زادہ کہا کرتے تھے۔ اہلِ سِیَر یہ بھی کہتے ہیں کہ ورقہ حضرت عبداللہ کے ہم عُمر تھے) ورقہ نے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا، کیا بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا تمام حال جو گذرا تھا بیان فرما دیا۔ یہ سُن کر ورقہ نے کہا: "یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو مبارک ہو اور آپ خوش ہوں اس بات سے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ "میرے بعد ایک رسول مبعوث ہوگا جس کا نام نامی "احمد" ہے۔" اور قریب ہے کہ آپ کافروں کے ساتھ جہاد و قتال پر مامور ہوں۔ کاش کہ میں اُس دن تک زندہ رہتا اور جوان، قوی و توانا رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اِس جگہ سے نکال دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے یہاں سے نکال دیں گے"؟ ورقہ نے کہا "ہاں! آپ جو کچھ لے کر تشریف لائے ہیں اُس کی مانند کوئی ایک لیکر کبھی کوئی نہیں آیا اس کے باوجود اُن سے دشمنی کی گئی اور انہیں ایذا پہنچائی گئی۔ اور کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کی کافروں نے دشمنی نہ کی ہو۔ اگر میں نے آپ کا وہ دن پایا تو میں آپ کی پوری پوری نصرت و مدد کروں گا۔" پھر کچھ عرصہ بعد ورقہ نے وفات پائی اور ظہورِ دعوت کا زمانہ نہ پایا لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور آپ کی تصدیق کرنیوالوں میں سے ہیں۔ ایسے اور بھی بہت سے حضرات ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ عنصری کے ظہور و وجود سے پہلے ہی آپ پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ جیسے حبیب نجار وغیرہ۔ اب رہا یہ کیا ورقہ بن نوفل کو صحابی کہہ سکتے ہیں؟ تو ظاہر ہے کہ صحابی کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ مَنْ رَاَی النَّبِیَّ مُؤْمِنًا۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان کے ساتھ دیکھا تو یہ اُن پہ صادق ہے۔ اور اس میں ظہورِ دعوت کی شرط نہیں لگائی گئی۔

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث مروی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورقہ کے انتقال کے بعد اُن کا حال دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں۔ سفید لباس ایمان کی نشانی ہے۔ "روضۃ الاحباب" میں ایک حدیث مروی ہے۔ فرمایا "میں نے ان کو جنت میں دیکھا ہے اُن کے جسم پہ سبز لباس ہے اس لئے کہ وہ مجھ پہ ایمان لائے اور میری تصدیق کی ہے"۔ قس سے مراد ورقہ ہیں۔ "مواہب اللدنیہ" میں ہے کہ ورقہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ ابن منذر نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ کے پاس لے جانے کے واقعہ میں یہ اشارہ ہے کہ حیرت و اشتباہ کے وقت علماء اور اہلِ بصیرت یا ولی اللہ کے ساتھ مشورہ کرنا اور استفسار کرنا لازم ہے۔ اسی سے صوفیائے کرام اور طالبانِ و سالکانِ راہِ طریقت اپنے مشائخِ عظام سے کشفِ حقیقتِ حال کے لئے اپنے خیالات و واقعات کو پیش کرنے میں استدلال کرتے ہیں۔

"جامع الاصول" اور "کتاب الوفا" میں ہے کہ اظہارِ نبوت سے

قبل تین سال اسرافیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں رہے اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے۔ صاحبِ "سفر السعادۃ" فرماتے ہیں کہ سات سال کی عمر مبارک تھی کہ حق تعالیٰ نے اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہیں۔ چنانچہ اسرافیل علیہ السلام ہمیشہ آپ کی خدمتِ اقدس میں رہے۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گیارہ سال پورے فرمائے۔ اور آپ ایک یا دو کلمہ سے زیادہ بات نہ کرتے تھے۔ اسی طرح میکائیل علیہ السلام کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت جبرائیل علیہ السلام فرمانِ باری لے کر آئے تھے، اُس وقت میکائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت و خدمت میں حاضر رہتے انتیس (۲۹) سال ہو چکے تھے۔ لیکن ان سب کی حضوری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم نہ ہوتی تھی اور نہ وہ وحی لاتے تھے۔ کیونکہ وحی کا لانا جبرائیل علیہ السلام کا کام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد "خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ" کہ مجھے اپنے آپ سے خوف لگتا ہے۔ جب آپ نے بارِ نبوت، اس کی صعوبت اس کے ادا کرنے اور منصبِ نبوت بجا لانے پر غور و فکر کیا تو آپ کی پشت کی طاقت ٹوٹ گئی۔ اور اپنے آپ سے ڈرے کہ کہیں آپ اس بار کے نیچے ہلاک نہ ہو جائیں۔ حالانکہ یہ خوف و دہشت، جبرائیل علیہ السلام کا نزول اور وحی کا ورود، نبوت کا علم حاصل ہونے اور مشاہدۂ آیات اور ظہورِ انوار و اسرار کے بعد کا ہے۔ "مواہب اللدنیہ" میں کہا گیا ہے کہ امام احمد نے تاریخ میں شعبی سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحیٔ نبوت عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد نازل ہوئی۔ بعض علماء کے نزدیک تین سال تک وحی کا سلسلہ رُکا رہا۔ اس دوران حضرت اسرافیل علیہ السلام تین سال تک نبوت کے ساتھ قریب رہے اور انہوں نے چند کلمے اور کچھ چیزیں

سکھائیں۔ اُس وقت آپ پر قرآن کریم نازل نہ ہوا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ کی نبوت کے قریب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اس کے بعد بیس سال تک آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا۔

"روضۃ الاحباب" میں ہے کہ اس وقوف کے زمانہ میں جبرائیل امین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کو تسکین دیتے رہے۔ لیکن آپ پر قرآن کا نزول نہ ہوا۔ سلسلۂ وحی رُک جانے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت غمگین تھے۔ کئی مرتبہ آپ نے ارادہ کیا کہ خود کو پہاڑ سے گرادیں لیکن ہر مرتبہ جبرائیل علیہ السلام آپ پر ظاہر ہو جاتے اور کہتے اے محمد صلی اللہ علیک وسلم یقیناً آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور آپ کا بھائی ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس وقفہ کے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل امین علیہ السلام کو آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھے دیکھا آپ پر خوف و ہراس طاری ہو گیا اور گھر تشریف لا کر فرمایا: زَمِّلُونِی زَمِّلُونِی "مجھے کمبل اوڑھاؤ مجھے کمبل اوڑھاؤ"۔ آپ پر وحی بھیجی: "یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ (اے جھرمٹ مارنے والے) قُمْ فَاَنْذِرْ" اُٹھئے اور لوگوں کو خدا سے ڈرایئے"۔ اس کے بعد وحی پے در پے آنے لگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارہا سخت سردی کے موسم میں دیکھا ہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی، وہ حالت ختم ہوتی تو جبینِ اقدس سے پسینہ پھوٹ رہا ہوتا۔

خارج بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکینہ (ملائکہ رحمت اور وحی رحمانی) نے ڈھانپ لیا۔ اسی دوران آپ کی ران مبارک میری ران پر آ گئی۔ بخدا

میں نے کوئی چیز بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رانِ مبارک سے بھاری محسوس نہ کی۔ جب وہ حالت دُور ہوئی تو فرمایا اے زید لکھو (مجھ پر جو وحی آئی ہے) پھر آپ نے وہ آیات مبارکہ لکھوائیں۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھیں (آپ اس پر سوار تھے) اسی دوران سُورۂ مائدہ نازل ہوئی۔ وحی کے ثقل اور بوجھ کی وجہ سے اونٹنی کی حالت اس طرح ہو گئی کہ گویا اس کے اگلے پاؤں ٹوٹنے کو ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو مزاجِ اقدس پر کرب و اضطراب اور گرانی کے آثار نظر آتے اور رنگ مبارک زرد ہو جاتا۔

حضرت ابو اروی دوسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور وحی نازل ہو رہی تھی۔ اونٹنی ثقل (بوجھ) وحی سے چنگھاڑ رہی تھی اور پاؤں کو موڑ رہی تھی اور پھیرتی تھی گویا وہ ٹوٹنے کو ہیں۔ بعض اوقات بیٹھ رہتی اور بعض دفعہ کھڑی رہتی، مگر پاؤں ایک ہی جگہ گڑے رہتے اور اُٹھانے کی سکت اور ہمت نہیں ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ حالت استغراق دُور ہوتی۔ آپ کی جبینِ مبارک سے موتیوں کی مانند پسینہ کے قطرات مسلسل ٹپک رہے ہوتے، اگرچہ موسم سرد ہی کیوں نہ ہوتا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوتی تو مزاجِ اقدس پر بوجھ اور گرانی محسوس ہوتی اور جبینِ مبارک پر موتیوں کی مانند پسینہ کے قطرات گرنے لگتے اگرچہ موسم سرد ہی کیوں نہ ہوتا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: "اے میرے چچازاد! (شوہر) کیا مجھے اُس شخص کی اطلاع دے سکتے ہو جو آپ کے پاس آتا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "ہاں"! تو انہوں نے عرض کیا جس وقت وہ آئے مجھے مطلع فرمانا! تو ایک دن جبرائیل علیہ السلام اُن کی موجودگی میں آگئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے خدیجہ! (رضی اللہ عنہا) یہ ہیں وہ میرے رفیق و مصاحب جو میرے پاس آتے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ اُٹھ کر میری ران پر بیٹھ جائیں پھر بتائیں کہ وہ نظر آرہے ہیں؟ آپ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ نظر آرہے ہیں۔ میں نے بائیں ران پر بیٹھنے کا عرض کیا اور پھر پوچھا تو فرمایا اب بھی نظر آرہے ہیں۔ فرماتی ہیں، میں نے اپنا دوپٹہ اُتار دیا۔ پھر پوچھا تو فرمایا اب نظر نہیں آرہے۔ تو اس وقت میں پکار اٹھی کہ بخدا یہ واقعی بزرگ فرشتے ہیں اور نعوذ باللہ جن بھوت یا شیطان نہیں۔ (الوفاء)

اذان کا جواب دینے کی حکایت

ابنِ عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک آدمی تھا جو کسی نیکی کے قریب نہیں گیا تھا نہ اس کے اعمالِ خیر کا کوئی چرچا تھا جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں آدمی کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔" لوگوں نے اس پر تعجب کیا۔ ایک شخص اُٹھ کر اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے عملِ خیر کے بارے پوچھا۔ اُس نے کہا اس کے عملِ خیر تو نہ تھے بجز ایک خوبی کے، وہ یہ کہ جب بھی اذان سنتا تو اُنہی کلمات کو دُہراتا تھا۔ پھر وہ آدمی واپس آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنا قریب پہنچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سُن سکے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بآوازِ بلند فرمایا: "تم ہی فلاں کی بیوی کے پاس گئے تھے اور تم نے اُس کے عمل کے بارے پوچھا تھا تو اُس نے تم سے یہ کہا۔" اُس شخص نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

وحی اور اُس کی اقسام

علمائے کرام نے وحی کے کئی مراتب بیان فرمائے ہیں۔ پہلا رویائے صادقہ ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتداء میں جو چیز سب سے پہلے ظاہر ہوئی وہ رویائے صادقہ ہیں۔ کتابوں میں مذکور ہے کہ یہ کیفیت چھ ماہ تک رہی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ایک دن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خون میں لت پت اور غمگین بیٹھے تھے۔ حاملِ وحی علیہ السلام نے سبب دریافت کیا تو فرمایا مجھے اہلِ مکّہ نے زد و کوب کیا ہے اور خون آلود کر دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا آپ اس امر میں پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو آیت اور معجزہ دکھاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے وادی کی دوسری جانب ایک درخت دیکھا تو عرض کیا اس کو اپنی طرف بلائیں۔ جب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلایا، تو وہ چلتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی، اس کو حکم دیں واپس چلا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو واپس جاکر اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اِسی قدر ظہورِ اعجاز کافی ہے۔

دُوسرا مرتبہ وحی کا یہ تھا کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب شریف میں القاء کرتے تھے بغیر اس کے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جبرائیل علیہ السلام کو دیکھیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل میں رُوح القدس نے القاء والہام کیا ہے کہ ہرگز اُس وقت تک کوئی نہیں مرے گا جب تک کہ اپنا رزق پورا نہ کرلے۔ (اس حدیث کو حاکم نے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے)

تیسرا مرتبہ وحی کا یہ تھا کہ جبرائیل علیہ السلام کسی آدمی کی صُورت اختیار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر پیغام خداوندی پہنچاتے تاکہ جو کچھ ارشادِ باری ہے اُسے یاد فرمائیں۔ اور اکثر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صُورت میں حاضر ہوتے۔ یہ قبیلہ بنو کلب کے خوبرو صحابی تھے۔ اُن کے حُسن وجمال کا یہ عالم تھا کہ جب یہ تجارت کے لئے نکلتے محمل نشیں عورتیں نظارہ کرتیں۔

چوتھا مرتبہ وحی کا یہ ہے کہ "صلصلۃ الجرس" یعنی رہٹ کی مانند آواز سُنائی دیتی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی دُوسرا وحی کے کلمات اور معانی کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اقسام وحی میں یہ قسم سب سے بڑھ کر سخت تھی، یہاں تک کہ شدید سردی کے دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک سے پسینہ مبارک ٹپکنے لگتا تھا اور اگر اونٹ پر سوار ہوتے تو وہ زمین پر بیٹھ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح وحی آئی کہ آپ اپنا سر مبارک زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پر رکھے ہوئے تھے۔ اُن کی ران اس قدر وزنی ہوگئی کہ قریب تھا، ٹوٹ جاتی۔

اسی طرح جب سورۃ مائدہ نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ پر سوار تھے۔ وحی کے بوجھ سے ناقہ کی ٹانگیں ٹوٹنے کے قریب ہوگئیں۔ وحی میں مطلقاً ثقل و بوجھ بھی آیا ہے۔ چنانچہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا اور آپ سختی محسوس کرتے اور آپ کا سر مبارک جُھک جاتا۔ جب یہ کیفیت ختم ہوجاتی تو سر مبارک اُوپر اُٹھاتے۔

وحی کا پانچواں مرتبہ یہ تھا کہ کبھی جبرائیل اپنی اصلی صُورت میں (مع اپنے چھ سو پروں کے) نازل ہوتے اور وحی پہنچاتے جیسا کہ سورۃ والنجم میں مذکور ہے۔ ایسا دوبار ہوا تھا۔ (واللہ اعلم)

چھٹا مرتبہ وحی کا یہ ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے اس حالت میں وحی فرمائی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کے اوپر تھے۔ نماز وغیرہ کی وحی اسی طرح فرمائی تھی۔

ساتواں مرتبہ وحی حق تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست کلام فرمانا ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جبرائیل علیہ السلام چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے۔ علماء فرماتے ہیں ایمان و توحید کے بعد عبادات میں سب سے پہلے دو رکعت نماز واجب ہوئی جس کی جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم دی۔ اور مقاتل نے کہا ہے کہ ابتدا میں نماز کی فرضیت دو دو رکعتوں میں تھی۔ دو رکعت فجر میں اور دو رکعت عشاء میں جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ "اور اپنے رب کی تسبیح عشاء اور فجر میں کرو"۔ اسی طور طریق پر تین سال گذر گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس

امر کے اخفاء اور اس پر صبر کرنے پر مامور تھے۔ اِس کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خفیہ طور پر تبلیغ کی دعوت شروع کی۔ پھر حق تعالیٰ نے آپ پر آیۂ کریمہ نازل فرمائی: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ یعنی جو کچھ حکم دیا گیا ہے اُسے ظاہر فرمائیے اور دعوت و تبلیغ کو آشکارا کیجئے اور مشرکوں کی جانب سے رُوگردانی فرمائیے۔" مجاہد کہتے ہیں اس سے مُراد قرآن بلند آواز سے پڑھنا ہے۔ صَدَعَ کے اصلی معنی ظاہر کرنے اور ممتاز کرنے کے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امرِ دعوت میں کمر بر جہاد محکم باندھ لی۔ قریش نے اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعرض نہ کیا جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے خداؤں اور بتوں سے تعرض نہ کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا یہ حکم سنایا کہ "بُت اور اُن کے پُوجنے والے سب جہنم کی نار میں جھونکے جائیں گے۔" تب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا رسانی میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت و مخالفت میں متفق ہو گئے۔ یہ واقعہ نبوت کے چوتھے سال کا ہے۔ ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے درمیان دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلانِ حج

ابن جریر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو وہ حجر (پتھر) پر کھڑے ہو گئے اور یوں ندا دی: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے۔

آپ علیہ السلام کی یہ صدا مبارک ان لوگوں نے بھی سُنی جو ابھی اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے۔ اہل ایمان میں سے ان افراد نے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہا جن کے بارے اللہ کے نزدیک قیامت تک حج ادا ہونا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ" (اے بہترین خلق)
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خَیْرُ الْبَرِیَّةِ" تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

ایک دفعہ نجاشی شاہ حبشہ کا وفد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ بذاتِ خود ان کی مہمان نوازی کے لئے کھڑے ہو گئے۔ صحابہ نے عرض کی ہم آپ کی جگہ کام کاج کے لئے حاضر ہیں۔ فرمایا "گھبراؤ مت، میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک کیا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔" (ابن ماجہ)

جب حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے ایمان لا کر اپنا قصیدہ "بانت سعاد" پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اپنی چادر اوڑھائی۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں بروایت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ یہ وہی چادر ہے جسے خلفاء عیدین میں پہنتے ہیں۔ ابوبکر بن انباری (متوفی ۱۰ ذی الحجہ ۳۲۸ھ) کی روایت ہے کہ جب کعب رضی اللہ عنہ اس شعر پر پہنچے:

ان الرسول لنور یستضاء بہ   مھند من سیوف اللہ مسلول

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی طرف اپنی چادر مبارک پھینک دی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس چادر کے لئے دس

ہزار درہم خرچ کئے مگر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک کے لئے میں کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دیتا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ چادر بیس (۲۰) ہزار درہم میں خرید لی۔ ابن انباری کا قول ہے کہ وہی چادر آج تک سلاطین کے پاس ہے۔

(شرح قصیدہ بانت)

سعادت کس کے لئے؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سعادت اُس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سعادت ہے پھر سعادت ہے پھر سعادت ہے اُس کے لئے جو مجھ پہ ایمان لایا جبکہ اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ (مسند امام احمد جلد ۵)

امام احمد، ابو یعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سعادت ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات مرتبہ سعادت ہے اُس کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا اور مجھے دیکھا تک نہیں۔ (مسند ابو یعلیٰ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث روایت کی ہے کہ میری اُمت کے لوگ میرے بعد آئیں گے اُن میں کوئی پسند کرے گا کاش! اپنے اہل وعیال اور مال کے بدلے میں میری زیارت کو خرید لے۔ (مستدرک للحاکم)

آثارِ شریفہ کی تعظیم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، حجام آپ کے سر مبارک کو مونڈ رہا

تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ سب یہ چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بال مبارک گرنے نہ پائے بلکہ وہ ہم میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ لگ جائے۔ (مسلم)

حضرت ابن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس رضی اللہ عنہما سے ملے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال مبارک کا ہونا مجھے دنیا و مافیہا سے عزیز تر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر مبارک کے بال مبارک منڈواتے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے آپ کے مُوئے مبارک لیتے۔ (صحیح بخاری)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تو وضو کے پانی کے لئے حاضرین میں لڑائی تک نوبت پہنچنے لگتی۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چمڑی سرخ قبہ میں تھے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اُس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے جس کسی کو اُس میں سے کچھ ملتا وہ اُسے ہاتھوں پر ملتا اور جس کو نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھ کی تری لے کر مل لیتا۔
(صحیح بخاری)

بروایت ابو بردہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک کملی جو پیوندوں کی کثرت سے نمدہ کی مثل تھی اور ایک موٹا تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان دونوں میں وصال فرمایا۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتم شریف (مُہر) جس میں تین سطریں یوں تھیں محمد رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملی۔ جب ان کی خلافت کو چھ۶ سال ہو گئے تو ایک روز چاہِ اریس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہاتھ میں سے کنویں میں گر پڑی۔ تین دن تلاش کرتے رہے۔ کنویں کا تمام پانی نکالا مگر نہ ملی۔

جب حضرت سلیمان علیہ السّلام کی خاتم گم ہوگئی تو اُن کی شاہی جاتی رہی۔ یہی راز حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتم گم ہونے میں تھا۔ چنانچہ اس کے بعد فتنوں کا آغاز ہوا جس کا انجام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ہوا۔ (وفاء الوفا)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا مرفوعاً قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرّہ ان یلقی اللہ وھو عنہ راضٍ فلیکثر الصّلوٰۃ علیَّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ وہ حالت رضا میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو مجھ پر بکثرت درُود بھیجے۔ (ذہبیؒ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام وحی کا شبیہ ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے میں نے خواب میں ایک نورِ عظیم دیکھا جو آسمان سے اُتر کر کعبہ معظمہ کی چھت پر نازل ہوا اور مکّہ معظمہ میں کوئی ایسا گھر ہو گا جو اس نور سے فروزاں نہ ہوا ہو۔ ہر گھر کے انوار ایک جگہ جمع ہو کر ایک ہی نور بن گئے۔ یہ نور سب سے پہلے میرے گھر چلا آیا اور میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب یہودیوں کے ایک رُہبان کو سنایا اور اُس سے تعبیر پوچھی۔ اُس نے کہا یہ ایسا خواب ہے جس کا مجھے کوئی علم اعتبار نہیں۔ چند دن گزرے تھے کہ میں (ابوبکر) تجارت کے سلسلے میں بصرا کے کلیسا میں جو بحیرا راہب کا مسکن تھا، پہنچا۔ تعبیر خواب پوچھی۔ اس نے کہا، تم کون ہو؟ میں نے کہا "میں قریش سے ہوں"۔ اس نے کہا "خداوند تعالیٰ تم ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجے گا، تم اس کے وزیر ہو گے اور اُس کے وصال کے بعد اس کے خلیفہ ہو گے"۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو مجھے دعوتِ اسلام دی۔ میں نے کہا، ہر نبی اپنی نبوّت کے لئے کوئی نہ کوئی دلیل و برہان رکھتا ہے۔ آپ کی کیا دلیل ہے؟ حضور علیہ السّلام نے فرمایا "میری نبوّت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور پھر راہب کا یہ کہنا کہ اس خواب کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور بحیرا کا کہنا ہے کہ اس

خواب کی تعبیر یوں ہے اور اسی طرح میں نے تم سے کہہ دیا ہے جس کی مجھے جبرائیل نے اطلاع دی ہے۔ میں نے کہا حضور! (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ سے کوئی دلیل ماسوائے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ طلب نہیں کرتا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے پہلے پہل جس کسی کو بھی دعوتِ اسلام دی اس نے تھوڑا بہت ضرور توقف و تامل کیا۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں کہ دعوتِ اسلام کے بعد فوراً بغیر کسی دلیل و بُرہان کے مجھ پر ایمان لے آئے اور میرے مصدق بنے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام احوال و اعمال اور اقوال دلیلِ نبوت اور شاہدِ رسالت ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہجرت کے لئے مامور ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا۔ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ انہوں نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اس روز سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھ دیا[1]

مواہب لدنیہ میں ابوداؤد نے یہ حدیث روایت کی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اور جب آپ چاند کی روشنی میں چلتے اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ ایسی خصوصیات عطا فرمائی گئیں جو اور کسی نبی و رسول علیہ السلام کو نہیں عطا ہوئیں:

۱۔ مجھے ایک ماہ کی مسافت تک رُعب و دبدبہ عطا فرما کر منصور و غالب کیا گیا ہے۔

۲۔ تمام روئے زمین کو میرے لئے قابلِ نماز اور قابلِ طہارت بنا دیا گیا ہے۔ میرے امتی کو جہاں بھی نماز کا وقت آ پہنچے وہیں نماز پڑھ لے اور پانی نہ ملے تو تیمّم کر لے۔

۳۔ مجھے شفاعتِ عظمیٰ عطا کی گئی ہے۔ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شفاعت بھی اسی میں مندرج ہے۔ جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بابِ شفاعت نہیں کھولیں گے۔

---

[1] ایک دوسری روایت کی روشنی میں اس واقعہ سے قبل یعنی بعد از واقعۂ معراج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو صدیق کا لقب عطا فرمایا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعۂ معراج کی بلاحیل و حجت تصدیق کی تھی۔

خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عبداللہ بن عثمان ابو قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ بن لوّی بن غالب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ قریشی اور تیمی ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب مبارک کے ساتھ حضرت مرہ بن لوئی پر جا کر مل جاتا ہے۔

امام نووی "تہذیب" میں فرماتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عبداللہ ہے۔ یہی نام بالکل درست اور مشہور ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا نام عتیق ہے۔ عتیق آپ کا لقب تھا۔ یہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ کو دوزخ سے آزادی کا پروانہ ملا ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے حُسن وجمال کی وجہ سے عتیق کہا جاتا تھا۔ نیز آپ اپنے پاک وصاف حسب ونسب آزادی کی بنا پر بھی عتیق مشہور تھے۔ حضرت مصعب بن زبیر اور دیگر حضرات کے بیان کے مطابق آپ کو صدّیق کہنے پر تمام اُمّت کا اجماع ہے۔ کیونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی طرف قلبی شگفتگی کا اظہار کیا اور ہمیشہ صدق وصفائی کا دامن تھامے رکھا۔ اسلام میں آپ کی بڑی قدر ومنزلت اور اعلیٰ وارفع مقام ہے۔ معراج کی رات کے بارے آپ کا قصّہ آپ کی ثابت قدمی اور کفار کو ترکی بہ ترکی جواب دینا مشہور ومعروف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیّت میں ہجرت کرنا، اپنے بچوں کو بے سہارا چھوڑنا، غارِ ثور میں بلکہ تمام راستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت بجا لانا، غزوۂ بدر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے تسکین آمیز گفتگو کرنا، حدیبیہ کے روز آپ کا معاہدہ پر اظہارِ اطمینان کرنا، جبکہ دیگر صحابہ کرام پر اس معاہدہ کا حقیقی راز مشتبہ ہو چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال مبارک کے دن ثابت قدمی دکھانا، لوگوں کو خطبہ فرما کر انہیں تسکین دلانا، مرتدین کا قتل، شام کی طرف لشکر بھیجنا اور جیشِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو کمک دینا یہ سب باتیں آپ کے فضائل وکمالات پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ کے بہترین مناقب اور اعلیٰ فضائل میں اہم ترین فضیلت کا اختتام اس حال میں ہوا کہ آپ نے مسلمانوں پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب اور امیر المومنین مقرر فرمایا۔

طبرانی نے جیّد اور صحیح سند کے تحت حکیم بن سعید کی زبانی نقل فرمایا ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو قسم کھاتے ہوئے سنا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا نام آسمان سے صدّیق نازل فرمایا ہے۔ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ آپ کے والد بزرگوار کے چچا کی بیٹی تھیں جن کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عمر بن کعب تھا۔ ان کی کنیت اُمّ الخیر تھی۔ امام زہری نے بھی یہی بیان کیا ہے۔ نیز ابن عساکر نے بھی یہی لکھا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ آپ زمانۂ جاہلیّت میں رؤسائے قریش میں شمار ہوتے تھے۔ سردارانِ قریش آپ سے صلاح ومشورہ لیا کرتے۔ آپ ان کے تمام نیک وبد معاملات کو جاننے والے تھے۔ جب پیغامِ اسلام ملا تو آپ نے اسلام کو دنیا کے تمام مراسم پر فوقیت دی اور بالکل ہی اسلام کے بن کر رہے۔ آپ کی جائے پیدائش مکّۃ المکرّمہ ہے۔ آپ صرف تجارت ہی کے لئے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ آپ اپنی قوم میں بڑے

مالدار، بامروّت، حُسنِ اخلاق کے مالک اور عزت و شرف کے حامل تھے۔

محدث ابونعیم نے سندِ جید کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں اپنے اوپر شراب حرام قرار دے رکھی تھی۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت کی ہے کہ کسی شخص نے آپ سے عرض کی کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حُلیہ شریف بتائیے۔ آپ نے فرمایا "نورانی چہرہ، متوازن بدن ذرا دبے ہوئے رخسار مبارک، قدرے جھکاؤ والی کمر مبارک، گہری چمکیلی رُعب دار آنکھیں، کشادہ اور بلند پیشانی، آپ اپنے پہلوؤں سے ڈھلکتے ہوئے تہبند کو مضبوطی سے باندھنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ کے چہرۂ اقدس کی رگیں واضح طور پر نظر آتی تھیں۔ اسی طرح ہتھیلی مبارک کی پچھلی طرف کی رگیں صاف نظر آتی تھیں۔

ابن عساکر نے حارث کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

ابن ابی خیثمہ نے سندِ صحیح کے ساتھ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اونٹنی کی نکیل گر پڑتی تو آپ رضی اللہ عنہ اونٹنی پر اپنا ہاتھ مارتے اور اُسے بٹھا دیتے۔ رفقاء عرض کرتے کہ آپ نے ہمیں حکم دیا ہوتا ہم نکیل اٹھا کر پیش خدمت کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میرے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی

ے سوال نہ کروں"۔ (احمد)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ازار بند (تہبند) کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پنڈلی کا گوشت پکڑ کر فرمایا: یہاں تک۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے کچھ رعایت دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹخنہ کے اوپر سے پکڑا اور فرمایا، اس سے نیچے ازار بند باندھنے میں کوئی خیر نہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم تو ہلاک ہو گئے۔ فرمایا: "اے ابوبکر! اسی طرح اچھے طریقے سے باندھتے رہو اور کوشش کرتے رہو، نجات پاؤ گے"۔ (ابونعیم فی الحلیہ

ابن ابی شیبہ اپنی "مصنف" میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دادا باپ کے قائم مقام ہے بشرطیکہ باپ نہ ہو۔ پوتا، بیٹے کے قائم مقام ہے، بشرطیکہ بیٹا نہ ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حکم دیا ہم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے دروازۂ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لے جانا اور کواڑ کی زنجیر ہلانا۔ پس اگر کواڑ اندر سے خود بخود کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کرنا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ہم اُن کا جنازہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک لے گئے اور کواڑ کو ٹھونکا۔ عرض کیا "یہ ابوبکر ہیں (رضی اللہ عنہ) چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کے پاس مدفون ہوں۔ پس کواڑ خود بخود کھل گئے اور ہم لوگوں کو پتہ بھی نہ چلا کہ اندر سے کس نے دروازہ کھول دیا اور آواز آئی "ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اندر لاؤ۔ اور کرامت سے دفن کرو"۔ اور کوئی شخص اور کوئی چیز ہم نے اندر حجرہ شریف کے نہ دیکھی۔

ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خدا نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے فرما دیجئے کہ اب تو تمہیں صحت ہو گئی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعجب ہوا۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: اے ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) تمہیں کیا بیماری ہو گئی تھی؟ انہوں نے عرض کیا سات برس سے دانت میں درد تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ کہا؛ عرض کی: "دوست کی کیا شکایت کرتا"؛

اداءِ صدیقی رض :- ایک مرتبہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے تو بوریا کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیسا لباس ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اپنے محبّ صادق سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہ فرمائیں اُنہوں نے سب کچھ اللہ سبحانہٗ کی راہ میں لٹا کر بوریا کا لباس پہن رکھا ہے تو ربِ کریم نے تمام ملائکہ کو حکم دیا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبّ صادق کی اتباع میں ایسا ہی لباس پہنو۔ سب حاملین عرش اور ملائکہ مقربین نے جنّتی لباس اُتار کر یہ لباس پہنے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بلا بھیجا اور فرمایا اس کے بدلے اللہ پاک عزّ اسمہٗ کے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "تمہیں لباس عطا کرتے ہیں۔ آپنے لباس بدلا تو سب ملائکہ نے بھی لباس بدلے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے عمر! تمہیں بشارت ہو، مجھے امید ہے کہ تم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کے مقصود ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعرات کی شب کو اس طرح فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعُمَرَ ابْنِ ھِشَامٍ۔" (اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام (ابوجہل) کے ذریعے عزت دے۔")

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعرات کو دعا کی: "اے بار الٰہا! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے اسلام کو توفیق بخش"، پھر جمعہ کے روز صبح کے وقت حضرت عمر آئے اور دائرہ اسلام میں شامل ہو گئے۔ (وباللہ التوفیق)

ابن سعد نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی کہ چالیس مردوں اور دس عورتوں کے بعد حضرت عمر اسلام لائے اور اسلام کی ایک خفیہ تحریک علانیہ تحریک میں بدل گئی۔

حاکم نے اور ابن ماجہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آسمان والے فرشتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور عالم بالا میں خوشی منا رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

امیر المومنین ابو حفص القرشی العدوی الفاروق ستائیس۲۷ برس کی عمر میں نبوت کے چھٹے سال ماہ ذوالحجہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ امام ذہبی کا بیان ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں عام الفیل کے تیرہ۱۳ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ اشرافِ قریش میں سے ہیں۔ چالیس مرد اور گیارہ خواتین کے بعد دولت اسلام نصیب ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ انتالیس (۳۹) مرد اور تیئیس۲۳ خواتین کے بعد اسلام لائے۔ اس طرح آپ پہ چالیس (۴۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عدد پورا ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے مکہ کی فضا مہک اٹھی اور مسلمان بہت مسرور ہوئے۔ آپ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں شامل اور دوسرے خلیفہ راشد ہیں اور آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ زہد و ورع اور علم و عمل میں کبار صحابہ میں سے ہیں۔ نیز آپ ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہوں نے غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظلِ عاطفت میں ثابت قدمی دکھائی۔

امام ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ لوگوں کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو وہ اس سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے دیتے۔ پھر قرآن کریم آپ (رضی اللہ عنہ) کی رائے کے مطابق نازل ہوتا۔

ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ (بن خطاب) ہوتے۔ یہی حدیث امام طبرانی نے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کی ہے۔

ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں عمر رضی اللہ عنہ سے شیاطین کو راستہ بدلتے اور بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "آسمان کے تمام ملائکہ عمر رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے ہیں اور زمین کے تمام شیاطین لرزہ براندام رہتے ہیں"۔

طبرانی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ اسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت پہ آہ و بکا کرے گا۔

لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ۔
سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عُمَرُ۔
اِنَّ اللّٰهَ ضَرَبَ بِالْحَقِّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ ط
اِنَّ السَّكِیْنَةَ لَتَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔
(شرح صحیح مسلم)

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ عمر اہل جنت کا چراغ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حق کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور قلب پہ جاری کر دیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پہ وقار اور رحمت کلام کرتی ہے"۔

نیز شیخ ابن ابی الحدید شیعہ لکھتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر چار وجہ سے فضیلت ہے:

۱۔ بدر کے قیدیوں کے متعلق اُن کی رائے کے موافق قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ

(الانفال: ۶۷)

"جب تک نبی زمین پر کافروں کا خون نہ بہائے اس کے لئے ان کو قیدی بنانا مناسب نہیں۔"

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے حجاب کے بارے اُن کی رائے کے مطابق یہ آیت نازل ہوئی:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ

(الاحزاب: ۵۳)

"اور جب تم نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج (مطہرات رضی اللہ عنہن) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔"

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی دعا مانگی:

اللّٰهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِأَحَدِ رَجُلَيْنِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْ عُمَرَ بْنَ هِشَامٍ

"اے اللہ! اِن دو شخصوں میں سے کسی ایک سے اسلام کی تائید فرما۔ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) یا عمر بن ہشام (ابوجہل)"

(شرح نہج البلاغۃ، ج ۱۲، ص ۵۷/۵۸ مطبوعہ اسماعیلیان ایران)

"نہج البلاغۃ" کے شارح شیعہ مصنف ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

"جب ہرمزان (بادشاہ) کو قید کیا گیا تو اُسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تستر سے مدینہ لایا گیا۔ اس وقت اس کے ساتھ مسلمان بھی

تھے جن میں حضرت احنف بن قیس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما شامل تھے۔ جس وقت ہرمزان کو مدینہ لایا گیا تو اس وقت وہ اپنی پوشاک اور تاج پہنے ہوئے تھا۔ اُس وقت انھوں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد کی ایک جانب سوئے ہوئے تھے۔ وہ لوگ آپ کے پاس ان کے جاگنے کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ ہرمزان نے پوچھا: عمر (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ حاضرین نے کہا: یہ لیٹے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا ان کے محافظ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: ان کا کوئی دربان اور محافظ نہیں ہے۔ ہرمزان نے کہا: پھر تو اس شخص کو نبی ہونا چاہئے: حاضرین نے کہا: یہ انبیاء علیہم السلام کی سیرت پر عمل کرتے ہیں۔" (شرح صحیح مسلم فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم)

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبداللہ بن اُبی کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکا تھا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر بھی اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا۔ "(اور آپ، اُن میں سے کسی کی کبھی نماز نہ پڑھائیں")

اسی طرح شراب کی حرمت کے بارے میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق آیت نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا فتح تھا، ان کی ہجرت نصرت تھی اور ان کی عمارت رحمت تھی۔ ہم نے وہ وقت دیکھا جب ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی قدرت نہ رکھتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشرکوں سے جنگ کی حتیٰ کہ انہوں نے ہم کو چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز ادا کی۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے

کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے ذریعہ اسلام
کو غلبہ عطا فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم علیہ
الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے تم سے پہلی اُمتوں میں محدّث تھے۔ اِس
اُمت کے محدّث عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابنِ وہب نے کہا ہے
کہ محدّث وہ شخص ہوتا ہے جس پہ الہام کیا جاتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا میرے
سامنے دُودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس سے پی لیا۔ حتیٰ کہ میں نے
دیکھا کہ اس سے سیری میرے ناخنوں سے جاری ہونے لگی۔ پھر میں نے
اپنا پس خوردہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ صحابہ رضی اللہ
عنہم نے کہا: یارسول اللہ: (صلی اللہ علیک وسلم) آپ نے اُس کی
کیا تعبیر لی ہے؟ فرمایا: "علم!" (شرح صحیح مسلم)

زید بن اسلم اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ
کرنے کا حکم دیا۔ اس دن میرے پاس کافی مال تھا۔ میں نے اپنے دل
میں سوچا کہ اگر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہ سبقت کر سکتا ہوں تو
آج موقعہ ہے۔ میں آدھا مال لے کر آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے دریافت فرمایا، اپنے اہل کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے کہا،
"اتنا ہی!"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سارا مال لیکر آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پوچھا اے ابوبکر: اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ انہوں
نے عرض کی یارسول اللہ: میں نے اُن کے لئے اللہ اور اُس کا رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا ہے"۔ میں نے سوچا میں حضرت ابوبکر سے
کبھی نہیں بڑھ سکتا۔

عُروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم (یا دینار) تھے انہوں
نے وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے۔ اور سات ایسے غلاموں کو
خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کی پاداش میں سخت عذاب دیا جاتا
تھا۔ ان کے نام یہ ہیں:۔ بلال رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ، زنیرہ، نہدیہ
اور اس کی بیٹی، بنو مومل کی باندی اور اُم عبیس رضی اللہ عنہم۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک نابینا بڑھیا کا
کام کاج کرتے اور اس کا پانی بھرتے تھے۔ ایک دن گئے تو کوئی اور
اُن سے پہلے یہ کام کر چکا تھا۔ پھر کئی دن ایسا ہوتا رہا۔ آخر ایک دن وہ
(عمر رضی اللہ عنہ) اُس آدمی کی گھات میں رہے۔ دیکھا تو وہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب کہ وہ
خلیفہ اور امیر المومنین تھے۔ سبحان اللہ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ
وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا۔

طبرانی نے "الاوسط" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے
پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو
اللہ تعالیٰ کا سلام کہہ دیجیے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام ارشاد فرمایئے کہ اُن
کا غصہ قوت وغلبہ ہے اور اُن کی رضا حکمت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر

صدّیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے وہ خوش بخت جس سے اللہ تعالیٰ مصافحہ فرمائیں گے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ انہیں سلام فرمائے گا اور سب سے پہلے اُن کا ہاتھ پکڑ کر جنّت میں داخل فرمائے گا۔ (اپنی شان کے لائق) (سنن ابن ماجہ، مستدرک للحاکم)

بزار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "عمر (رضی اللہ عنہ) اہل جنّت کے چراغ ہیں۔" (ابن عساکر نے اسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔)

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! تجھ سے شیطان ڈرتا ہے۔ (تہذیب ابن عساکر)

طبرانی اور دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ "حق میرے بعد عُمر کے ساتھ رہے گا خواہ وہ جہاں کہیں ہوں۔"

ابن مردویہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوئی رائے پیش کرتے تو قرآن پاک اس رائے کے مطابق نازل ہوتا۔ اس قول کو بعض علمائے کرام نے بیس سے زائد اسناد کیساتھ بیان کیا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے کہ جب کسی معاملہ میں دیگر افراد سے رائے طلب کی جاتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

بھی اپنی رائے کا اظہار کرتے تو قرآن اس رائے کے مطابق نازل ہوتا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیش کرتے تھے۔ (تہذیب ابن عساکر)

شیخین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے تین مواقع پر اپنے رب کی منشا پائی ہے:

(الف): میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کاش ہم مقام ابراہیم (علیہ السلام) کو نماز کی جگہ (مصلّیٰ) بنا لیتے۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

"وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" (البقرہ: ۱۲۵)

(ب) میں نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کی خدمت میں ہر قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ اس کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔

(ج) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن غیرت دلانے کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو میں نے عرض کی عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ۔ (التحریم: ۵) تو انہی الفاظ میں قرآن نازل ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات سے چند لمحہ پہلے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اُم المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پہلو مبارک میں دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: گو کہ وہ جگہ میں نے اپنے لئے مخصوص کر رکھی تھی لیکن میں عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ لہٰذا انہیں وہاں دفن کر دیا جائے۔ (رضی اللہ عنہ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کے پاس قریش کی چند عورتیں گفتگو کر رہی تھیں اور گفتگو بھی اونچی آواز سے کر رہی تھیں۔ لیکن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اجازت طلبی پر وہ اُٹھ کھڑی ہوئیں اور پردے میں چلی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: اللہ تعالیٰ آپ کے دندانِ مبارک کو تبسم ریز رکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں ان عورتوں پر حیران ہوں جو میرے پاس بیٹھی تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سُنی تو پردے میں چھپ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: آپ زیادہ حق دار ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے جواب دیا۔ ہاں: آپ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ سخت گیر اور سخت دل ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اے ابن خطاب! رضی اللہ عنہ اس بات کو چھوڑو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو تمہارے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔" (بخاری جلد ۲)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے ہیں اس وقت سے ہم برابر کامیاب ہوتے آرہے ہیں۔

دریائے نیل حضرت عمرؓ کے حکم سے جاری ہوگیا

گورنر مصر حضرت عمروؓ بن عاص سے اہل مصر نے کہا: اے امیر: دریائے نیل میں ہر سال ایک کنواری لڑکی کو ڈالا جاتا ہے تو وہ جاری ہوتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے یہ ماجرا امیر المومنین عمرؓ کو لکھ بھیجا۔ آپ نے فرمایا "اسلام سے پہلے کی باتوں کی اسلام بیخ کنی کرتا ہے۔" آپ نے انہیں ایک رُقعہ لکھ بھیجا۔ اس میں یہ لکھا"؛ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمرؓ بن خطاب کی جانب سے دریائے نیل کے نام! تجھے معلوم ہو کہ اگر تو خود ہی جاری ہوا کرتا تھا تو تیری ہمیں کچھ حاجت نہیں اور اگر تو خدا کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو خدا کے نام پہ جاری ہو جا۔" اور حکم دیا کہ اِس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دیں۔ رُقعہ دریا میں ڈال گیا۔ چنانچہ وہ حکم خدا سے جاری ہوگیا اور اب تک جاری ہے۔ (نزہت المجالس)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک چیز[1] کا جوڑا خرچ کرے تو اُسے جنت کے سب دروازوں سے بُلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہے اُسے جہاد والے دروازے سے، جو خیرات کرتا ہے اسے خیرات والے دروازے سے اور جو روزے رکھے گا اُس کو روزوں والے دروازے بابُ الریّان سے بُلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے جو ان سارے دروازوں سے بُلایا جائے اُسے تو خدشہ ہی کیا۔ پھر عرض گزار ہوئے: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کوئی ایسا بھی ہے جس کو تمام دروازوں سے بُلایا جائے گا؟" فرمایا: "ہاں اے ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) مجھے اُمید ہے کہ تم اُن لوگوں میں سے ہو۔" سُبحان اللہ وبحمدہٖ۔ (ترمذی جلد ۲)

---

[1] جوڑے سے مُراد دو درہم یا دو روٹیاں۔ (مؤلف)

شہادت عمر رضی اللہ عنہ

ایک روز مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے عجمی غلام فیروز جس کی کنیت اُبو لولوٗ تھی، اپنے آقا کی شکایت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کی کہ وہ مجھ سے روزانہ دو درہم وصول کرتا ہے۔ آپ نے پوچھا تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے کہا نقاشی، آہن گری۔ آپ نے فرمایا: تمہاری صنعت کے مقابلے میں یہ زیادہ نہیں۔ اس پہ وہ ناراض ہو گیا۔ دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت جب آپ امامت کرنے لگے تو گھات سے نکل کر خنجر کے چھ وار کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ وہیں گر گئے۔ نماز کے بعد گھر لے جا کر علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ زخمی ہو کر تین دن بعد ۲۹ ذوالحجہ ۲۳ھ کو دس سال چھ ماہ چار یوم خلافت کر کے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور یکم محرم ۲۴ھ کو شنبہ (ہفتہ) کے دن مدفون ہوئے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، میرے بعد میری اُمت میں سب سے بہتر ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ (صواعق محرقہ)

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل جنت کے بوڑھوں کے سردار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں! اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال جنت میں ایسی ہے جیسے کہکشاں کی آسمان پر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے صرف اپنی رائے سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مقدم نہیں کیا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو مقدم فرمایا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت اُبوبکر صدیق، حضرت عُمر فاروق اور حضرت عُثمان رضی اللہ عنہم ایک روز اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو اُن کے باعث اُحد وجد میں آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اُحد! ٹھہر جا۔ کیونکہ تیرے اُوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں بنی اسرائیل میں ایسے لوگ بھی ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام فرمایا جاتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ تھے۔ اُن میں سے میری اُمت میں کوئی ہے تو وہ عُمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم اس بات پہ راضی نہیں ہو کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی۔ (علیہما السلام)

جیسے قرآن شریف کا پڑھنا عبادت ہے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں پڑھنا بھی عبادت و ثواب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ پڑھنے کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی دستور العمل تھا۔ (کشف الغمہ)

جب آپ چلتے تو زمین آپ کے لئے لپیٹ دی جاتی تھی۔ جہاں آپ نے جانا ہوتا آناً فاناً پہنچ جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے اہل بیت اور صحابہ کی محبت فرض ہے۔ (کشف الغمہ)

ایک خصلت یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم منافقین کے لئے استغفار کی کثرت فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ ۔ (المنافقون)

ایک خصلت یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بدر جانے کا مشورہ لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں جانے کا مشورہ دیا۔ تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ابن جریر اور دیگر مفسرین نے کئی اسناد سے اس واقعہ کی روایت کی ہے اس کے قریب ترین وہ حدیث ہے جسے ابن ابی حاتم نے عبد الرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہنے لگا کہ وہ جبرائیل جس کا تذکرہ تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا: "مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ○ چنانچہ یہی الفاظ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوئے۔

ایک خصلت میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ...... (النساء: ٦٥) ترجمہ: "(مجھے) آپ کے رب کی قسم وہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حاکم نہ بنائیں۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، چار آدمی ہیں جن کی محبت منافق کے دل میں نہیں آتی صرف مومن صادق ہی ان سے محبت کرتا ہے۔ اور وہ ابوبکر، عمر، عثمان وعلی (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند کریم عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے کہ وہ حق کہنے میں کبھی نہیں چوکتے، اگرچہ کتنی ہی کڑوی بات ہو۔
(تاریخ الخلفاء / صواعق محرقہ)

تفسیر رازی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مہر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دی اور فرمایا اس پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" لکھوا لاؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے نقاش کو دے دیا اور اس سے کہہ دیا کہ اس پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھ دے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آئے تو اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر صدیق لکھا ہوا پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) یہ زیادتی کیسی؟ انہوں نے کہا "مجھے پسند نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو خدا تعالیٰ کے نام سے الگ کروں اور باقی کے لئے میں نے نہیں کہا تھا" جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا نام میں نے لکھ دیا ہے۔ اس لئے کہ ان کو یہ پسند نہ ہوا کہ آپ کا نام میرے نام سے الگ ہو اور مجھے یہ پسند نہ ہوا کہ ان کا نام آپ کے نام سے علیحدہ رہے۔ (واللہ اعلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے عُمر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اُس نے اپنا دل ایمان سے بھر لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمرُ (رضی اللہ عنہ) کے غضب سے ڈرو۔ کیونکہ جب عمرؓ کو غصّہ آتا ہے تو خدا بھی غضبناک ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ایک بار میں نے آسمان کی طرف دیکھا اور ستارے بہت گھنے تھے۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ: صلی اللہ علیک وسلم، دنیا میں کوئی ایسا بھی ہو گا جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں (تعداد میں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں: میں نے پوچھا "وہ کون"؟ ارشاد فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں: میں تو یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے چاہتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمرُ (رضی اللہ عنہ) خود ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے اور (حضرت) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ (زنہتہ المجالس ۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو۲ سال تین۳ ماہ اور بارہ۱۲ روز رہی۔ بقول بعض بیس۲۰ روز اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تریسٹھ برس میں سہ شنبہ کو بائیس۲۲ جمادی الاخرے ۱۳ھ میں وصال فرمایا اور آخری کلام یہ تھا: رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ؀ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ابنِ مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا، مکّہ میں ہلچل مچ گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ

یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات ہو گئی ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ آپ کے بعد کون والی مقرّر ہوا۔ لوگوں نے کہا "تمہارے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے پھر پوچھا" بنو عبد مناف اور بنو المغیرہ بھی رضا مند ہو گئے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا: "جو خدا کرے اُسے کوئی روکنے والا نہیں"۔ (زنہت ۲)

ابو قحافہ رضی اللہ عنہ فتح مکّہ کے سال ایمان لائے تھے اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تقریباً چھ۶ ماہ کچھ دن اوپر زندہ رہے اور مکّہ میں بعمر ستانوے۹۷ سال انتقال فرمایا: رضی اللہ عنہ۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے ایسی دُعا سکھایئے جسے نماز میں پڑھا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دُعا پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ؀ (بخاری ومسلم)

حدیث: جس نے صبح کے وقت کی نماز پڑھی وہ اللہ کے ذمہ کرم میں ہوتا ہے۔ تم اللہ سے کئے ہوئے وعدے ختم نہ کرو۔ جو اس وعدے کو ختم کرے گا تو خدا تعالیٰ اُس سے مطالبہ کرے گا حتیٰ کہ اسے اوندھے منہ آگ میں گرا دے گا۔ (ابن ماجہ)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کا ارادہ کرتے تو ارشاد فرماتے اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ۔ (ترمذی)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ سے انتہائی ضعیف و نحیف بوڑھے کی طرح گفتگو کروں گا۔ (بزار)

ابن حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں روایت کیا ہے کہ دو[2] شخصوں نے اپنا مقدمہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے مابین فیصلہ فرما دیا؛ تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا اُس نے کہا: آؤ عمر بن خطاب کے پاس یہ فیصلہ کرواتے ہیں۔ دوسرے شخص نے کہا کہ بڑی عدالت کے بعد چھوٹی عدالت میں کیوں جائیں۔ وہ نہ مانا اور دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تو سچا آدمی بول اٹھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا ہے اور یہ مجھے فیصلہ کے لئے آپ کے پاس لے کر آیا ہے۔ آپ نے دوسرے سے پوچھا، کیا ایسا ہی ہے؟ اُس نے جواب دیا، ہاں! عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ پھر تلوار سونتے ہوئے باہر آئے اور کہا جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ قبول نہ ہو میرا فیصلہ اُس کے لئے یہی ہے، اور اُس کا سر تن سے جُدا کر دیا۔ مقتول منافق تھا۔ اُس کے ورثا عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایک مومن کو قتل کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میرا یقین ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کسی مومن کے قتل پر جرأت نہیں کر سکتا۔" پھر یہ آیت نازل ہوئی:

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ (النساء: ۶۵)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتول کا دم ہدر فرما دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل سے بری فرمایا۔

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

"الزہراء الفاتح" میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو طلب فرمایا۔ جب دونوں اصحاب حاضر ہوئے تو آپ نے اُن سے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی۔ دونوں صاحبوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے راستے میں ایک جنازہ دیکھا تھا اس کی نماز پڑھنے لگے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ تم دونوں میں امام کون تھا؟ عمر رضی اللہ عنہ بولے: یانبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سامنے بھی کوئی دوسرا آگے بڑھ سکتا ہے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میت کے لئے باعث برکت و مغفرت بن گئے۔ کیونکہ وہ بڑا گنہگار تھا۔ لہٰذا جب ان دونوں نے اس پر نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے اُسے دوزخ سے آزاد کر کے جنت میں داخل کر دیا۔

بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما میری امت میں ایسے ہیں جیسے ستاروں میں آفتاب اور ماہتاب ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے میں اپنی قبر (انور) سے باہر آؤں گا پھر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان ہے اور ان دونوں کی عداوت کفر ہے۔

"ربیع الابرار" میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام میرے مدینے میں وفات پائیں گے اور عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ پس ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خوشخبری ہو کہ وہ دونوں دو نبیوں (علیہما السلام) کے درمیان میں سے اٹھیں گے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا کرے گا کہ خدا پر جس کا حق ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ پھر عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خدا پر کس کا حق ہوگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کی ہوگی۔"

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "خداوند قدوس نے میرے لئے میرے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کو پسند فرمایا ہے۔ ان میں سے بعضوں کو میرا وزیر اور بعضوں کو میرا خُسر بنایا ہے۔ جو اُن کو بُرا کہے اُس پر خُدا کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ "اذ شفار شریف" میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ جو اُن سے محبت رکھتا ہے وہ میری محبت سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو اُن سے عداوت رکھتا ہے وہ میری عداوت سے اُن سے عداوت رکھے گا جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا۔ جس نے مجھے ستایا اس نے خدا کو ناراض کیا۔ جس نے خدا کو ناراض کیا، قریب ہے کہ وہ اُسے پکڑے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے حضرت نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا: جو میرے اصحاب اور ازواج اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے اور ان میں سے کسی پر طعن نہ کرے اور اُن کی

محبت ہی میں دُنیا سے چلا جائے تو قیامت میں میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ جب آپ پڑھ کر ٹھہرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ وہ بولے لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تم میرے ساتھ پہلی رکعت میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا، میں آپ کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک تھا۔ طہارت کے بارے کچھ وسوسہ ہوا۔ میں نکل کر مسجد کے دروازے تک آیا۔ ہاتف نے مجھے آواز دی اے ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) میں ملتفت ہوا۔ دیکھتا کیا ہوں سونے کا طشت ہے جس میں برف سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ پاکیزہ پانی اور اُس پر ایک رُومال ہے جس پہ لکھا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابوبکر صدّیق"۔ میں نے وضو کر کے رومال اُس کی جگہ رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں قرأت سے فارغ ہوا میں نے اپنا گھٹنا پکڑ لیا لیکن رکوع نہ کر سکا جب تک تم واپس نہ آ گئے۔ تمہیں جبرئیل علیہ السلام نے وضو کرایا اور میکائیل علیہ السلام نے رومال دیا ہے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام نے میرا گھٹنا پکڑ لیا تھا۔" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

"الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ" میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھا اور مسکرا دیے۔ انہوں نے پوچھا، آپ کیوں مسکراتے ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ پُل صراط پر سے سوائے اس کے جس کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرنا

لکھ دیں گے، کوئی نہ گزرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا
"میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس پر
سے گزرنا اس کے لئے لکھا جائے گا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا
ہوگا۔"

ایک حدیث شریف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے
ہیں: "میں علم کا شہر ہوں ابوبکر اس کی بنیاد ہیں، عمر اس کی دیواریں ہیں،
عثمان اس کی چھت اور علی اس کا دروازہ ہیں۔" (رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین)

"نزہۃ المجالس" کے مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی جمرہ
رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بخاری میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی
روایت دیکھی ہے آپ فرماتے ہیں: "میں سخاوت کا شہر ہوں، میں علم کا
شہر ہوں علی رضی اللہ عنہ اس کے دروازہ ہیں۔ اور میں نے کتاب "الفردوس"
میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی روایت دیکھی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کے تاج اور عمر رضی اللہ
عنہ اسلام کا لباس، عثمان رضی اللہ عنہ اسلام کا مرصع تاج اور علی رضی اللہ
عنہ اسلام کے طبیب ہیں۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲)

وہب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
تورات میں "شاخ آہن" اور "امیر شدید" کے نام سے ذکر آیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سوائے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کے جس کسی نے ہجرت کی خفیہ کی۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے جب ہجرت کا ارادہ کیا ڈھال و تلوار لٹکائی۔ کعبہ کا سات مرتبہ
طواف کیا اور دو رکعتیں پڑھیں۔ قریش کے شرفاء و اکابرین یہ سب
کچھ دیکھ رہے تھے۔ پھر کہا کہ جس کو یہ مد نظر ہو کہ اپنی بیوی کو رانڈ اور

بچوں کو یتیم کرے وہ اس وادی سے ادھر اُدھر مجھ سے ملے۔ اس کے بعد
کسی نے ان کا تعاقب نہیں کیا اور صحیح بخاری میں ہے کہ انہوں نے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے ہجرت کی تھی۔ (واللہ اعلم)

ایک شخص لکڑیاں چنتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا: اے اللہ! محمد صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم پر جو شمس و قمر سے زیادہ بیش بہا ہیں، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی
نیکیوں کے برابر درود بھیج۔ اس سے رافضیوں کی ایک جماعت نے
کہا، کیا تو لکڑیاں بیچتا ہے؟ اس نے کہا ہاں: وہ اسے اپنے گھر لے
گئے اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ایک مقام میں رات کو لے جاکر
ڈال دیا جو ان سے دور تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ابوبکر
اور عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے ہاتھ پیر
لے کر جہاں تھے وہیں لگا دیئے۔ خدا نے اس کو ویسا ہی جیسا تندرست
بنا دیا۔ پھر وہ آکر لکڑیاں چننے لگا۔ ان رافضیوں نے دیکھا تو بڑے
حیران ہوئے۔ پھر اس سے کہنے لگے کیا لکڑیاں بیچتا ہے؟ اس نے کہا
ہاں۔ اسے پھر اپنے مکان میں لے گئے اور اس سے دریافت کیا تو اس
نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ اس پر وہ لوگ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا
کہنے سے تائب ہو گئے۔ (نزہۃ المجالس)

بزرگوں سے آگے چلنے کی ممانعت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ میں ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے چل رہا
تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تو فرمایا "اے ابوالدرداء! تم
اس سے آگے چلتے ہو جو تم سے بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ والدین، مشائخ، علماء اور مرشد وغیرہ کے
آگے چلنا محرومی کا باعث اور بے ادبی ہے۔ (روح البیان)

ایک خصلت یہ بھی ہے کہ گھر میں داخلے کی اجازت طلب کرنا۔ اُس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کے پاس ایک غلام حاضر ہوا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر آرام فرما تھے۔ تو آپ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اُے ربّ العزّت! بغیر اجازت اندر آنے سے منع فرما دے۔ چنانچہ آیت الاستیذان (اجازت طلب کرنے والی آیت) نازل ہوئی۔

(تاریخ الخلفاء)

ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑے پہ سوار ہوئے جس کی وجہ سے آپ کی ران مبارک سے کپڑا اُٹھ گیا۔ اہلِ نجران نے آپ کی ران پر سیاہ تِل دیکھا تو کہا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ وہ ہمیں ہماری زمین سے نکال دے گا۔

الاسود التیمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حاضر خدمت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ میں کچھ عرض کر رہا تھا کہ اچانک ایک طویل القامت آدمی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اُس کے آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلسلۂ کلام ختم فرما دیا اور مجھے خاموش رہنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا حضور! یہ کون ہیں جن کی خاطر آپ نے مجھے خاموش ہو جانے کا حکم دیا ہے؟ فرمایا ان کا نام عمر ہے (رضی اللہ عنہ) اور عمر رضی اللہ عنہ کی ذات میں باطل نے سرِ مو بھی سرایت نہیں کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا تھا۔ فرماتے ہیں: دین کے معاملات میں پوری اُمت میں عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سخت گیر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رُوح القدس

علیہ السلام نے ایک بار خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریاب ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کہلایا اور پھر کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رضامندی باعثِ توقیر اور اُن کا غیظ و غضب حکمت آموزی کا درجہ رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ! بخدا، شیطان تم کو دیکھتے ہی راستہ کاٹ جاتا ہے (یہ روایت بخاری و مسلم میں موجود ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک سُنایا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو مت ناراض کرو اور اس میں محتاط رہو، اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کبیدگی خاطر غضبِ الٰہی کو اُبھارتی ہے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمایا ہوا یہ قول ہم تک پہنچایا ہے: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔" (ترمذی)

اسمٰعیل بن خالد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: "آپ عمر رضی اللہ عنہ کیوں نہیں بن جاتے؟ تو فرمایا مَیں لقمان بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔" یعنی عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بننا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ لقمان حکیم (علیہ السلام) بننا مشکل ہے۔

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی جانشینی کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کی سفارش کی اور آپ سے کہا گیا کہ آپ عمر رضی اللہ عنہ جیسے سخت گیر کو لوگوں کا حاکم بنا رہے ہیں، تو آپ خدا کو کیا جواب دیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب

دیا: "مَیں یہ کہوں گا اے خُدا! مَیں تیرے سب سے بڑے پرستار کو اُمت کی زمام سونپ کر آیا ہوں"۔

سالم رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قول نقل کیا ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عُمرہ کی اجازت مانگی تو سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"میرے بھائی! ہمیں اپنی نیک دُعاؤں میں شامل کر لینا۔"

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عُمر و ابوبکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: "کہ ملائکہ میں تم دونوں حضرات میکائیل و جبرائیل علیہما السلام سے اور انبیاء کرام علیہم السلام میں حضرت ابراہیم و حضرت نُوح علیہما السلام سے مشابہ ہو۔ میکائیل علیہ السلام اپنی رحمت اور ابراہیم علیہ السلام اپنے عفو و درگذر کی صفات کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں اور جبرائیل علیہ السلام اپنی شدت و ہیبت اور دشمنانِ خدا پر اپنی گرفت میں اور نوح علیہ السلام اپنے پیغمبرانہ جلال اور زمین پہ کفار کی بربادیٔ مطلق کی آرزو کے ساتھ عُمر رضی اللہ عنہ کی شخصیّت میں جلوہ گر ہیں۔"

نافع رضی اللہ عنہ نے ابن عُمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کے دائیں ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بائیں ہاتھ عُمر رضی اللہ عنہ تھے۔ ارشاد مبارک ہوا: "محشر میں ہم تینوں اسی طرح اُٹھائے جائیں گے"۔

جو شخص قبرستان میں جا کر یہ دُعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ الَّتِیْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْیَا وَھِیَ بِکَ مُؤْمِنَۃٌ اَدْخِلْ عَلَیْھَا رَوْحًا مِّنْ عِنْدِکَ سَلَامًا مِّنِّیْ۔ تو آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک جتنے مومنین مرے ہیں سب اُس کیلئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے سامنے ایک قوم بیٹھی ہوئی تھی، وہ کچھ کھا رہے تھے۔ آپ نے اس قوم کے آخری شخص کو دیکھا اور پوچھا تم نے پہلی کتب میں کیا پڑھا ہے؟ اُس نے کہا میں نے پڑھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہوں گے۔

دینوری علیہ الرحمۃ نے "مجالسہ" میں اور ابن عساکر علیہ الرحمۃ نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں زمانہ جاہلیّت میں تجارت کی غرض سے ایک قافلہ میں ملکِ شام میں گیا۔ جب واپس مکہ روانہ ہوئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے ایک بڑا ضروری کام یاد آگیا ہے تم اپنے سفر پہ روانہ ہو جاؤ میں اپنا کام کر لینے کے بعد تمہارے ساتھ مِل جاؤں گا۔ میں چلتا چلتا ایک گرجا گھر کے پاس پہنچا اور اُس کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ گرجا گھر سے ایک آدمی نکلا اُس نے کہا اے عبداللہ! تو یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ میں نے کہا میں اپنے کارواں سے بچھڑ گیا ہوں۔ اُس نے مجھے کھانا پانی دیا۔ اور مجھے غور سے دیکھنا شروع کیا پھر کہنے لگا اہل کتاب جانتے ہیں کہ اس وقت میں ان کا سب سے بڑا عالم ہوں، میں تجھ میں اس شخص کی خوبیاں اور اوصاف دیکھ رہا ہوں جو ہمیں اس گرجا گھر سے نکلے گا اور اس شہر پر قبضہ کر لے گا۔ میں نے کہا اے شخص! تو نے بہت دُور کی بات کی ہے۔ اُس نے مجھ سے نام پُوچھا۔ میں نے کہا میرا نام عُمر بن خطاب ہے (رضی اللہ عنہ)۔ اُس نے کہا واللہ! اب مجھے کوئی شک نہیں کہ تو ہی وہ شخص ہے۔ اب اس گرجا کے متعلق مجھے ایک

خط لکھ کر دو کہ اگر تم نے مستقبل میں اس گرجا گھر پر قبضہ کر لیا تو اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔ میں نے اس سے کہا قلم دوات لاؤ اور میں نے اُسے خط لکھ دیا۔ پھر اس پر مُہر لگا دی۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شام تشریف لے گئے اُن کے پاس وہی راہب آپ رضی اللہ عنہ کا خط لے کر حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعجب کا اظہار فرمایا۔ اور ہمیں یہ واقعہ سُنایا۔

ابنِ اُبَیّ

ابنِ اُبَیّ مرتے دم تک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دشمنی پر کمربستہ رہا۔ اس کے باوجود وہ لعین جب مر گیا تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہ نفسِ نفیس نمازِ جنازہ کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! یہ تو منافق تھا اور منافقین کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے کہ اُن کے لئے ستّر (۷۰) مرتبہ بھی بخشش مانگیں تب بھی اللہ ان کو مُعاف نہیں کرے گا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "میں ستّر (۷۰) مرتبہ سے زیادہ استغفار طلب کروں گا۔"

بہرحال اللہ تعالیٰ اتنے بڑے گُستاخ کو مُعاف کرنے پر کسی طور پہ آمادہ نہ ہوا۔ اُس وقت یہ آیت اُتری:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ط (توبہ)

ترجمہ: (اِن منافقوں میں سے اگر کوئی مر جائے تو آپ نہ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھیں اور نہ اُس کی قبر کے پاس کھڑے ہوں۔)

(سیّد الوریٰ جلد ا)

تأثرات حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد رضی اللہ عنہ سے اور محمد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ غسل اور تکفین کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے بستر پر رکھا گیا تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "بخدا! اِس وقت پُوری دنیا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کے اعمال میرے لئے اِس زیرِ کفن شخصیت کے اعمال کے مقابلے میں قابلِ رشک ہوں" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا عہد و پیمان پُورا کر دکھایا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے سے کفن سرکایا اور یُوں گویا ہوئے "ابو حفص رضی اللہ عنہ! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد میرے لئے کوئی شخصیت ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں یہ سوچوں کہ کاش اس کا نامۂ اعمال مجھے مِل جاتا۔"

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہادت سے واصل بحق ہوئے تو یہ سعید رضی اللہ عنہ بہت روئے۔ پوچھا گیا کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا میں تو اسلام کو رو رہا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات اسلام پر ایک کاری زخم ہے جو تا صبح حشر مندمل نہ ہو سکے گا۔

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے فرماتی ہیں "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید اُن کی تخلیق کا مقصد ہی یہ تھا کہ اسلام سرفراز ہو۔ بخدا! عمر رضی اللہ عنہ بے حد زُود رنج اور

صاحبِ طبع درّاک تھے۔ وہ منفرد اور اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے اپنے معاصرین کو مختلف کاموں کے لئے تیار کیا۔

اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس دن عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا، اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا بولیں "آج اسلام شق ہو گیا۔" مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں شیاطین مقیّد تھے اور اب اُن کی شہادت کے بعد پھر زمین پر پھیل گئے ہیں۔

خواب

حضرت عبد اللہ نے عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دوست تھے۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اُنہیں خواب میں عُمر رضی اللہ عنہ سے ملا دیں۔ ایک سال کے بعد عبّاس رضی اللہ عنہ کو عُمر رضی اللہ عنہ خواب میں نظر آئے۔ اُن کا یہ عالم تھا کہ وہ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ عبّاس رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا؟ فرمایا اب میں حساب سے فارغ ہُوا ہُوں۔ اگر رحمتِ خداوندی میرے شاملِ حال نہ ہوتی تو میرا تختہ ہی اُلٹ گیا ہوتا۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پُوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ایسی بھی کوئی دُعا ہے جو رَدّ نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہاں یہ پڑھو: اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْلَى الْاَعَزِّ الْاَجَلِّ الْاَكْرَمِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ لَّا اَسْئَلُكَ سِوَاكَ ۔ وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِیًّا ۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَغِثْنِیْ ۔ (تین بار)

باپ کے حکم سے بیوی کو طلاق

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اپنی بیوی کو بہت چاہتا تھا (میرے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُس کو ناپسند رکھتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس کو طلاق دے دو۔ میں نے انکار کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اُس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اُس کو طلاق دے دو۔
(ابو داؤد۔ ترمذی)

بڑھاپے کی وجہ سے عزّت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو جوان کسی بوڑھے کی عزت اس کی عُمر کی وجہ سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے بھی کسی شخص کو مقرر کرے گا جو اُس کے بڑھاپے کے وقت اُس کی بھی عزّت کرے۔
(سُنن ترمذی)

نیک خُو ہونا تمام حکمت کا خلاصہ ہے۔ اس سے امن اور سلامتی حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسروں کے دل میں محبّت پیدا ہوتی ہے۔

لطیفہ

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا: مَیں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میرے گھر میں آ گرے ہیں اس کی اطلاع مَیں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دی۔ انہوں نے فرمایا کہ تیرے گھر میں زمین کے بہترین لوگ دفن ہوں گے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔ انہوں نے کہا: اے عائشہ! تیرے سب سے بہتر چاند یہ ہیں۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ مدفن مبارک بنا پھر عمر رضی اللہ عنہ یہاں مدفون ہوئے۔

حجاب کا حکم

امام نسائی، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک پیالہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوت دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا۔ کھانے کے دوران ان کی انگلی میری انگلی سے لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اوہ! اگر تمہارے بارے میں میری اطاعت کی جائے تو تمہیں کوئی آنکھ نہ دیکھے۔" تو حجاب والی آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ طویل وقت تک بیٹھا رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی بار اٹھے کہ وہ آپ کی پیروی کرے۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا اور بیٹھا رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ انہوں نے اس آدمی کو دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے آثار دیکھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بیٹھنے والے آدمی کو دیکھا۔ فرمایا شاید تو نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی ہے۔ وہ آدمی سمجھ گیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں کئی بار اٹھا تاکہ وہ میرے پیچھے اٹھے مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کاش! آپ پردے کا اہتمام کرتے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج رض دوسری عورتوں جیسی نہیں ہیں۔ پردہ کا حکم ان کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

بُیُوْتَ النَّبِیِّ الخ کو نازل فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور انہیں اس بارے میں آگاہ کیا۔ (مجمع الزوائد)

امام ابن سعد، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاب کے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا یہ حکم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوا۔ (تاریخ طبری زیر آیت ہذا۔ تفسیر در منثور)

امام ابن سعد رحمۃ اللہ نے حضرت صالح بن کیسان رحمۃ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہجرت کے پانچویں سال ذیقعدہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج رضی اللہ عنہن کے لئے پردہ کا حکم نازل ہوا۔ (طبقات ابن سعد)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ الخ ایک ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ سے آپ کے بعد شادی کا ارادہ کیا۔ سفیان نے کہا علماء نے ذکر کیا ہے کہ وہ زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ تھیں۔ (رضی اللہ عنہا)

امام ابن سعد نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کروں گا۔ (طبقات ابن سعد)

امام بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے

روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تجھے یہ بات
اچھی لگے کہ تو جنت میں بھی میری بیوی ہو تو میرے بعد کسی سے شادی
نہ کرنا، کیونکہ عورت جنت میں اُس کی بیوی ہوتی ہے جس کی دُنیا میں
وہ آخری بیوی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو حرام کر دیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وا
آلہ وسلم کے وصال کے بعد کسی اور سے شادی کریں۔ کیونکہ وہ جنت میں
بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ میں نے تین مقامات پر اپنے رب کی موافقت چاہی:

(ا) پردہ کے معاملہ میں (ب) اسیرانِ بدر کے معاملہ میں۔
(ج) مقامِ ابراہیم کے معاملہ میں۔

حُرمت شراب کا حکم سنن اربعہ اور مستدرک للحاکم میں موجود ہے،
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دُعا کی: "اے اللہ ہمارے لئے حُرمتِ
شراب کے بارے میں واضح ارشاد بیان کیجئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
شراب کی حُرمت کا حکم نازل فرمایا۔

عبداللہ الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے اکیس (۲۱) باتوں میں اپنے پروردگار کی موافقت طلب کی۔

ایک خصلت یہ ہے کہ جب واقعہ افک میں حضور نبی کریم علیہ
الصلوٰۃ والتسلیم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ لیا تو حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) کس
نے آپ کا نکاح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ______ سے
کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ نے"!
عرض کی۔ کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو اللہ تعالیٰ نے عیب دار چیز عطا فرمائی ہے؟ سُبۡحَانَكَ هٰذَا
بُهۡتَانٌ عَظِیۡمٌ ۝ چنانچہ اسی طرح آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

ایک خصلت یہ ہے کہ ماہِ صیام میں جب آپ رضی اللہ عنہ نے
رات کے وقت اپنی بیوی سے مباشرت کی، حالانکہ ابتدائے اسلام میں
ماہِ رمضان کی راتوں میں مباشرت کرنا جائز نہ تھا تو اس وقت آپ
کا یہ عمل اس آیہ کریمہ کے نزول کا سبب بنا: اُحِلَّ لَكُمۡ لَيۡلَةَ
الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمۡ الخ (البقرہ ۱۸۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ
عنہ یوں کہا کرتے تھے جب بھی اذان دیتے اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ
کہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح کہو جس طرح عمر
(رضی اللہ عنہ) نے کہا ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

ابن مردویہ رحمہ اللہ نے سلیمان التیمی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے شبِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ
السلام کو دیکھا وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی سند سے
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے شبِ معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو دیکھا کہ اُن کا حُلیہ مبارک مجھ سے بہت ملتا تھا۔

الطبرانی، ابن مردویہ اور ابن قانع رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت

کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا شبِ معراج جب
میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ عرش کے دائیں پائے پر
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے۔
سعید بن منصور رحمۃ اللہ نے اپنی سُنن میں بزار اور ابو یعلیٰ نے
اپنی اپنی سند میں ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے اپنی
اپنی تفسیر میں، حاکم نے مستدرک میں، ابو نعیم اور بیہقی نے اپنی دلائل میں
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی،
بیہقی نے جس کا نام بستان ذکر کیا ہے، اُس نے پوچھا اے محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) اُن گیارہ (۱۱) ستاروں کے بارے بتائیے جو حضرت یوسف
علیہ السلام نے خواب میں دیکھے تھے۔ آپ خاموش ہو گئے تو فوراً جبریل
علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن ستاروں کے
متعلق خبر دی۔ پھر آپ نے یہودی سے فرمایا۔ اگر میں تمہیں اُن ستاروں
کے بارے بتا دوں تو تم اسلام قبول کر لوگے؟ اُس نے کہا ہاں!
آپ نے فرمایا، وہ یہ تھے: جریان، طارق، ذیال، قابس، عمودان،
فلیق، مصبح، ضروح، فرغ، وثاب اور ذو الکتفین۔ یوسف علیہ
السلام نے اُن کو دیکھا تھا اور چاند سُورج کو اور یہ تمام آسمان سے
نازل ہوئے تھے اور آپ کو سجدہ کیا تھا۔ یہودی نے کہا قسم بخدا
یہی ان ستاروں کے نام ہیں۔ الشمس سے مُراد آپ کے والد اور
القمر سے مراد آپ کی والدہ ہیں۔
بعض علماء نے لکھا ہے کہ جمعہ کی رات کو آپ نے یہ خواب
دیکھا تھا اور وہ لیلۃ القدر تھی۔ (واللہ اعلم) (تفسیر مظہری)
عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو حُسن کے
اعتبار سے لوگوں پر ایسی فضیلت تھی جیسی چودھویں کے چاند کو

تمام ستاروں پر ہے۔
ابن جریر، حاکم اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
میں نے معراج کی رات آسمان کی طرف دیکھا تو یوسف علیہ السلام[ے] چودھویں
کے چاند کی طرح تھے۔ ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں اسحاق بن عبد اللہ
ابی فروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: جب یوسف علیہ
السلام مصر کی گلیوں میں چلتے تو آپ کے چہرہ کی چمک دیواروں پر
یوں دکھائی دیتی جیسے پانی اور سورج کی چمک دیواروں پر پڑتی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بھائی یوسف علیہ السلام
صبیح تھے اور میں ملیح ہوں۔ یوسف علیہ السلام کو اگرچہ دُنیا میں حُسن
کے دو ثلث عطا کیے گئے مگر آخرت میں تو صرف حُسن، محمد ﷺ حُسن ہو
گا اور آپ کا جمال ہی جمال ہوگا۔ عُلوِ درجہ کی وجہ سے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں البا حُسن وجمال ظاہر ہوا جسے دنیاوی آنکھوں کی
قوت اپنے ضُعف کی وجہ سے آپ کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ آپ کا
حُسن پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ حُسن یوسف علیہ السلام سے حضرت
یعقوب علیہ السلام اور مخلوق محبت کرتی تھی اور حُسن محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وہ ہے جس سے یعقوب علیہ السلام اور جملہ خلائق اور
خلائق کا رب محبت کرتا ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح حدیث
مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَلَا فَخْرَ (ترمذی) "میں جملہ اوّلین و
آخرین سے بزرگ ہوں اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔"

ے صحیح مسلم جلد ۱

خلیفۂ سوم : حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عثمان (رضی اللہ عنہ) اور لقب ذوالنورین تھا۔ والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروی تھا۔ قبیلہ قریش کی شاخ بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ عزت و وجاہت کے اعتبار سے بنو ہاشم کے بعد بنو امیہ کا درجہ تھا۔ قریش کی مشہور جنگ "حرب فجار" میں جو شخص سپہ سالار اعظم کی حیثیت رکھتا تھا وہ اسی خاندان کا سردار حرب بن امیہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام حکیم حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی سگی بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپی تھیں۔ اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ماں کی طرف سے سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ آپ کو ذوالنورین (دو نوروں والا) اس لئے کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے چھ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ فطرتاً بڑے نیک، راست باز، ایمان دار اور خاندان قریش کے باعزت لوگوں میں سے تھے۔ اپنی ثروت اور کثرت سخاوت کی وجہ سے "غنی" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حیاء کی صفت میں بھی اعلیٰ تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں دولت و ثروت میں ممتاز ہونے کے باوجود آپ ان لوگوں میں سے تھے، جو شراب سے نفرت کرتے تھے، قبل از اسلام بھی بت پرستی نہیں کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شمار قریش کے ان لوگوں میں ہوتا ہے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے، یہی وجہ ہے کہ قبول اسلام کے بعد آپ نے کتابت وحی کے فرائض بھی انجام دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حلم، سخاوت

اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے قریش آپ سے اتنی محبت کرتے تھے کہ وہ ضرب المثل بن گئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں قرآن مجید کی متعدد آیات نازل ہوئیں۔ غزوہ تبوک ایسے وقت پیش آیا جب کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا اور عام مسلمان بہت زیادہ تنگی میں تھے۔ اسی لئے اس غزوہ کو "جیش عسرہ" کہا جاتا ہے۔ یعنی تنگدستی کا لشکر۔ حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا، جب کہ آپ جیش عسرہ کی مدد کے لئے لوگوں کو جوش دلا رہے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُرجوش الفاظ سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں سو اونٹ پالان اور سامان کے ساتھ اللہ کی راہ میں پیش کروں گا۔ اس کے بعد پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سامان لشکر کے بارے میں ترغیب دی اور امداد کے لئے متوجہ فرمایا تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں دو سو اونٹ مع ساز و سامان اللہ کے راستے میں نذر کروں گا۔ اس کے بعد پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامان جنگ کی درستی اور فراہمی کی طرف مسلمانوں کو رغبت دلائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں تین سو اونٹ پالان اور سامان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حاضر کروں گا۔ حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اُترتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے۔ اور ایک ہی جملے کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بار فرمایا۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ "اب عثمان رضی اللہ عنہ کو وہ عمل کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو وہ اس کے بعد کریں گے۔" (ترمذی)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیشِ عسرہ کی تیاری کے زمانے میں ایک ہزار دینار لائے۔ ان دیناروں کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود مبارک میں ڈال دیا۔ راویٔ حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے "آج کے بعد عثمان کو ان کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔" (مشکوٰۃ)

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جیشِ عُسرہ کی اس طرح مدد فرمائی کہ ایک ہزار اونٹ ساز و سامان کے ساتھ پیش کئے اور ایک ہزار دینار چندہ دیا۔ جب کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کئے تو ان دونوں حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "جو لوگ کہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر دینے کے بعد احسان رکھتے ہیں نہ تکلیف دیتے ہیں، تو ان کا اجر و ثواب ان کے رب کے پاس ہے نہ ان پہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں بہت سی حدیثیں بھی وارد ہیں۔ ترمذی اور ابنِ ماجہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانۂ آئندہ میں ہونے والے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک صاحب سر پہ کپڑا ڈالے ہوئے ادھر سے گزرے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خبرِ غیب دیتے ہوئے) فرمایا کہ یہ شخص اس روز ہدایت پہ ہوگا۔ حضرت مُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ سُن کر میں اٹھا اور اس ہستی کی طرف گیا دیکھا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ان کا رخ

کیا اور پوچھا، کیا یہ شخص اُن فتنوں میں حق پہ ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں!

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مستقبل میں ہونے والے فتنوں کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا، یہ شخص اس فتنے میں ظلم سے قتل کیا جائے گا۔ یہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرے میں آرام فرما تھے اور آپ کی پنڈلی مبارک سے کپڑا اُٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلایا۔ وہ اندر آگئے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح لیٹے رہے۔ اور گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی اندر آگئے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر بھی بہ دستور اسی طرح آرام فرما رہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ وہ اندر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ لوگ چلے گئے تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا وجہ ہے کہ میرے والد بزرگوار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے۔ مگر آپ بدستور لیٹے رہے اور جنبش نہیں فرمائی۔ لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے

جواب میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا میں اُس شخص سے حیا نہ کروں، جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔" (مسلم شریف)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا درجہ کیا ہی بلند و بالا اور عظمت والا ہے کہ فرشتے آپ سے حیا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ سے حیا فرماتے ہیں۔

بارہ سالہ دورِ خلافت کے دوران بڑا کارنامہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ انجام دیا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم، حُفّاظِ قرآن، مایہ ناز قرّا اور مجلس مشاورت کے صائب الرائے اکابر اُمّت رضی اللہ عنہم کے ذریعے قرآن حکیم فرقانِ حمید کو بڑے مرتب انداز میں جمع کرایا اور خود بھی بہت فیصلہ کن بھرپور کوشش کی۔ اُمّت کا اختلافی قراءتوں کو چھوڑ کر ایک متفقہ قراءت اور رسم الخط پر اجماع ہو گیا اور پھر تمام مختلف فیہ قراءتوں سے بچا کر ایک مشترک و متفقہ مصحف تجویز کر لیا گیا۔ اس کے سات نسخے کتابی شکل میں تیار کر کے تمام مفتوحہ علاقوں میں ارسال کیے گئے۔ جن میں سے ایک مکہ مکرّمہ، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک بصرہ اور ایک کوفہ بھیج دیے گئے اور ایک مدینہ طیبہ میں محفوظ رکھا گیا۔ اس طرح دنیا میں جہاں کہیں بھی قرآن حکیم کی تلاوت کی جاتی ہے، وہ وہی مصحفِ عثمانی ہے، جس پر اُمّتِ مسلمہ کا اتفاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بھرپور توجہ سے ہوا۔ رہتی دنیا تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن اور ناشرِ القرآن کا خاص الخاص مرتبہ حاصل ہو گیا۔ لہٰذا قرآن کریم کے حوالے سے آپ کی یہ خدمت اُمّت کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر کارِ خیر میں سب سے بڑا حصّہ انہیں کا تھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر اپیل پر اپنی پیش کش میں اضافہ کرتے رہے۔ اس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے اُترے اور فرطِ مسرّت سے ان کی دی ہوئی اشرفیوں کو ایک ہاتھ سے دُوسرے ہاتھ پہ ڈالتے اور فرماتے

جاتے کہ اب آج کے بعد عثمان جو چاہیں کریں، کوئی عمل انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

غزوۂ بدر کے موقع پر جب حضرت رُقیّہ (صاحبزادی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی صاحبزادی حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کو بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عقد میں دے دیا۔ یہ وہ شرف تھا جس کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عام لقب "ذوالنورین" ہو گیا۔ پھر جب چند برس کے بعد حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری اور کوئی بیٹی باقی ہوتی تو میں اُس کا نکاح بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے مشورے اور اتفاق رائے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ بنے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے دستِ مبارک پہ بیعت کی۔ ۱۲ دن کم ۱۲ سال آپ نے خلافت کے فرائض انجام دیے۔ یہ عرصہ اسلامی فتوحات کے سلسلے کا ایک عظیم الشان دور ہے۔ اُس دور میں طرابلس، الجزائر، مراکش، قبرص اور افریقہ کے ممالک اسلامی سلطنت میں داخل ہوئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانے میں فتوحات کی وُسعت، مالِ غنیمت کی فراوانی، زراعت کی ترقی اور حکومت کے عمدہ نظم و نسق نے تمام ملک میں تموّل، فارغ البالی اور عیش و تنعّم کو عام کر دیا۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں جن فتوحات کا سلسلہ شروع کیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نہ صرف یہ کہ اُن فتوحات کو جاری رکھا، بلکہ اُن میں توسیع کی۔ جو فتوحات نامکمل رہ گئی تھیں، اُنہیں مکمل کیا۔ جہاں کوئی بغاوت ہوئی، اُس کا تدارک کر کے مملکت میں استحکام

پیدا کیا اور سب سے بڑھ کر بحری جنگیں جن سے مسلمان ناواقف تھے اور پہلے دونوں خلفاء کے زمانے میں کوئی بحری جنگ ہی نہیں ہوئی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے سمندر میں جہاد کا آغاز کیا اور اسے کامیاب کر کے رہے۔ یہ بحری جنگیں وہ تھیں جن کی پیش گوئیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے تھے۔ قیصر روم آپ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں ہلاک ہوا۔

مسلمان باہم متحد و متفق تھے اور سب کی متفقہ قوت کفر کو فنا کرنے میں صرف ہو رہی تھی۔ برکات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا تھا کہ وہ برکات اُن سے لے لی گئیں۔ اس وقت سے آج تک اتفاق و اتحاد مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوا۔ آپ کی شہادت اور اُس کے یہ نتائج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے بیان فرما دئے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دنوں میں باغیوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی۔ آپ اپنے حلم و بُردباری سے انہیں سمجھاتے رہے۔ مگر باغیوں نے بالآخر آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ پانی بند کیا گیا۔ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو جمعہ کے دن عصر کے وقت آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

شہادت کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تلاوت فرما رہے تھے۔ قرآن مجید سامنے کھلا تھا۔ اُن کا خون اس آیت پر گرا: "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" یہ قرآن مجید اب بھی محفوظ ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نہایت باجمال تھے۔ آپ کی ریش مبارک بڑی تھی۔ قد میانہ تھا، نہ دراز نہ کوتاہ۔ آپ کی کنیت ابو عمر اور لقب ذوالنورین تھا۔ کیونکہ خدا قیامت کو آپ کو دو نور عطا فرمائے گا۔ اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے عقد میں آئیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے کسی کو یہ شرف نہ ملا۔ اس وجہ سے حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ ذوالنورین کہلائے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان صورت اور سیرت میں سب سے زیادہ مجھ سے ملتے ہیں۔ وہ ذوالنورین ہیں۔ اُن کی زوجہ میری بیٹی ہے اور وہ جنت میں میرے ساتھ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ اور بیچ کی انگلی کو حرکت دے کر بتایا کہ ایسے قریب ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان: یہ جبرئیل علیہ السلام خدا کی جانب سے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ تم آسمان والوں کے نور ہو اور زمین اور جنت والوں کے چراغ ہو۔

حکایت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک بار چار روز تک ہمیں کھانے کو کچھ نہ ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے ہم سے دریافت کیا "میرے بعد تم لوگوں کو کچھ ملا ہے؟" میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا پھر آپ نماز پڑھنے لگے۔ کبھی یہاں نماز پڑھتے کبھی وہاں۔ اور دعا فرماتے تھے۔ اتنے میں آخر روز میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپہنچے اور دریافت کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟ میں نے ماجرا بیان کیا۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ پھر گھر چلے گئے اور ہم لوگوں کے لئے آٹا کچھ چھوارے وغیرہ بھیجے۔ پھر کہنے لگے، اس میں تو بڑی دیر ہوگی، یہ کہہ کر روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت بھیج دیا۔ اس کے بعد آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہیں کچھ ملا؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عثمان رضی اللہ عنہ نے جو سلوک کیا تھا کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے بھی نہیں بلکہ سیدھے مسجد میں چلے گئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اس طرح

دُعا کرنے لگے: "اے اللہ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں آپ بھی اُن سے راضی رہئے۔" اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتدائے شب سے طلوع فجر تک عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دُعا کرتے دیکھا ہے۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے عثمان! (رضی اللہ عنہ) خدا تمہارے اگلے پچھلے اور قیامت تک جو کچھ تم سے ہو معاف کر دے۔"
(نزہت المجالس جلد ۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک گھر میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مہاجرین کی ایک جماعت موجود تھی۔ اُن میں ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، علی اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے ہمسر کی طرف اُٹھ کھڑا ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے اور انہیں اپنے گلے سے لگا لیا اور فرمانے لگے "تم میرے دنیا اور آخرت کے ولی ہو۔"

بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مروی ہے کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) قیامت میں ستر ہزار ایسے آدمیوں کی شفاعت کریں گے جو دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں گے اور انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ قیامت میں ربیعہ اور مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کی شفاعت

کریں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تین چھینکیں آئیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "اے عثمان! (رضی اللہ عنہ) کیا میں تمہیں مژدہ سناؤں"۔ انہوں نے عرض کیا: "سنائیے یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم)" فرمایا: "یہ جبرائیل امین (علیہ السلام) خدا کی طرف سے مجھے اطلاع دیتے ہیں جس کو پیا پے (متواتر) تین ۳ چھینکیں آئیں ایمان اس کے دل میں ثابت ہوتا ہے۔"

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مروی ہے جو شخص چھینک کر سورۃ فاتحہ پڑھ لے اُس کے لئے ایک سال کی شفا رہے۔

بروایت واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جو شخص چھینکنے والے سے جلدی (پہلے) الحمد للہ کہہ دے اُس کو کوئی مرض شکم ضرر نہ کرے گا۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲)

صحیح مسلم میں بروایت جابر بن سمرہ رضی اللہ

اطاعتِ جمادات

عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں اُس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مجھے سلام کرتا تھا۔ میں اُسے خوب جانتا ہوں۔

لوگوں میں اختلاف ہے کہ وہ کونسا پتھر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ حجرِ اسود ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے ہوئے اُس کوچے کا ایک پتھر ہے جسے "زقاق الحجر" کہتے ہیں۔ وہ ایک دیوار میں لگا ہوا ہے اور لوگ اُسے چھو کر برکت حاصل کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ یہی پتھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گزرنے کے وقت آپ کو سلام کرتا تھا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔

شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ مکہ سے بتواتر منقول ہے کہ وہ پتھر "زقاق الحجر" میں ہے۔ یہ پتھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گزرتے وقت سلام کرتا تھا۔ اس کے مقابل دوسری دیوار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہنیوں کے نشان ہیں جو ایک پتھر میں بنا ہوا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے لوہا اور پتھر موم کر دیا گیا ہے اور مکہ مکرمہ کے اس پہاڑ میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکریاں چراتے تھے، آپ کے قدم ہائے مبارک کے کئی نشان ہیں۔
(واللہ اعلم)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

اطاعتِ نباتات

کہ ایک بدوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ مانگا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس درخت سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے بلاتے ہیں۔ اُس درخت نے اِدھر اُدھر اور آگے پیچھے جنبش کی اور زمین سے اپنی پھیلی ہوئی جڑوں کو نکالا پھر زمین کو چیرتا ہوا اور جڑوں کو گھسیٹتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے

آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ"۔ پھر بدوی نے کہا آپ اس درخت کو واپس اپنی جگہ جانے کا حکم دیں۔" تو وہ لوٹ کر واپس اپنی جگہ چلا گیا۔ اس کے رگ و ریشے جڑیں زمین میں پیوست ہو گئے اور زمین ہموار ہو گئی۔ اس کے بعد بدوی نے عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں میں آپ کو سجدہ کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ پھر اُس نے عرض کیا مجھے دستِ مبارک اور قدم شریف چومنے کی اجازت دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بدوی نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر کہا میں کس طرح یقین کروں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس طرح کہ اس کھجور کی ٹہنی کو بلاتا ہوں وہ گواہی دے گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔" چنانچہ وہ ٹہنی درخت سے ٹوٹ کر گر پڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ٹہنی سے فرمایا کیا میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے آپ سے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ٹہنی سے فرمایا: جا اپنی جگہ قائم ہو جا تو وہ ٹہنی اُٹھ کر اپنی جگہ نصب ہو گئی اور بدوی اسلام لے آیا۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح بتایا ہے۔)
(مدارج النبوت)

ادب کے طریقے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم (بپاسِ ادب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ کو ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے، ہاتھ سے دستک نہ دیتے تھے۔
(ادب المفرد للبخاری)

اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب غایت

درجہ باادب تھے۔ مگر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ میں یہ خوبی اعلیٰ
خصوصیت سے تھی۔ کیونکہ اُن میں وصفِ حیا، جو منشاء ادب ہے سب سے زیادہ
تھا۔ آپ نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اپنا دایاں
ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ پر نہ رکھا۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے ملے۔ اُن کو غسل کی حاجت تھی۔ اُن کا بیان ہے کہ میں پیچھے ہٹ گیا۔
پھر غسل کر کے حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے پوچھا، تم کہاں گئے تھے؟ میں نے عرض
کی کہ مجھے غسل کی حاجت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مومن پلید
نہیں ہوتا۔ (ترمذی، کتاب الطہارت)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے حدیث و
کلام میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
آتیں تو آپ اُن کے لئے کھڑے ہو جاتے اور مرحبا کہہ کر اُن کو چومتے اور اپنی جگہ
پر اُن کو بٹھاتے اور جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے ہاں تشریف لے
جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا دستِ مبارک پکڑ کر مرحبا کہتیں اور چومتیں
اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں اور جب مرضِ وصال شریف میں وہ حضور صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرحبا کہہ کر
اُن کو چوما۔ (ترمذی کتاب الطہارت)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ سے
پوچھا کہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ انہوں نے جواب دیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں البتہ میری پیدائش پہلے ہوئی ہے۔
(جامع ترمذی)

ابوہریرہ اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا
کہ تم ذوالنورین ہو۔ انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! صلی اللہ
علیک وسلم۔ آپ نے میرا نام "ذوالنورین" کیوں رکھا ہے؟" آپ نے
فرمایا: اس لئے کہ تم سورۂ نور پڑھتے ہوئے قتل کئے جاؤ گے۔"

"صفوۃ الصفوۃ" میں بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ ہاں البتہ اول شب میں ایک جھپکی
لے لیا کرتے تھے۔ اُن کی بی بی صاحبہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ ایک ایک رکعت میں تمام شب زندہ رکھنے والے
تھے اور تمام قرآن اس میں جمع کر لیتے۔ اور لوگوں کو امیروں جیسا
کھانا کھلاتے اور خود سرکہ اور زیتون کھاتے۔

خلافتِ فاروقیؓ کا ایک واقعہ

عام الرّمادہ کہتے ہیں جس کو عرب میں لوگ — عہدِ خلافتِ عمرؓ کا وہ سال تھا
اس سال قحط عام تھا ایسا کہ مُلک میں — لوگوں کو بھوک پیاس سے جینا محال تھا
پانی کی ایک بُوند نہ ٹپکی تھی ابر سے — ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا
اعراب کی بسر حشراتِ زمیں پہ تھی — سب اُٹھ گیا جو فرق حرام و حلال تھا
تشویش سب سے بڑھ کے جناب عمرؓ کو تھی — ہر دم اسی کی فکر اسی کا خیال تھا
تدبیر لاکھ کی تھی مگر رُک سکا نہ قحط — گو انتظامِ مُلک میں اُن کو کمال تھا
معمول تھا جناب عمرؓ کا کہ متصل — کرتے تھے گشت رات کو سونا محال تھا
اک دن کا واقعہ ہے کہ پہنچے جو دشت میں — کوسوں تلک زمین پہ خیموں کا جال تھا
بچے کئی تھے ایک ضعیفہ کی گود میں — جن میں کوئی بڑا تھا کوئی خردسال تھا
دیکھا جو اس کو یہ، کہ پکاتی ہے کوئی چیز — جاتا رہا جو طبع حزیں میں ملال تھا
سمجھے کہ اب وہ مُلک کی حالت نہیں رہی — کم ہو چلا ہے، قحط کا جو اشتعال تھا
پوچھا خود اُس سے جا کے تو رونے لگی کہ "آہ — کیا آپ کو غذا کا بھی یاں احتمال تھا
بچّے یہ تین دن سے تڑپتے ہیں خاک پر — مَیں کیا کہوں زبان سے اِن کا جو حال تھا
مجبور ہو کے ان کے بہلنے کے واسطے — پانی چڑھا دیا ہے یہ اس کا اُبال تھا
ان سے یہ کہہ دیا ہے کہ اب مطمئن رہو — کھانا یہ پک رہا ہے، اسی کا خیال تھا"
بے اختیار رونے لگے حضرتِ عمرؓ — بولے کہ "یہ مرے ہی کیے کا وبال تھا"
جو کچھ کہ ہے یہ سب ہے مری شامتِ عمل — از بس گناہگار مرا بال بال تھا"
بازار جا کے لائے سب اسباب آب و ناں — جو زخم قحط کا سببِ اندمال تھا
چُولھے کے پاس بیٹھ کے خود پھونکتے تھے آگ — چہرہ تمام آگ کی گرمی سے لال تھا
بچّوں نے پیٹ بھر کے جو کھایا تو کِھل اُٹھے — ایک ایک اب تو فرطِ خوشی سے نہال تھا
تھی وہ زنِ ضعیف سراپا نہانِ شکر — ہاں حضرتِ عمرؓ کو وہی انفعال تھا

عہدِ عمرؓ کو یہ جو ملا تجھ سے چھین کر
جو کچھ گزر رہا ہے یہ اس کا وبال تھا

مولانا شبلی نعمانی

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی علی بن ابی طالب (عبد مناف) بن عبد المطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبد مناف (المغیرہ) بن قصیٰ (زید) بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ مؤخر الذکر کنیّت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عطا فرمائی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بن اسد رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ پہلی ہاشمیہ خاتون ہیں جس نے ہاشمی فرزند جنم دیا۔ آپ نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان خوش بخت افراد میں سے ہیں جنہیں جنّت کی خوشخبری دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ رشتہ مواخات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی بنے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیّدہ خاتونِ جنّت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے زوجِ محترم ہیں۔ آپ سب سے پہلے اسلام لانے والے خوش نصیب افراد میں سے ایک ہیں۔ آپ عالمِ ربّانی، نامور بہادر، بے نظیر زاہد اور معرُوف خطیب ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ان شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے قرآن مجید جمع کیا اور اُسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

محدّث ابویعلیٰ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت شریف پیر کے روز ہوئی اور میں منگل کے روز اسلام لے آیا۔ اسلام لانے کے روز

آپ رضی اللہ عنہ کی عمر دس برس تھی۔ ابن سعد کا قول ہے کہ آپ نے صغر سنی میں بھی بت پرستی نہیں کی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ مکہ مکرمہ میں چند دن قیام کریں اور جو امانتیں اور وصیتیں بطور ودیعت رکھی گئی تھیں انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ادا کر کے اپنے عزیز و اقربا کے ساتھ آملیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں شرکت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی غزوات میں جھنڈا بھی آپ کے سپرد کیا۔ آپ نے جرأت و بہادری کے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

آپ رضی اللہ عنہ میانہ قد کے تنومند، گھنی اور دراز ریش مبارک، جسم پر بکثرت بال اور گندم گوں رنگت والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اتنے دلیر اور بہادر تھے کہ جنگ خیبر میں اپنی پیٹھ پر قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا تھا حتیٰ کہ اس پر مسلمان چڑھ گئے اور قلعہ کو فتح کر لیا۔

فتح خیبر کے بعد جب مسلمانوں نے اس دروازہ کو اٹھانے کی کوشش کی تو چالیس آدمی بمشکل اٹھا سکے۔ ابن عساکر نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھا لیا اور اسے اپنی طرف سے ڈھال بنائے رکھا۔ یہ آپ کے ہاتھ میں کافی دیر رہا۔ آپ خوب معرکہ آرائی کرتے رہے، جب اللہ تعالیٰ نے ہم پر فتح کے دروازے کھول دیئے۔ پھر ہم نے دروازہ پھینک دیا۔ ہم آٹھ افراد نے دروازے کو پلٹنا چاہا مگر ہم اسے ہلا بھی نہ سکے۔ (تہذیب ابن عساکر)

ایک دن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوئے اور مسجد نبوی کی دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ علی رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک گرد آلود ہو چکی تھی۔ ارشاد فرمایا: "اِجلِس یَا اَبَا تُرَاب۔" "ابو تراب بیٹھ جاؤ!" آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ١٥٨٦ احادیث مروی ہیں۔ آپ سے آپ کے صاحبزادگان حسن، حسین، محمد بن حنیفہ، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر، ابو موسیٰ، ابو سعید، زید بن ارقم، جابر بن عبد اللہ، ابو امامہ، ابو ہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ دیگر صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

امام ترمذی اور حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصیات سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہی ذات برحق ان چاروں سے بھی محبت کرتی ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ان کے نام تو ارشاد فرمایئے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی ان میں سے ہے۔ علی ان میں سے ہے (رضی اللہ عنہ) اور باقی تین یہ ہیں۔ (۱) ابو ذر (۲) المقداد (۳) سلمان (رضی اللہ عنہم) (ترمذی)

امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے۔ کہ مجھے قسم ہے اس ذات برحق کی جس نے دانہ اگایا اور روح پیدا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ یقیناً مومن مجھ علی (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرے گا اور منافق بغض رکھے گا۔ امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم لوگ

منافقین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے
پہچان لیتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ اچھا
فیصلہ فرمانے والے ہیں۔ حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ
روایت بیان کی ہے کہ ہم آپس میں یہ بیان کرتے تھے کہ اہلِ مدینہ کے
سب سے بڑے قاضی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ ہر اُس مصیبت کے آنے سے پناہ طلب کرتے تھے جس کے
حل کے لئے حضرت ابوالحسن علی رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوں۔

ابنِ عساکر نے ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہلِ مدینہ
میں تقسیمِ حصص و فرائض کے سب سے بڑے عالم اور قاضی حضرت علی رضی اللہ
عنہ ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

ابن الذباح مؤذن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور
عرض کی: جناب والا! نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ
دروازے سے ندا دیتے ہوئے تشریف لائے اے لوگو! نماز کا وقت ہو
گیا ہے۔ ابنِ ملجم نے آپ کا راستہ روکا اور آپ پر زور سے تلوار ماری۔
تلوار آپ کی پیشانی مبارک کو کنپٹی کو کاٹتی ہوئی دماغ تک جا پہنچی۔ ہر
طرف سے لوگ دوڑے اور ابنِ ملجم کو گرفتار کر لیا۔ حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ جمعہ اور ہفتہ کے روز اسی حالت میں رہے اور اتوار کی رات
جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور
حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا۔ حضرت حسن
رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور کوفہ کے دارالامارت میں بوقتِ
شب سپردِ خاک کر دیا۔

ابنِ ملجم شقی کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور اُسے ایک ٹوکرے

میں رکھ کر آگ لگا دی گئی۔ (طبقات ابن سعد)

فرمودات

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: توفیقِ الٰہی
بہترین رہنما ہے۔ خوش اخلاقی بہترین رفیق ہے۔ ادب
انسان کا قیمتی سرمایہ ہے۔ عقل و شعور انسان کا اعلیٰ ساتھی ہے۔ خود پسندی
سے بڑھ کر کوئی دوسری وحشت نہیں اور خندہ پیشانی سے ملنا سب سے
پہلی نیکی ہے۔

فضائلِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

محب طبری رحمۃ اللہ علیہ کی "ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوالقربیٰ"
میں لکھا ہے کہ دو شخص بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ایک کے پاس پانچ
روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین تھیں۔ پھر ان کے پاس ایک
تیسرے شخص کا گذر ہوا۔ اور اس نے دونوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا
اور دونوں کو آٹھ درہم دے کر چلا گیا۔ پانچ روٹی والے نے کہا کہ پانچ
میرے ہیں اور تین تیرے۔ اُس نے کہا بلکہ چار تیرے ہیں اور چار میرے۔
دونوں میں اختلاف ہوا۔ اور وہ دونوں مقدمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے پاس لائے۔ آپ نے تین روٹی والے سے کہا کہ اپنے ساتھی سے
لے لے۔ اس نے کہا نہیں سوائے تلخ حق کے اور کچھ نہیں چاہتا۔ آپ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا صرف ایک درہم ہے اور اس کے سات۔
کیونکہ آٹھ کے چوبیس ثلث ہوتے۔ جس کی پانچ روٹیاں تھیں اس
کے پندرہ ثلث ہوئے اور تیری تین روٹیوں کے ۹ ثلث۔ کیونکہ تم
تینوں نے برابر کھایا ہے۔ پس تو نے اپنے نو ثلث میں سے آٹھ (۸)
ثلث کھا لئے۔ تب بھی اس کے سات ثلث بچ رہے لہذا مہمان نے
سات ثلث تیرے ساتھی کے اور ایک ثلث تیرا کھایا۔

لطیفہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص

نے دو عورتوں سے نکاح کیا۔ دونوں کے تاریک رات میں بچے پیدا ایک کے لڑکا اور دوسری کے لڑکی۔ لڑکے کے لئے دونوں جھگڑا کرنے لگیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ لائیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک اپنا تھوڑا تھوڑا دودھ لائے۔ پھر دونوں کے دودھ کو تولا۔ جس کا دودھ بھاری نکلا اس کو لڑکا دے دیا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ آپ نے کہاں سے دریافت کیا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے قول "لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ"۔ (مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔) کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہر شئے میں حتیٰ کہ غذا میں بھی مرد کو فضیلت دی ہے۔

لطیفہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گوشت کھایا کرو کیونکہ وہ بصر کی جلا ہے۔ رنگ صاف کرتا ہے اور خوش خلقی پیدا کرتا ہے۔ جو چالیس دن تک اسے چھوڑ دے بد خُلق ہو جاتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دُنیا اور جنت والوں کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ "لفظ المنافع" میں حضرت نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے روایت ہے کہ گوشت کھانے سے دل کو فرحت ہوتی ہے۔ "نزہۃ النفوس" میں ہے کہ بھیڑ کا گوشت حافظہ تیز کرتا ہے اور ذہن کو تقویّت دیتا ہے اور پشت کا گوشت نہایت پاکیزہ ہوتا ہے۔ پکا ہوا گوشت بھُنے ہوئے گوشت سے زیادہ نافع ہوتا ہے اور معدہ پہ نہایت سُبک ہوتا ہے۔ بھیڑ کا بُھنا ہوا گوشت نافع ہے جو ایک برس کا جانور ہو۔ گائے کے گوشت میں نقصانات ہیں مگر جبکہ اس کے ساتھ سونٹھ اور مرچ سیاہ بکثرت کھائی جائے تو کچھ اصلاح ہو جاتی ہے اور مُرغ کا گوشت سب سے مفید ہے۔ مزید اس کتاب میں لکھا ہے: مرغی کا گوشت رنگ کو عمدہ کرتا ہے اور

عقل کو تقویّت دیتا ہے خصوصاً جس نے انڈے نہ دئے ہوں اور مرغ کا گوشت قولنج کو نافع ہے اور وہ دوا ہے غذا نہیں۔ اور بڑا عمدہ مرغ وہ ہوتا ہے جو اپنے بازو نہیں پھٹ پھٹاتا۔
(نزہت المجالس جلد۲)

فائدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو شخص ہر صبح و شام پڑھ لیا کرے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ خَیْرًا مِّمَّا یَظُنُّوْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنِیْ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْلِیْ مَا لَا یَعْلَمُوْنَ ○ تو خدا اُس کو بخش دے گا اور قیامت میں صالحین میں اُس کا شمار ہوگا۔ جنت میں حضرت یحیٰی علیہ السّلام کا رفیق بنے گا۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جو شخص ہر روز تین بار پڑھ لیا کرے: صَلَوَاتُ اللہِ وَسَلَامُہٗ عَلٰی اٰدَمَ۔ خدا تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کا رفیق ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا چار شخص ہیں جن کی محبت کسی منافق کے قلب میں جمع نہیں ہو سکتی۔ اور سوائے مومن کے کوئی اُن سے محبّت نہیں کرتا۔ وہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کو کوئی غم یا مرض ہوا سے سوکر اُٹھتے وقت روزانہ چار بار پڑھنا چاہیے: وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔

اقوالِ حضرت علی رضی اللہ عنہ (ماخوذ از "نہج البلاغۃ")

۱ - اچھی چیزیں : راضی برضا رہنا بہترین ساتھی، علم قیمتی ترکہ، اچھی عادتیں نئے زیور اور (قوّتِ) فکر صاف آئینہ ہے۔

۲ - جاذبیّت کے صندوق : عقلمند کا سینہ اُس کے رازوں کا صندوق ہوتا ہے اور چہرے کی شگفتگی محبّت کا جال ہے۔ (مُسکرا کر ملو، آدمی خواہ مخواہ مانوس ہو جاتا ہے) قوّتِ برداشت عیوب کی قبر ہے۔ صُلح جوئی عیبوں کو چھُپاتا ہے۔

۳ - زندگی کیونکر گذارو : لوگوں سے اس طرح میل جول رکھو کہ اگر مر جاؤ تو روئیں اور زندہ رہو تو تم سے مِلنا چاہیں۔

۴ - جب اپنے دشمن پر قابو پا جاؤ تو اُسے معاف کر کے نعمت کا شکر ادا کرو۔

۵ - جب تم پر نعمتوں کا آغاز ہو جائے تو ناشکری کر کے انتہائی اور آخری نعمتوں کو آنے سے نہ روکو۔

۶ - ہمّت کرو۔ بیماری میں جہاں تک چل سکو چلو۔

۷ - پردہ پوشی (خدا سے ڈرو) خدا کی قسم اس نے (گناہوں کو) یہاں تک چھُپایا کہ گویا بخش دیا۔

۸ - عقلمند کی زبان اُس کے دِل کے پیچھے اور احمق کا دل اُس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

۹ - مُراد یہ ہے کہ عقل مند غور سے مشورہ اور "فکر" سے حکم لے کر زبان کھولتا ہے، بیوقوف سوچ بچار اور رائے کے جانچنے

ے پہلے بک بک کر دیتا ہے۔ گویا صاحبِ ہوش کی زبان دِل کی پابند اور احمق کا دل زبان کے تابع ہے۔

۱۰۔ ایک دوسری روایت یُوں ہے : احمق کا دل منہ میں اور عقلمند کی زبان اُس کے دل میں ہوتی ہے۔

۱۱۔ اقبال۔ جب تک قسمت ساتھ ہے عیب چھُپے ہوئے ہیں۔

۱۲۔ جوابِ ہدیہ : جب کوئی ہدیہ یا سلام پیش کرے تو اُس سے بہتر جواب دو۔ اور اگر کوئی تم پر احسان کرے تو اُس سے بڑھ کر بدلہ دو۔ اس کے بعد بھی شرف پہلے کو رہے گا۔

۱۳۔ سائل کو ناکام نہ پھیرو : کم دینے سے شرم نہ کرو۔ اس لئے کہ ناکام واپس کرنا اُس سے بھی کم ہے۔

۱۴۔ کمالِ عقل : جب عقل پختہ ہو جاتی ہے (آدمی کی) گفتگو کم ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ اشد ضرورت کے وقت بولتا ہے

۱۵۔ حکمت جہاں سے ملے لے لو۔ اس لئے کہ دانائی منافق کے دل میں بے چین رہتی ہے۔ یہاں تک کہ قلبِ مومن میں پہنچ کر اپنے مانند دوسروں سے جا ملتی ہے۔

۱۶۔ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ تو حکمت چاہے منافق ہی سے ملے لے لو۔

۱۷۔ استغفار : مجھے تعجّب ہوتا ہے جب کوئی شخص استغفار (توبہ) کے ہوتے ہوئے مایوس نظر آتا ہے۔

۱۸۔ بوڑھے کی رائے : پُرانے آدمی کی رائے مجھے نوجوان کی بہادری (یا حاضری) سے زیادہ محبُوب ہے۔

۱۹۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ آپ نے فرمایا : "زمین پر عذابِ خدا

سے دو پناہیں تھیں اُن میں سے ایک تو اُٹھالی گئی۔ اب دوسری سے وابستہ رہو۔ وہ امان جو اُٹھالی گئی، وہ ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی[1] (یعنی ظاہری اور دنیوی حیاتِ اقدس) اور وہ پناہ جو باقی ہے (آج دنیا میں جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے) وہ استغفار ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

۲۰۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (خدا ان کو عذاب نہ کرے گا جب تک (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم!) تم میں جلوہ افروز ہو۔ اور خدا اُس وقت تک بھی عذاب نہ کرے گا جب تک یہ لوگ مغفرت مانگتے رہیں گے یعنی استغفار کرتے رہیں گے۔)

۲۱۔ خداوند تعالیٰ کا ہر نعمت میں حق ہے۔ جو اس حق کو ادا کرے گا، اسے نعمت میں زیادتی نصیب ہوگی اور جو کوتاہی کرے گا زوالِ نعمت میں مبتلا ہوگا۔ نعمتوں کے حق نہ ادا کر کے اُنہیں دُور کرنے سے ڈرو کہ گئی ہوئی چیز واپس نہیں آتی۔

۲۲۔ جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان حالات کی اصلاح کر لے خدا اُس کے اور لوگوں کے تعلقات درست کر دے گا اور جو آخرت کے معاملات ٹھیک کر لے اللہ اُس کے معاملاتِ دُنیا

☆ [1] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیوی جسدِ اطہر مُراد ہے۔ مطلب واضح ہے کہ اے حبیب! آپ کے اس جہان میں ظاہر تشریف فرما ہوتے ہوئے اور آپکے اس زمین پر دنیوی حیات سے چلنے پھرنے کی برکت سے ان پر پہلی اقوام جیسا عذاب نہ آئے گا ابھی حضور زندہ ہیں جیسا کہ حدیث اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الخ اور آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

میں ٹھیک فرما دے گا اور جس کا نفس اُس کو نصیحت کرتا ہو اُس کا نگران خدا ہوتا ہے۔

۲۳۔ فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو رحمتِ خداوندی سے مایوس نہ کرے، اور خدا کی طرف سے حاصل ہونے والی مسرتوں سے ناامید نہ کرے اور خداوند تعالیٰ کی تدبیر وجزا اُسے مطمئن کر دے۔

۲۴۔ چار باتیں: جسے چار چیزیں مل گئیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا: (۱) دعا کے بعد حاجت روائی (۲) توبہ کے بعد قبولیت (۳) استغفار کے بعد مغفرت اور (۴) شکر کے بعد زیادہ نعمت سے محروم نہیں رہتا۔

۲۵۔ جس شخص نے میانہ روی اور کفایت شعاری سے کام لیا وہ محتاج نہ ہوا۔

۲۶۔ میں نے خدا کو ارادوں کے ٹوٹنے اور بندھنوں کے کھلنے سے پہچانا۔

۲۷۔ بہترین عمل وہ ہے جس پر تم اپنے نفس کو مجبور کر دو۔ یہ عورت۔ عورت سراپا آفت ہے۔ اور اُس سے زیادہ آفت یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

۲۸۔ جب مفلس و بے زر ہو جاؤ تو صدقہ کر کے خداوند تعالیٰ سے لین دین کرو۔

۲۹۔ پاکیزگی وہ دولت ہے جو محبت کی افراط سے حاصل ہوتی ہے۔ حلف کے الفاظ: جب ظالم سے حلف (قسم) لینی ہو تو یہ کہلواؤ: کہ "وہ قوت وطاقت خدا سے بری ہے"۔ کیونکہ جب جھوٹی قسم کھائی جائے گی تو عذاب میں جلدی ہوگی اور جب قسم کھائی جائے گی لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کے ساتھ تو

عذاب میں اس لئے جلدی نہیں ہوگی کہ وہ خدا کی توحید کا اقرار کرتا ہے۔

۳۰۔ ذکرِ خیر: دوسرے کی غیر موجودگی میں اُس کا ذکرِ خیر کرو کہ تمہاری غیر موجودگی میں تمہارا ذکر بھی اچھے لفظوں میں ہوگا۔

۳۱۔ گناہ کے بعد مہلت کی قدر کرو۔ مجھے گناہ کبھی اہم نہ معلوم ہوتا اگر گناہ کے بعد اتنی مہلت ملتی کہ اس میں نماز کی دو رکعتیں پڑھ کر خدا سے مغفرت کی دعا مانگتا۔

۳۲۔ صبر اور مصیبت: صبر مصیبت کے مطابق ملتا ہے۔ جس نے اپنی مصیبت کے وقت زانو پیٹا اس کا ثواب ضبط یا ختم ہوگیا۔

۳۳۔ دوستی کا معیار: دوست اس وقت تک دوست نہیں جب تک تین باتوں کا خیال نہ کرے: مصیبت میں ہمدردی (۲) غیر حاضری میں حفظِ ناموس اور (۳) مرنے کے بعد ذکرِ خیر۔

۳۴۔ عزت کا راز: جسے اپنی قیمت معلوم نہیں وہ تباہ ہوگیا۔

زبان: انسان زبان کے پردے میں چھپا ہوا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

تا آنکہ سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

۳۵۔ راز: جس نے اپنا راز چھپایا اُس نے خوبی و بہتری کو پایا۔

۳۶۔ انکساری: جس کی شاخ نرم ہوگی اُس میں ٹہنیاں زیادہ ہوں گی۔ با اخلاق سے محبت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔

۳۷۔ عاقل: کسی نے پوچھا، عقلمند کی تعریف فرمائیں۔ فرمایا۔ جو ہر چیز کو اُس کے موقع پر استعمال کرے۔ اُس نے کہا: جاہل کی تعریف کیا ہے؟ فرمایا: کہہ چکا۔

حُسنِ ظن: اگر کسی کو تمہارے بارے میں اچھا خیال ہو تو اُسے اچھا کر دکھاؤ۔

ساٹھ سال: وہ عمر ہے جس میں خداوند قدّوس بندے کے عذر قبول کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۝

شانِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بنتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاکم قدس سرہٗ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن پس پردہ ایک آواز دینے والا آواز دے گا "اے محشر والو! فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گزرتے تک اپنی نگاہیں نیچی کر لو۔ لہٰذا ان کے گزرتے وقت ان پر سبز دوپٹے ہوں گے۔

حاکم قدس سرہٗ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:
"فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) تمہاری ناراضگی کی وجہ سے اللہ جل مجدہٗ ناراض ہوتا ہے۔ اور تمہاری خوشی سے اللہ جل مجدہٗ خوش ہوتا ہے۔"

حاکم قدس سرہٗ نے اس روایت کی تصحیح کرتے ہوئے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مریم بنتِ عمران علیہما السلام کے علاوہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام جنتی خواتین کی سردار ہیں اور سارے جہان کی عورتوں اور اس امت کی عورتوں سے برتر و افضل ہیں۔

حاکم قدس سرہٗ نے تصحیح کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تو سارے جہان کی عورتوں سے برتر عورتیں معلوم کرنا چاہے تو تجھے چار عورتوں کی افضلیت کافی ہے: حضرت مریم بنتِ عمران۔ حضرت آسیہ زوجۂ فرعون۔ حضرت خدیجہ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

ابو نعیم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا اہلِ جنت عورتوں کی سردار ہیں مگر مریم ابنت عمران کے علاوہ۔

ترمذی نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام عورتوں میں افضل مریم علیہا السلام ہیں اور تمام عورتوں میں افضل فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔

ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کے سبب غضب کرتا ہے اور تمہاری رضا کے سبب خوش ہوتا ہے۔"

ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) پارسائی کی زندگی اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر جہنم کو حرام کر دیا ہے۔" (الخصائص الکبریٰ)

امام نسائی قدس سرہٗ نے باسنادِ صحیح روایت فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَفْضَلُ النِّسَآءِ أَهْلُ الْجَنَّةِ خُدَیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

"عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنتِ خویلد ہیں اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔"

(نسائی: ص ۲۴۲)

نیز امام ابو داؤد قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ (آپ بتائیے) حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَۃُ بُضْعَۃٌ مِّنِّیْ وَلَا اَعْدِلُ بُضْعَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَدًا۔

(ابو داؤد، ص ۲۷۲)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرا ٹکڑا ہے۔" (اس لئے) میں (تو اب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ٹکڑا کے برابر کسی اور کو درجہ نہیں دے سکتا۔"

امام سبکی قدس سرہ کا مختار (نیز امام تقی الدین) سبکی قدس سرہ سے اس بارے میں استفسار کیا گیا کہ ان تینوں یعنی حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن میں سے افضل کون ہے؟ تو امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارا مختار اور ہمارا عقیدہ تو یہی ہے کہ حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی افضل ہیں۔ ان کے بعد ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر ان کے بعد حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا ہی افضل ہیں۔ امام سبکی قدس سرہ نے اپنے اس دعویٰ پر مذکورہ حدیث سے استدلال فرمایا۔ اور دوسرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال شریف کے قریب حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو دوسری مرتبہ آہستگی سے فرمایا تھا کہ "تو اس پہ راضی نہیں کہ تو مریم رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہے۔"

خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا وصال

حضرت سیدۃ النساء، فاطمۃ الزہراء نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک سے چھ ماہ بعد سہ شنبہ کی رات کو رمضان المبارک کی تین تاریخیں گذر گئی تھیں اور ہجرت کا گیارھواں سال تھا وصال فرمایا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک انتیس ۲۹ سال تھی۔

اُم رافع سلمہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ تھیں) نے کہا ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں، انہوں نے غسل کیا اور نئے کپڑے پہنے اور مجھ سے فرمایا کہ میرا بستر وسط مکان میں بچھا دو۔ میں نے بستر بچھا دیا وہ گھر کے وسط میں بستر پر لیٹ گئیں اور اپنا داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیا۔ پھر رُو بقبلہ ہوگئیں اور کہا اب میں قبض کی گئی ہوں مجھ کو کھول کر کوئی نہ دیکھے اور نہ کوئی مجھ کو غسل دے۔ پھر وہ اپنی جگہ قبض کر لی گئیں۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مکان میں داخل ہوئے اور جو کچھ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اُم رافع سے کہا اُس سے اُن رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اُٹھایا اور اُن کے اُسی غسل سے اُن رضی اللہ عنہا کو دفن کر دیا، اُن کو کھول کر نہیں دیکھا۔ اور نہ کسی نے اُن کو غسل دیا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب میں سندِ ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (دلائل النبوۃ) (مگر معتبر اور صحیح روایات میں اُن کا غسل میت دیا جانا ثابت ہے)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس وقت قریش بنائے بیت اللہ میں مشغول تھے،

آپ کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے شکم میں تھیں تو یہ حمل نہایت ہلکا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کیا کرتی تھیں۔ جب ولادت کا وقت قریب آیا تو میں نے قریش کی دائیوں کو بلا بھیجا۔ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے آنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرے پاس چار عورتیں آئیں اُن کے حسن وجمال کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اُن میں سے ایک نے کہا۔ میں تمہاری مادر حوّا ہوں۔ دوسری نے کہا میں آسیہ (زوجۂ فرعون) ہوں۔ تیسری نے کہا میں موسیٰ علیہ السلام کی بہن اُمّ کلثوم ہوں۔ چوتھی نے کہا میں مریم ہوں۔ (علیہن السلام) ہم اس لئے آئی ہیں کہ تمہارے کام کی دیکھ بھال کریں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد اٹھائیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہا)

ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص میں بیان کیا ہے کہ قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں آپ سے افضل ہوں کیونکہ میں پارۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ دنیا میں تو ایسا ہی ہے جیسا تم کہتی ہو لیکن آخرت میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر خاموش ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُٹھیں اور اُن کا سر چوم کر کہنے لگیں کہ اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) میرے کہیں ایسے نصیب ہوتے کہ میں تمہارے سر کا بال ہی بن جاتی"۔ (نزھت المجالس)

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

حارث ابن ابی اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی پر عدوّ اللہ کی بیٹی بیاہ کر لائے۔

حاکم نے ابوحنظلہ سے روایت کی کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیغامِ نکاح دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی"۔ یہ حدیث مُرسل ہے۔

سیّدہ طیّبہ خاتونِ جنّت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے مولا علی رضی اللہ عنہ کو اور نکاح کرنے سے منع کر دیا اور شیرِ خدا کیلئے دوسرا نکاح حرام ہو گیا۔ (بخاری جلد ۱، ص ۴۳۸ و جلد ۲، ص ۷۸۶/ مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹ و الترمذی) (مقامِ رسُول)

آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرتا ہے وہ ایمان دار مرتا ہے۔ اور فرمایا جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرتا ہے ملک الموت اسے جنت کی بشارت دیتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرتا ہے خدا اس کی قبر کو ملائکۂ رحمت کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔ سُن لو! جو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرتا ہے وہ اہلِ سُنّت وجماعت میں شامل ہو کر انتقال کرتا ہے۔

سُن لو! جو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرتا ہے، جنت کی طرف ایسے بھیجا جاتا ہے جیسے دُلہن اپنے گھر بھیجی جاتی ہے۔

سُن لو! جو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں مرتا ہے وہ جنت کی بُو نہ سونگھے گا۔ اس کو قرطبی نے سورۂ شوریٰ کے بارے نقل کیا ہے۔

سُن لو! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل وہ تمام لوگ ہیں جو آپ کی اور آپ کے دین کی قیامت تک پیروی کریں گے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہی اقرب الی الصواب ہے اور دوسروں نے اس کو پسند کیا ہے۔

اور حدیث صحیح میں ہے تیرا اپنے بھائی کے رُوبرو مُسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ کاش تو اپنے بھائی سے کُشادہ رُوئی سے ملے۔ (نزہۃ المجالس)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی شان

حاکم قدس سرہٗ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبرائیل علیہ السلام آکر کہنے لگے: "امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔"

حاکم قدس سرہٗ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے علاوہ امیر المومنین الامام الحسن رضی اللہ عنہ اور الامام الحسین رضی اللہ عنہ تمام جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشابہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ نہ تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی)

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ رو رہی تھیں۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک اور سرِ انور گرد آلود تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، کیا بات ہے؟ فرمایا: میں ابھی حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حسنین رضی اللہ عنہما کشتی کرتے ہیں

ایک دن حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کشتی کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے حسن! (رضی اللہ عنہ) حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بولیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ بڑے کو کہتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام بھی تو حسین (رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے ہیں کہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو۔

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی خبر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک دن حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام موجود تھے۔ اچانک حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس آگئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا انہیں جلد شہید کر دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا انہیں شہید کون کرے گا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ کی اُمت! پھر جبرائیل علیہ السلام نے کربلا کی طرف اشارہ کیا کہ یہ شہادت گاہ حسین رضی اللہ عنہ ہے اور جبریل علیہ السلام نے کچھ سُرخ مٹی پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی کہ یہ مٹی حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ کی ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ابن زیاد

نے حکم دیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سرِ انور کو نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں پھیریں تو اُس وقت میں اپنے مکان کی کھڑکی میں کھڑا تھا جب آپ کا سرِ انور میرے پاس سے گزرا تو میں نے اُس میں سے یہ آواز سُنی: "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ○ اس آواز کی ہیبت سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں پکار اٹھا" خدا کی قسم! یہ سر تو ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اس میں سے ایسی آواز کا صادر ہونا عجیب بات ہے۔" ایک صاحب سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ہر چیز ہماری خون آلود ہو گئی نیز آسمان کئی روز تک ہمیں خون آلود نظر آتا تھا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اُس دن بیت المقدس کا جو پتھر اٹھایا جاتا ہم اُس کے نیچے تازہ خون پاتے تھے۔ دنیا سات دنوں تک اس حالت میں رہی کہ دیواروں پر پڑنے والی دھوپ زرد رنگ کی اور ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ایک دوسرے پر گرتے رہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چھ ماہ بعد تک آسمان کے گرد کناروں پر سُرخی چھائی رہی۔

راویوں نے عبدالملک بن عمیر اللیثی کا بیان روایت کیا ہے کہ میں نے کوفہ میں ایوانِ حکومت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ انور عبیداللہ ابن زیاد کے سامنے ایک ڈھال پہ رکھا ہوا دیکھا۔ عبیداللہ ابن زیاد کا سر مختار بن ابی عبید الثقفی کے سامنے پڑا ہوا پایا۔ پھر مختار الثقفی کے سر کو مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے موجود دیکھا۔ پھر کچھ دنوں بعد مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سر کو عبدالملک کے سامنے دیکھا۔ جب میں نے عبدالملک کو آنکھوں دیکھا حال سنایا تو اُس نے ایوانِ حکومت کو خیرباد کہہ دیا۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی آئی کہ ہم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے بدلہ میں ستر ہزار افراد ہلاک کئے اور آپ کے فرزند (حسین علیہ السلام) کے بدلے دوگنا افراد کو ہلاک کریں گے۔

یہ بات بصحت ثابت ہے کہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جملہ ساتھیوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ رہا جو موت سے پہلے ذلیل نہ ہوا ہو وہ سب قتل ہوئے یا مصائب میں گرفتار رہے۔

قاتلان حسینؓ کا حشر
ذلت آمیز مناظر کے ساتھ

شواہد النبوت میں ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ جب عبیداللہ ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر مختار ثقفی کوفہ کی مسجد میں لائے تو انہیں رحبہ میں رکھا گیا۔ میں بھی وہاں گیا۔ میں نے لوگوں کی زبان سے "آگیا آگیا" کے الفاظ سنے۔ اچانک ایک سانپ آیا اور ان سروں کے درمیان بیٹھ گیا۔ پھر ابن زیاد کی ناک میں گھس گیا۔ اس کے بعد سب سروں کے ساتھ اس نے یہی سلوک کیا۔

شمر ذی الجوشن کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامان سے کچھ سونا مل گیا۔ اس میں سے کچھ سونا اس نے اپنی لڑکی کو دیا۔ لڑکی نے وہ سونا ایک زرگر کو دیا تاکہ وہ اس کے لئے زیور بنا دے۔ تو زرگر نے سونے کو آگ میں ڈالا تو وہ اس میں بھسم ہو کر رہ گیا۔ شمر نے سنا تو اس نے زرگر کو بلا کر باقی سونا بھی اسے دے دیا اور کہا تم میرے سامنے اسے آگ میں ڈالو۔ زرگر نے سونا آگ میں ڈالا تو وہ بھی بھسم ہو گیا۔

ابن عساکر علیہ الرحمۃ نے محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ عنہم سے یوں روایت کی ہے کہ کربلا کی نہر پہ ہم بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

کے ساتھ تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سفید داغوں والا کتا میرے اہل بیت علیہم الرضوان کا خون پی رہا ہے۔ (شمر کے چہرے پر برص کے داغ تھے)۔ (شواہد النبوت)

حسین رضی اللہ عنہ نگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں بازو اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا کہ خداوند تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے ہاں یکجا نہ رہنے دے گا ایک کو واپس بلا لے گا۔ اب ان دونوں میں سے آپ جسے چاہیں پسند فرمالیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر حسین مجھ سے رخصت ہو جائیں تو ان کے فراق میں حضرت فاطمہ، حضرت علی رضی اللہ عنہما کی اور میری جان سوزی ہو گی۔ اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ وفات پا جائیں تو زیادہ غم صرف مجھے لاحق ہو گا۔ اس لئے مجھے صرف اپنا غم ہی پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد ابراہیم رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

(ابو داؤد)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ ۔ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ ۔ (شفاء شریف جلد۲)

"جس کو حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت ہے اُسے مجھ سے محبت ہے اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے خدا کو دوست رکھا اور جس کو حسنین سے بُغض ہے اُس نے مجھ سے بُغض رکھا اور جس نے مجھ سے بُغض رکھا تو اُس نے اللہ تعالیٰ سے بُغض رکھا۔"

ایک اور طویل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ ۔ (رواہ احمد عن براء / مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۵۶۵)

"اے اللہ اسے دوست رکھ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھا اور اُس سے دشمنی کر جس نے علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی کی۔"

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی کا نام محمدؐ و احمدؐ نہیں ہوا۔" (مدارج النبوت جلد ۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلانِ نبوت سے کہانت ختم ہو گئی اور جن و شیاطین کے چوری سُننے سے آسمان کی حفاظت ہو گئی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ (بخاری شریف)

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کی آخری اور انوکھی نماز تھی، وضو اور تیمم سے بے نیاز۔ سب لوگ وضو کریں یا تیمم مگر آپ کی آخری نماز وہ تھی جس کے لئے وضو نہ تھا نہ تیمم۔ جب پینے کے لئے ہی پانی نہ تھا تو وضو کس سے کرتے۔ رہا تیمم، تو وہ ہاتھ سے ہوتا ہے، منہ اور کلائی سے ہوتا ہے اور خشک مٹی سے ہوتا ہے۔ مگر زخموں سے نہ چہرہ محفوظ تھا، نہ کلائی۔ اور جب ریت پہ ہاتھ مارا تو وہ خون سے کیچڑ بن گیا۔ اب بتاؤ تیمم کیسے کرتے؟ غرضیکہ یہ نماز انوکھی نماز تھی۔ روزہ ایسا انوکھا جو عالم میں بے مثال تھا۔ ہر ایک کا روزہ دن بھر کا مگر ان کا روزہ ڈھائی دن اور رات کا۔ سب لوگ روزہ غذا یا پانی سے کھولیں، مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا روزہ اپنے خون سے کھولا۔ نیز اوروں کی بیویاں بیوہ ہو کر عدت کے چار ماہ دس دن ایک جگہ اپنے گھر میں رہ کر گذاریں۔ مگر امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیوی، علی اصغر کی والدہ، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بہو بلکہ یوں کہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خانہ اقدس کا اُجالا اور اسلام اور عالمِ اسلام کی آبرو، جب بیوہ ہوں تو بشکل جلوس کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق گرفتار ہو کر پہنچائی جائیں۔ تو جیسا جلوس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا بعد شہادت کے نکالا گیا ایسا کسی کا نہ نکلا ہوگا۔ آسمان و زمین نے کبھی یہ نظارہ نہ دیکھا ہوگا۔ کہ بھائی کا سر نیزے پہ آگے آگے ہو اور قیدی بہنیں پیچھے پیچھے اونٹوں پہ سوار!

مرنے والے بوقتِ موت اپنے بال بچوں کے لئے وصیتیں کرتے ہیں مگر حسین رضی اللہ عنہ ایسے انوکھے وصال فرما رہا ہے کہ بہتر (۷۲)

زخم کھا کر گھوڑے سے نیچے گرے تو اپنے قاتلِ سفاک شمرؔ سے دو رکعت
نمازِ عصر کی مہلت مانگی۔ قسم ربِ ذوالجلال کی! ہماری لاکھوں نمازیں
اُنؑ کے اُس ایک سجدہ پہ قربان ہو جائیں۔ ؎

اُس دوگانہ پر فدا ساری نمازیں جس میں
دھارِ حلقوم پہ سر خم ہو عبادت کے لئے!

اور کیوں نہ ہوتا وہ چمن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مائی اُمت
کے والی اور دین کے رکھوالے تھے۔ مصیبت و راحت میں دین کی
طرف رجوع فرماتے تھے۔ رکعتِ اوّل کا ایک ہی سجدہ کر پائے تھے
کہ قاتل نے شہید کیا۔ یہ وہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر حضرت حسین رضی اللہ
عنہ سید الشہداء ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام شہداء کی شہادتیں انہی
کے دامن سے لپٹ کر بارگاہِ الٰہی میں پہنچتی ہیں۔

بعدِ شہادت جب نیزہ پر سر رکھا گیا تو آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور
زمین پر نظر تھی۔ ؎

با آنکہ سر ہے نیزہ پہ سوئے زمیں ہے رُو
یعنی ہے اُن کو سجدۂ ثانی کی آرزو

تہِ خنجر بھی نہ تڑپا پسرِ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ
یہ تکلف تو فقط فاطمہؓ کے شبیرؓ میں ہے

غرضیکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سارا گھرانا ہی پاک اور نورٌ علیٰ نور
اور ستھرا ہے۔ (شانِ حبیب الرحمٰنؒ)

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اَصْحٰبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ
مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی غَوْثِ الصَّمَدَانِیْ۔

قبر فاطمہؓ بنت اسد

بروایت محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب
یہ سیدنا ابراہیم اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما کی قبر کے
نزدیک مدفون ہیں۔ محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے وصال کا وقت قریب آیا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب ان کا انتقال ہو
جائے تو مجھے خبر کر دینا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اصحاب
کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص خبر لایا کہ جعفر،
عقیل اور علی رضی اللہ عنہم کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد کی جگہ جس کو آجکل قبر فاطمہ کہتے ہیں، قبر
کھود کر بغلی بناؤ۔ جب لحد کھودنے سے فارغ ہوئے تو سرورِ انبیاء
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبر میں اترے اور لحد میں لیٹ گئے۔ پھر قرآن
شریف پڑھا۔ اس کے بعد اپنے جسم مبارک سے پیراہن شریف اتارا
اور فرمایا کہ اس کو اُن کے کفن میں داخل کر دو اور ان کی قبر کے پاس
نو۹ تکبیروں کے ساتھ نماز ادا فرمائی اور فرمایا کہ قبر کے دبانے سے
کوئی بے خوف نہیں ہو سکتا سوائے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد
کے۔ جب اُن کا جنازہ باہر آیا تو جنازہ کا پایہ اپنے شانۂ مبارک پر
رکھا اور راستہ میں کبھی جنازہ کے آگے اور کبھی پیچھے چلتے۔ جب قبر
پر پہنچے تو لحد میں اُتر کر لیٹ گئے، پھر باہر نکلے اور ارشاد فرمایا کہ
جنازہ لاؤ۔ پھر بسم اللہ و اسم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پڑھا
اور بعد دفن کے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا: "میری ماں کے بعد میری
ماں اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ
علیک وسلم ہم نے آپ سے فاطمہؓ بنت اسد کے متعلق دو خاص باتیں

دیکھیں جو کسی اور کے بارے نہیں دیکھیں۔ اُن کے لئے اپنا کُرتہ اُتارا اور اُس کو اُن کا کفن بنایا۔ دُوسرے آپ ان کی لحد میں اُترے اور لیٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کُرتہ دینے سے میری یہ غرض تھی کہ اُن کو آتشِ دوزخ نہ چھُوئے اور لحد میں لیٹنے کا مقصد یہ تھا کہ قبر کشادہ ہو جائے۔ عبدالعزیز بن عُمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ آدمیوں کے سوا کسی قبر میں نہیں لیٹے۔ اُن میں تین عورتیں تھیں اور دو مرد۔ ایک خدیجہ رضی اللہ عنہا جن کی قبر مکہ مکرمہ میں ہے اور باقی چار جن کی قبریں مدینہ منورہ میں ہیں۔ اوّل خدیجہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے جن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آغوش میں پرورش کیا تھا۔ دوسرے عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ جن کو ذوالبجادین کہتے ہیں۔ تیسری اُمّ رُومانؓ، یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ تھیں۔ اور چوتھی فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا۔ (وفاء الوفاء)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر ابراہیم رضی اللہ عنہ

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا سولہ (۱۶) ماہ کی عمر میں انتقال ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جنت البقیع میں دفن کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اُن کے لئے جنّت میں دودھ پلانے والی موجود ہے وہ اُن کی دُودھ پلانے کی مدّت پُوری کردے گی۔ حضرت مکحول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو انہیں لحد میں ڈال دیا گیا اور اینٹیں لگا دی گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اینٹوں کے خلا میں سے دیکھا۔ پھر ایک ڈھیلا ایک شخص کو پکڑا کر فرمایا کہ اسے اس خلا میں رکھ دو۔ حضرت محمّد بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پہ چھڑکاؤ کیا اور سب سے پہلے انہی کی قبر پہ چھڑکاؤ ہُوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی قبر پر اپنے دستِ مبارک سے مٹی ڈالی اور دفن سے فارغ ہو کر سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا: السلام علیکم۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مطابق حضرت جعفر کے والد حضرت محمّد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پہ چھڑکاؤ کیا اور اُوپر کنکر ڈالے۔ اُن کی قبر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے نزدیک بنوائی۔ ابن زبالہ رحمۃُ اللہ کے مطابق حضرت قدامہ بن موسیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ سب سے پہلے بقیع میں دفن ہونے والے صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔ (وفاء الوفاء)

سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

مکہ اور طائف کے ...یان کی جگہ جس کا نام نخلہ تھا ...ہاں سے مشرکین کے قافلے اکثر گذرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ ... وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک ... نخلہ کی طرف روانہ فرمائی جو صرف بارہ افراد پر مشتمل تھی۔ بوقت ...گی حضو[ر] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خط عبداللہ بن جحش رضی الل... کو دیا اور فرمایا یہ خط سنبھال لو۔ دو دن بعد کھول کر دیکھنا اور اس ...طابق عمل کرنا۔ البتہ اپنے ساتھیوں کو نہ مجبور کرنا کہ وہ بہرحال تمہا...تھ دیں۔ یعنی اگر کوئی اس مہم میں شریک نہ ہونا چاہے تو اس کو واپس ...نے کی اجازت دے دیں۔

حضرت عبداللہ نے دو دن بعد حسب ارشاد آقا صلی ... علیہ وآلہ وسلم مکتوب گرامی کھول کر پڑھا۔ اس میں لکھا تھا کہ تم نخل... کر قیام کرو اور ہمیں قریش کی نقل وحرکت سے مطلع کرتے رہو۔

حضرت عبداللہ نے ساتھیوں کو خط کے مضمون سے آگ...یا اور کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بسر وچشم قبول ... اگر تم لوگوں کو شہادت کی تمنا ہے تو میرا ساتھ دو۔ اگر کوئی واپس جا... چاہے تو جا سکتا ہے۔ وہاں پیچھے ہٹنے والا کون تھا۔ سب نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور نخلہ کی طرف سفر جاری رکھا۔

ایک دن بحران نامی جگہ پر ان لوگوں نے پڑاؤ کیا تو ایک اونٹ گم ہو گیا جس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی باری باری سفر کرتے تھے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات اونٹ کی تلاش میں

نکل گئے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ سفر جاری رکھتے ہوئے ماہ رجب کے آخری ایام میں نخلہ پہنچ گئے اتفاق سے انہی دنوں شامت کا مارا ایک قافلہ بھی نخلہ میں آ کر رکا۔ یہ قافلہ شام سے واپس آیا تھا اور تجارتی مال سے لدا پھندا تھا۔ مکہ کا ایک رئیس عمرو بن حضرمی بھی اس قافلہ میں شامل تھا۔ ان لوگوں نے جب دیکھا کہ نخلہ میں کچھ اور لوگوں نے بھی ڈیرے ڈال رکھے ہیں تو خوفزدہ ہو گئے اور یہاں سے کوچ کے بارے میں سوچنے لگے۔

مسلمانوں نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو ان کا خوف دور کرنے کے لئے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے یہ تدبیر کی کہ اپنا سر منڈوا دیا۔ ان کا سر منڈا ہوا دیکھ کر قافلہ والوں نے سمجھا کہ یہ لوگ ابھی ابھی عمرہ کر کے آ رہے ہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ چنانچہ وہ لوگ اونٹ چرانے اور کھانے پینے کے انتظام میں مصروف ہو گئے۔

مسلمانوں کو یہاں صرف قیام کرنے کا حکم دیا گیا تھا مگر یہ لوگ قافلے کو یوں اپنی دسترس میں دیکھ کر صبر نہ کر سکے اور اس پر حملہ کیلئے تیار ہو گئے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ اس دن رجب کی آخری تاریخ تھی۔ اور رجب ان چار محترم مہینوں میں سے ایک ہے جن میں لڑائی فریقین کے نزدیک ممنوع تھی۔ اگر ان پر حملہ کیا جاتا تو اشہر حرم (وہ مہینے جن میں لڑائی منع ہے) میں لڑائی کے گناہ کا ارتکاب لازم آتا۔ اگر ایک دن کی تاخیر کرتے تا کہ رجب کا مہینہ نکل جائے تو ہو سکتا تھا قافلہ یہاں سے کوچ کر کے حدود حرم میں داخل ہو جائے۔ کیونکہ حدود حرم میں جنگ کرنا منع ہے۔ چنانچہ حملہ کیا گیا اور بھرپور انداز میں کیا گیا۔ حملے کے دوران قافلے کا سربراہ عمرو بن حضرمی مارا گیا اور عثمان اور حکم بن کیسان گرفتار ہو گئے۔ باقی افراد سامان اور مال ومتاع چھوڑ کر بھاگ گئے اور

مکّہ جا کر دم لیا۔

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ مالِ غنیمت سے لدے ہوئے اونٹ اور قیدی لے کر خوش و خرم مدینے پہنچے مگر آہ! جس دلدار کی رضا کی خاطر جان جوکھم میں ڈال کر یہ معرکہ سر کیا گیا تھا وہ بجائے خوش ہونے کے برہم ہو گئے۔ نہ انہیں قیدیوں کی خوشی ہوئی نہ مالِ غنیمت کی، اس خیال سے کہ ان لوگوں نے رجب کی آخری تاریخ کو حملہ کر کے اشہر حرم کا تقدس پامال کر دیا تھا۔ چنانچہ ان کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

"مَا اَمَرْتُکُمْ بِقِتَالٍ فِی الشَّھْرِ الْحَرَامِ۔" (میں نے تمہیں اشہر حرم میں لڑائی کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیا تھا) مالِ غنیمت بھی قبول نہ فرمایا اور قیدیوں کا معاملہ بھی التوا میں ڈال دیا۔ لہٰذا انہیں گمان ہوا کہ ہم ہلاک ہو گئے۔

آخر اللہ تعالیٰ کو ان کی پریشانی پر رحم آ گیا اور ایسی آیات نازل فرمائیں جن میں اشہر حرام میں بھی مجاہدین کے اس اقدام کو جائز قرار دیا۔ اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نظریے کی تائید فرمائی۔ قیدیوں کو چھڑانے کے لئے اہلِ مکہ مشرکین نے فدیہ کی رقم بھیجی۔ مگر اس وقت وہ دو صحابی جو اونٹ کی تلاش میں نکلے تھے واپس نہیں آئے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب تک ہمارے آدمی واپس نہیں آ جاتے ہم تمہارے قیدی واپس نہیں کر سکتے، کہیں تم نے انہیں قتل نہ کر دیا ہو۔ جب دونوں صحابی بخیریت واپس آ گئے، تو آپ نے فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور غزوہ بدر کے بعد وہ مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

(الترغیب والترہیب)

عاتکہ کا خواب

عاتکہ نے خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار مکّہ سے باہر کھڑا ہے اور بآوازِ بلند کہہ رہا ہے یَا اٰلَ غُدَرٍ اِنْفِرُوْا اِلٰی مَصَارِعِکُمْ فِیْ ثَلٰثٍ" (اے دھوکہ بازو! تین دن کے بعد اس طرف روانہ ہو جاؤ جہاں تم نے قتل ہو کر گرنا ہے) اس کی آواز سن کر مجمع لگ گیا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہاں سے چل کر وہ سوار مسجد حرام میں آیا اور اچانک عاتکہ نے دیکھا کہ اب وہ سوار کعبہ کی چھت پر کھڑا ہے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر وہی اعلان کر رہا ہے۔ یَا اٰلَ غُدَرٍ! ...." پھر دفعتاً وہی سوار جبلِ ابو قبیس پر نظر آیا اور وہی اعلان کرنے لگا: یَا اٰلَ غُدَرٍ! ...... اس کے بعد اس نے جبلِ ابو قبیس کی چوٹی سے ایک پتھر نیچے کی طرف لڑھکا دیا۔ وہ پتھر تھوڑا نیچے آیا تو ٹوٹ گیا اور اس کے ٹکڑے اڑ کر اہلِ مکہ کے گھروں میں گرنے لگے۔ عاتکہ کہتی ہیں کہ مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جس میں اس پتھر کا کوئی ٹکڑا نہ گرا ہو۔

صبح ہوئی تو عاتکہ نے یہ خواب اپنے بھائی عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب سے بیان کیا اور ساتھ یہ شرط رکھی کہ یہ خواب کسی سے بیان نہ کرنا۔ لیکن جو بات زبان سے نکل جائے وہ پرائی ہو جاتی ہے۔ عباس (رضی اللہ عنہ) نے یہ خواب اپنے دوست ولید کو بتایا، ولید نے اپنے باپ کو بتا دیا۔ بالآخر سارے مکہ میں چرچا ہو گیا۔

اہلِ مکہ ابھی عمر بن حضرمی کے قتل کو نہیں بھولے تھے کہ اوپر سے یہ افتاد آ پڑی۔ اس لئے خوف و ہراس کے باوجود قافلے کو بچانے اور ابن حضرمی کا انتقام لینے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار ہو گیا جس میں مکہ کے تمام معززین شامل تھے۔ ابولہب البتہ جان بچا گیا، اور اپنی جگہ عاص ابن ہشام کو بھیج دیا۔ وہ بے چارہ چار ہزار روپے کا

مقروض تھا۔ ابولہب نے اسے پیش کش کی کہ اگر وہ میری جگہ اس جنگ میں شامل ہو جائے تو میں قرضہ معاف کر دوں گا۔ عاص رضامند ہو گیا اور ابولہب کی جان بچ گئی۔ (سیرت حلبیہ، جلد۲)

دو تین روز تک مشرکین مکہ زور شور سے تیاریاں کرتے رہے۔ اور نو سو سے زائد افراد جو ہر طرح کے اسلحہ سے لیس تھے تیار ہو گئے۔ جن میں ابوجہل اور اُمیہ بن خلف بھی تھے۔ غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے بہت سے اونٹ بھی ساتھ لئے۔ گانے بجانے والیوں کو بھی ساتھ لیا۔ جہاں پڑاؤ کرتے اونٹ ذبح کرتے کھاتے اور گانے سنتے، شرابیں پیتے اور غل غپاڑہ کرتے۔ مؤرخین کہتے ہیں دس اونٹ ہر روز ذبح کئے جاتے اور یہ رؤسائے قریش باری باری برداشت کرتے۔

اہلِ ایمان کی حالت

اُدھر مُشرکین کا تو یہ حال کہ خوب دھوم دھڑکا کر رہے تھے اور اِدھر تھوڑے سے بے سروسامان مہاجرین وانصار تھے جن کے پاس نہ ڈھنگ کا اسلحہ تھا اور ضرورت کے مطابق سواریاں تھیں اور نہ ہی خورد ونوش کا وافر سامان تھا اور نہ ہی باقاعدہ جنگ کے ارادے سے نکلے تھے، صرف ابوسفیان کے قافلے پر حملہ مقصود تھا اور اس مقصد کے لئے کسی خاص تیاری کی ضرورت نہ تھی۔

مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانبازوں کی اس جمعیت کا جائزہ لیا۔ دیکھا تو کئی نوعمر لڑکے شوقِ جہاد میں ساتھ آگئے ہیں۔ آپ نے ان کو واپس بھیج دیا، البتہ عمیر بن ابی وقاص (فاتح ایران سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے) کو جب واپسی کا کہا گیا تو وہ شدّت غم سے اشکبار ہو گئے۔ اُن کا والہانہ شوق دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ان کو ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ (جب ان کو اجازت ملی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اُن کے گلے میں تلوار حمائل کی تھی۔ جہاد وشہادت کے لئے بے چین کمسن مجاہد عمیر رضی اللہ عنہ اسی غزوۂ بدر میں شہادت سے ہمکنار ہو گئے۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی میں مدینہ کی دیکھ بھال کیلئے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا نگران مقرر فرمایا۔ کچھ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف ذمہ داریاں سونپیں اور اللہ کا نام لے کر آگے بڑھنے لگے۔

مسلمانوں کے پاس چونکہ سواریاں کم تھیں اس لئے ایک اونٹ پر باری باری تین افراد سواری کرتے تھے۔ آپ نے اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ نہ رکھا اور حضرت علی اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کی باری اپنے ساتھ مقرر فرما دی۔ دونوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ سوار رہیے! ہم آپ کے ساتھ پیدل چلتے ہیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ امتیاز گوارا نہ کیا۔ اور فرمایا:

"تم نہ مجھ سے زیادہ چلنے کی طاقت رکھتے ہو اور نہ میں ثواب سے مستغنی ہو سکتا ہوں۔"

سبحان اللہ! مساوات کے داعی اعظم نے عملی طور پر مساوات کا کیسا شاندار مظاہرہ فرمایا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک معجزہ

راستے میں ایک اونٹ تھک کر بیٹھ گیا اور کسی طرح اُٹھنے پر آمادہ نہ ہوا۔ اس اونٹ پر سواری کرنے والوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارا اونٹ چلنے سے رہ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا سا پانی منگایا اور کُلی کر کے پانی والے برتن میں ڈال کر فرمایا "اونٹ کا منہ کھولو!"

اونٹ کا منہ کھولا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پانی اس کے منہ میں اور باقی اس کے بدن پر ڈال دیا۔ اس نے آبِ حیات کا اثر دکھایا یہاں تک کہ اونٹ کی ساری تھکاوٹ دُور ہوگئی اور وہ اُٹھ کر نہایت تیز رفتاری سے چلنے لگا۔

مشرکین کے بارے میں اطلاع

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وادیٔ ذفران پہنچے تو اطلاع ملی کہ کاروانِ ابوسفیان کو بچانے کے لئے مشرکین مکہ بڑی تعداد میں آرہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے جاں نثاروں کو جمع فرمایا اور بتایا کہ مشرکین پوری تیاری سے آرہے ہیں۔ اب تمہاری کیا رائے ہے؟ ابوسفیان کا تعاقب کیا جائے یا مشرکین سے مقابلہ کیا جائے؟

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باقاعدہ جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے تھے اس لئے بعض افراد نے رائے دی کہ جنگ کرنے کی بجائے قافلے کا تعاقب کیا جائے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ کم ہمتی پسند نہ آئی۔ اور رُوئے انور پر ناگواری کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور بہت عمدہ گفتگو کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی نہایت اعلیٰ جذبات کا اظہار کیا۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اٹھے اور پُرجوش انداز میں کہا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جو اللہ کا حکم ہو، اس پر عمل کیجئے، ہم ہر صورت میں آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم! ہم آپ کو وہ جواب کبھی نہیں دیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم نے دیا تھا کہ آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں۔"

غزوۂ بدر

یہ غزوہ تاریخِ اسلام میں مینارۂ نور کی حیثیت کا حامل ہے اس کی جگمگاتی روشنیوں نے کفر و شرک کی ظلمتوں کا سینہ چاک کر دیا اور چار دانگِ عالم میں نورِ اسلام کی ضوفشانی کے لئے راہ ہموار کر دی۔

۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری میں پیش آنے والا یہ معرکہ اپنے اندر سرفروشی و جانبازی، ایثار و قربانی اور عشق و محبت کی لازوال در بے مثال داستانیں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

مشرکین کی سرمستیوں کا سبب ان کی معاشی خوشحالی تھی جو تجارتِ شام کی وجہ سے ان کو حاصل تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس تجارت کا راستہ روکنے کے لئے تجارتی کاروانوں پر حملوں کی منصوبہ بندی فرمائی اور اس مقصد کے لئے متعدد مہمیں روانہ فرمائیں۔ بعض مہمات میں بہ نفسِ نفیس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود شامل ہوتے تھے۔

بہرحال ۲ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اطلاع ملی کہ ایک بڑا کاروانِ تجارت ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے واپس آرہا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور فرمایا:

"قریش کا ایک بڑا قافلہ بہت سا مال اور سامان لے کر شام سے آرہا ہے۔ اُس پر حملے کی تیاری کرو۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ مال و متاع تمہیں عطا فرمادے۔"

یہ پہلا موقع تھا کہ آپ نے مہاجرین و انصار دونوں کو نکلنے

کا حکم دیا تھا۔ اس لئے انصار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس طرح مجموعی تعداد تین سو سے بڑھ گئی۔ جن میں ساٹھ ستر مہاجرین تھے اور باقی تمام انصار تھے۔ چنانچہ آٹھ رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ سے نکلے اور اس کاروانِ عشق کی قیادت فرماتے ہوئے بدر کی طرف چل پڑے۔ کیونکہ اطلاعات کے مطابق قافلے کا رخ اسی کی طرف تھا۔

ابوسفیان کے مُخبروں نے جب اس کی اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم متعدد ساتھیوں سمیت مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے ہیں تو وہ خوفزدہ ہوگیا۔ اُس نے اُسی وقت ایک تیز رفتار قاصد ضمضم غفاری کو تیار کیا اور اسے ہدایت کی کہ جتنی جلدی ہو سکے مکّہ پہنچو اور اہلِ مکّہ سے کہو کہ اپنے مال و اسباب کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اور اُن کے ساتھیوں کے ہاتھ لگنے سے پہلے فوراً پہنچو۔

ضمضم بہت جلد مکّہ پہنچ گیا۔ اپنی آواز کو مزید مؤثر بنانے کیلئے اس نے اونٹ کے ناک کان کاٹ ڈالے۔ کجاوہ الٹا کر دیا اور اپنا گریبان پھاڑ دیا اور چلّانے لگا:

"اے جماعتِ قریش! قافلہ کو فوراً پہنچو۔ ابوسفیان تمہارا مال لے کر آرہا ہے اُس پر محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اور اس کے جملہ ساتھیوں نے حملہ کر دیا ہے۔ فریاد ہے فریاد ہے!"

ضمضم کا واویلا سُن کر بہت لوگ جمع ہوگئے۔ مگر اندر سے سب کے دل لرز رہے تھے۔ لیکن پھر بھی کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) اور اس کے ساتھیوں نے اس قافلے کو بھی عمر بن حضرمی کے قافلے کی طرح تر نوالہ سمجھا ہوگا۔ مگر اس دفعہ انہیں پتہ چل جائے گا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلّم! ہم یہاں نہیں بیٹھیں گے۔ بلکہ جب تک دم میں دم ہے آپ کا ساتھ دیں گے۔ ہم آپ کے آگے لڑیں گے پیچھے لڑیں گے، دائیں لڑیں گے بائیں لڑیں گے۔ ہمیں آپ برک الغماد[1] لے جائیں تو ہم وہاں بھی چلے جائیں گے۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی ولولہ انگیز تقریر سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بہت خوش ہوئے۔ مگر ابھی کچھ اور لوگوں کا بھی امتحان مقصود تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام سے دوبارہ مشورہ طلب کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوبارہ اٹھے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلّم! ہم قریشی لوگ ہیں بات کے دھنی اور قول کے پکّے۔ ہم نے کبھی ذلّت کا راستہ اختیار نہیں کیا اور نہ ہم میں سے کوئی شخص ایمان سے منحرف ہوا ہے۔ جس طرح آپ بہتر سمجھتے ہیں تیاری کیجئے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تیسری بار فرمایا: "اَشِیْرُوْا عَلَیَّ"۔

---

[1] "برک الغماد" ملکِ حبشہ کا ایک شہر ہے جو اہلِ عرب میں دُوری کی وجہ سے ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ قدیم الاسلامی صحابی ہیں اور نہایت معزز ہستی ہیں۔ بڑے قدآور لحیم شحیم تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مشہور تیراندازوں میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شانہ بشانہ بلکہ پیش پیش رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے محبّت کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔" ان چار خوش نصیبوں میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل ہے۔ سُبحان اللہ! حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے محبوب ہیں۔ مقداد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی چچازاد بہن ضباعہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ زہے نصیب!

دراصل جوش و جذبہ کا مظاہرہ صرف مہاجرین نے کیا تھا۔ انصار ہنوز خاموش تھے۔ مگر تیسری بار جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ طلب کیا تو انصار سمجھ گئے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری زبان سے بھی کچھ سُننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انصار کے ایک سردار حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! شاید آپ ہماری رائے جاننا چاہتے ہیں"۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اور خوب کہا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، آپ کی تصدیق کی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغام آپ لائے ہیں اس کی حقانیت کی گواہی دی ہے۔ اور ہر حال میں آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد کیا ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ممکن ہے آپ کا خیال ہو کہ انصار صرف اس وقت ساتھ دینے کے پابند ہیں جب دشمن مدینہ پر حملہ آور ہو، لیکن میں تمام انصار کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ہر صورت آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ جہاں تشریف لیجانا چاہیں، جائیں۔ جن سے تعلق رکھنا چاہیں، رکھیں۔ جن سے تعلق توڑنا چاہیں، توڑیں۔ جس سے صلح کرنا چاہیں، صلح کرلیں، جس سے جنگ چاہیں، جنگ کریں۔ ہمارا مال جتنا چاہیں لے لیں۔ وہ مال جو آپ لیں گے ہمیں اس مال سے زیادہ محبوب ہوگا جو ہمارے پاس رہ جائے گا۔ غرضیکہ ہم ہر حال میں تابع فرمان رہیں گے۔ خدا کی قسم! ہم کو آپ اگر سمندر میں گھسنے کا حکم دیں گے تو ہم بے دھڑک گھس جائیں گے۔ ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ اس لئے جنگ یا کاروان میں سے

جو صورت آپ پسند فرمائیں، وہ اختیار کیجئے! اور جہاں تک لڑنے کا تعلق ہے تو ہم لڑائی میں ثابت قدم رہیں گے۔ ہم پوری سچائی سے مقابلہ کرنے والے لوگ ہیں۔ اگر جنگ ہوئی تو انشاء اللہ ہماری جرأت و شجاعت کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ اس لئے اللہ کی رحمت و برکت کے ساتھ آگے بڑھئے۔ ہم ہر مقام پر آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہوں گے"۔

سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے اس نہایت ہی پُر اثر خطاب سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُوئے مبارک فرطِ مسرت سے چمک اُٹھا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سِیْرُوْا وَاَبْشِرُوْا ۔۔۔۔۔۔" (آگے بڑھو اور بشارت ہو تم کو) کہ میرے رب نے دو میں سے ایک چیز کا میرے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے۔ یا تو قافلہ ہاتھ آئے گا یا جنگ میں فتح حاصل ہوگی ۔۔۔۔۔۔" اور میں ابھی سے دیکھ رہا ہوں کہ کس کافر نے قتل ہو کر کہاں گرنا ہے"۔

بدر کے قریب پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ لوگ پانی لیجانے والے دو غلام پکڑ لائے اور ان سے پوچھنے لگے کہ تمہارا کس سے تعلق ہے؟

انہوں نے کہا: "ہم اہلِ مکہ سے ہیں اور ان کی ضروریات کیلئے پانی مہیا کرنے پر مامور ہیں"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا کہ ان کا تعلق ابوسفیان سے ہے۔ اور غلاموں کی بات پر یقین نہ آیا تو انہیں مارنے لگے۔ غلاموں نے یہ دیکھا کہ اس طرح جان نہیں چھوٹتی تو کہا ہم ابوسفیان کیساتھ ہیں۔ یہ سُن کر صحابہ مطمئن ہو گئے۔ جب یہ پوچھ گچھ ہو رہی تھی اس وقت دلو

کا حال جاننے والے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "جب غلام سچ بول رہے تھے تو تم نے انہیں مارنا شروع کر دیا اور جب ڈر کے مارے جھوٹ بولنے لگے تو چھوڑ دیا۔ اللہ کی قسم! ان کا تعلق مکہ والوں ہی سے ہے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اہلِ مکہ کے بارے میں جو کچھ تمہیں معلوم ہے، بتاؤ!"

غلاموں نے دُور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ اہلِ مکہ اس ٹیلے کے پیچھے ہیں۔"

"تھوڑے ہیں یا زیادہ؟"

"بہت زیادہ اور نہایت زور آور ہیں!"

"صحیح تعداد کیا ہے؟"

"اس بارے میں ہمیں علم نہیں!"

جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت کوشش کی کہ وہ صحیح تعداد بتا دیں مگر اس سلسلے میں انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا طریقہ اختیار فرمایا اور پوچھا:

"روزانہ کتنے اونٹ ذبح کیے جاتے ہیں؟"

"کبھی نو کبھی دس!"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اُن کی تعداد نو سو سے ایک ہزار تک ہو سکتی ہے۔" (غالباً ایک اونٹ سو آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔)

پھر پوچھا: "قریش کے معززین میں سے کون کون ساتھ ہیں؟"
انہوں نے بہت سے سرداروں کے نام بتا دیئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا:
"مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے نکال کر تمہارے سامنے پھینک دیئے ہیں۔" (سیرتِ ابنِ ہشام جلد ۲)

ایک اور خواب

جب مشرکین نے جحفہ میں پڑاؤ کیا۔ (جحفہ ایک جگہ کا نام ہے) تو جہم ابن صلت نے، جو خاندانِ عبدالمطلب کا ایک فرد تھا، خواب دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ایک شخص چلا آرہا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ایک خالی اونٹ بھی آرہا ہے ایک جگہ آکر وہ سوار آکر ٹھہر گیا۔ اور بہت سارے رؤسائے قریش کے نام لے کر بآوازِ بلند اعلان کرنے لگا:

قُتِلَ عُتْبَۃُ وَشَیْبَۃُ وَاَبُو الْحَکَمِ وَاُمَیَّۃُ ......

"عُتبہ، شیبہ، ابوجہل، اُمیہ سب مارے گئے۔"

یہ اعلان کرنے کے بعد سوار نے اونٹ کے گلے میں تلوار گھونپ دی جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کو مشرکین کے لشکر کی طرف بھگا دیا۔

اب جہم نے یہ دہشت ناک منظر دیکھا کہ اونٹ گلے کٹے ہوئے کے ساتھ سارے لشکر میں دوڑتا پھر رہا ہے اور فوارے کی طرح اُبلتے خون کے چھینٹے خیموں میں پڑ رہے ہیں۔ بالآخر کوئی خیمہ ایسا نہ رہا کہ جس پر خون کے چھینٹے نہ پڑے ہوں۔ جہم خوفزدہ ہو کر جاگا اور لوگوں کو اپنا خواب بتانے لگا۔ ابوجہل کو پتہ چلا تو اس نے طنزاً کہا:

"لو! خاندانِ عبدالمطلب میں ایک اور نبی پیدا ہوا ..... کل جب مقابلہ ہوگا تو یہ خود دیکھ لے گا کہ کون مقتول ہوتا ہے ..... ہم، یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے ساتھی!"

ابوجہل نے عاتکہ کے خواب کے بارے میں بھی ایسی ہی لائے

ظاہر کی تھی مگر درحقیقت یہ دونوں خواب سچے تھے اور ان کی صداقت ظاہر ہونے والی تھی۔ ابوجہل کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ جنگ ہو کے رہی۔ ابوسفیان نے بھی کہا کہ ہم حملے کی زد سے بچ کر نکل آئے ہیں اب جنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ چنانچہ بنی زہرہ کے اخنس نے بھی یہی رائے دی کہ اب جنگ کی ضرورت نہیں رہی، واپس چلیں۔

بالآخر وہ دن بھی آگیا جب دونوں فوجیں ایک دوسری کو نظر آنے لگیں۔ ایک فوج نے بدر کے ایک سرے پہ پڑاؤ ڈالا اور دوسری نے دوسرے کنارے پہ۔ اس میدان میں کنوئیں بہت کم تھے۔ جو تھے ان میں پانی برائے نام تھا۔ جو نسبتاً بہتر تھے ان پر مشرکین کا قبضہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کنوئیں کے پاس پڑاؤ کیا تھا وہ مشرکین کی فوج سے کافی دور تھا۔ اس لئے حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "یارسول اللہ! یہاں قیام کرنے کے بارے میں حکم نازل ہوا ہے یا محض حربی نقطۂ نظر سے جگہ کا انتخاب فرمایا ہے؟"

"صرف جنگی تدبیر سے ایسا کیا گیا ہے۔" جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر حکم الٰہی نہیں ہے تو جو مشرکین کے قریب ترین کنواں ہے اُس پہ قبضہ کر لیں اور باقی کنوئیں پاٹ دیں تاکہ دشمن ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔" حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے نہایت ادب سے عرض کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی رائے پسند آئی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے قریب والے کنوئیں پہ قبضہ کرنے کے بعد باقی کنوؤں کو بند کرنے کا حکم دے دیا۔ کنوؤں میں پانی چونکہ برائے نام تھا، مشرکین کے کنوئیں کا پانی جلد

ختم ہو گیا۔ پھر وہ مسلمانوں کے قریب پانی کے کنوئیں کی طرف پانی بھرنے آئے۔ دشمنی کے باوجود رحمۃ للعالمین آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "ان کو جی بھر کے پانی پینے دو!"

سائبان

لڑائی سے پیشتر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی، "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر اجازت ہو تو ہم آپ کے لئے ایک سائبان بنا دیں جس میں آپ قیام فرمائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی تو ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اگر خدانخواستہ مزاحمت اٹھانا پڑی تو اس صورت میں آپ واپس مدینہ تشریف لے جائیں، وہاں آپ سے بے پناہ محبت کرنیوالے لوگ موجود ہیں۔"

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تجویز سے اتفاق فرمایا اور ایسی عمدہ رائے دینے پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور ان کے لئے دُعا فرمائی۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے لئے ایک سائبان سا بنا دیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے اختتام تک قیام پذیر رہے۔

بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ

جس دن معرکۂ کارزار گرم ہونا تھا اس سے ایک دن پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان بدر کا معائنہ فرمایا اور مختلف جگہوں پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہاں فلاں کافر نے مر کر گرنا ہے اور یہاں فلاں نے۔۔ ۔۔۔ موت اور مقام کے یہ فیصلے اتنے اٹل اور قطعی تھے کہ حرف بہ حرف پورے ہوئے۔ نہ تو ان بدبختوں سے کوئی زندہ بچا اور نہ ہی آپ کے بتائے ہوئے مقام سے ہٹ کر مرا۔

مسلمانوں کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے مشرکین نے

عمیر ابن وہب کو بھیجا۔ اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر لشکرِ اسلام کے
گرد چکر لگایا اور آ کر کہا: یہاں پر موجود آدمی صرف تین سو (۳۰۰)
کے لگ بھگ ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی کہیں دور تک نظر نہیں آتا۔
اس نے آ کر عتبہ اور حکیم بن حزام سے بات کی کہ وہ لوگ سر پر کفن باندھ
کے آئے ہیں، وہ تین سو کے قریب ہیں۔ ہمارے تین سو آدمی تو ضرور
مار ہی دیں گے تو پھر ہماری زندگی میں کیا خوشی رہ جائے گی۔ عتبہ نے
کہا جنگ نہ ہو تو بہتر ہے۔ مگر جب حکیم بن حزام نے ابوجہل سے بات
کی کہ مجھے عتبہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ تو
ابوجہل نے جھٹ سے کہا: عتبہ ڈر کر ایسی بزدلانہ باتیں کر رہا ہے۔
اب پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!

صف آرائی

۱۷ رمضان المبارک بروز جمعہ علی الصبح آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حربی
اصولوں کے مطابق فوج کو منظم کیا۔ مہاجرین کا علم حضرت مصعب
بن عمیر رضی اللہ عنہ کو، خزرج کا حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو اور اوس
کا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ مجاہدین کی صفیں قائم
کیں۔ جب آپ صفیں درست فرماتے ہوئے حضرت سواد بن غزیہ
رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ سواد صف سے کچھ آگے نکلے ہوئے
ہیں۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے تیر یا
چھڑی کو اُن کے پیٹ پر رکھ کر ذرا سا پیچھے دھکیلا اور فرمایا:
"اِستَوِ یَا سَوَادُ!" (سواد صف میں سیدھے ہو کر کھڑے رہو)
حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے موقع غنیمت جانا اور کہا "یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے جہاں دباؤ ڈالا ہے وہاں مجھے درد
ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق و عدل کے ساتھ بھیجا ہے اس

لئے مجھے بدلہ دیجئے!"
اللہ اکبر! اس انوکھے مطالبے پر حق و صداقت کے علمبردار اس
عظیم سپہ سالار کی جبیں پر ناگواری کی کوئی شکن نہیں آئی بلکہ نہایت
خندہ پیشانی سے اپنا پیٹ کھول دیا اور سواد رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
"لے لو بدلہ!"
ایک سپاہی اپنے سپہ سالار سے بدلہ لے، ایک غلام اپنے آقا
سے بدلہ لے، ایک عاشق اپنے محبوب سے بدلہ لے، ایک اُمتی اپنے
رسول سے بدلہ لے۔ یہ بھلا کب ممکن ہے؟ وہ تو ایک بہانہ تھا، ایک
حیلہ تھا شکم بے حجاب کرانے کے لئے۔ اور جب سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکم اطہر سے کپڑا اٹھایا تو اسود رضی اللہ عنہ
والہانہ انداز میں لپٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے مقدس شکم پر بوسوں کی بارش کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حیرت سے پوچھا..... "یہ کیا کر رہے ہو سواد؟" "یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم! جنگ کا مرحلہ درپیش ہے" حضرت سواد رضی اللہ
عنہ دل کی بات زبان پر لاتے ہوئے گویا ہوئے۔ "ہو سکتا ہے کہ
میں اس لڑائی میں کام آ جاؤں، میرا دل چاہتا تھا کہ آپ کے ساتھ
میری آخری ملاقات اس حال میں ہو کہ میری جلد آپ کی جلد انور
کے ساتھ مس ہو رہی ہو" رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اُن کی اس ادا سے بہت متاثر ہوئے اور اُن کیلئے دُعا فرمائی۔
آہ! کیا جذبے تھے! کیا ادائیں تھیں..... محبت بھری اور
پیاری پیاری!

ایفائے عہد

عددی اعتبار سے مسلمان اتنے کم تھے، کہ
قباث ابن اشیم رضی اللہ عنہ (جو ابھی مسلمان

نہیں ہوئے تھے) کو حیرت ہو رہی تھی کہ یہ مٹھی بھر لوگ ہمارا کیا مقابلہ کریں گے ان کے مقابلے میں تو اگر مکے کی عورتیں بھی نکل آئیں تو انہیں اپنی آستینوں سے مار مار بھگا دیں[1]۔ عددی قلت کے اس عالم میں اگر ایک دو آدمی بھی بڑھ جائیں تو کافی حوصلہ بلند ہو جاتا ہے مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی شدید ضرورت میں بھی ایفائے عہد کو مقدم رکھا اور دو صحابیوں کو جنگ میں شرکت کی اجازت نہ دی۔ یہ دو صحابی حضرت حذیفہ اور ان کے والد حضرت حسیل رضی اللہ عنہما تھے جو مکہ سے آتے ہوئے مشرکین کے ہاتھ لگ گئے تھے۔ مشرکین نے اُن سے کہا "اگر تم وعدہ کرو کہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر ہمارا مقابلہ نہیں کرو گے تو ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں۔"

انہوں نے وعدہ کر لیا تو مشرکین نے انہیں چھوڑ دیا۔ یہ میدانِ بدر میں پہنچے اور راستے میں جو واقعہ پیش آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کر دیا۔ اُن کی بات سُن کر رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] قباث بن اشیم غزوۂ خندق کے بعد مسلمان ہو گئے تھے اُن کے اسلام لانے کا واقعہ ان کی زبانی سنئے:

مَیں غزوۂ احزاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: تو وہی ہے نا جس نے غزوۂ بدر میں یہ کہا تھا کہ "اِن کے مقابلہ میں اگر مکہ کی عورتیں بھی نکل آئیں تو انہیں اپنی آستینوں کے ساتھ مار مار کر بھگا دیں"؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ یہ کلمے نہ میری زبان سے ادا ہوئے نہ میرے لبوں تک پہنچے، نہ کسی نے مجھ سے سُنے۔ یہ تو ایک خیال تھا جو ایک لمحہ کے لئے میرے دل میں گزرا تھا اور آپ اس پر بھی مطلع ہو گئے۔" میں نے پڑھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہم ہر صورت میں عہد وفا کریں گے۔ ہمیں صرف اللہ کی مدد درکار ہے۔" (مستدرک جلد ۳)

آغازِ جنگ

عرب میں جنگ کا آغاز اس طرح ہوا کرتا تھا کہ پہلے ایک فریق کے مشہور شجاع انفرادی طور پر سامنے آتے تھے اور اعلان کرتے تھے کہ ہے کوئی جو ہمارا مقابلہ کرے؟ اس پر دوسرے فریق سے بھی چند بہادر نکل آتے تھے۔ اور مصروفِ پیکار ہو جاتے تھے۔ جب تک یہ سلسلہ جاری رہتا عام حملہ نہیں کیا جاتا تھا۔

غزوۂ بدر کی ابتدا بھی اسی طرح ہوئی۔ سب سے پہلے عتبہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے ساتھ سامنے آیا اور مبارزت طلب کی جسے سُن کر انصار میں سے تین پُرجوش نوجوان معاذ، معوّذ اور عوف رضی اللہ عنہم باہر نکل آئے۔ عتبہ نے ان سے پوچھا: "تم کون لوگ ہو؟"

"ہمارا تعلق انصار سے ہے"۔ انہوں نے جواب دیا۔

"ہمارا تمہارا کیا مقابلہ؟" عتبہ اور اس کے ساتھیوں نے نخوت سے کہا۔ "ہم صرف اپنی حیثیت کے لوگوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں!"

پھر عتبہ نے بلند آواز سے کہا...... اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) سُنئے! ہمارے ساتھ معرکہ آزمائی کے لئے ہمارے معیار کے آدمی بھیجو جو ہماری قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔"

چونکہ عتبہ اور شیبہ معمّر تھے جبکہ ولید نوجوان تھا۔ اس لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ انتخاب بھی بنی ہاشم کے تین ایسے افراد پر پڑی جن میں سے دو بڑی عمر کے تھے یعنی حضرت حمزہ اور حضرت ابو عبیدہ اور ایک نوجوان یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو نام بنام پکارا:

"قُم یَا عُبَیدَۃُ! قُم یَا حَمزَۃُ! قُم یَا عَلِیُّ!

تینوں اِس پکار پر لبیک کہتے ہوئے اٹھے اور دشمنوں کے رُوبرو جا کر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے پوچھا..... "تم کون لوگ ہو؟"
تینوں نے اپنا تعارف کرایا۔ تو عتبہ نے کہا "اب ٹھیک ہے۔ تم ہمارے ہمسر اور معزز لوگ ہو۔"

مقابلہ شروع ہوا۔ حمزہ و علی رضی اللہ عنہما تو اللہ کے شیر تھے لہٰذا شیروں ہی کی طرح اپنے حریفوں پر جھپٹے اور پہلے ہی حملے میں اُن کو خاک و خوں میں لوٹا دیا البتہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ طول پکڑ گیا۔ انہوں نے اپنے مدمقابل کو خاصا زخمی کر دیا تھا مگر خود بھی کافی زخمی ہو گئے تھے اور ایک پنڈلی کٹ گئی تھی۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ان کی مدد کے لئے آگے بڑھے اور ایک لمحہ میں اُن کے حریف کا کام بھی تمام کر دیا۔ اور پھر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر زخمی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب لا کر ڈال دیا۔ کٹی ہوئی پنڈلی جس سے خون بہہ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے دردوں کا مداوا یوں کیا کہ اپنا پائے اطہر اُن کے چہرے کے قریب کر دیا اور انہوں نے اپنا رُخسار اس مقدس پاؤں پر رکھ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:
"اَلَستُ شَہِیدًا یَا رَسُولَ اللہِ" (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں شہید نہیں ہوں؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ..... اَشہَدُ اَنَّکَ شَہِیدًا۔ (میں گواہی دیتا ہوں کہ تم شہید ہو)

اس کے بعد سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سائبان کے نیچے چلے گئے جو آپ کے لئے بنایا گیا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ حضرت سعد ابن معاذ اور چند انصاری نوجوان

رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور چند انصاری نوجوان شمشیر بکف دروازے پہ کھڑے ہو گئے۔ تاکہ کسی مشرک کو اس طرف آنے کی جرأت نہ ہو۔ جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی ہاتھ اٹھا کر اور کبھی سجدہ ریز ہو کر دعا مانگتے اور عرض کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ: مجھے فتح و نصرت عطا کرنے کے جو وعدے کر رکھے ہیں آج میں اُن کے پورا کئے جانے کا طالب گار ہوں۔ اور فرماتے: "اے اللہ! اگر اہلِ ایمان کی اس جماعت کو تُو نے ہلاک کر دیا تو لَن تُعبَدَ بَعدَ ذٰلِکَ الیَومِ .... پھر آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا بھی کوئی نہ رہے گا۔ اے اللہ! اگر دشمن غالب آ گئے تو شرک مسلط ہو جائے گا اور تیرا دین کہیں بھی قائم نہیں ہو سکے گا۔"

پھر نماز سے نیاز کی طرف رجوع فرماتے اور کہتے:
"اے اللہ! فتح و ظفر عطا فرما اور شکست کی ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھ! یا حَیُّ یا قَیُّوم"!

اس دن جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ کا وِرد اس کثرت سے کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:... میں وقفے وقفے سے کئی بار میدانِ کارزار سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گیا اور ہر دفعہ یہی دیکھا کہ آپ سجدے میں سر رکھے محوِ مناجات ہیں اور اسمائے حسنیٰ "یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ" کا وِرد فرما رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھے اور بے قرار ہو کر آگے بڑھے، چادرِ مبارک کاندھے پہ درست کی اور پُشتِ انور سے چمٹ کر بصد اندازِ غمگساری عرض گزار ہوئے: "اب بس بھی کیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے تو الحاح و زاری کی حد کر دی ہے اللہ

تعالیٰ آپ سے کئے ہوئے وعدے ضرور پورے کرے گا اور آپ کی ساری
تمنائیں بر لائے گا۔" (زرقانی جلد ۱/ سیرت حلبیہ جلد ۲)

ادھر اللہ کا محبوب آنسوؤں کے خزانے لُٹا رہا تھا تو اُدھر اُن کے
جاں نثار جانوں کے نذرانے پیش کر رہے تھے۔ سب سے پہلے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مہجع رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور عامر
حضرمی کے چلائے ہوئے تیر سے شہید ہو گئے۔ یہ مہاجرین کی طرف سے
خون کا پہلا نذرانہ تھا۔ ان کے بعد حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ حوض
کے کنارے پانی پی رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے تیر آ لگا۔ زخم
کاری تھا لہٰذا جاں بحق ہو گئے۔

بشارت:

جانِ کائنات سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دُعاء و مناجات سے فارغ ہوئے تو آپ کو اونگھ
آ گئی۔ چند لمحوں بعد آنکھیں کھولیں اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے
فرمایا: "ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) خوش ہو جاؤ کہ اللہ کی مدد آ پہنچی ہے۔
یہ سامنے حضرت جبریل علیہ السلام اپنے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے
ہیں۔ ان کے دانتوں پہ غبار نظر آ رہا ہے۔" جبرئیل امین علیہ السلام کے
علاوہ بھی ہزاروں ملائکہ نازل ہوئے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں اس
کا مفصل بیان ہے۔ مگر ان کے نزول کا مقصد اہلِ ایمان کے دلوں
کو مضبوط کرنا تھا۔ ۔ ۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ
قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ط جزوی طور پہ اگرچہ بعض ملائکہ عملاً بھی جنگ میں
شریک ہوئے تھے تاہم یہ شرکت بہت محدود پیمانے پہ ہوئی تھی۔
اس کے بعد آپ سورۂ قمر کی یہ آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ
الدُّبُرَ ۔ ۔ ۔ تلاوت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے اور شہادت
کے فضائل بیان فرما کر مجاہدین کو صبر و ثبات کی تلقین فرمائی۔

"آج جو شخص بھی راہِ خدا میں ثابت قدمی سے لڑے گا اور پیٹھ
نہیں پھیرے گا وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔"
"اُٹھ کھڑے ہو اُس جنت کو حاصل کرنے کے لئے جس کی چوڑائی
آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔"
یہ سُن کر حضرت عمیر ابنِ حمام رضی اللہ عنہما فرطِ مسرت سے پکار
اُٹھے: "واہ وا!"
جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا۔ ۔ ۔ "کس بات
پہ واہ وا کر رہے ہو عمیر؟"
"اس لئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کہ امید ہے میں
بھی یہ سعادت حاصل کر لوں گا۔" اُس وقت حضرت عمیر رضی اللہ عنہ
کے پاس کچھ کھجوریں تھیں وہ کھاتے جا رہے تھے۔ خیال تھا کہ کھجوریں ختم
کر کے جہاد میں شامل ہو جاؤں گا۔ مگر شہادت کا جذبہ اتنا غالب آ
گیا کہ اتنی تاخیر بھی گوارا نہ ہوئی۔ کہنے لگے کھجوریں ختم ہونے تک میں
زندہ رہوں؟ یہ تو بڑا طویل عرصہ ہے!
چنانچہ کھجوریں ایک طرف اُچھال دیں اور تلوار لے کر دشمنوں
پر ٹوٹ پڑے اور اس وقت تک لڑتے رہے جب تک کہ عروسِ شہادت
سے ہمکنار نہ ہو گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

شہادت حضرت عوف رضی اللہ عنہ

حضرت عوف بن حرث رضی اللہ عنہ نے عرض
کی۔ ۔ ۔ "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے
کے کس عمل سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ ہنس پڑتا ہے؟"
"اس عمل سے" جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا
کہ بندہ زِرہ اور خود کے بغیر ہی لڑائی میں ہاتھ ڈال دے۔ اور اس

وقت تک لڑتا رہے جب تک شہید نہ ہو جائے۔"

یہ سنتے ہی حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ اتار پھینکی اور بے دریغ دشمنوں پہ ٹوٹ پڑے۔ آخر کار لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ (رضی اللہ عنہ)

ایک طرف اگر اہلِ ایمان شمعِ ہدایت پہ نثار ہو رہے تھے، تو دوسری جانب مشرکین کے بڑے بڑے جنگ آزما اور سردار سیدھے جہنم رسید ہو رہے تھے۔ اُمیہ بن خلف، ابوالبختری، ابوجہل اور عبیدہ ابن سعید جیسے دشمنانِ دین بھی مجاہدین کے خارا شگاف حملوں کی تاب نہ لا کر ذلت آمیز موت سے ہمکنار ہو کر واصلِ جہنم ہوئے۔

ابوجہل کی موت

سب سے بڑا کارنامہ دو انصاری نوجوانوں[ل] مُعاذ اور معوّذ رضی اللہ عنہما نے انجام دیا۔ یعنی فرعونِ موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ متکبر، مغرور، خود سر اور ضدی فرعون ابوجہل کو مار گرایا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

ل حضرت مُعاذ اور حضرت مُعوّذ رضی اللہ عنہما دونوں بھائی تھے۔ ان میں سے حضرت معوّذ رضی اللہ عنہ تو اسی غزوہ میں شہید ہو گئے تھے۔ البتہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کافی عرصہ تک زندہ رہے۔ وہ بھی اپنا ایک بازو اس غزوہ کی نذر کر چکے تھے۔ ان پہ ابوجہل کے بیٹے نے حملہ اور ایسا وار کیا کہ کندھے کے پاس سے بازو تقریباً کٹ گیا تھا۔ معاذ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ بازو پوری طرح کٹا نہیں تھا بلکہ تھوڑا سا اٹکا رہ گیا تھا اس لئے لڑائی کے دوران جھولتا اور اٹکتا تھا میں نے اس کو اپنے پاؤں کے نیچے دبایا اور کھینچ کر الگ کر دیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر کے بعد بھی تمام غزوات میں صرف ایک بازو سے دادِ شجاعت دیتے رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دورِ خلافت میں واصلِ بحق ہوئے۔ (سیرتِ ابن ہشام جلد ۲)

بدر کے دن صفِ قتال میں کھڑا تھا کہ اچانک دو نوعمر جوان آئے اور میرے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ اور کہا چچا! آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟" ایک نے کہا۔

"ہاں بھتیجے!" میں نے کہا۔ "مگر تمہارا اس سے کیا کام؟"

"سنا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے؟" اس نے کہا۔ پھر دوسرے نے بھی یہی بات دہرائی۔ بہرحال تھوڑی دیر بعد ابوجہل مجھے نظر آیا۔" میں نے کہا وہ رہا ابوجہل!"

میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ وہ دونوں شہبازوں کی طرح اس پہ جھپٹ پڑے اور لمحوں میں اس کو خاک پہ لٹا دیا۔

پھر دونوں دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!" ہم نے ابوجہل کو مار ڈالا ہے۔"

"تم دونوں میں سے کس نے قتل کیا ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔

"میں نے یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم"۔ ایک نے کہا۔

"نہیں یارسول اللہ! میں نے ابوجہل کو قتل کیا ہے۔ دوسرے نے جھگڑا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی تلواریں دکھاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلواروں کا معائنہ کیا تو دونوں کو خون آلود پایا۔ فرمایا: "تم دونوں نے ابوجہل کو قتل کیا ہے۔"

(سبحان اللہ کیا عادلانہ فیصلہ تھا۔)

معاذ اور معوّذ رضی اللہ عنہما کے حملوں سے ابوجہل کی ٹانگ

کٹ گئی تھی اور زخموں سے چُور ہو کر گر پڑا تھا۔ مُعاذ اور مُعوذ رضی اللہ عنہما یہی سمجھے کہ ہم نے اُسے مار ڈالا ہے۔ مگر درحقیقت وہ ابھی مرا نہیں تھا، سخت مجروح تھا۔

لڑائی ختم ہوئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ابوجہل کے بارے میں پوچھا، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا پتہ چلانے کے لئے نکلے۔ تو ایک جگہ وہ شدید زخمی حالت میں گرا پڑا تھا اور کراہ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن پہ پاؤں رکھا اور کہا: "تو ابوجہل ہی ہے نا! اللہ کے دشمن! دیکھ آج خدا نے تجھے کیسا ذلیل کیا ہے۔"

وہ کہنے لگا "کیا لڑائی جھگڑے میں قتل ہو جانا کوئی ذلت اور شرمندگی کی بات ہے۔ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ کبھی تم جیت گئے کبھی ہم! افسوس صرف اس بات کا ہے کہ مجھے دہقانوں نے مارا ہے۔ (یعنی انصار نے جو کھیتی باڑی کرتے تھے۔) کاش مجھے قتل کرنے والے کسی شریف خاندان کے افراد ہوتے!"

جب ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اُس کا سَر تن سے جُدا کرنے لگے تو اُن کی کُند اور کمزور تلوار نے کام نہ کیا۔ یہ دیکھ کر ابوجہل نے اپنی تلوار اُن کو دی اور کہا: "اس کے ساتھ میرا سر قلم کرو اور کوشش کرو کہ میری گردن جڑ سے کاٹی جائے تاکہ مرنے کے بعد میرا سر اونچا نظر آئے!"

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے اُس کی آخری خواہش پوری کر دی۔ اور اُس کا سر لا کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قدموں میں ڈال دیا۔ اور کہا "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلّم! یہ رہا اللہ اور اُس کے رسول کے دشمن ابوجہل ملعون کا سر!"

٭ لڑائی کے دوران حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُن کو نہتا دیکھ کر ایک جڑ کی لکڑی اُن کے ہاتھ میں تھما دی اور فرمایا: "قَاتِلْ بِهٰذَا يَا عُكَّاشَةُ!" (عکاشہ! (رضی اللہ عنہ) اس کے ساتھ جنگ کرو) حضرت عکاشہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس کو تلوار کی طرح لہرایا تو حیرت انگیز طور پہ وہ لکڑی انتہائی تیز، چمکدار اور مضبوط تلوار بن گئی۔ یہ تلوار مدتوں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر ان کی اولاد کے پاس بطور یادگار رہی تھی۔ (سبحان اللہ)

٭ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی شمشیر بھی شکستہ ہو گئی تو جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو کھجور کی ٹہنی عطا فرمائی اور کہا: "اِضْرِبْ بِهٖ" (اس کے ساتھ دشمنوں کو مارو) اس فرمان کے ساتھ ہی وہ ٹہنی شمشیرِ بُرّاں بن گئی۔

٭ دشمن کے ایک زوردار وار سے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کا پہلو کٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کٹے ہوئے حصے کو اپنے دستِ مبارک سے جوڑا اُوپر لُعابِ دہن مبارک لگایا۔ خون اسی وقت بند اور زخم مندمل ہو گیا۔

٭ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگنے سے ڈھیلا باہر نکل آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے چشمِ مجروح پر اپنا لعاب مبارک لگایا اور دُعا فرمائی۔ اُسی وقت درد دُور اور آنکھ پہلے سے زیادہ روشن ہو گئی۔

٭ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جنگ سے پہلے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی بے سرو سامانی دیکھ کر اللہ کی بارگاہ میں دعا

فرمائی تھی کہ "یا اللہ! میرے اصحاب پیدل ہیں انہیں سواریاں عطا فرما، ان کا لباس ناکافی ہے ان کو پوشاکیں عنایت فرما۔ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ان کو وافر کھانا نصیب فرما!"

تین دن بعد واپسی شروع ہوئی۔ اب واپسی کے وقت اس دُعا کا مشاہدہ ہو رہا تھا۔ سینکڑوں اونٹ، گھوڑے اور بہت سا اسلحہ اور وسیع مقداریں سامانِ خورد و نوش اور مالِ غنیمت ہمراہ تھا۔ علاوہ ازیں ستر (۷۰) قیدی تھے جن میں بعض اہم سردار اور رؤسائے قریش شامل تھے۔ (سیرت حلبیہ جلد ۲)

مقامِ صفرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک قیدی نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا۔ کیونکہ یہ بدزبان اور بے رحم تھا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کلامِ الٰہی کے بارے میں بے ہودہ گفتگو اور بکواس کیا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں کمزور مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانے میں پیش پیش تھا۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حسبِ ارشاد اُس کا سر قلم کر کے واصلِ جہنم کر دیا۔

قتل عقبہ ابن ابی معیط

عرق الظبیہ نامی مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ یہ عقبہ وہی بدبخت اور شقی القلب ہے جس نے ایک دفعہ عین اُس وقت جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحنِ حرم میں سجدہ ریز تھے، غلاظت سے لتھڑی ہوئی اونٹوں کی اوجھڑی لا کر آپ کی گردن مبارک پر رکھ دی تھی۔ اس کے علاوہ بھی اس کے لاتعداد جرائم تھے۔ جب آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اس نے واویلا شروع کر دیا۔ "کہ یہ کیا دھاندلی ہے قیدیوں میں سے صرف

مجھے ہی قتل کیا جا رہا ہے"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اس کی وجہ یہ ہے کہ تو اُن سب سے زیادہ منکر اور مفتری تھا" چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار کے ایک ہی وار نے اُس کو جہنم میں پہنچا دیا۔

عُبیدہ بن سعید کا قتل

عبیدہ ایک مشہور جنگجو تھا۔ اُس دن سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا، صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ کسی عام آدمی کا اس کے ساتھ مقابلہ کرنا خاصا مشکل تھا مگر اس کی بدقسمتی کہ اس کا سامنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہو گیا جو ایک مشاق اور زبردست جنگجو تھے اور جارحانہ مزاج کے مالک تھے۔ انہوں نے پہلے ہی حملے میں اُسے تاک کر برچھی ماری جو سیدھی اس کی آنکھ میں جا کر لگی اور دُور تک گھس گئی اور پھنس گئی۔ حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی لاش پہ پاؤں رکھ کر برچھی کو باہر نکالا۔ چونکہ اس برچھی کے پہلے وار سے ہی ایک بڑے سُورما کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اس لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ برچھی زبیر رضی اللہ عنہ سے لے کر بطور یادگار محفوظ کر لی۔ آپ کے بعد یہ تاریخی برچھی خلفائے اربعہ میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی۔

(بخاری جلد دوم)

فتح کی خوشخبری

مدینہ کے قریب پہنچے تو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ مدینہ کو فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کو روانہ فرمایا اور سواری کے لئے اُن کو اپنی خاص اونٹنی عنایت کی۔ یہ دونوں حضرات مدینہ میں داخل ہوئے تو باآوازِ بلند اعلان کرنے لگے:

"یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَار! مبارک ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیریت سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی ہے اور

مشرکین کو ذلیل و رُسوا کیا ہے۔ اُن کے فلاں فلاں سردار مارے گئے ہیں۔"

منافقینِ مدینہ کو مسلمانوں کی فتح کا یقین نہیں ہو رہا تھا ایک منافق نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے کہا: "مسلمانوں کو شکست ہوچکی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُس کے ساتھی مارے گئے ہیں۔ دیکھتے نہیں ہو اس کی اونٹنی پر زید سوار ہے۔ (یعنی اگر وہ زندہ ہوتے تو اپنی اونٹنی پر خود سوار ہوتے) اور یہ جو فتح کا اعلان کرتا پھرتا ہے اس کا دماغ چل گیا ہے اور اپنی شکست کی خفت مٹا رہا ہے۔"

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نوعمر بیٹے حضرت اُسامہ[1] رضی اللہ عنہ یہ باتیں سُن کر پریشان ہوگئے اور جاکر اپنے والد سے پوچھا: "ابّو! کیا واقعی مسلمانوں کو فتح ہوئی ہے؟"

"ہاں بیٹے! اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یقیناً سچ ہے۔"

---

[1] حضرت اُسامہ اور ان کے والد حضرت زید رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے تھے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ مکہ میں پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں پرورش پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بہت پیار تھا۔ حسنین کریمین کے ساتھ ان کو بھی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی گود میں بٹھا لیتے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے: "الٰہی! میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں تُو بھی ان کے ساتھ محبت رکھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے وقت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۸ اور ۲۰ سال کے درمیان تھی۔ مگر اس نوعمری کے باوجود آپ نے ان کو اپنی زندگی میں متعدد حربی مہمات کا امیر مقرر فرمایا۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعتماد پہ ہمیشہ پُورے اُترے اور جس طرف بھی گئے کامیابی کے جھنڈے گاڑ دئے۔ سوائے غزوۂ بدر کے، کہ اس میں کم عمری کی وجہ سے اُسامہ رضی اللہ عنہ شریک نہیں ہوسکے تھے۔ زندگی کے ہر اہم

یہ فتحِ مبین محض اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد سے ممکن ہوسکی ورنہ اتنے تھوڑے سے بے سروسامانی والے افراد کا اپنے سے تین گنا زائد اور ہر طرح سے مسلح دشمن پر غلبہ پالینا بظاہر ناممکن تھا۔

اللہ تعالیٰ اسی حقیقت کو اہلِ ایمان کے دلوں میں راسخ کرنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن تمہاری مدد کی تھی ورنہ تم تو بہت کمزور تھے۔)

مجاہدین کے برق آسا حملوں اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنکریاں پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا اعزاز و مرتبہ عطا فرمایا کہ

(حاشیہ اُسامہ رضی اللہ عنہ) ہر موڑ پر اُسامہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو بہ پہلو نظر آئے۔ فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو اُسامہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ حجۃ الوداع میں جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پہ بیٹھے وہ مشہورِ عالم تاریخی خطبہ دے رہے تھے جو خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے، تو اُسامہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُشتِ اطہر و انور سے چپکے بیٹھے تھے۔ اور وصال سے چند روز پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رُومیوں کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر ترتیب دیا اس کی قیادت بھی اُسامہ رضی اللہ عنہ کو سونپی۔ ابھی یہ لشکر زیادہ دُور نہیں گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا۔ حالات خراب ہونے لگے۔ اکثر حضرات نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو واپس بُلا لیجئے۔ موجودہ حالات میں مرکزِ اسلام کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میری یہ جرأت نہیں ہوسکتی کہ جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانہ فرمایا ہو، میں اس کو واپس بلاؤں، خواہ اس کے نتیجے میں میری جان چلی جائے اور پرندے میرا گوشت نوچ کر کھا جائیں۔ اللہ اللہ! کیا ہی سچا عشق تھا صدیق اکبر کا۔ (رضی اللہ عنہ)
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اُسامہ رضی اللہ عنہ کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان کو بڑ

ان دونوں کاموں کو اپنا فعل قرار دیا اور فرمایا کہ اس دن بظاہر مجاہدین کافروں کو قتل کر رہے تھے مگر حقیقت میں انہیں میں قتل کر رہا تھا۔ اسی طرح دیکھنے والوں نے دیکھا تو یہ کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریاں پھینکی ہیں مگر درحقیقت انہوں نے نہیں، میں نے پھینکی تھیں: فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۝ سبحان اللہ! اظہارِ یگانگت کا کیا ہی وجد آفریں انداز ہے۔

استقبال اور مبارکبادیاں

فتح کی نوید جانفزا سُن کر اہلِ مدینہ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ آپ

میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جیسی عزت دیتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے وظائف مقرر کئے تو بدری صحابہ کا دوگنا وظیفہ مقرر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہما دونوں بدر میں شامل نہیں تھے مگر اُسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے بدری صحابہ کے مساوی وظیفہ دیا اور عبداللہ (اپنے بیٹے) کو اس سے نصف ملا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شکوہ کیا "ابا جان! کوئی ایسا معرکہ نہیں جس میں اسامہ رضی اللہ عنہ شامل ہوا ہو اور میں نے اس میں شرکت نہ کی ہو۔ پھر آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو ترجیح مجھے کس بنیاد پر دی ہے؟"

"اس کی وجہ یہ ہے بیٹے!" فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "اُسامہ رضی اللہ عنہ کا باپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیرے باپ سے زیادہ پیارا تھا اور خود اسامہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے زیادہ چاہتے تھے۔"

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۶۲ سال کی عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہ واصل بحق ہوئے۔ (سیرت بیدالوری جلد اوّل)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آتے دیکھا تو بڑھ کر پُرخلوص مبارکباد پیش کی اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَظْفَرَكَ وَاَقَرَّ عَيْنَيْكَ۔ (الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی عطا فرمائی اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا)۔

جب یہ مظفر و منصور لشکر مدینہ منورہ پہنچا تو ایک بار پھر وہی سماں بندھ گیا جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ میں اوّلین تشریف آوری کے موقعہ پر بندھا تھا۔ اُسی طرح ننھی مُنّی بچیاں ٹولیوں کی صورت میں دف بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کر رہی تھیں اور وہی ملکوتی نغمہ اُن کے ہونٹوں پر مچل رہا تھا ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

مشرکینِ مکہ کا حال

جس طرح مدینہ کے منافقین کو مسلمانوں کی فتح کا یقین نہیں آ رہا تھا، اسی طرح مکہ کے مشرکین کو کفار کی شکست پر بھی اعتبار نہیں آ تھا۔ چنانچہ ابن عبد عمر بدر سے بھاگ کر شکست خوردہ و تباہ حال مکہ مکرمہ پہنچا اور لوگوں کو بتایا کہ ہمیں بُری طرح شکست ہوئی ہے اور فلاں فلاں سردار بھی مارے گئے ہیں۔ تو ایک مشہور رئیس صفوان نے کہا (یہ شخص ہوش میں نہیں ہے) ذرا اس سے میرے بارے میں پوچھو کہ بدر میں میرا کیا حشر ہوا؟

جب اس سے صفوان کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا "...... واہ! گویا تم مجھے پاگل سمجھ رہے ہو؟ ارے صفوان تو یہ سامنے بیٹھا ہے۔ البتہ اس کے بھائی اور باپ کو میں نے بدر میں اپنی آنکھوں سے قتل ہوتے دیکھا ہے۔"

یہ سُن کر صفوان کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا اور اسے یقین

آگیا کہ یہ سچ کہہ رہا ہے اس کے دماغ میں کوئی فتور نہیں ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ[1] بیان کرتے ہیں کہ میرے آقا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ اُم فضل رضی اللہ عنہا اور میں غزوۂ بدر سے پہلے اسلام لا چکے تھے البتہ مصلحتاً اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا۔ جب مشرکین جنگ بدر کیلئے روانہ ہوئے تو میرے آقا کو بھی ساتھ لے گئے۔ کچھ دنوں بعد خبر آئی کہ مشرکین مکہ کو شکست ہو گئی ہے تو مجھے اور اُم فضل رضی اللہ عنہا کو دلی مسرت ہوئی۔

صُلح حدیبیہ

صُلح حدیبیہ تاریخ اسلام کا حیرت انگیز معاہدہ ہے جو سرکار

[1] ابو رافع کا نام اکثر مورخین کے نزدیک اسلم ہے۔ پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رافع رضی اللہ عنہ کو ہدیۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں آزاد فرما دیا۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ غزوۂ بدر سے پہلے مشرکین نے ان کو ایک خط دے کر مدینہ منورہ بھیجا۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے میری ملاقات ہوئی تو اسلام میرے دل میں اُتر گیا۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اب میں مشرکین کے پاس نہیں جاؤں گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "نہ میں بدعہدی کرتا ہوں نہ کسی نامہ بر کو یہاں رُکنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اس لئے فی الحال تم خط کا جواب لے کر واپس جاؤ۔ اگر ایمان لانے کا پختہ ارادہ ہو تو دوبارہ آجانا۔" چنانچہ میں جواب لے کر واپس آگیا۔ پھر غزوۂ بدر کے بعد خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور باقاعدہ طور پر مسلمان ہو گیا۔ آپ غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مشرکین مکہ کے درمیان طے ہوا تھا۔ اور جن شرائط پر ہوا تھا ان میں اکثر شرائط ایسی تھیں جو ظاہر طور پر مشرکین کے حق میں تھیں اور مسلمانوں کے خلاف نظر آتی تھیں، ایسے معاہدے کو تسلیم کرنا مسلمانوں کے لئے نہایت مشکل تھا۔ کافی لوگوں اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے روکنے کی کوشش کی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کی نہ سُنی اور معاہدہ کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت اس پر رنجیدہ خاطر تھی۔ ان کے خیال میں یہ ایک قسم کا اعتراف شکست تھا۔ مگر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اللہ تعالےٰ نے اس معاہدہ کو فتح مبین قرار دیا اور یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم نے آپ کی خاطر (یہ معاہدہ) فتح مبین بنا دیا ہے)

سب حیران تھے کہ یہ کس طرح فتح مبین ہو سکتی ہے؟ لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کر دکھایا کہ یہ واقعی فتح مبین تھی۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کعبہ مکرمہ سے جس قدر محبت تھی اس کو سمجھنے کے لئے ان لمحات کو سامنے لائیے:

جب ہجرت کی رات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ سے باہر نکلتے ہیں۔ پھر ایک جگہ ٹھہر جاتے ہیں اور مُڑ کر کعبہ شریف کی طرف دیکھتے ہیں اس وقت چشمانِ مبارک ڈبڈبا جاتی ہیں اور حسرت بھرے لہجے میں فرماتے ہیں:

"اے اللہ کے گھر تو مجھے سارے جہان سے پیارا ہے۔ اگر میری قوم نے مجھے مجبور نہ کیا ہوتا تو میں کبھی تجھے چھوڑ کر نہ جاتا۔"

تیرہ (۱۳) سالہ مکّی زندگی میں ہزارہا مشکلات اور پریشانیوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سہولت حاصل تھی کہ جب جی چاہتا حرم شریف میں چلے جاتے اور طواف کر کے اور اس کے سائے میں نماز ادا کر کے دل ٹھنڈا کر لیتے۔ ہجرت کے بعد آپ مکّہ سے دُور ہو گئے اور مدینہ جا کر اس قدر مصروف ہو گئے کہ طویل عرصہ تک مکّہ آنے کی فرصت نہ ملی۔ یہودیوں اور سرکش قبائل کی طرف سے ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا کہ مدینہ میں کوئی فساد نہ کریں۔ پانچ سال کی مسلسل کوششوں سے مدینہ کافی حد تک محفوظ ہو گیا۔ یہودیوں کو اس سے نکال دیا گیا اور سرکش قبائل کا زور بھی توڑ دیا گیا۔ اب چونکہ سلطنت اسلامیہ کے دارالخلافہ کے لئے کوئی خاص خطرہ نہیں تھا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذیقعدہ ۶ ہجری کو عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام کی معیّت میں کعبہ مکرّمہ کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل گھر ہی میں فرما لیا تھا۔ مسجد ذوالحلیفہ (بیرِ علی) پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر مسجد سے باہر تشریف لائے اور ھدی کے ستّر اونٹ نشان زد کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیروی کی اور پھر سب مل کر لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کا وجد آفریں ترانہ پڑھتے ہوئے مکّہ کی طرف چل پڑے۔ روانگی سے قبل سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صرف ایک ایک تلوار اپنے ساتھ رکھنے کا حکم دیا۔ راستہ طویل تھا۔ اتنے بڑے قافلے کے لئے پانی بہت زیادہ چاہئے تھا۔ اہلِ قافلہ کے پاس پانی کا محدود ذخیرہ تھا جو ختم ہو گیا اور اس بیابان اور صحرا میں انسانوں اور جانوروں کی ہلاکت کا خطرہ پیدا ہو گیا۔

فدیہ اور معجزہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اس وقت اسلام نہ لائے تھے، بہت مالدار تھے۔ ان کی باری آئی تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "چچا جان! اپنا فدیہ ادا کیجئے اور اپنے دو بھتیجوں عقیل اور نوفل کا بھی اور اپنے دوست عتبہ کا بھی۔ یہ خاصی رقم تھی جو چار و ناچار عباس رضی اللہ عنہ نے ادا کر دی مگر ساتھ ہی یہ شکایت کی کہ آپ نے مجھے بالکل قلاش کر دیا۔ اب ساری عمر لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا رہوں گا۔" "نہیں چچا جان!" رحمت جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "آپ بھلا کیسے قلاش ہو سکتے ہیں جبکہ مکّہ سے روانگی کے وقت آپ اپنی اہلیہ اُمِّ فضل کو کافی سارا سونا دے آئے ہیں اور وصیّت کر کے آئے ہیں کہ اگر میں اس جنگ میں مارا جاؤں تو یہ سونا میرے بیٹوں میں اس حساب سے تقسیم کر دینا۔"

حضرت عباس[1] نے بصد حیرت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر سے پہلے ہی ایمان لا چکے تھے البتہ اظہار نہیں کیا تھا۔ فدیہ دیتے وقت بھی انہوں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عظیم معجزہ پر حیرت کے طور پر کلمہ پڑھا تھا اور وہ بھی سرِعام نہیں بلکہ آپ کے رُوبرو۔ عام اظہارِ اسلام فتح مکّہ کے قریب کیا تھا اور یہ سب کچھ آپ کے ایماء پر کیا تھا۔ تاکہ ان کے ذریعے مشرکین کے عزائم کا پتہ چلتا رہے۔ جنگِ بدر میں بادلِ نخواستہ شامل ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پہلے ہدایت فرما دی تھی کہ اگر کسی کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سامنا ہو جائے تو ان پر تلوار نہ چلائے۔

کی بات سُنی اور کہا: ہاں یقیناً ایسا ہی ہے مگر اس راز سے میرا اللہ آگاہ تھا یا میں اور میری بیوی (اُمِ فضل) اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس سے بھی باخبر ہیں؟ اور پڑھا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

غزوہ بدر میں جو قیدی پڑھے لکھے تھے اُن سے وعدہ لیا گیا کہ اگر تم دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو گے تو رہا کر دئے جاؤ گے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو بعد میں بہت بڑے عالم اور میراث کے ماہر تصور کئے جاتے تھے، ابتدائی تعلیم اسیرانِ بدر سے حاصل کی تھی۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲)

نیشاپوری رحمہ اللہ نے سورۃ اقرأ کے متعلق بیان کیا ہے کہ جب سورۃ رحمٰن نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: رؤسائے قریش کے سامنے اسے کون پڑھے گا؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اُن کے سامنے پڑھوں گا۔ جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جا کر اُن کے سامنے سورۃ رحمٰن پڑھی تو ابوجہل نے اُنہیں تھپڑ مارا جس سے اُن کا کان پھٹ گیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہایت غمگین ہوئے۔ اتنے میں دیکھتے کیا ہیں کہ جبرئیل امین علیہ السلام ہنس رہے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے جبرئیل (علیہ السلام) تم ہنستے کیوں ہو؟ وہ بولے بدر کے روز عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ جب بدر کا روز آیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ قتال سے فراغت کے بعد حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں جہاد کی فضیلت سے محروم رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ، تلاش کرو جس کسی میں جان باقی ہو اُسے قتل کر ڈالو تمہیں ایک

شہید کا ثواب مل جائے گا۔ انہوں نے تلاش کیا تو ابوجہل کو اس حالت میں پایا کہ وہ شدید زخمی ہے۔ اس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسی کی تلوار سے اُس کا سر کاٹ دیا اور اُسے اُٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھا سکے۔ آخر کار اُس کا کان چیر کر اُس میں رسّی ڈال کر گھسیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لے گئے۔ اُس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام ہنس رہے تھے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم "کان کے مقابل کان ہو گیا اور سر زیادہ رہا۔" ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُس کو اُٹھا کر اس وجہ سے نہ لا سکے تھے کہ وہ کتا تھا اور کُتے کو گھسیٹا ہی جاتا ہے۔

بلا فدیہ رہائی

بعض نادار قیدی جنگِ بدر میں بغیر فدیہ لئے چھوڑ دیئے گئے۔ ابوعزہ ایک مشہور شاعر تھا۔ اس نے التجا کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جانتے ہیں کہ میرے پاس فدیہ دینے کے لئے مال نہیں ہے۔ میں ایک غریب آدمی ہوں اور پانچ بیٹیوں کا باپ ہوں براہِ مہربانی بے آسرا رہ جانے والی بیٹیوں پر احسان فرمایئے اور مجھے آزاد فرما دیجئے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سُن کر بہت متاثر ہوئے اور ابوعزہ کو رہا کر دیا۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فیاضانہ سلوک کو دیکھ کر بظاہر ابوعزہ مسلمان ہو گیا تھا اور جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں ایک عمدہ نعت بھی کہی تھی۔

مگر افسوس کہ یہ سب اُس کی چالاکی اور لفاظی تھی، دل میں کفر ہی تھا۔ مکہ واپس پہنچا تو مکہ والوں سے کہا میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دھوکہ دے کر آیا ہوں۔

اس کے بعد جنگِ اُحد میں مشرکین کے ساتھ مل کر بڑے جوش وخروش کے ساتھ شامل ہوا، مگر بدقسمتی سے دوبارہ گرفتار ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اُس نے پھر چکنی چُپڑی باتوں سے مُعافی مانگنے کی کوشش کی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ اور میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دھوکہ دے کر آیا ہوں۔"

چنانچہ اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ (سیدالوریٰ اوّل)

رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کھلے منہ والے برتن میں پانی ڈلوائے وضو کا ارادہ فرما رہے تھے کہ اچانک بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھبرائے ہوئے حاضرِ خدمت ہوئے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: "کیا بات ہے؟"

عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! پانی مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اور سوائے اس پانی کے جو آپ صلی اللہ علیک وسلم کے پاس برتن میں ہے کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ نہ پانی پینے کے لئے نہ وضو کے لئے۔

یہ سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس پانی والے برتن میں رکھ دیا۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نگاہوں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ "فَرَاَيْنَا الْمَآءَ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ" (ہم نے دیکھا کہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے اُبل رہا ہے۔ اور یہ پانی اس وقت تک اُبلتا رہا جب تک تمام کاروان کی تمام ضرورتیں پوری نہ ہو گئیں۔ بعد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ اس وقت آپ لوگوں کی تعداد کیا تھی؟ تو جواب دیا کہ ہم ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ تھے۔ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو پانی ہمارے لئے کافی ہوتا۔ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ؎

انگلیاں ہیں فیض پر، ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ وا

نُور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت ایک شخص کو باقی کارواں سے پہلے مکہ مکرمہ بھیج دیا کہ ہمارے اِس عمرے کے بارے میں مشرکین کا کیا ردِعمل ہے۔ وہ آدمی مکہ کے حالات کا جائزہ لے کر واپس آیا اور عسفان نامی جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور اس نے بتایا کہ حالات انتہائی ناسازگار ہیں۔ اہلِ مکہ نے اردگرد کے قبائل کو بھی ساتھ ملا لیا ہے اور انہوں نے عہد کر لیا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور آپ کے ساتھیوں کو ہرگز مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ علاوہ ازیں خالد بن ولید کی قیادت میں دو سو (۲۰۰) افراد پر مشتمل ایک دستہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کا راستہ روکنے کے لئے غمیم کے مقام پر بھی کھڑا ہے۔

اہلِ مکہ کی اِن حرکتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل آزردہ ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ مقابلہ کریں یا پہلو بچا کر آگے نکل جائیں؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! چونکہ آپ لڑائی کے ارادہ سے نہیں آئے اس لئے حتی الوسع بچ بچا کر چلتے رہیں۔ البتہ ہمیں اگر کسی نے روکنے کی کوشش کی تو ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ رائے پسند آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص ہے جو خالد بن ولید کے راستہ سے ہٹ کر کسی دوسرے راستہ سے

ہمیں مکہ لے چلے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے ایک راستہ معلوم ہے۔ چنانچہ اس شخص کی رہنمائی میں یہ کارواں ایک غیر معروف راستہ سے آگے بڑھنے لگا۔ خالد بن ولید کو پتہ چلا کہ مسلمانوں نے راستہ بدل لیا ہے تو اس نے جلدی جا کر اہلِ مکہ کو اس خطرناک صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ (مدارج النبوت)

حدیبیہ میں

جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ راستہ اختیار کیا جائے جس پر چل کر ہم حدیبیہ پہنچ جائیں۔ چنانچہ کاروان نے رُخ اُدھر کر لیا اور جلد ہی حدیبیہ کے قریب پہنچ گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی رائے تھی کہ ہم ازخود کسی سے نہیں لڑیں گے۔ مگر حدیبیہ کے قریب پہنچ کر آپ کی اونٹنی قصویٰ اچانک بیٹھ گئی۔ اس کو اٹھانے کی کوشش کی گئی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

آپ اس غیبی اشارہ سے سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارا بزورِ شمشیر مکہ میں داخل ہونا پسند نہیں۔ چنانچہ لوگوں نے کہا کہ اونٹنی تھک کر بیٹھ گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹنی تھکی نہیں بلکہ اس کو اسی ذات نے روک رکھا ہے جس نے اصحابِ فیل کے ہاتھیوں کو روک رکھا تھا۔ اب اگر اہلِ مکہ نے میرے ساتھ کوئی معاملہ طے کرنا چاہا تو میں صلح کی خاطر ان کی ہر وہ شرط مان لوں گا جو صلہ رحمی اور شعائرِ اللہ کی تعظیم پر مبنی ہو گی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔

معجزہ پانی

حدیبیہ میں ایک کنواں تھا جس کی تہہ میں تھوڑا سا پانی تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پہنچے تو شدید گرمی تھی اور سب کو پیاس تھی۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم کنوئیں پر ٹوٹ پڑے اور ابھی چند ہی افراد پیاس بجھا پائے تھے کہ
پانی نہ رہا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ و
آلہٖ وسلم کے رُوبرو اس پریشانی کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر اُنہیں دیا کہ اسے کنوئیں میں گاڑ
دیں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کنوئیں میں اُترے اور حسبِ فرمان سرورِ
کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے درمیان میں تیر گاڑ دیا۔ وہ بیان
کرتے ہیں کہ تیر گاڑتے ہی پانی اُبلنے لگا اور اتنی تیزی سے بڑھنے لگا
کہ میں بمشکل جان بچا کر باہر نکلا۔ چند لمحوں میں کنواں لبالب بھر گیا اور
کیا انسان کیا جانور سب جی بھر کر سیراب ہوتے گئے۔

بدیل کی آمد

خزاعہ قبیلہ کا رئیس بدیل ابن ورقاء اگرچہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا مگر مسلمانوں کا ہمدرد
تھا۔ وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس
آیا اور پوچھا "کیا آپ جنگ کرنے کے لئے آئے ہیں؟"

"نہیں! ہمارا جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ ہم تو صرف عمرہ کی
غرض سے اور اللہ کے گھر کی زیارت کرنے آئے ہیں۔" آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب دیا۔

بدیل نے واپس جا کر اہلِ مکہ کو پیغام دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم) اور اُن کے ساتھی لڑائی کے لئے نہیں بلکہ عمرہ و زیارت کیلئے آئے
ہیں اس لئے میرے خیال میں انہیں عمرہ کرنے دیا جائے۔ اہلِ مکہ نے
بدیل کو بُرا بھلا کہا اور بولے اگر ان کا جنگ کرنے کا ارادہ نہ ہو تب بھی ہم
مکہ میں انہیں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ کیونکہ لوگ تو یہی کہیں گے کہ
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بزور مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔

بدیل کے بعد اہلِ مکہ نے مکرز کو بھیجا اُسے بھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم نے وہی جواب دیا۔ پھر حلیس کو بھیجا گیا۔ حلیس، مکہ کے گرد و نواح
کا سردار تھا، اسے بھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے مذکورہ جواب
دیا اور فرمایا دیکھو ہم ذبح کے لئے جانور بھی لائے ہیں۔ پھر حلیس نے صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا جن کے بال بڑھے ہوئے ہیں اور سب کے سب
احرام باندھے ہوئے ہیں۔ لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کہہ رہے ہیں تو بےساختہ
بول اٹھا:

"سبحان اللہ! ایسے بےضرر لوگوں کو روکنے کا کوئی جواز نہیں۔
واللہ! یہ کبھی نہ ہوگا کہ اور تو ہر کسی کو طواف و عمرہ کی اجازت ہو لیکن
عبدالمطلب کے بیٹے کو اس سے منع کر دیا جائے" حلیس نے واپس جا کر
مکہ والوں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور ان کے ساتھیوں
کو عمرے سے روکنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ وہ صرف عمرہ کرنے کو
آئے اور ھدیٰ کے جانور بھی ساتھ لائے ہیں، میں نے اپنی آنکھوں سے
ان سب کو احرام باندھے دیکھا ہے۔"

اہلِ مکہ نے کہا: "حلیس! تو ایک دیہاتی آدمی ہے ان باتوں کو
نہیں سمجھتا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ دکھایا ہے یہ اُن کی
چال ہے۔"

اہلِ مکہ کے لئے یہ عجیب بات تھی کہ جو بھی حدیبیہ جاتا، اپنا موقف
بھول جاتا تھا اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ترجمان اور ہمدرد بن
جاتا تھا۔

بہرحال مکہ والوں نے جب حلیس کی بات رد کر دی تو وہ غصے
میں آکر کہنے لگا: "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور اُن کے ساتھیوں
کو عمرے کی اجازت دو ورنہ میں اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اسی
وقت واپس چلا جاؤں گا۔"

اہلِ مکہ نے جب حلیس کو یوں بگڑتے دیکھا تو کہا "اتنی جلدی نہ کر، ذرا ٹھہر جا۔ ابھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مزید بات چیت ہو گی، اس کے بعد کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔"

بالآخر عروہ بن مسعود ثقفی نے اہلِ مکہ سے کہا کہ "میرے بارے تمہارا کیا خیال ہے؟" سب نے کہا: "بلاشبہ تم ایک مخلص انسان ہو!"

عروہ نے کہا: "تو پھر میں خود جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بات کرتا ہوں۔"

عروہ ایک وجیہ سردار تھا اور گفتگو کے فن سے بخوبی واقف تھا۔ اہلِ مکہ نے اسے اجازت دے دی۔ چنانچہ عروہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت فنکارانہ انداز میں گفتگو کا آغاز کیا: "محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم نے مختلف قبائل اور نسلوں کے آدمی اپنے اردگرد جمع کر لئے ہیں اور ان کو ساتھ لیکر اس شہر پر چڑھائی کر دی ہے جو تمہاری آبائی جگہ ہے۔ اس میں تمہارا پورا خاندان آباد ہے۔ یہاں قریش رہتے ہیں جو اپنی آن پر مر مٹتے ہیں۔ قریش کے علاوہ اردگرد کے قبائل بھی اہلِ مکہ کی حمایت میں اکٹھے ہو چکے ہیں۔ ان سب نے عہد کر رکھا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کسی صورت میں بھی مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ یقین کرو اگر اہلِ مکہ نے حملہ کر دیا تو تمہارے ساتھی پہلے حملہ میں بھاگ اٹھیں گے اور تم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔"

چونکہ اس لمبی چوڑی تقریر کا مقصد سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ اسلام کو مرعوب کرنا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ عروہ کو اسی زبان میں جواب دیا جائے جسے وہ بخوبی سمجھتا ہو تاکہ اس کے ہوش ٹھکانے آجائیں۔

"بند کر یہ بکواس! اور جا کر اپنی دیوی لات کا قابلِ ستر حصہ چوس! کیا تو سمجھتا ہے کہ ہم مشکل وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ نہیں! ایسا کبھی نہیں ہوگا۔"

عروہ کو توقع نہیں تھی کہ اس کی بات کا اتنا سخت ردِعمل ہو گا۔ اس لئے حیران رہ گیا اور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے لگا کہ "یہ شخص کون ہے؟"

جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابوقحافہ کا بیٹا ہے" (ابوقحافہ، صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عثمان، ابوقحافہ کنیت ہے۔ بعد میں اسلام لائے) "اس کا مجھ پر احسان نہ ہوتا، تو میں اس کو ایسا ہی تلخ جواب[1] دیتا۔" عروہ نے کہا۔

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے غیر معمولی تلخی کا اظہار اتنا فی البدیہہ اور برموقع تھا کہ عروہ کی ساری اکڑ فوراً ختم ہو گئی اور وہ نرمی پر اتر آیا۔ اور بے تکلفی سے باتیں کرنے لگا۔

عربوں کا رواج تھا کہ آپس میں باتیں کرنے کے دوران وقفہ وقفہ سے ایک دوسرے کی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے رہتے۔ اسی عادت کے مطابق عروہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریشِ مبارک کی طرف ہاتھ بڑھایا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ہتھیار لگائے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت اطہر پہ

---

[1] کافی عرصہ پہلے ایک دفعہ عروہ کو دیت دینی پڑ گئی تھی مگر اس کے پاس اونٹ نہیں تھے کہ وہ دیت دے سکتا۔ اس نے اپنے واقف کاروں سے امداد طلب کی۔ کسی نے ایک دیا کسی نے دو اونٹ مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دس (۱۰) توانا اونٹ عطا کئے اس کی بہت بڑی ضرورت پوری کی تھی۔ اس کا اسی طرف اشارہ تھا۔

کھڑے تھے، تلوار کے دستے سے عُروہ کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور کہا:
"پیچھے ہٹا اپنا ہاتھ ورنہ اسے قلم کر دوں گا۔ ہم نہیں برداشت کر سکتے کہ کوئی مشرک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اور مبارک داڑھی پر اپنا نجس ہاتھ پھیرے۔"

"کتنا سخت اور درشت لہجہ ہے تیرا" عروہ نے کہا۔ پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: "یہ کون ہے؟"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تیرا بھتیجا ہے مغیرہ!"

عروہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر بولا:

"اچھا، تو یہ تُو ہے مشہور دھوکے باز۔ کیا تُو بھول گیا ہے کہ میں نے ہی تیری دھوکہ بازی کی پردہ پوشی کی تھی۔"[1]

بہر حال اس کے بعد عروہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریشِ مبارک کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بھی وہی جواب دیا جو اس سے پہلے آنے والوں کو دیا تھا کہ ہم یہاں لڑائی کے لئے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ اور زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں۔

عروہ جتنی دیر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا رہا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے انداز و اطوار اور طرزِ عمل بغور دیکھتا رہا۔ واپس جا کر اُس نے جو رپورٹ پیش کی اسے پڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے والہانہ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور آدمی کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ عروہ نے کہا:

[1] اسلام لانے سے قبل حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے دھوکہ سے تیرہ (۱۳) آدمی قتل کر دیئے تھے۔ جن کی دیت عروہ نے ادا کی تھی۔ اور قصاص کا مطالبہ کرنیوالوں سے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی جان بچائی تھی۔

"اے اہلِ مکہ! میں روم، ایران اور حبشہ کے بادشاہوں کے درباروں میں جاتا رہا ہوں، جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں، اس طرح کا نظارہ میں نے کسی بادشاہ کے دربار میں نہیں دیکھا۔ اصحابِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عقیدت کا یہ حال ہے کہ وہ اس کا تھوک (لعابِ مبارک واطہر) بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ تبرک کے طور پر اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں اور جب وہ وضو کرنے لگتے ہیں تو ان کے بدن سے مس ہو کر گرنے والا پانی حاصل کرنے کے لئے یُوں لپکتے ہیں کہ لگتا ہے لڑ پڑیں گے۔ جب وہ انہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل میں سب ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ بولتے ہیں تو سب خاموش رہتے ہیں۔ فرطِ ادب سے سب اپنی نگاہیں جھکائے رکھتے ہیں اور اُن میں سے کوئی بھی اُن کے چہرے کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ ایسی بے پناہ عقیدت رکھنے والے لوگ تو کٹ مریں گے مگر اپنے آقا و مولا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے۔ اور نہ چھوڑیں گے... اس لئے میں تو کہتا ہوں کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اس کی بات مان لو۔ اور اسے مکہ میں داخل ہونے سے نہ روکو۔ تم جو کچھ کر رہے ہو، مجھے ڈر ہے کہ اس کی پاداش میں کہیں تم پر عذاب نہ نازل ہو جائے۔"

افسوس! کہ اہلِ مکہ نے عروہ کا مشورہ بھی نہ مانا۔ اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرے کی اجازت دینے پر آمادہ نہ ہوئے۔ عُروہ اُن کی ہٹ دھرمی اور ضد دیکھ کر ناراض ہو کر طائف چلا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد

اہلِ مکہ کی طرف سے آنے والے سب قاصدوں سے بات چیت کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلّم نے سوچا کہ اپنا کوئی آدمی مکہ والوں کے پاس بھیجنا چاہیئے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خراش بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو اُن کے پاس بھیجا۔ مگر اہلِ مکہ نے کوئی بات سُننے سے پہلے ہی اُن پر حملہ کر دیا اور وہ بمشکل جان بچا کر واپس پہنچے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ بھیج دیا۔ اور فرمایا:" اے عثمان! (رضی اللہ عنہ) مکہ والوں سے صلح کی بات چیت کے ساتھ ان لوگوں سے بھی ملنا جو ایمان لا چکے ہیں۔ اور انہیں تسلّی دینا کہ اب تمہاری سختیوں کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اسلام کو غلبہ عطا کرے گا اور سارا مکہ اس کا حلقہ بگوش ہو جائے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روانگی

جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی معاونت کے لئے دس آدمی ساتھ بھیج دئے۔ چنانچہ گیارہ افراد پر مشتمل یہ وفد مکہ پہنچا اور اہلِ مکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤقف سے آگاہ کیا مگر اہلِ مکہ اپنی ضد پر اڑے رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تو ہم زندگی بھر یہاں نہیں آنے دیں گے۔ ہاں اگر تم طواف کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔"

اللہ اکبر! اللہ کا گھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے ہے دیکھ کر ہی دل طواف کے لئے مچلنے لگتا ہے۔ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے طواف کی ممانعت بھی نہیں ہے۔ اور اہلِ مکہ خود اجازت دے رہے ہیں مگر عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تجویز کو یکسر مسترد کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے:" یہ کیسے ممکن ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر طواف کر لوں؟ واللہ۔!

جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہیں کریں گے میں بھی نہیں کروں گا۔"

ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قسمت پر رشک کر رہے تھے کہ انہیں مکہ کے اندر داخل ہونے کا موقع مل گیا ہے اب وہ جی بھر کر طواف کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" وہ ہمارے بغیر طواف نہیں کریں گے خواہ انہیں پورا سال مکہ میں گزارنا پڑے۔"

سبحان اللہ! اگر ایک طرف عثمان رضی اللہ عنہ کا عشق بے مثال تھا تو دوسری طرف اُن کے آقا کا ان پر اعتماد بھی اپنی مثال آپ تھا۔

بہر حال مشرکین کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ رویہ ناگوار گزرا اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گرفتاری سے حدیبیہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دئے گئے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" ہم بغیر جہاد کئے یہاں سے ایک ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔"

بیعتِ رضوان

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وہ مشہور بیعت لی جو بیعتِ رضوان سے مشہور ہے۔ یہ بیعت موت پر تھی، یعنی دم میں جب تک دم ہے لڑتے رہیں گے اور کسی صورت پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جوق در جوق بیعت ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ سب اِس سعادت سے بہرہ ور ہو گئے مگر ایک جان نثار اس

سے محروم نظر آرہا تھا۔ مگر وہ خوش نصیب تھا۔ اس کا نام عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ہے۔

بیعتِ عثمان رضی اللہ عنہ

یہ بیعت چونکہ بہت بڑا اعزاز تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گوارا نہ کیا کہ جان ہتھیلی پہ رکھ کر مکہ جانے والا اور اب تک کی اطلاع کے مطابق شہید ہونے والا عثمان رضی اللہ عنہ اس سعادت سے محروم رہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: "الٰہی! چونکہ عثمان رضی اللہ عنہ تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گذاری کے سلسلے میں مکہ گیا ہوا ہے اس وجہ سے بیعت نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں خود ہی اس کی طرف سے بیعت لے رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا اور اس کو اپنے ہی دائیں ہاتھ پہ رکھ کر خود ہی عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت لے لی۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

مشرکین سے جھڑپ

رات کے وقت مشرکین کا ایک دستہ اہل ایمان کی قیام گاہ کے گرد چکر لگانے لگا تا کہ اگر موقع ملے تو شب خون مارا جائے اور لوٹ مار کی جائے۔ مگر مسلمانوں کی حفاظت پہ مامور حضرت محمد ابن مسلمہ جیسا جہاندیدہ شجاع متعین تھا چنانچہ بجائے اس کے کہ مشرکین حملہ کرتے، حضرت محمد ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور گرفتار کر لیا صرف ایک آدمی بھاگنے میں کامیاب ہوا۔

مشرکین کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے آدمی چھڑانے کے لئے مزید جمعیت روانہ کر دی۔ ان لوگوں نے آتے ہی مسلمانوں پہ حملہ کر دیا۔ اس کے جواب میں مسلمانوں نے ایسا شدید حملہ کیا کہ مشرکین

کے بارہ آدمی مزید گرفتار کر لئے گئے اور باقی دُم دبا کر بھاگ گئے۔

جب مشرکین نے دیکھا کہ ہماری کوئی پیش نہیں جاتی تو صُلح پر آمادہ ہو گئے۔ اب انہوں نے اس مقصد کے لئے سہیل ابن عمرو کو بھیجا۔ اس نے نسبتاً اچھے انداز میں گفتگو کا آغاز کیا اور کہا ہماری طرف سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جو غلطی سرزد ہوئی ہے وہ چند جلد باز اور سرپھرے نوجوانوں کی کارستانی ہے۔ ورنہ سمجھدار لوگ اُن کی اس غلطی سے ناخوش ہیں بہرحال جو ہوا اُس کو بھول جائیں۔ آپ کے ساتھیوں نے ہمارے جو آدمی گرفتار کئے ہیں انہیں رہا کر دیجئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگوں نے بھی تو ہمارے آدمی گرفتار کر رکھے ہیں اگر تم ان کو چھوڑ دو تو ہم تمہارے آدمی رہا کر دیں گے۔"

سہیل نے تبادلے کی یہ تجویز منظور کر لی۔ اور اس طرح دونوں طرف کے گرفتار شدگان کو رہائی مل گئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب رہا ہو کر حدیبیہ پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُن سے کہا: "آپ نے تو خوب مزے لوٹے ہوں گے اور جی بھر کے طواف کئے ہوں گے۔" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہُو بہُو وہی جواب دیا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں گمان کیا تھا۔ انہوں نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر میں طواف کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ واللہ! میں ایک سال بھی وہاں رہتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ہرگز طواف نہ کرتا۔"

سہیل چونکہ دونوں طرف سے گرفتار شدگان کو رہائی دلانے میں کامیاب رہا تھا اس لئے فریقین کے دلوں میں اس کے لئے نرم گوشہ موجود تھا۔ اس لئے اہل مکہ نے صلح کے بارے میں مذاکرات کے

لئے بھی اسی کا انتخاب کیا اور صُلح کے لئے جانے والے دو رُکنی وفد
کی قیادت بھی اُس کو سونپ دی۔

سہیل ایک بار پھر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور صلح کے لئے بات چیت شروع کی اور
اس کی آواز بتدریج بلند ہوتی گئی تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے
اُسے ٹوکا: یَا سُھَیْلُ اِخْفِضْ صَوْتَکَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔" رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھ"! بہرحال گفتگو
جاری رہی۔ سہیل نے کہا: "اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں
تمہارے عمرہ اور حج پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم آئندہ سال بیشک
عمرہ کر لینا، مگر اس سال ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ پورے
عرب میں یہ بات مشہور ہو جائے گی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زور بازو
سے مکہ میں داخل ہو گئے۔ اور مشرکین اُن کو روکنے میں ناکام رہے ہیں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تھے ہی صُلح جُو اور نرم خو، آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف یہ شرط منظور کر لی بلکہ بعض ایسی شرائط
بھی مان لیں جو چند پُرجوش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے صدمہ کا سبب
بنیں۔ اس معاہدے کے کاتب علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں
نے حسب معمول معاہدے کا آغاز بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے کیا
تو سہیل نے کہا:

"اللہ تو ٹھیک ہے لیکن "رحمٰن" کے بارے میں ہمیں کچھ پتہ نہیں یہ
کون ہے۔ اس لئے پُرانے دستور کے مطابق "بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ" لکھو۔ تو
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس طرح سہیل کہتا ہے اسی طرح
ہی لکھ دو۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ"
لکھ دیا:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاہدے کا عنوان لکھنا
شروع کیا:

"یہ وہ فیصلہ ہے جو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ....

ابھی اتنا ہی لکھا تھا کہ سہیل نے پھر اعتراض کیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیتے تو پھر
جھگڑا ہی کیا تھا، پھر ہم آپ پر ایمان لاتے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم) کی پیروی کرتے۔ اس لئے "محمد رسول اللہ" کی بجائے "محمد بن عبداللہ"
لکھیں"!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگرچہ تم میری تکذیب
کرتے ہو لیکن اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا
رسول ہوں"۔

پھر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے فرمایا: "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی بجائے "محمد بن عبداللہ" لکھ دو!

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک
وسلم! میں کسی صورت میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" مٹانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔
چنانچہ آفتاب نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اطہر
سے "محمد رسول اللہ" مٹا کر "محمد ابن عبداللہ" لکھ دیا۔

اس کے بعد معاہدۂ صُلح کی چھ شرائط لکھی گئیں:۔

۱۔ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں۔
۲۔ آئندہ سال آئیں اور صرف تین دن رہ کر واپس چلے جائیں۔
۳۔ ہتھیار لگا کر نہ آئیں۔ البتہ ہر آدمی ایک تلوار ساتھ لا سکتا ہے، وہ
بھی نیام میں بند ہو اور نیام تھیلے میں پڑی ہو۔
۴۔ مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص مکہ میں رہنا چاہے تو رہ سکتا ہے

لیکن جو مسلمان پہلے سے مکہ میں موجود ہیں وہ اگر مسلمانوں کے ساتھ مدینہ جانا چاہیں تو نہیں جا سکتے۔

۵۔ اگر کوئی مسلمان مکہ سے بھاگ کر مسلمانوں کے پاس چلا جائے، تو اُس کو واپس کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا چلا آئے تو اُسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

۶۔ عرب کے دیگر قبائل کو اختیار ہے کہ اس معاہدے کے بعد جس فریق کے ساتھ رہنا چاہیں شامل ہو جائیں۔

ان میں سے بیشتر شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں خصوصاً یہ شرط کہ "جو مسلمان مکہ سے بھاگ کر مدینہ مسلمانوں کے پاس چلا جائے اُس کو واپس کرنا پڑے گا۔ (اور مکہ سے جو مسلمان بھاگتا تھا وہ مشرکین کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر بھاگتا تھا)۔

ابوجندل رضی اللہ عنہ کی آمد

ابھی معاہدے پر دستخط نہیں ہوئے تھے کہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے مسلمان تڑپ اُٹھے۔ ہوا یوں کہ سہیل ہی کے بیٹے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ جو اسلام لائے تو مشرکین مکہ نے انہیں قید کر رکھا تھا۔ اور اذیتیں دیتے تھے۔ کسی طرح نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور بیڑیوں سمیت گھسٹتے گھسٹتے آ کر مسلمانوں کے سامنے بے دم ہو کر گر پڑے۔

سہیل نے کہا: "محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) معاہدۂ صلح پر عمل کرنے کا یہ پہلا موقع ہے۔ شرائط کے مطابق اسے میرے حوالے کر دو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابھی صلح کا معاہدہ مکمل نہیں ہوا۔ اور معاہدے پر دستخط ہونا ابھی باقی ہیں۔"

سہیل نے کہا "پھر ہمیں بھی صلح منظور نہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے سمجھانے کی بہت کوشش کی

مگر وہ کوئی بات سُننے کے لئے آمادہ نہ ہوا اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔ آخر بادلِ نخواستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل کا مطالبہ مان لیا۔

ابوجندل رضی اللہ عنہ نہ جانے کن مشکلوں سے یہاں تک پہنچے تھے۔ ان کو جب پتہ چلا کہ مجھے واپس مکہ بھیجا جا رہا ہے تو وہ چیخ اٹھے اور اپنے جسم سے کپڑا اُٹھا کر مسلمانوں کو اپنے اذیت سے چُور اور تمام زخمی جسم دکھلاتے ہوئے فریاد کرنے لگے کہ یہ دیکھو کافروں نے مار مار کر میرا بُرا حال کر دیا ہے۔

ایسا دلدوز منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا: عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟"

"بے شک میں اللہ کا سچا رسول ہوں!" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟"

"یقیناً حق پر ہیں!"

"پھر ہم ایسی ذلّت والی شرطیں کیوں مانیں؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!"

"میں اللہ کا رسول ہوں اور اُس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔"

"کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں کہا تھا کہ "ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے"؟"

ضرور کہا تھا۔ مگر یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے سے بھرے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے بھی ایسی ہی گفتگو فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: "عمر! یاد رکھو! کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے رسول ہیں اور کوئی کام بھی اللہ کے حکم کے بغیر نہیں کرتے۔ وہ جو کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں (تم بلا چون و چرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو")

اگرچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معاذ اللہ یہ باتیں کسی بدنیتی کی بنا پر نہیں کی تھیں بلکہ جو کچھ کہا اسلام کی سربلندی کے لئے کہا تھا تاہم بعد میں انہیں اس مکالمے پر جو انہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تھا، سخت ندامت ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ ابو جندل رضی اللہ عنہ کو واپس بھیجنے پر رضامند نہیں تھے تاہم انہیں رخصت کے وقت فرمایا:

" ابو جندل صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو ہم معاہدہ کر چکے ہیں مخالفت نہیں کر سکتے۔ ویسے اللہ تعالیٰ عنقریب تمہارے لئے آسانیاں پیدا فرما دے گا اور تمہارے نکلنے کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دے گا۔"

واپسی

معاہدہ صلح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہو گئے جب آپ عنیم کے مقام پر پہنچے تو وحی الٰہی کا نزول شروع ہو گیا۔ اور سورہ فتح کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۝ ("ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح عطا کی ہے واضح فتح") نزول وحی کے بعد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس فتح کی مبارکباد دی البتہ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اَ فَتۡحٌ هُوَ؟ ("کیا یہ فتح ہے؟ یارسول اللہ!)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِیۡ وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَفَتۡحٌ۔ (ہاں اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے یہ بلاشبہ فتح ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیرہ سالہ مکی زندگی اور صلح حدیبیہ تک تقریباً چھ سالہ مدنی زندگی میں کل عرصہ ۱۹ سال بنتا ہے۔ گویا انیس سالوں میں اتنے مسلمان نہیں ہوئے تھے جتنے صلح کے بعد صرف دو (۲) سالوں میں ہو گئے تھے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد صرف دو سالوں میں اسلام لانے والوں کی تعداد اب تک مسلمان ہونے والوں کی تعداد سے دوگنا ہو گئی۔

صلح حدیبیہ کی وجہ سے اور مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ کے پیش نظر جنگ کے خطرات کافی حد تک کم ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کیا کہ بادشاہوں کو خطوط کے ذریعے دعوت اسلام دی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بادشاہ اور امراء اُس تحریر کو پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے جس پر مُہر نہ لگی ہو۔ اُس زمانہ میں مُہر انگشتری کے نگینہ میں کھُدوائی جاتی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی ایسی انگشتری بنوانے کا حکم دیا جس کے نگینہ میں محمد رسول اللہ کھُدا ہوا تھا۔ اس طرح تین سطروں پر مشتمل مُہر تیار ہوئی۔

الله
رسول
محمد

● حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھ کر بھیجا کہ "یقین جانو! میرے نزدیک تمہارے تمام کاموں سے اہم نماز ہے۔ جس نے اپنی نماز کی پابندی کی وہ اپنے باقی دین کی بھی حفاظت کرے گا اور جس نے نماز ضائع کر دی وہ اپنے باقی دین کو اس سے زیادہ ضائع کرے گا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ (غسیل الملائکہ) کی شہادت

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کی شادی جمیلہ بنت عبداللہ ابی ابن سلول سے اُسی رات ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ اُحد میں جہاد کے لئے جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ رات جمیلہ کے ہاں گزاریں۔ صبح ہوئی تو نماز ادا کرنے کے بعد حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ شریکِ لشکرِ اسلام ہونے کے لئے روانہ ہو گئے۔ جمیلہ نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا اور خلوت میں لے گئی جس سے حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسلِ جنابت کی حالت ہو گئی۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ محرومیٔ جہاد کے پیشِ نظر غسل نہ کر سکے۔ کپڑے پہنے اور دوڑ کر شریکِ جہاد ہو گئے۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفیں باندھ رہے تھے۔ یہ بڑی شجاعت سے لڑے۔ ایک مڈبھیڑ میں ابوسفیان کو گھوڑے سے گرا کر اُس کی چھاتی پر بیٹھ گئے کہ ابوسفیان چلایا "اے قریش کے نوجوانو! بچاؤ۔ میں ابوسفیان ہوں۔ انہوں نے اسے نجات دلائی۔ بعدازاں حنظلہ رضی اللہ عنہ نے بہت سے مشرکین کو واصلِ جہنم کیا۔ حتیٰ کہ جامِ شہادت نوش کر لیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ سے فارغ ہوئے تو پہاڑ کے دامن کی طرف دیکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا دیکھو وہاں کون ہے؟ ملائکہ آسمان سے چاندی کے کوزے بھر بھر کر لا رہے ہیں اور کسی کو نہلا رہے ہیں۔ حضرت ابو اسید عدی کا بیان ہے کہ ہم نے وہاں جا کر دیکھا تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ پڑے ہیں اور اُن کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرض کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو جمیلہ کے پاس بھیجا۔ اس نے کہا، جاتے وقت حضرت

حنظلہ کو غسل کی حاجت تھی۔ اس کے بعد جمیلہ کے عزیزوں نے پوچھا تم نے خلوت پر ہمیں کیوں گواہ بنایا تھا۔ اس نے بتایا کہ رات میں نے خواب دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا ہے۔ حنظلہ اس سے نکلے ہیں پھر واپس چلے گئے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ ان کی شہادت قریب ہے۔ میں چاہتی تھی کہ اس کی یہاں آمد پر لوگوں کو گواہ بناؤں۔

متعدد صحابہ کرام کی فداکاریاں

جنگِ اُحد میں ایک تیر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کی آنکھ میں لگا۔ اور ان کی آنکھ نکل کر اُن کے رخساروں پر آ پڑی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتِ حال عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھ کو اُس کے حلقہ میں رکھ کر دعا فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اکْتُبْهُ جَمَالًا" (اے اللہ ان کو حُسن و جمال عطا کر)۔ اُن کی یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ تیز، روشن اور خوبصورت ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو کھجور کی ایک ٹہنی عطا فرمائی۔ یہ ٹہنی اُن کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ جس طرح کہ جنگِ بدر میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی تھی اور انہوں نے اس کا نام "عون" رکھا تھا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ نے بھی اپنی تلوار کا نام "عرجون" رکھا۔ حضرت عکاشہ کی تلوار جس کا نام عون تھا، امیر معتصم باللہ (خلیفہ عباسی) کے ہاتھ دو سو (۲۰۰) دینار میں فروخت کی گئی۔ (واللہ اعلم)

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی جانبازی: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزِ اُحد بڑی دلاوری دکھائی اور یہی بہادری اُن کے لئے داخلۂ جنت کا سبب بنی۔ انہوں نے عظیم قتال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلّم نے فرمایا۔ طلحہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اپنا حق پورا
پورا ادا کر دیا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے
اپنے ہاتھ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈھال بنا رکھا تھا اور ابن قمیہ
کی تلوار کے واروں کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے۔ ان زخموں سے ان کا
ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ ایک کافر نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیر پھینکا
تو وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی چھنگلیا پر لگا اور وہ بے کار ہو گئی۔

حدیث شریف میں ہے کہ روزِ اُحد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسّی
(۸۰) زخم کھائے تھے۔ اس کے باوجود حفاظت کا حق ادا کرتے رہے۔
ایک مرتبہ تلوار کی دو ضربیں ان کے سر پر پڑیں اور وہ تکلیف سے بیہوش
ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے
مارے اور ان کو ہوش آیا۔ ہوش آتے ہی پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ فرمایا بخیریت ہیں اور آپ نے مجھے تمہارے
پاس بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا "الحمد للہ"!

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
آگے کھڑے تھے اور خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈھال
بنائے ہوئے تھے وہ فن تیر اندازی میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ اور
کمان کو بہت سخت کھینچا کرتے تھے۔ اُس روز انہوں نے تین کمانیں
توڑیں۔ وہ نعرہ لگا کر تیر اپنے ترکش سے نکال کر پھینکتے تھے۔ ان کے
پاس پچاس تیر تھے۔ اور ہر تیر پر جب دشمن پر پھینکتے تو نعرہ لگاتے اور
کہتے: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری جان آپ کی جان سے
کم ہے اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی جان پر قربان کرے اور میری جان و تن
آپ پر فدا ہوں۔ جب ان کے تیر ختم ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم زمین سے لکڑی اُٹھا کر دیتے اور فرماتے: اِرْمِ یَا اَبِیْ طَلْحَۃَ!

اے طلحہ! اسے پھینکو"۔ چنانچہ جب وہ اسے کمان میں رکھ کر کھینچتے اور
دشمن کی جانب پھینکتے تو وہ تیر بن جاتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس پر فرماتے "لشکرِ اسلام میں ابوطلحہ چالیس مردوں سے بہتر ہے"۔ مروی
ہے کہ اس نازک مرحلہ میں فرشتے بھی حاضر ہوئے تھے۔ جبرائیل و میکائیل
علیہما السلام دو مردوں کی صورت میں سفید جامہ پہنے حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ آپ کی حفاظت کرتے اور کافروں
کے ساتھ محاربہ میں مشغول تھے۔ واللہ اعلم۔

ابو امامہ کہتے ہیں کہ ابن قمیہ نے اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر تیر پھینکا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا چہرۂ اقدس زخمی ہو گیا اور دندانِ مبارک ٹوٹ گئے۔ اس پر اس نے کہا میں ابن قمیہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے چہرۂ انور سے خون پونچھتے ہوئے فرمایا: اللہ تمہیں ذلیل کرے، تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تعالےٰ نے اس پر پہاڑی ہرن مسلّط کر دیا جس نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

علّامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس نے آپ کے دانت توڑے وہ سعد کا بھائی عتبہ تھا۔ اس کی نسل میں سے جو بھی بچہ سوجھ بوجھ والا ہوتا ہے اس کے منہ سے بدبو آتی ہے یا دانت ہی نہیں ہوتے۔ یہ چیز اُس کی اولاد کی پہچان بن گئی۔

ابنِ ہشام ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص (سعد رضی اللہ عنہ کا بھائی) ہی وہ شخص تھا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رباعیا، نچلے دانت مبارک توڑے تھے۔ عبداللہ بن شہاب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چہرۂ انور پر زخم لگایا تھا۔ عبداللہ ابن قمیہ نے آپ کے رخسارِ مبارک پر زخم کیا تھا۔ چنانچہ خود کے دو گول ٹکڑے رخسارِ اطہر میں چُبھ گئے تھے۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے رُوئے اقدس سے خونِ مبارک چُوس لیا اور نگل گئے جس پہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ تمہیں دوزخ کچھ نقصان نہ دے سکے گی۔ (خصائص کبرٰی)

معجزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جب میں جنگ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس آیا تو مجھے سخت بھوک لگی تھی۔ اتنے میں ایک عورت سامنے سے مل گئی۔ جس کے سر پہ تھال تھا۔ اس میں

بکری کا بُھنا ہوا بچہ تھا اور ہاتھ میں کچھ شکر بھی تھی۔ کہنے لگی، "اللہ کی تعریف ہے جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو سلامتی سے مدینہ پہنچا دیا۔ میں نے نذر مان رکھی تھی کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) واپس بہ سلامت آئیں گے تو میں یہ بکری ذبح کروں گی اور بھون کر آپ کو کھانے کا ہدیہ دوں گی۔ فَاسْتَنْطَقَ اللّٰهُ الْجَدْيَ فَاسْتَوٰى قَائِمًا عَلٰى اَرْبَعِ قَوَائِمِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ لَا تَاْكُلْنِيْ اِنِّيْ مَسْمُوْمٌ۔ (اللہ تعالیٰ نے بکری کو قوتِ گویائی دی اور وہ چاروں قدموں پر کھڑی ہو کر کہنے لگی: "یا محمد صلی اللہ علیک وسلّم مجھے نہ کھانا میں زہر آلود ہوں")۔ (الخصائص الکبرٰی / مدارج النبوّت)

سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جو مجھ سے محبّت کرے اُسے چاہیئے کہ میری سُنّت پر چلے"۔

حدیث: آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "اگر تو مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو اغنیاء کی ہمنشینی سے بچنا اور اس وقت تک کپڑا نہ اُتارنا جب تک اُسے پیوند نہ لگا لے"۔

حدیث: حدیث میں ہے کہ دنیا کی کمی، آخرت کی زیادتی ہے اور دنیا کی زیادتی آخرت کی کمی ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ "جس کو بھی دنیا سے کچھ دیا گیا، اُس کا درجہ کم ہُوا، چاہے وہ اللہ کے نزدیک صالح ہو۔"

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "ہر دولت مند اور فقیر قیامت کے روز اس بات کی خواہش کرے گا، کاش! دُنیا میں اُس کی روزی خوراک بھر (یعنی گزارے کے مطابق) ہی ہوتی۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روزی گزارے کی خوراک ہی کر دے۔"

(الخصائص الکبریٰ)

انسان کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟

تفسیر طبری میں بطریق کنانہ العدوی رضی اللہ عنہ یہ حدیث مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن فرشتوں کی تعداد پوچھی جو ہر آدمی پر مقرر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس رات کو مقرر ہیں: ایک دائیں، ایک بائیں۔ دو آگے پیچھے۔ دو ہونٹوں کے پاس جو صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود شریف محفوظ کر کے آپ کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں۔ دو فرشتے اس کے پہلو پر۔ ایک اس کی پیشانی پکڑے ہوتا ہے اگر عاجزی و انکساری کرتا ہے تو اسے بلند کرتا ہے اور تکبر کرے تو نیچا دکھاتا ہے اور دسواں فرشتہ نیند کی حالت میں اُس کے مُنہ میں سانپ وغیرہ داخل ہونے سے بچاتا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ تین سو ساٹھ فرشتے ہوتے ہیں اور حدیث معراج جس کی صحت پر اتفاق ہے میں ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب باہر نکلتے ہیں دوبارہ نہیں آتے۔

ترمذی، ابنِ ماجہ اور بزاز میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: آسمان چرچرایا، اس میں چار اُنگل بھی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو۔

(الخصائص الکبریٰ / مدارج النبوت)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ غزوہ خندق میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایک کاری زخم آیا۔ حبان بن عرفہ نے ان کی رگ اکحل پر تیر مارا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں خیمہ نصب کرایا تاکہ بآسانی اُن کی عیادت کی جا سکے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تیر لگنے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اے مولا! اُس وقت تک میری رُوح قبض نہ کرنا یہاں تک کہ میں بنو قریظہ کا حشر دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی نہ کر لوں۔ اُن کی رگ سے خون اُسی وقت رُک گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے۔ ہتھیار اُتار کر غسل فرمانے لگے۔ تو جبرائیل علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور وہ اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑ رہے تھے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے ہتھیار اُتار دئیے ہیں، اللہ کی قسم! میں نے ابھی ہتھیار نہیں اُتارے آئیں بنو قریظہ کی طرف چلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے۔ بنو قریظہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث مقرر کیا۔ انہوں نے فرمایا میرا فیصلہ یہ ہے کہ بنو قریظہ کے سب مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ اُن کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور اُن کے اموال کو باہم تقسیم کر لیا جائے۔ پھر انہوں نے دُعا کی اے مولا! تُو جانتا ہے مجھے اِس سے بڑھ کر پسندیدہ کوئی عمل نہیں کہ میں اُن لوگوں سے لڑوں جنہوں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی۔

اور انہیں مکہ معظمہ سے نکالا۔ پھر جب صحابہ کرام بنو قریظہ کے مردوں کے قتل کرنے سے فارغ ہوئے دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل پھٹ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے وصال کی وجہ سے عرش الٰہی لرز اٹھا اور ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ طویل القامت تھے جب جنازہ اُٹھایا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم: ہم نے اتنا ہلکا جنازہ آج تک نہیں دیکھا۔ فرمایا: یہ جنازہ اتنا ہلکا کیوں نہ ہوتا آج آسمان سے اتنے کثیر تعداد میں ملائکہ اُترے اس سے پہلے کبھی نہ اُترے۔ انہوں نے تمہارے ساتھ جنازہ کو اُٹھا رکھا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے کستوری کی مہک آرہی تھی۔
(حجۃ اللہ علی العالمین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَذِقْنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ لَذَّۃَ وِصَالِہٖ ٥

(بحوالہ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار)

ترجمہ:- یا اللہ درود، سلام اور برکات بھیج ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر اور اے اللہ! ہمیں درود پاک کے وسیلہ سے آپ ﷺ کے وصل کی لذت چکھا دے۔

مکاتیبِ مقدسہ

قیصرِ روم کے نام نامۂ مبارک

سب سے پہلا خط رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر روم کے نام لکھا۔ اس وقت کے قیصر کا نام ہرقل تھا۔ رُوم کے ہر بادشاہ کو ہرقل کہا جاتا تھا۔ یہ اُن کا شاہی لقب تھا۔ یہ خط حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ لے کر گئے تھے۔ پہلے وہ شام کے ایک شہر بصریٰ گئے جہاں قیصر کی طرف سے مقرر کردہ عامل حارث غسانی رہتا تھا، اس کو مکتوب مبارک دکھایا۔ اُس نے ایک آدمی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ دحیہ کے ساتھ جا کر یہ خط دمشق میں شہنشاہ روم کے حضور پیش کر دو۔

قیصر کو خط ملا تو اس نے پوچھا کہ "یہ کہاں سے آیا ہے؟" بتایا گیا کہ عرب سے آیا ہے، "محمد رسول اللہ" کی طرف سے۔

اس مکتوبِ گرامی کا مضمون یہ تھا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد بن عبد اللہ بندۂ خدا اور اس کے رسُول کی طرف سے ہرقل عظیم رُوم کی جانب سلام ہو اُس پر جو راہِ راست کی پیروی کرے۔ اما بعد میں تمہیں کلمۂ اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں، مسلمان ہو جاؤ گے تو تم سلامت رہو گے اور اللہ تمہیں دُونا اجر دے گا اور اگر اس سے رُوگردانی کرو گے اور میرے دین کو قبول نہ کرو گے تو تم پہ مزارعوں اور رعایا کا گناہ ہو گا۔ اے اہل کتاب! تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ٥" آؤ اُس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ایک دوسرے کو خدا کے سوا ارباب نہ بنائیں۔ اب اگر تم اعتراض کرو تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (مدارج النبوۃ)

ہرقل جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے گرامی نامہ کے مضمون سے باخبر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت سے اُس کی پیشانی پہ پسینہ جاری ہو گیا اور اُس کی مجلس میں شور و غوغا برپا ہو گیا۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ حمص میں ہرقل کے پاس گئے اور خط اُس کے حوالے کیا۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ خط عربی زبان میں ہے تو اُس نے ترجمان کو بلایا۔ اس وقت ابوسفیان بھی قریش کی ایک جماعت کے ہمراہ ایلیا یعنی بیت المقدّس میں موجود تھے۔ ہرقل نے انہیں طلب کیا اور پوچھا جس آدمی نے یہ خط لکھا ہے اُس کا تم میں سے اقرب ترین رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان بولے میں زیادہ قریبی ہوں۔

ہرقل نے تمام اعیانِ مملکت کو ملک کے گوشے گوشے سے منگوا کر ایک وسیع ہال میں جمع کیا اور سب دروازے بند کر کے اُن سے خطاب کیا۔ اور پوچھا کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری زندگی آزادانہ اور حکومت ہمیشہ رہے۔ سب نے اثبات میں جواب دیا۔ ہرقل نے کہا آؤ پھر کہ اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لے آئیں۔ یہ سُن کر وہ غصے سے دروازوں کی طرف بھاگنے لگے۔ لیکن سب دروازے بند تھے۔ ہرقل نے اُن سب کو طلب کر کے کہا میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ آیا تم اپنے دین پہ پکے ہو؟ اب مجھے یقین ہے کہ تم اپنے ایمان میں راسخ ہو۔ وہ سب راضی ہو گئے۔

ہرقل نے ابوسفیان کو اپنے قریب بٹھایا اور کہا میں کچھ حالات معلوم کرنا چاہتا ہوں تم صاف گوئی سے کام لینا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ جب ابوسفیان اور ہرقل کے درمیان مکالمہ ہوا تو ابوسفیان نے کہا اگر اجازت ہو تو ایک بات کہوں تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھوٹ آپ پہ ظاہر ہو جائے۔ وہ کہتا ہے میں ایک رات میں عرب سے لے کر بیت المقدس جا کر پھر واپس آیا ہوں۔ وہاں کا مذہبی رہنما ابوسفیان کے سر پہ کھڑا تھا۔ اُس نے کہا میں

اُس رات بیت المقدّس میں سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ یہ سب حالات میں نے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیے تھے۔ اُس نے کہا ہم لوگ حسبِ معمول سوتے وقت سب دروازے بند کر لیتے ہیں۔ اُس رات ایک دروازہ کھُلا رہ گیا۔ تمام اہلِ بیت المقدس کو جمع کیا تو وہ دروازہ ہِل نہ سکا۔ جب صبح ہوئی تو اُس دروازہ والی جگہ کے پاس ہی ہم نے کسی چارپائے کے سُموں کے نشان دیکھے جسے یہاں باندھا گیا تھا۔ (شواہد النبوت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نجاشی کو خط

محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی کی طرف!

میں تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی بھی معبود نہیں۔ وہ بادشاہِ حقیقی ہے، ہر عیب سے پاک ہے، سلامت رکھنے والا ہے، امان دینے والا ہے اور نگہبان ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) روح اللہ ہیں اور اُس کا کلمہ ہیں جو اُس نے مریم (علیہا السلام) کو القا کیا اور وہ مریم جو اللہ تعالیٰ سے لَو لگائے تھی، پاک ہے، مطہر ہے، خوشبودار اور پاکدامنہ ہے جو عیسیٰ (علیہ السلام) سے حاملہ ہوئی۔ اللہ نے پیدا کیا اُسے اپنی رُوح سے اور پھونکا اُس رُوح کو مریم میں، جس طرح آدم (علیہ السلام) کو اپنے دستِ قدرت سے تخلیق کیا۔ اے نجاشی! میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ ایمان لاؤ اللہ پر جو وحدہٗ لاشریک ہے اور ہمیشہ اُس کی اطاعت کرو۔ پس تو میری اطاعت کر اور ایمان لے آ اُس پر جو میں لے کر آیا ہوں بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، میں تجھے اور تیرے سب لشکر کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔ میں نے پیغامِ حق تجھے پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا فرض ادا کر دیا ہے۔ میں تمہاری طرف اپنے چچازاد بھائی جعفر (رضی اللہ عنہ) کو اور اُس کے ساتھ چند مسلمانوں کو بھیجا ہے۔ پس اُس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی اتباع کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گرامی نامہ حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ کو دے کر نجاشی حبشہ کی طرف بھیجا۔ جب نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطِ مبارک پڑھا تو اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ نبی اُمی ہیں جن کا اہلِ کتاب انتظار کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے کہ وہ گدھے پر سواری فرمائیں گے۔ آپ ہی

وہ بلند ہستی ہیں جن کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ اونٹ پر سواری فرمائیں گے۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں خود حاضر ہوتا لیکن لشکر میں میرے مددگار ابھی بہت کم ہیں حتیٰ کہ میرے معاونین کثیر ہو جائیں اور دل نرمی اختیار کر لیں پھر میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا۔ نجاشی عیسائیت کا بہت بڑا عالم تھا وہ اُس کلام سے خوب آگاہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ قیصرِ رُوم علمائے نصاریٰ کو نجاشی کے پاس بھیجا کرتا تھا تاکہ وہ اُس سے علم حاصل کریں۔ بہرکیف نجاشی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ایک عریضہ لکھا:

"یہ خط محمد اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام اصحمہ نجاشی کی طرف سے ہے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام اور اُس کی رحمت و برکت ہو۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کے مکتوب گرامی کی زیارت کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے میں ربّ السمٰوٰت والارض کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ کچھ نہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم نے ذکر فرمایا ہے اور ہم نے اِن باتوں کو خوب سمجھ لیا ہے جو آپ صلی اللہ علیک وسلم نے ہم تک پہنچائیں۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم خدا کے سچے رسول ہیں۔ میں آپ کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم کے چچازاد بھائی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اللہ ربّ العالمین کے لئے بیعت کرتی ہے اور اسلام قبول کر لیا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے کو روانہ کر رہا ہوں اور اگر حکم ہوا تو میں خود بھی

حاضر ہو جاؤں گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم)
کا ہر فرمان حق ہے۔

والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اُس نے قافلہ کے پیچھے ہی اپنے بیٹے کو روانہ کیا جس میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ جب اُس کا بیٹا اور اس کے ہمراہی وسطِ سمندر میں گئے تو غرق ہو گئے۔

حضرت جعفر طیار، کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نجاشی کے کچھ لوگ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اُن کی تعداد ستر (۷۰) تھی اور انہوں نے اُون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اُن میں باسٹھ (۶۲) کا تعلق حبشہ سے اور آٹھ کا ملک شام سے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سورہ یٰسین پڑھ کر سنائی۔ جب انہوں نے قرآن پاک سنا تو زار و قطار رونے لگے۔ وہ تمام حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور انہوں نے کہا اس کلام میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں کتنی مشابہت ہے! انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: وَلَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً تا آخر (سورۃ مائدہ آیت ۸۲) کیونکہ وہ "اصحاب الصوامع" میں سے تھے۔ "نجاشی اصحمہ" نے ۹ ہجری رجب میں وفات پائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اُس کی نماز جنازہ پڑھائی۔
(رضی اللہ عنہ) (حجۃ اللہ علی العالمین)

کسریٰ کے لئے بد دعا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کی طرف خط مبارک لکھا۔ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر پھاڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بد دعا کی "اے اللہ تعالیٰ! اُس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ واقعہ یہ ہے:

البزار، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کی طرف گرامی نامہ لکھا تو کسریٰ نے صنعاء کے گورنر کی طرف خط لکھا۔ اس میں لکھا، کیا تو اس کے لئے کافی نہیں ہو سکتا جس کا ظہور تیری زمین سے ہوا ہے۔ جو مجھے اپنے دین کی طرف بلاتا ہے۔ کیا تو اس کے لئے کافی ہو جائے گا یا پھر مجھے اُس کا بندوبست کرنا پڑے گا۔

صنعاء کے گورنر نے ایک قاصد بارگاہِ رسالت میں خط دے کر بھیجا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خط پڑھا تو پندرہ دن تک اس قاصد کو کوئی جواب نہ دیا۔ پھر قاصد سے فرمایا اپنے گورنر کے پاس جاؤ اُسے بتاؤ کہ میرے رب نے تیرے مالک کو آج قتل کر دیا ہے۔ وہ قاصد صنعاء واپس چلا گیا اور گورنر کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سنایا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد میں معلوم ہوا کہ کسریٰ کو اس رات قتل کر دیا گیا تھا۔

ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسریٰ نے باذان گورنر یمن کی طرف لکھا کہ اس شخص کی طرف قاصد بھیجو، اُسے حکم دو کہ وہ اپنی قوم کے دین کی طرف لوٹ آئے۔ ورنہ ایک دن مقرر کر کے اس کے ساتھ جنگ کرو اور اُس کو قتل کر دو۔ باذان

نے تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بمعہ خط دو آدمی بھیجے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں ٹھہرنے کے لئے کہا۔ وہ کچھ دن مدینہ
طیبہ میں قیام پذیر رہے۔ پھر ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن
کو طلب فرمایا اور فرمایا" باذان کے پاس جاؤ اور اُسے بتاؤ کہ آج رات
میرے رب نے تیرے مالک کو قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے جا کر باذان کو
یہی بات بتائی۔ کچھ دنوں بعد یہ بات پھیل چکی تھی کہ کسریٰ اُسی رات
قتل ہو گیا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر
کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کسریٰ کو خط لکھا تو اُس نے یمن کے گورنر باذان کی طرف پیغام بھیجا
کہ اپنے دو مضبوط شخص اُس آدمی کی طرف بھیجو جو سرزمینِ حجاز میں ظاہر
ہُوا ہے تاکہ وہ اُسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ باذان نے خط دے کر دو
آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجے۔ جب حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خط پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم
فرمایا اور دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ہیبت سے کانپنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج چلے
جاؤ، کل میرے پاس آنا میں تمہیں اپنے ارادے سے آگاہ کر دوں گا۔ وہ
دونوں دوسرے دن حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ نبی غیب داں صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے صاحب کو جا کر بتا دو میرے رب
نے کسریٰ کو اُس وقت قتل کر دیا جب رات کی سات گھڑیاں گذر
چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے بیٹے شیرویہ کو اُس پر مسلط کر دیا۔ اُس
نے اپنے باپ کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ وہ دونوں باذان کے پاس
آئے اور تمام واقعہ اُسے سُنایا۔ اس کے بعد باذان اور اس کے تمام

بیٹوں نے اسلام قبول کرلیا۔
کچھ ہی دن گزرے تھے کہ شیرویہ کا خط باذان گورنر کو ملا: "یہ کہ میں
نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ یہ اقدام میں نے فارس کے تحفظ کے لئے کیا
ہے۔ اُس نے فارس کے معزز لوگوں کے خون کو جائز سمجھ رکھا تھا۔
اور ہاں اُس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کوئی تعرض نہ کرنا جس کے
لئے کسریٰ نے تجھے خط لکھا تھا۔ جب باذان نے شیرویہ کا خط پڑھا تو اُس
نے کہا: بلاشبہ یہ شخص نبی اور مُرسل ہے اُس کی خبر سچ ثابت ہوئی۔ تو اُس
نے اور اُس کے بیٹوں اور دوسرے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ ذکر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ "اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔" (الانشراح)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (نساء ۸۰) "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۔ (فتح ۱۰) "بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔"

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ ۔ (منافقون ۸) اور فرمایا:

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ ۚ (توبہ ۶۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کو اپنی عزت کے ساتھ مقرون کیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ مقرون کیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ۔ (انفال ۲۴) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجابت کو اپنی ہی اجابت کے ساتھ مقرون کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلندیٔ ذکر کا اس سے بھی اندازہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عزت اور سربلندی کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ بیان کیا ہے اور فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (احزاب) "بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے (سارے) فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی میرے نبی پر درود

اور سلام بھیجو۔" گویا ازل سے لے کر ابد تک کوئی وقت نہیں گزرا نہ گزرے گا مگر اس میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول پر صلوٰۃ پڑھتا رہتا ہے۔

حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعثت صرف تین بار اللہ تعالیٰ نے سلام نازل کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زمان و مکان کی کسی قید کے بغیر اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ نازل کرنے کا ذکر فرمایا۔ پھر وہاں صرف سلام کا ذکر تھا یہاں صلوٰۃ کا ذکر ہے۔ وہاں تین دنوں کی قید تھی یہاں اعداد و شمار کا ذکر نہیں ہے نہ اُلوہیت کے عدم کا تصور ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے انقطاع کا تصور ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین کو اپنی نعمتِ تامہ قرار دیا۔ فرمایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ (مائدہ: ۳) "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پُوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرما لیا۔"

آپ کے دین کو سابقہ ادیان کے لئے ناسخ قرار دیا اور فرمایا: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ "جس کسی نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو طلب کیا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔"

اور یہ تمام انبیائے کرام اور رُسُلِ عظام علیہم السلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم فضیلت ہے کہ آفتابِ محمدیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طلوع کے بعد اب کسی نبی یا رسول علیہ السلام کی شریعت کا چراغ نہیں جلے گا۔ حتیٰ کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی

ظاہری حیات سے زندہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ پیروی کرتے۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِّنْکُمْ۔ (بخاری شریف)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا مرتبہ ہوگا جب تم میں ابن مریم علیہما السلام کا نزول ہوگا اور وہ امام تم میں سے ہوگا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین تمام ادیان سے افضل ہے اس لئے ضروری ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء و رسل علیہم السلام سے افضل ہوں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ "عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جلوہ گر فرمائے گا۔" (اسراء: ۷۹)

اور فرمایا:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ○ (ضحیٰ: ۵)

"اور عنقریب آپ کا رب آپ کو ضرور اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام کی شریعت بعد میں آنے والے نبی سے منسوخ ہوتی رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الانبیاء ہیں اور قیامت تک کے

نبی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت باقی اور غیر منسوخ ہے اور اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوں۔ دیگر انبیائے کرام کے معجزات مثلاً لاٹھی، اونٹنی وغیرہ اعیان و جواہر کی قبیل سے تھے لیکن وہ باقی نہ رہے اور قرآن مجید، اعراض و معانی کی قبیل سے ہے اور ہنوز باقی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک بلکہ اس کے بعد بھی باقی رہے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس قدر قوی اور کثیر دلائل نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر قائم کئے گئے وہ کسی اور نبی یا رسول کی نبوت و رسالت پر نہیں قائم کئے گئے۔ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت پر دلیل فانی معجزات تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلیل باقی رہنے والا اللہ کا کلام قرآن مجید ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ○ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ ○ (شرح صحیح مسلم: کتاب الفضائل)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارک ہے کہ "جب بندہ گناہ کرتا ہے اس کے بعد تائب ہوتا ہے اور مغفرت کی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے او یقین کرتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور ا پر مواخذہ بھی فرماتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر کی ایک مقبول ہوئی ہے۔ چنانچہ ہر ایک نبی (علیہم السلام) نے اپنے ا حق کو استعمال کرنے میں جلدی کی۔ میں نے اپنی دعائے مستجا

کو اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے قیامت کے دن تک ملتوی کر دیا اور میری یہ دُعا اِنشاء اللہ ہر شخص تک پہنچے گی جو اِس حالت میں مرا ہو کہ اُس نے کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرایا تھا۔" سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ط

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ " قضاء (تقدیر) کو کوئی چیز نہیں روک سکتی لیکن دُعا اُس کو روک دیتی ہے۔" اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

" جو بلا نازل ہو چکی ہے اس کے لئے بھی دُعا نافع ہے اور جو بلا ابھی نازل نہیں ہوئی اسکے لئے بھی دُعا مفید ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کو دُعا کرنے کی توفیق عنایت ہوتی ہے سمجھ لو کہ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی دُعا مانگتا ہے، یا تو اللہ تعالیٰ اس کو بعینہٖ اُس کا مقصد پورا فرما دیتا ہے یا اُس کی بجائے اُس کو کسی برائی سے محفوظ رکھتا ہے۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

تیمم کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ: فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْہِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْہُ۔ (القرآن) ارشادِ ربانی ہے: "پس تم نہ پاسکو پانی تو پاک مٹی کا قصد کرو پھر اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم کسی سفر میں نکلے۔ یہاں تک کہ بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر تھے تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ پس اُسکی تلاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہر گئے۔ اور آپ کے ساتھ اور

لوگ بھی ٹھہر گئے۔ وہاں پانی نہ تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا دیکھتے نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کیا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھہرا دیا اور لوگوں کو بھی، جبکہ وہ پانی کی جگہ پر نہیں ہیں اور نہ اُن کے پاس پانی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے زانو پر سر رکھ کر سو رہے تھے فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روک لیا جبکہ وہ پانی کی جگہ پر نہیں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور جو اللہ نے چاہا میرے لئے کہتے رہے بلکہ میری کوکھ میں گھونسا مارا۔ میں حرکت کرنے سے رُکی۔ کیونکہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں آرام فرما تھے۔ جب صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور پانی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے اونٹ کو اُٹھایا جس پر میں تھی تو ہم نے ہار کو اُس کے نیچے پایا۔ (بخاری جلد ۱)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ " اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" چنانچہ بہت سی ایسی صورتیں ہیں کہ کسی شخص نے ایک نیک عمل کی نیت کر لی لیکن کسی مانع کی وجہ سے وہ اُسے کرنے سے قاصر رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصریح فرمائی ہے کہ اُس کو پورا ثواب ملے گا۔ مثلاً کوئی شخص ہمیشہ تہجد پڑھتا ہے یا کسی اور ورد کا اس نے التزام کر رکھا ہے اور پھر سفر یا مرض کی وجہ سے وہ عمل اُس سے رہ جاتا ہے تو اسکو (بموجب تصریح حدیث) ویسا ہی اجر و ثواب ملتا ہے گویا وہ عمل اس سے قضا نہیں ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و تدبر کیا کرو لیکن ذاتِ اقدس کو موضوعِ تفکر نہ بناؤ۔"
ایک دوسری حدیث ہے کہ "تم اللہ تعالیٰ کا دھیان کرو تم اُس کو اپنے سامنے پاؤ گے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یاد رکھو! اگر ساری اُمت متفق ہو کر تم کو نفع پہنچانا چاہے تو تم کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لئے نہ لکھا ہو۔ اگر وہ سارے مل کر تم کو نقصان پہنچانا چاہیں تو تم کو کچھ بھی نقصان اور ضرر نہیں پہنچا سکیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لئے نہ لکھا ہو۔ قلم نے جو کچھ لکھنا تھا لکھ لیا اور صحیفے جن میں یہ باتیں لکھی گئیں خشک ہو چکے۔" یا مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث کہ "اللہ تعالیٰ کی سو (۱۰۰) رحمتیں ہیں جن میں سے اُس نے صرف ایک رحمت زمین پر نازل فرمائی ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو یعنی ننانوے (۹۹) نام ہیں جو کوئی بھی ان کو یاد کرلے گا (اور استحضار کرتا رہے گا) وہ جنت میں جائے گا۔" (حجۃ اللہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ
وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ
مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ
وَتَرَحَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِيْمَ فِی
الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو قرآن حکیم نازل ہوا وہ ہر شے کا جامع اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمے لی ہے۔ اس میں ہر شے کی تفصیل ہے۔ اپنے غیر سے بے پرواہ کرنے والا ہے اور یاد کرنے کے لئے آسان ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ
"اور نہ کوئی تر (رہے) اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں (قرآن مجید) نہ ہو۔"

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط
"اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے، (قرآن مجید میں اس) کی تفصیل ہے۔"

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ط (پ ۷: انعام ۳۸)
"ہم نے اس کتاب (قرآن مجید) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (سب کچھ لکھ دیا ہے)"

كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (پارہ ۱۲: سورۂ ھود)
"سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب (لوح محفوظ) میں ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام القبلتین و صاحب ہجرتین ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحی کی تمام اقسام سے کلام فرمایا ہے۔ (سیرت رسول عربی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُهٗ۔ (طبرانی۔ بیہقی۔ دارمی)

"اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کے پردے اُٹھا دیئے۔ اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، اُسے یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔" (سبحان اللہ)

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں"۔ (موطا امام مالک مترجم مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۱/ صحیح بخاری مترجم مطبوعہ لاہور، جلد ۲، ص ۵۳۴)

نیز فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ نمازِ کسوف پڑھاتے ہوئے دستِ مبارک اوپر اُٹھالیا۔ پھر ہٹالیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "پھلوں سے لدی ہوئی جنت کے درختوں کی ایک ٹہنی توڑنے لگا تھا، جو مجھے پسند آگئی تھی۔ نیز میں نے اسی مقام پر آج جنت و دوزخ کو بھی دیکھا ہے۔
(صحیح بخاری مترجم جلد اوّل، ص ۲۲۴)

ارشادِ گرامی ہے: اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ۔ "مجھے سُرخ وسفید دونوں خزانے عطا فرمادیئے گئے ہیں۔" نیز فرمانِ رسالت ہے: وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ۔ "یہ جان لو کہ زمین کا مالک اللہ ہے اور اُس کا رسُول" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (بخاری شریف مترجم جلد سوم

یعنی حقیقی مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا ساری زمین کا اور کوئی بھی مالک نہیں۔ سارے سُرخ وسفید یعنی سونے چاندی کے آپ مالک بنادیئے گئے۔"

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا یکایک رنگ متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اُس نے کہا کہ میں اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ

علیہ نے ایک لاکھ پچھتر ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھا ہُوا تھا۔ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے پڑھنے کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ آپ نے دل ہی دل میں اُس مُرید کی ماں کو اس کلمہ طیبہ کا ثواب بخش دیا اور مُرید کو اطلاع نہ کی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مُرید ہشاش بشاش نظر آرہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سبب پوچھا؟ اُس نے عرض کیا؛ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔" سو آپ نے اس پر فرمایا۔ کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اُس کے مکاشفہ سے ہوگئی"۔ (تحذیر الناس، ص ۴۴)

یہی واقعہ کچھ نام کی تبدیلی سے "فضائل اعمال" کے "باب الذکر" میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اس میں صرف پچھتر (۷۵) ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب بخشنے کا ذکر ہے۔ (واللہ اعلم) (مؤلف)

قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا

ابو رافع نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک کالے رنگ کا مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اُسے نہ دیکھا تو اس کے متعلق پوچھا۔ عرض کی گئی کہ وہ فوت ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے بتایا کیوں نہیں؟ پھر فرمایا کہ "مجھے اس کی قبر بتاؤ۔" لوگوں نے بتادی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی۔ (ابوداؤد)

سُوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت

قتادہ نے حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ معاذ بن ہشام کا بیان ہے کہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سوراخ میں پیشاب کرنا کیوں

منع ہے؟ فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ وہ جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔

ف: سوراخ میں پیشاب کرنا کئی وجوہ سے منع ہے، ممکن ہے کہ اس سوراخ میں کسی موذی جانور کا مسکن ہو مثلاً سانپ وغیرہ۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سوراخ کے اندر جنات رہتے ہوں۔ اس میں پیشاب کرنے سے انتقامی کارروائی کا خطرہ ہے۔ اس لئے منع ہے۔ (ابوداؤد)

استقبالِ قبلہ کی شرط ساقط ہوسکتی ہے

چونکہ استقبالِ قبلہ (قبلہ کی طرف منہ پھیرنا) نماز کی وہ شرط ہے جس کا مقصد تکمیلِ صلوٰۃ ہے۔ اور کوئی اصلی اور ناگزیر شرط نہیں جس کے بغیر نماز کا اصل فائدہ حاصل نہ ہوسکے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مسئلہ پیش آیا کہ اگر اندھیری رات میں قبلہ کی سمت کا تیقّن کسی صورت میں آدمی کو حاصل نہ ہوسکے تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وہ سوچ بچار کرکے جس سمت بھی قبلہ تصور کرے اسی طرف نماز پڑھ لے۔" (بہرصورت اس کی نماز ہوجاتی ہے) اس کی تائید میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ "مشرق اور مغرب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں، اس لئے جدھر بھی رُخ کرو اُدھر ہی اللہ تعالیٰ کو موجود پاؤ گے۔" اس رخصت اور حکم کی بنا ضرورت پڑنے پر ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے وہ تین خصائلِ بد کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ (۱) کثرتِ کلام، یعنی فضول گفتگو (۲) کثرتِ طعام، یعنی زیادہ کھانے (۳) اور کثرتِ نیام، زیادہ سونے کی عادت۔

زیادہ بولنا، زیادہ کھانا اور زیادہ سونا بدبختی کی علامت ہیں اور انسان کی تباہی کا پیش خیمہ۔

خاموشی افضل ترین عمل ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نماز دین کا ستون ہے۔ خاموشی افضل ہے۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے لیکن خاموش رہنا زیادہ بہتر ہے۔ روزہ آگ سے بچنے کی ڈھال ہے لیکن چپ رہنا افضل ہے۔ جہاد دین کی سربلندی ہے، لیکن خاموش رہنا زیادہ بہتر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ "جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پائی۔" (حدیث)

درجۂ ابدال کے حصول کا آسان طریقہ

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر روز دس بار یہ دعا مانگے: "اے اللہ! اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصلاح کر، اے اللہ! اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غم دور کر، اے اللہ! اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم کر"، تو وہ ابدال میں لکھا جائے گا۔ (زرقانی)

حدیث شریف ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لئے ہر روز ستائیس (۲۷) بار استغفار کرے یعنی دعائے مغفرت اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ تو وہ ان مستجاب الدعوات لوگوں میں (ابدال میں) سے ہوجائے گا جن کی برکت سے اہلِ زمین کو روزی

پہنچائی جاتی ہے۔ (انوار الحکم / حصنِ حصین)

صدقہ اور زکوٰۃ

زکوٰۃ کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی اُس پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور ملاءِ اعلیٰ (فرشتوں) کی دُعاؤں کی اُس پر بارش ہوتی ہے۔ بصورتِ دیگر زکوٰۃ کا نادہندہ قیامت کے دن (صحیح حدیث کے مطابق) اُس کا مال زہریلے سانپ کی شکل میں نمودار ہو کر اس کو بار بار کاٹتا رہے گا اور اگر اس نے مویشی کی زکوٰۃ نہیں دی تو اُس کو اس کے سامنے پچھاڑ دیا جائے گا اور وہ اس کو پاؤں تلے روندنے کا عمل دُہراتے رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تقدیر کو دُعا اور صدقہ ہی رد کر سکتا ہے۔ کوئی دوسری طاقت اس کو نہیں روک سکتی۔ اسی طرح نیکی کرنے اور صلہ رحمی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص شراب پیئے اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔"

حدایت: جب دو شخص تمہارے پاس کوئی جھگڑا لے کر آئیں تو صرف ایک کی بات سُن کر تمہیں فیصلہ نہیں دینا چاہیئے جب تک دُوسرے کی بات نہ سُن لو۔"

جو شخص جائز و ناجائز طور پر کسی سے نہیں جھگڑتا ایسے شخص کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعریف فرمائی ہے۔

قرعہ اندازی کو وجہِ ترجیح قرار دینے کا اشارہ اس حدیث پاک میں ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز کے لئے اذان کہنے کا اس قدر ثواب حاصل ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہ اس کے لئے قرعہ اندازی کرنے تک سے نہ چوکتے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ "اناج کو ماپ لیا کرو تمہیں برکت دی جائے گی۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا نہ کھائے اور نہ ہی بائیں ہاتھ سے پانی پیئے۔ کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے:

"سب سے پہلے جنت کی طرف اُن کو بُلایا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی حمد میں بکثرت مشغول رہتے ہیں، وہ شدت و آسائش دونوں حالتوں میں اُس کی حمد و ثنا بجالاتے ہیں۔"

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: کہ

"والدین کے مرجانے کے بعد کوئی ایسی صورت ہے کہ میں اُن کے ساتھ نیکی کروں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُن کے حق میں دُعا کرو، اُن کے لئے مغفرت طلب کرو۔ اگر انہوں نے کسی سے قول و قرار کیا ہے، اُسے پورا کرو۔ اُن کی وجہ سے جو تمہارے رشتہ دار ہوں اُن سے اچھا سلوک کرو۔ اور ان کے دوستوں کا احترام کرو۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اجلال اور تعظیم میں داخل ہے کہ آدمی بوڑھے سفید ریش مسلمان کی عزت کرے۔ اس شخص کی توقیر سے دریغ نہ کرے جو حاملِ قرآن ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"وہ شخص ہماری جماعت میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا۔ لوگوں کو اپنے اپنے درجہ پہ رکھو۔" جو شخص مریض کی عیادت کے لئے جاتا ہے یا کسی ایسے دوست کی ملاقات کے لئے جاتا ہے جس سے وہ خالص اللہ کے لئے محبّت کرتا ہے، اس کو خدائے پاک کا فرشتہ ان الفاظ میں مخاطب کرتا ہے: "تم بھی پاکیزہ ہو اور تمہارا یہ چلنا بھی پاکیزہ ہے۔ تم نے جنّت میں اپنے لئے گھر بنالیا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کوئی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بوقتِ ضرورت اُس کی احتیاج رفع فرماتا ہے۔" ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اُس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا۔"
(حجۃ اللہ البالغہ)

جامع دُعا۔ محدّث شام حضرت شیخ عبدالرحمٰن کزبری رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک حدیث کا ذکر کیا ہے جسے انہوں نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزانہ دس کلمات نمازِ فجر کے بعد پڑھے گا اللہ عزّوجلّ اُس کو پانچ طرح سے دنیا میں اور پانچ طرح آخرت میں کفایت کرے گا۔ کلمات یہ ہیں: (۱) حَسْبِیَ اللّٰہُ لِدِیْنِیْ ۲۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَا اَھَمَّنِیْ ۳۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ بَغٰی عَلَیَّ ۴۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمَوْتِ ۵۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ کَادَنِیْ بِسُوْٓءٍ ۶۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ حَسَدَنِیْ ۷۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمَسْئَلَۃِ فِی الْقَبْرِ ۸۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمِیْزَانِ۔
۹۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الصِّرَاطِ ۱۰۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ (افضل الصلوٰۃ)

آپ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جب

پانی پیو تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہو اور جب پانی پی چکو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ کہو۔"

ایک روایت میں ہے کہ "مومن کا تہبند نصف پنڈلیوں تک ہونا ہے اگر ٹخنوں تک بھی چلا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اگر اس سے نیچے ہے تو دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔"

حدیث: "جس نے تواضع اختیار کر کے زینت کا کپڑا اور خوبصورت لباس پہننا ترک کر دیا، اس کو قیامت کے دن عزّت کا لباس پہنایا جائے گا۔" اور فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ اگر اُس نے اپنے کسی بندے کو اپنی نعمتوں سے بہرہ ور فرمایا ہے تو اس کا اثر اس پر نمایاں ہو۔"

حدیث:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ:
"سادہ لباس پہننا ایمان کی علامت ہے۔"
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "نکاح کی تشہیر کرو اور دف بجاؤ۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی شاہِ حبشہ کی وفات کی خبر دی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی شاہِ حبشہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی وفات سے لوگوں کو مطلع کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازگاہ کو نکلے۔ لوگوں کو صف میں کھڑا کیا اور چار تکبیروں کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھی۔

جبرائیل امین علیہ السلام نے زمین پر اپنے پَر مار کر نجاشی کا جسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کر دیا۔ درمیان سے پہاڑ وغیرہ

غائب کر دیئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی اِس طرح کہ آپ اُسے دیکھ رہے تھے۔

اسی طرح معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہما کے وصال پر بھی جبرائیل علیہ السلام نے پر مار کر اُن کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کر دیا اور آپ اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگے[1] اور جب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑنے اور قید کرنے کا ارادہ کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس طرح دفاع کیا وہ درج ذیل حدیث میں واضح ہے:

روایت ہے کہ جنگِ اُحد میں جب لب و دندانِ مبارک جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون آلود ہوئے تو دندانِ مبارک جبرائیل امین علیہ السلام نے اپنے شہپرِ اقبال پر لے لیا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم قسم ہے جلال و قدرتِ الٰہی کی کہ اگر ایک قطرۂ خون اِس خون سے زمین پر ٹپکے تو قیامِ قیامت تک زمین سے گھاس نہ اُگے گی۔ اس لئے مجھے فرمان حضرت ذوالجلال کا ہُوا ہے کہ قطرۂ خونِ لب و دندان مبارک کو بُستان سرائے جنّت میں لے جاؤں تاکہ گلگونۂ رُخسارِ حُورِ عین ہو۔

اور روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہرِ دندانِ دُرفشاں کو دستِ مُبارک میں لیا، جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم۔ یہ دندانِ شکستہ مجھے عنایت فرمائیں

[1] یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں تشریف فرما تھے۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال مدینہ طیبہ میں ہوا تھا۔ (دلائل النبوۃ)

تاکہ غضبِ الٰہی سے امان پاؤں"۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے رُوح الامین! مُحمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دندانِ شکستہ کو اپنے شکستہ دلانِ آخر الزّمان کے واسطے نگاہ رکھتا ہے تاکہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالےٰ مجھے خطاب فرمائے کہ تیرے اُمّتیوں نے میرے فرمان کو توڑا، تو مَیں بھی عرض کروں گا یا الٰہ العالمین تیرے بندگانِ نافرمان نے میرے دندان کو بھی توڑا لیکن مَیں مُحمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن دندان شکنوں کا قصور مُعاف کر دیا تو جو مُحمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کرنے والا ہے اِن فرمان شکنوں کے گناہ معاف فرمادے۔

تیرھویں سال نبوّت کے بہ سبب ایذائے کفّارِ مکّہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مدینہ تشریف لے گئے اور مدینہ کے اہلِ ایمان جو پہلے ایمان لا چکے تھے اُن کی مدد کرتے تھے پھر بحکمِ الٰہی تیرھویں سال نبوّت کے اٹھائیس ۲۸ صفر یا ربیع الاوّل دوشنبہ یا پنجشنبہ کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکّہ سے باہر آئے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس بندہ کو خدا کوئی نعمت دیتا ہے اور پھر وہ الحمدللہ کہتا ہے تو اُس نے اُس کا شکریہ ادا کر دیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ خدا جس بندہ کو نعمت دیتا ہے اور وہ اس پر شکر ادا کرتا ہے تو اُس کا شکر کرنا اُس نعمت سے افضل ہوتا ہے اگرچہ وہ کتنی عظیم نعمت ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ اللہ کی عطا شدہ نعمت پر چاہے کہ وہ باقی رہے تو اُسے مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ○ کی کثرت کرنی چاہیے۔ (طبرانی شریف)

ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خادم تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اُس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا، مسلمان ہو جاؤ۔ وہ اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا۔ اُس نے کہا، بیٹا! آپ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کر۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ اس کے پاس سے یہ کہتے ہوئے چلے آئے کہ "خدا کا شکر ہے جس نے اُس کو دوزخ سے بچا لیا۔" اس غلام کا نام عبدالقدوس تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کا بچہ مر جاتا ہے تو خدا تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچے کی رُوح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں! ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں، اس نے آپ کی حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ پڑھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا میرے بندہ کے لئے جنّت میں گھر بناؤ اور اس گھر کا نام "بیت الحمد" رکھو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے اچھے خاتمہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چراغ گُل ہو گیا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ پڑھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ کوئی مصیبت ہے؟ فرمایا ہاں۔ جس شے سے مسلمان کو ایذا ہو وہی مصیبت ہے۔

بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے: فرمایا اگر کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے بشرطیکہ اس کی موت نہ آ پہنچی ہو اور یہ دُعا سات بار پڑھے تو خدا اُس کو اس مرض سے شفا عنایت فرمائے گا۔ یہ

حدیث صحیح ہے۔ دُعا یہ ہے:

اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ۔

مُعجزہ الطبرانی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک بے حیا عورت تھی جو مردوں کے ساتھ لڑتی جھگڑتی تھی۔ ایک بار وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس سے گزری۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثرید تناول فرما رہے تھے۔ اُس نے آپ سے ثرید مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثرید والا پیالہ اُس کے آگے کر دیا۔ اُس عورت نے عرض کی میں تو وہ ثرید کھاتی ہے، جو آپ کے مُنہ مبارک میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دہن اقدس سے ثرید نکال کر اُس عورت کو مرحمت فرمائی اور اُس نے کھالی۔ اس کے بعد وہ تمام عورتوں سے زیادہ باحیا خاتون ہو گئی۔ پھر اُس نے مرتے دم تک کسی سے جھگڑا نہ کیا۔

مُعجزہ ابن ابی شیبہ، امام بغوی، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں اپنے والد کو بارگاہِ رسالت میں لے کر گیا اس وقت ان کی آنکھیں سفید ہو چکی تھیں اور وہ اندھے ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے والد سے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ اُس نے کہا میرا پاؤں سانپ کے انڈے پر آ گیا تھا جس کی وجہ سے میری بصارت چلی گئی اور میں اندھا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں پہ لگایا جس سے انہیں فوراً بصارت مل گئی۔ وہ اسّی سال کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتے تھے (حُجۃ اللہ علی العالمین)

پرندے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزہ مبارک سے سانپ نکال دیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضاءِ حاجت کے لئے دور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ پھر وضو کر کے موزے پہننے لگے۔ ابھی ایک موزہ پہنا تھا کہ ایک سبز پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے اڑا اور اوپر لے جا کر پھینک دیا، تو اس موزے سے ایک سیاہ سانپ نکل کر گر پڑا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری تکریم وتعظیم ہے۔ پھر یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ وَ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ ۔ (دلائل النبوت)

حدیث ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے اتنا کھانا پکایا جتنا دونوں حضرات کے لئے کافی ہو۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اشرافِ انصار میں سے تیس ۳۰ آدمیوں کو بلاؤ تو وہ بلا کر لائے انہیں کھانا کھلا دیا گیا لیکن کھانا پھر بھی باقی رہا۔ پھر ساٹھ آدمیوں کو بلایا انہیں بھی کھلایا گیا لیکن کھانا پھر بھی باقی رہا۔ پھر ستر (۷۰) انصار کو بلایا گیا انہوں نے بھی کھایا۔ لیکن کھانا باقی رہا۔ ان سب لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو اسلام لا کر اور بیعت کر کے نہ گیا ہو۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے اس کھانے کو ایک ۱۸۰ سو اسی آدمیوں نے کھایا تھا۔ (مدارج ۲)

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَصَلِّ عَلَی الْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ وَصَلِّ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○ اٰمِیْن ○

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا "اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ" (اے خدا اسے دین میں فقاہت عطا فرما) اس روایت کو حاکم نے نقل فرمایا۔ اور بیہقی و ابو نعیم نے انہیں سے دوسری سند کے ساتھ روایت کر کے زیادہ کیا کہ "عَلِّمْہُ التَّاْوِیْلَ" (اور اسے تفسیر کا علم عطا کر)

ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحِکْمَۃَ وَعَلِّمْہُ التَّاْوِیْلَ۔"

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دعا دی اور فرمایا: "اے خدا! اسے قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔"

ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دعا دی کہ "اے خدا! عبداللہ رضی اللہ عنہ کو برکت دے اور اس سے علم کو پھیلا۔"

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی کہ اے خدا! ان کی عمر زیادہ کر اور ان کے مال میں کثرت دے اور انہیں بخش دے۔"

ترمذی و بیہقی نے ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا اور اس باغ میں ایک خاص قسم کی خوشبو تھی جس سے مُشک کی مانند خوشبو مہکتی تھی۔

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دُعا دیتے ہوئے فرمایا۔" اے خدا! انس کے مال و اولاد میں کثرت دے اور جو رزق تو انہیں عطا فرمائے اس میں انہیں برکت دے۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میرے مال میں بہت کثرت ہوئی اور میرے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد سو تک پہنچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے میری بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بصرہ میں حجاج کے آنے تک میرے بطن سے ایک سو انتیس اولاد دفن کی گئی۔ بیہقی نے حمید سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر ننانوے برس ہوئی اور وہ ۹۱ھ میں فوت ہوئے۔

علمائے اعلام نے فرمایا کہ محدّثین میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس کے چہرے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا سے شادابی موجود نہ رہی ہو۔

امام احمد نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کے لئے دُعا فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا اُسے اُس کے بیٹوں اور پوتوں تک پہنچتی تھی۔

ابویعلیٰ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اولاد اور میرے پوتوں کے لئے دُعا فرمائی اور میں نے اپنے والد سے سُنا ہے کہ انہوں نے میری ایک بہن سے فرمایا

تم ان میں سے ہو جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا پہنچی ہے۔"

سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کا مبارک فرمان

سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حادثۂ حرّہ[۵] کی راتوں میں میں نے خود کو یوں پایا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا تھا اور جب بھی نماز کا وقت آتا مجھے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذان کی آواز آتی تھی۔ تو میں آگے بڑھ کر اقامت کہتا اور نماز پڑھ لیتا تھا۔ جب شامی لوگ (یزیدی فوجی) مسجد میں گروہ در گروہ آتے اور مجھے دیکھ کر) کہتے اس پاگل بوڑھے کو دیکھو۔

الفاکہانی نے بعض فقراء کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کا فرمان ہے کہ" دو بندے جو اللہ کی رضا کے لئے باہم محبّت کریں، جب ملیں ایکدوسرے سے مصافحہ کریں تو جُدا ہونے سے پہلے اُن کے پہلے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اور وہ دُعا جس کے آگے پیچھے مجھ پر درُود پڑھا جائے رَدّ نہیں ہوتی۔" فرمایا: "ہاں!"

یہ خواب حافظ سخاوی نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد ذکر کیا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو بھی دو بندے محض اللہ کی رضا کے لئے آپس میں محبّت کریں اور ایک روایت میں ہے جو دو مسلمان ایکدوسرے کے آمنے سامنے ہوں باہم مصافحہ کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود بھیجیں وہ ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہو پاتے کہ ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ اس کو حسن بن سفیان نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (سعادتِ دارین)

---

[۵] یزیدی فوجوں کا مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ اور کعبہ شریف اور مسجد نبوی پر تسلط اور بے حرمتی ۶۱ھ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار میں سو رہا تھا کہ ایک شیطان نے آکر مجھے پریشان کرنا چاہا تو میں نے اُس کو حلق سے پکڑ کر اُس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ مجھے اپنے انگوٹھے پر اس کی زبان کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام پر رحمتیں نازل فرمائے (جن کے قبضے میں بہت سے جنات تھے) اگر میں اسے نہ چھوڑ دیتا تو صبح کو لوگ اُسے (ستون کے ساتھ) بندھا ہُوا دیکھتے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ ایک بہت بڑا خبیث اور خطرناک جنّ آج رات مجھ پر حملہ آور ہوا تاکہ میری نماز میں خلل انداز ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس پر اختیار دیا اور میں نے اُسے دبوچ لیا اور چاہا کہ اُسے مسجد کے ستون سے باندھ دُوں تاکہ صبح تم سب اُسے دیکھ سکو۔ مگر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دُعا یاد آگئی ؎

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۔ (القرآن)

"اے پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو نہ ملے۔"

تو اس دُعا کو ذہن میں رکھ کر میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ اور وہ ناکام لوٹ گیا۔

"نشریفات" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضو

؎ یعنی سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے جنات پر قبضہ عطا فرمایا تھا اور وہ جنوں کو سرکشی کرنے پر سزا دیتے تھے۔ جنات کی خوراک لید اور ہڈی ہے۔ ابوداؤد میں حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جانور کی لید یا ہڈی سے استنجا کیا اُس سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بری ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا کہ تُو نے عمر کے کتنے سال گزارے ہ؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم سوائے اِس کے کچھ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے نورانی حجابات سے چوتھے پردہ میں ستّر ہزار سال کے بعد ایک دفعہ ایک نُوری تارا ظاہر ہوتا تھا۔ تو میں نے اسے بہتّر مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے جبرائیل! میرے ربّ کی عزّت کی قسم! وہ تارا میں ہی ہوں۔" (جواہر البحار جلد ۲/تفسیر روح البیان جلد ۲، ص ۶۱۸)

امام محدث حکیم ترمذی فرماتے ہیں:

فَاَیْنَ مَاحَلَّ بُبُقْعَۃٍ اَضَاءَتْ تِلْكَ الْبُقْعَۃُ بِنُوْرِہٖ۔

"حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زمین کے جس خطہ پر قدم رکھتے وہ ٹکڑا آپ کے نُور سے روشن ہو جاتا۔"

(جواہر البحار جلد ۱)

• حافظ ابو موسیٰ ابن بشکوال اور عبدالغنی بن سعید نے ابوبکر بن محمد بن عمر تک اپنی سند کے ساتھ یہ بات ذکر کی ہے کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس حاضر تھا۔ حضرت شبلی (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے۔ ابوبکر بن مجاہد ان کے استقبال کو کھڑے ہوگئے۔ اُن سے معانقہ کیا اور اُن کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ میں نے کہا حضور! آپ شبلی (رحمۃ اللہ علیہ) سے اتنے ادب سے پیش آئے۔ حالانکہ آپ اور تمام اہل بغداد انہیں مجنون (دیوانہ) کہتے ہیں۔ ابوبکر نے فرمایا میں نے نیند میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! کل تیرے پاس ایک آدمی آئے گا جو اہل جنّت سے ہے جب وہ تیرے پاس آئے تو اس کی تکریم و عزّت بجالانا۔ پھر چند دن بعد مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تیری عزّت فرمائے جیسے تُو نے ایک جنتی آدمی کی عزّت کی۔

● فرمایا: میں نے ان سے وہی سلوک کیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن سے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ شبلی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور شبلی کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا محبّت بھرا سلوک کیوں فرمایا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ یہ ہر نماز کے بعد یہ آیتِ کریمہ پڑھتے ہیں:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ اور اس کے بعد مجھ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

● اور ایک روایت میں ہے کہ یہ جب بھی کوئی فرض نماز ادا کرتے ہیں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ تا آخر آیت سورۂ توبہ۔ اور ساتھ ہی تین مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدٍ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدٍ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدٍ پڑھتے ہیں۔

پھر جب شبلی دوبارہ میرے پاس آئے تو میں نے درود کے متعلق مذکورہ بات اُن سے پوچھی تو انہوں نے بھی ایسا ہی بیان کیا۔ (سعادت الدارین)

حدیث: تین باتیں اسلام کی جڑ ہیں: ایک تو یہ کہ جو شخص کہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں، اس کو کسی طرح نہ چھیڑو، نہ کسی گناہ کی وجہ سے اسے کافر کہو اور نہ کسی عملِ بد کی بنا پر اُس کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھو۔ (الیٰ آخر الحدیث)

ایک اور حدیث میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ برابر مسجد میں آتا جاتا ہے تو اس کے ایمان کی شہادت دو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پانچ چیزوں کے ساتھ پانچ چیزیں عنایت کرتا ہے۔ (۱) شکر کے ساتھ مال کی زیادتی۔ (۲) دعا کے ساتھ اجابت (۳) استغفار کے ساتھ بخشش (۴) صدقہ کے ساتھ قبولیت (۵) رحم کے ساتھ رحمت۔"

آفتابِ نبوّت ورسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور دنیا وآخرت کی چند نہایت اہم باتوں کے بارے سوالات کئے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ[1]! میں چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا عالم بن جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خدا سے ڈرتے رہو، سب سے بڑے عالم بن جاؤ گے۔ خدا کا خوف اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے انسان پر علم وحکمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔"

عرض کیا: "میں چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا انسان بن جاؤں؟"

فرمایا: "تم میں بہت بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ تمہیں چاہیے کہ سب کے لئے نفع بخش بن جاؤ۔"

عرض کیا: "میری تمنّا ہے کہ عادل ومنصف بن جاؤں؟"

ارشاد فرمایا: "دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔"

عرض کیا: "میں خدا کے دربار میں بہت ہی زیادہ مُقرّب بننا چاہتا ہوں"

فرمایا: "کثرت سے خدا کا ذکر کیا کرو، خدا کے زیادہ مُقرّب بندے بن جاؤ گے۔"

عرض کیا: "میری خواہش ہے کہ میں نیک اور احسان کرنے والا بن جاؤں۔"

فرمایا: "نماز اس طرح پڑھا کرو کہ گویا تم نماز میں اللہ تعالیٰ

[1] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم اس طرح تو پڑھو کہ حق تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔"

عرض کیا: "میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان مکمل ہو جائے۔"؟

فرمایا: "اپنے اخلاق و عادات سنوار لو ایمان مکمل ہو جائے گا۔"

عرض کیا: "میں اللہ کا اطاعت گزار بندہ بننا چاہتا ہوں"؟

فرمایا: "اپنے فرائض ادا کرتے رہو گے تو تمہارا شمار اطاعت گزاروں میں ہو جائے گا۔"

عرض کیا: "میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ میں تمام گناہوں سے پاک و صاف ہو جاؤں؟"

فرمایا: "غسل جنابت کی برکت سے گناہوں سے پاک اٹھو گے۔"

عرض کیا: "میری آرزو ہے کہ میدانِ محشر میں نور کے ساتھ اٹھایا جاؤں؟"

فرمایا: "اگر ظلم نہیں کرو گے تو قیامت میں نور کے ساتھ اٹھو گے۔"

عرض کیا: "میں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھ پر رحم کرے۔"

فرمایا: "اپنے نفس پر رحم کرو اور خلقِ خدا پر بھی رحم کرتے رہو۔ خدا تم پر رحم فرمائے گا۔"

عرض کیا: "میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ کم ہوں۔"

فرمایا: "کثرت سے استغفار کیا کرو، گناہ کم ہو جائیں گے۔"

عرض کیا: "میں لوگوں میں بزرگ تر بننا چاہتا ہوں۔"

فرمایا: "مصیبت کے اوقات میں خدا کی شکایت نہ کرو۔ بزرگ تر ہو جاؤ گے۔"

عرض کیا: "میں چاہتا ہوں میرے رزق میں زیادتی ہو۔"

فرمایا: "ہمیشہ پاک و طاہر رہا کرو رزق میں برکت ہو گی۔"

عرض کیا: "میں چاہتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا دوست بن جاؤں۔"

فرمایا: "جو چیزیں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہیں انہیں اپنے لئے بھی پسند کرو اور جو خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناپسند ہیں ان سے نفرت کرو۔ تو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست بن جاؤ گے۔"

عرض کیا: "میں خدا کے غضب سے بچنا چاہتا ہوں۔"

فرمایا: "اگر کسی پر بے جا غصہ نہ کرو گے تو خدا کے غضب سے بچے رہو گے۔"

عرض کیا: "میں خدا کے دربار میں مستجاب الدعوات بننا چاہتا ہوں۔"

فرمایا: "حرام چیزوں اور حرام باتوں سے بچتے رہو گے تو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔"

عرض کیا: "میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے قیامت کے دن سب کے سامنے رسوا نہ کرے۔"

فرمایا: "اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو گے تو خداوند تعالیٰ تمہیں قیامت میں رسوائی سے بچائے گا۔" (مخزن الاخلاق)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اولادِ آدم علیہ السلام کے سارے قلوب قلبِ واحد کی مانند اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت کی دو انگلیوں میں ہیں، وہ انہیں جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔" پھر فرمایا: "اے ہمارے آقا! ہمارے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی فرمانبرداری میں لگا دے۔"

فرمایا: "اپنے پیٹوں کا کچھ حصہ پُر کرو، صحت مند رہو گے۔ کیونکہ پیٹ تمام بیماریوں کا سر ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "سب سے اچھا شخص کون ہے؟"

فرمایا: "جس کی عمر لمبی ہو، اعمال نیک ہوں۔" لوگوں نے پوچھا: "سب سے

بُرا شخص کون ہے؟ فرمایا "جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال بُرے ہوں"۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس چھت پر سونے سے منع فرمایا جس پر پردے نہ ہوں۔

ایک شخص نے سوال کیا "گناہ کیا ہے"؟ فرمایا "جو دل میں کھٹکے"۔
(سُبحان اللہ کتنا مختصر اور جامع جواب ارشاد فرمایا۔)

فرمایا۔ "غیر کے لئے کوئی صدقہ نہیں جب قریبی رشتہ دار محتاج ہوں"۔

فرمایا۔ "سخی کا کھانا دوا ہے اور بخیل کا کھانا مرض"۔

"مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور قرابتی (رشتہ دار) کو صدقہ دینا دو صدقے ہیں"۔ ایک تو اصل صدقہ، دوسرے رشتہ داری کی نگہداشت کا۔

فرمایا "حُسنِ اخلاق کو حقیر مت سمجھو، خواہ اسی قدر ہو کہ تم اپنے بھائی (ملنے والے) سے بکشادہ پیشانی اور پُرتپاک ملو"۔

امام ابن سعد قدس سرہٗ نے حضرت طاؤس (تابعی) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشتری بنوا کر اس میں "محمد رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نقش کندہ کروایا۔ اور فرمایا۔ (اب تم میں سے) کوئی شخص میری انگوٹھی جیسا نقش نہ بنوائے۔

حافظ ابو یعلیٰ قدس سرہٗ نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تمام تعلقات اور رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی مگر میرا تعلق اور رشتہ برقرار رہے گا۔ (یعنی سُود مند ہوگا)

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہیں۔ چاہے گناہ صغیرہ

ہو چاہے کبیرہ، قصداً ہو یا سہواً۔
ابن عطیہ نے کہا: بر تقدیرِ تسلیم ذنوب اس میں شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی گناہ ہوا ہی نہیں جبکہ اللہ جلّ شانہٗ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمادیا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (ترجمہ: "یہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر وہی جو انہیں وحی کی جاتی ہے"۔ (جواہر البحار)

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قَدَا وَبَعُدَا وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ (رواه الطبرانی فی معجم الکبیر۔ حجۃ اللہ ص ۷۱۳، مطبوعہ مصر/ اربعین نبویہ/ مقامِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

"یعنی جُمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درُود شریف پڑھا کرو۔ بے شک جمعہ کا دن حاضری کا دن ہے اس میں (اللہ تعالیٰ کی رحمت کے) فر[شتے] حاضر ہوتے ہیں کوئی بندہ جو مجھ پر درُود پڑھے اس کے درُود [کی] آواز مجھ تک پہنچتی ہے (یعنی اُسکے درُود کی آواز میں خود سُن[تا] ہوں) درُود بھیجنے والا جہاں [بھی] ہو۔ عرض کیا گیا، کیا آپ [کے] وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام [کر دیا] ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کے جسموں کو کھائے"۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جہاں سے بھی کوئی درود شریف [...]

چاہے مدینہ میں ہو یا مدینہ منوّرہ سے کہیں دُور، حضور علیہ الصّلوٰۃ السلام اس کا دُرود سُنتے ہیں۔

جب حضرت جبرائیل امین علیہ السّلام وحی لاکر حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی طرف متوجّہ ہوتے تو حضور اس کی خوشبو سُونگھ لیتے (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۱) حضرت یعقوب علیہ السّلام نے کنعان میں ہوتے ہوئے مصر سے حضرت یوسف علیہ السّلام کی خوشبو سونگھ لی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝
(سُورۃ یُوسف)

"جب قافلہ مصر سے جُدا ہوا۔ تو یہاں ان کے والد (یعقوب علیہ السّلام) نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھیا گیا ہے۔"

"نیند میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُنتے تھے۔" (مدارج النبوّت)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نیند سے وضو نہ ٹوٹتا تھا۔"

(مدارج النبوّت جلد ۱/ تہذیب الاسمار واللغات نووی)

"جو کچھ دنیا میں ہے حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر نفخۂ اولٰے تک وہ سب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر منکشف ہے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اوّل سے آخر تک تمام حالات معلوم کر لئے اور یاروں کو (غلاموں کو) بھی ان احوال سے بعض حالات میں مطلع فرمایا۔"

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں بمنزلہ وزیر ہوں گے۔" (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰/ شفاء السّقام للسبکی صفحہ ۲۲۰)

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا مانگی "اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ خَاصَّةً۔" (الٰہی خاص عمر (رضی اللہ عنہ) کے ذریعہ اسلام کو عزّت دے۔) (خصائص کبریٰ اوّل)

ابن ابی خثیمہ نے اپنی تاریخ میں اور ابو یعلی و بزار اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

غیب کی خبر دینا

انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک باغ میں تھا کہ کسی آنے والے نے دستک دی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "اے انس! (رضی اللہ عنہ) جاؤ۔ دروازہ کھول کر اُسے جنّت کی بشارت دے کر میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو"۔ میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کے بعد کسی نے دستک دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "اے انس! (رضی اللہ عنہ) دروازہ کھول کر اُسے جنّت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے۔ کیونکہ وہ شہید کئے جائیں گے"۔ میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "جس شخص کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے روکے رکھا میں اس کو بغیر مانگے تمام سائلوں سے اچھا عطا کروں گا۔"

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر ملی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرا بندہ صبح اور عصر کے بعد کچھ دیر مجھے یاد کرے تو درمیانی وقت میں میں اُن کی ضروریات کا کفیل بن جاؤں گا۔"

سیّدنا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب کوئی جما[illegible] ذکرِ الٰہی کے لئے کسی جگہ جمع ہوتی ہے تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت [illegible]

انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں انہیں یاد فرماتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ پاک ہے "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اُس کے ہونٹ ہلتے ہیں تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے جو شخص جنت کے باغات میں سیر کرنے کا خواہاں ہے وہ بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔"

افضل اعمال

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب تیرا انتقال ہو تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ العَظِیمِ وَبِحَمدِہٖ وَاَتُوبُ اِلَیہِ۔ اُذکُرُوا اللّٰہَ ذِکرًا کَثِیرًا ۔ (الاحزاب: ۴۱)

ترجمہ آیت: "اور اللہ کو بہت بہت یاد کرو۔"

اَلَّذِینَ یَذکُرُونَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰی جُنُوبِہِم۔

(آلِ عمران: ۱۹۱)

"وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل۔"

فَاِذَا قَضَیتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰی جُنُوبِکُم۔ (النساء: ۱۰۳)

"پس جب تم نماز پڑھ لو تو اللہ کو یاد کرو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "اس سے مراد یہ ہے کہ دن رات خشکی، تری، سفر و حضر، فقر و غنا، صحت و مرض اور ظاہر و باطن ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے

اور آخری سانس تک اللہ کے ذکر سے رَطبُ اللِّسان رہو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ دو رکعتیں جو حضوریٔ قلب سے ادا کی جائیں، ساری رات کی بے حضوری کی عبادت سے بہتر ہیں۔

وَاذکُر رَّبَّکَ فِی نَفسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیفَۃً وَّدُونَ الجَهرِ مِنَ القَولِ بِالغُدُوِّ وَالاٰصَالِ وَلَا تَکُن مِّنَ الغٰفِلِینَ ۝ (الاعراف: ۲۰۵)

"اور اپنے پروردگار کو اپنے دل میں عاجزی سے اور پوشیدگی میں یاد کرو اور صبح و شام آواز سے یاد کرو اور غافلوں میں سے نہ بنو۔"

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَذِکرُ اللّٰہِ اَکبَرُ ۔

"بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔" (العنکبوت: ۴۵)

خاموشی میں نجات ہے:

حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:
"قوم کی مجلس میں لایعنی کلام کرنے سے تیرے لئے بہتر ہے کہ تو گونگا رہے اور تیری رالیں سینے پر بہتی رہیں۔"

حدیث پاک میں آتا ہے "مَنْ سَکَتَ نَجَا۔" "جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پائی۔" بنی آدم کی زیادہ خطائیں اُس کی زبان میں ہیں اور قیامت کے روز سب سے زیادہ گنہگار وہی ہوگا جو زیادہ باتونی ہوگا اور لغو کلام کرنے والا ہوگا (حدیث میں "مَنْ صَمَتَ نَجَا" بھی ہے)

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے تین خصائل کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: (۱) کم کھانا (۲) کم سونا (۳) کم بولنا۔

کثرت کلام سے تقویٰ و پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے۔ حساب طویل ہو جاتا ہے کراماً کاتبین اور ملائکہ کی گواہیاں زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اور بعض گناہ کبیرہ کی کنجی زبان ہے۔ مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان طرازی، جھوٹی گواہی، فضول اور بے ہودہ باتیں لایعنی کلام اسی کے ذریعے ہوتے ہیں۔ (خصائص کبریٰ)

حدیث میں ہے"۔ اللہ تعالیٰ (پھٹے پرانے) کپڑے پہننے والے کو دوست رکھتا ہے جو اس کی پرواہ نہ کرے کہ کیا پہنا۔" (یعنی نفاست اور قرینے میں نہیں ڈوبا رہتا بلکہ جیسا آیا پہن لیا۔)

حدیث میں ہے: "دنیا کی کمی، آخرت کی زیادتی ہے اور دنیا کی زیادتی آخرت کی کمی ہے۔"

"کسی مسلمان کو حقیر مت سمجھو۔ حقیر مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں بڑا ہے۔" (الدیلمی)

حاجت روائی کی چابی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حاجت روائی کی چابی یہ ہے کہ حاجت سے پہلے ہدیہ پیش کیا جائے۔ جب ہم اللہ عزّ وجلّ کی حمد بیان کرتے ہیں اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ضرورت کے پورا ہونے کی بارگاہ رب العزت میں اپنے امتی کے لئے شفاعت فرماتے ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "عہود الکبریٰ" میں فرماتے ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہ کریں جب تک اس کی حمد و ثناء اور درود شریف نہ پڑھ لیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ

تفسیر "روح البیان" میں لکھا ہے کہ کہا حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے اکہتر (۷۱) کتابیں قدماء اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی پڑھیں اور میں نے ان سب کتابوں میں لکھا پایا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ دیا تمام آدمیوں کو آغاز دنیا سے اس کے انجام تک متاع گرانمایہ عقل بمقابلہ عقل جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن بقدر ایک دانہ ریگ کے بنسبت سارے ریگستان دنیا کے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راجح ترین مردم کے ہیں عقل میں اور فاضل ترین سب سے ہیں رائے میں "عوارف المعارف" میں ایک بزرگ سے روایت ہے کہ عقل کے سو (۱۰۰) حصے ہیں، ننانوے (۹۹) حصے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہیں اور ایک جزو اس میں سے تمام آدمیوں میں ہے۔ (دلائل الخیرات، مکتبہ خیر کثیرا)

امام دار قطنی نے حضرت امام الائمہ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے

روایت کی انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے دو دُعائیں چھوڑی ہیں :

مُشکلات سے نجات کی دُعا

یَا دَآئِمًا لَّمْ یَـزَلْ، یَا اِلٰهِیْ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ۔ (برائے حاجت) یَا مَنْ یَّكْفِیْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَا یَكْفِیْ مِنْهُ شَیْءٌ ط یَا اَللّٰهُ ط یَارَبَّ مُحَمَّدٍ ط اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ ط (جواہر البحار حصّہ دوم صفحہ ۵۳۵)

● حُجّۃُ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : اے اللہ! میرے گناہ سمندروں کی لہروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں جبکہ ہر لہر پہاڑ سے بھی بڑی ہو۔ لیکن رحیم جب معاف کرنے پہ آئے تو یہ گناہ اس کے نزدیک مچھر کے پَر سے بھی چھوٹے ہیں۔ (تفہیم البخاری ۲)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پہ رکھی گئی ہے : (۱) شہادت دینا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس کے بندے اور رسُول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔ (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

برتن کو ڈھانپ کر رکھنا

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دُودھ لے کر آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "تم نے اسے ڈھانپ کیوں نہ لیا خواہ اس پہ لکڑی کا ٹکڑا رکھ دیتے"۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ ہم وضو کا پانی ڈھانپ کر رکھیں مشکیزوں کے منہ باندھیں اور برتنوں کو ڈھانپ دیں۔ (سُنن دارمی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب رات کی تاریکی پھیل جائے یعنی شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو باہر نہ نکلنے دو اور دروازے بند کر دو اور اللہ کو یاد کرو اور اپنے برتنوں کو ڈھک دو اور اللہ کو یاد کرو اور اپنے چراغوں کو بجھا دو۔ کیونکہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے۔ اور جس برتن کا منہ کُھلا ہوا ہو اس میں سرایت کر جاتی ہے۔ (ڈھکا ہوا برتن نجاست، ٹڈی مچھر، لال بیگ کیڑوں اور مکھی وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے اور اللہ کا نام لینے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔)

حدیث : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جس میں تین باتیں پائی جائیں وہ ایمان کی حلاوت سے لذّت یاب ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام ماسوا سے محبوب تر سمجھتا ہو۔ دوسرے یہ کہ جب وہ کسی سے محبّت کرے تو اُس کی محبّت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ کفر میں لوٹ جانے کو ایسا سمجھے گویا اس کو آگ میں ڈالا جاتا ہے۔"

جبرائیل علیہ السّلام نے ایک اجنبی کی صورت میں متمثّل ہو کر بھری مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پہ اُس کے فرشتوں پہ، اُس کی کتابوں پہ، اُس کے رسولوں پہ اور دن آخرت پہ ایمان لائے۔" (حُجّۃ اللہ البالغہ)

اِحتلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پوچھا گیا کہ اس کا (احتلام کا) کیا حکم ہے کہ ایک شخص خواب سے بیدار ہو کر اپنے بستر یا کپڑوں پہ رطوبت پاتا ہے اور اُسے احتلام ہونا یاد نہیں؟

آپ نے فرمایا" وہ غسل کرے"۔ ایک ایسے آدمی کے بارے پوچھا گیا کہ اسے نیند میں احتلام ہوا لیکن جاگ کر رطوبت نہیں دیکھی؟" فرمایا اُس پر غسل نہیں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ پاک ہے جو شخص اس دین کو غالب کرے گا اس پر دین غالب آئے گا۔ پس سیدھی راہ اختیار کرو اور نزدیکی سے کام لو اور خوشی کی بات سناؤ، صبح و شام اللہ کی مدد حاصل کرتے رہو اور کچھ رات عبادت بھی کرتے رہو۔

جاڑے کا موسم ایمان دار کے حق میں موسمِ بہار ہے۔ دن کم ہوتا ہے یہ اس میں روزہ رکھتا ہے۔ رات طویل ہوتی ہے وہ رات کو عبادت کرتا ہے۔ اس کو مختصر روایت کیا بیہقی، احمد اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے۔

وقولہٗ قِلَّتُ الْعِيَالِ احدُ الْيَسَارَيْنِ۔ " دنیاوی خوشحالی دو قسم کی ہوتی ہے اُن میں سے ایک اہل و عیال کا کم ہونا ہے۔" اس کی روایت صاحبِ "مسند الفردوس" نے کی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

" اَلتَّدْبِيْرُ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ وَالتَّوَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ والهم نِصْفُ الْهَرَمِ وَقِلَّةُ الْعِيَالِ احدُ الْيَسَارَيْنِ۔ " یعنی تدبیر کرنا نصف درجہ معاش حاصل ہونے کے برابر ہے، محبت سے رہنا نصف عقلمندی، غمزدہ رہنا نصف درجے کا بڑھاپا ہے اور کم تعداد میں اہل و عیال والا ہونا دو قسم میں سے ایک قسم کی فراخدلی ہے۔"

وقولہٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ والسّلامُ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ۔ یعنی ایمان معتبر نہیں اس کا جس میں امانت داری نہیں اور دین معتبر نہیں اس کا جو عہد پہ قائم نہ رہے۔"

وقولہٗ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْاِيْمَانِ۔

یعنی" بندے کا اپنے عہد و پیمان پہ عمدگی سے قائم رہنا ایمان کی علامت ہوتا ہے۔" (حاکم نے مستدرک میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے: "جس گھر میں کوئی تصویر یا کُتا یا جُنبی ہو، اُس میں فرشتے نہیں آتے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے "جب آدمی صنفی خواہش پوری کرنے کے لئے عملی اقدام کرلے (یعنی جماع) تو چاہے انزال ہو یا نہ ہو تب بھی غسل (دونوں پر) واجب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ" اگر دین کی بنا رائے پہ ہوتی تو موزوں پہ بالائی سطح پہ مسح کرنے کی بجائے ان کے نچلے حصے پہ مسح کرنا زیادہ بہتر ہوتا۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

وقولہٗ علیہ الصّلوٰۃ والسّلامُ: " صَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِي مَصَارِعَ السُّوْءِ وَصَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ" "نیکی کے کام کرنا، بُرے مقامات سے بچنے کا فائدہ دیتا ہے۔ چھُپے خیرات کرنا خُدا کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ قرابتداروں کے ساتھ احسان کرنے سے عُمر میں برکت نصیب ہوگی۔" (طبرانی نے کبیر میں اس کی تخریج کی جس کی سند حَسَن ہے۔)

حدیث: اِنَّكُمْ لَنْ تَسِعُوا النَّاسَ بِاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَسَعُهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ الْوَجْهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔ " اگر تم لوگوں کے لئے مالی منفعت (امداد) کی استطاعت نہیں رکھتے تو اُن سے خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔"

وقولہٗ اَلْخُلُقُ السَّيِّئُ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ۔ یہ بیہقی کی روایت ہے کہ" بد خلقی عمل کو اس طرح فاس

اور ناکارہ کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔"

روایت : ارشادِ نبوی ہے "عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو دیندار بنائے اور موت کے بعد فائدہ حاصل ہونے کے لئے نیک عمل کرے۔ اور عاجز وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو اپنی خواہش کے پیچھے رکھے اور اپنی آرزوؤں کو پوری ہونے کی اللہ سے تمنا کرے۔" (شداد بن اوس سے حاکم نے روایت کی۔)

ایک حدیث میں ہے کہ "آدمی کے لئے تو چند لقمے کافی ہیں جس سے اس کو قوتِ لایموت حاصل ہو۔"

اور فرمایا: "دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا چار کے لئے کافی ہے۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "اگر آدمی نماز کے اندر زور کی ہنسی سے قہقہہ لگالے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔"

بغلِ مبارک کا ذکر : بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا کے وقت اس قدر ہاتھ اٹھاتے دیکھا ہے کہ آپ کی بغل شریف کی سفیدی نظر آگئی تھی۔

حمیدی نے اپنی سند میں، ابنِ منذر نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے مجاہد سے آیۂ کریمہ اَلَّذِیْ یَرٰىکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ کی تفسیر میں بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے کی صفوں کو ایسے ہی دیکھتے جیسے اپنے سامنے کی طرف دیکھتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چشمِ پُشت سے مشاہدہ کرتے تھے جو اہلِ ایمان کی نظروں سے پوشیدہ تھی۔ ایک دوسرا قول ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دو (۲)

آنکھیں تھیں سوئی کے ناکے کی مانند۔ اور اُن کے عملِ دید میں کوئی کپڑا وغیرہ مانع نہ تھا۔

ابو نعیم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی پیچھے کی جانب سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔

حاکم نے "المستدرک" میں وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اُس کی شان کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اُن کے داہنے ہاتھ میں مُہرِ نبوت ہوتی تھی، بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، کہ آپ کی مُہرِ نبوت شریف آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

ابو نعیم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان بیضۂ کبوتر کی مانند اُبھار تھا۔ باطنی سطح پر "اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلٌ" لکھا تھا اور اس کے ظاہر پر لکھا تھا: "تَوَجَّہْ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّکَ الْمَنْصُوْرُ" (الخصائص الکبریٰ اول)

عبداللہ بن امام احمد نے "زوائد المسند" میں اور ابن حاکم ابن حبان، ابو نعیم، ابنِ عساکر نے "تہذیب" میں بہ سند معاذ بن محمد بن معاذ بن اُبی کعب سے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! امورِ نبوت میں کیا بات سب سے پہلے آپ کو پیش آئی؟ ارشاد فرمایا۔ میں دس برس کی عمر میں صحرا میں جا رہا تھا کہ یکایک دو آدمیوں کو میں نے اپنے سر کے اوپر دیکھا۔ انہوں نے آپس میں پوچھا، "یہ وہی ہیں؟" دوسرے نے کہا "ہاں!" تو اُس نے مجھ کو پکڑ لیا۔ اور آہستگی سے لٹا دیا۔ پھر میرے بطن کو

چاک کیا، اس کو غسل دیا۔ پھر میرے سینے کو کھولا، مگر مجھے قطعاً درد یا تکلیف نہ ہوئی۔ پھر میرے قلب کو شگاف دیا گیا۔ اور کہا اس کے اندر سے حسد اور کینہ کو نکال دو۔ پس دوسرے شخص نے اس میں سے ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا۔ آواز آئی رافت اور رحمت کو بھر دو، انہوں نے چاندی کی مانند کوئی شے داخل کی۔ پھر ایک سفوف اس پر چھڑک دیا۔ بعد ازاں میرے انگوٹھے کو بجایا اور کہا جاؤ! چنانچہ میں اس حال میں واپس ہوا کہ بچپن میں میرے دل کے اندر غایت درجہ رحمت اور بڑا ہو جانے کے بعد بحدِ کمال رافت کے جذبات موجود تھے۔
(الخصائص الکبریٰ، اوّل)

سر منڈوانا افضل اور کتروانا جائز ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنا سر مبارک منڈوایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈوانے والوں کے لئے دو مرتبہ دعا فرمائی اور کتروانے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا فرمائی۔ (اخرجہ البخاری کتاب الحج باب الحلق والتقصیر عند الاحلال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، اور کتروانے والوں کے لئے بھی۔ (بھی دعا فرمایئے) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بار بھی یہی فرمایا اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کیا اور کتروانے والوں کی بھی! تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔"

پہلی صف کی فضیلت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں بھی مروی ہے کہ آپ نماز میں پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کے لئے دو مرتبہ بخشش طلب فرماتے۔ اور فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کتنا اجر ہے پھر وہ اسے قرعہ اندازی کے بغیر نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔
(ترمذی باب الصلوٰۃ)

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط

لطیفہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ ایک بار میں ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ وہ لوگ ننگے ہو کر حمام میں داخل ہوئے۔ میں نے حدیث پر عمل کیا کہ جو خدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں بغیر لنگی کے داخل نہ ہو۔ چنانچہ میں ننگا نہیں ہوا۔ اسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: اے احمد! خدا نے حدیث پر عمل کرنے کی بدولت تمہیں بخش دیا اور تمہیں امام بنا دیا ہے کہ تمہارا اقتدار کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا: جبرائیل امینؑ (نزہت المجالس)

امام حاکم رحمۃ اللہ نے "مناقبِ شافعی رحمۃ اللہ" میں حضرت الزہری رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب سَو سال کا آغاز تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے ذریعے اِس اُمت پر احسان فرمایا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے "المدخل" میں اور الخطیب رحمۃ اللہ نے ابوبکر المروزی رحمۃ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا ہے جسے میں نہیں جانتا تو میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر بتاتا ہوں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سَو سال کے آغاز پر ایک ایسا شخص مقرر فرماتا ہے جو لوگوں کو سُنن سکھاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ کو دُور کرتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں، سَو سال کے آغاز پر حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ آئے اور دو سَو سال کے آغاز پر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آئے۔

امام ابوداؤد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر سَو سال کے آغاز پر اِس اُمت کے اندر ایسا شخص پیدا فرماتا ہے جو اِس اُمت کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے۔ (حاکم رحمۃ اللہ نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے۔) (مستدرک للحاکم)

امام مسلم، ترمذی اور ابنِ ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کا ایک گروہ حق پر رہے گا اور انہیں رُسوا کرنے والا کوئی نقصان نہیں دے گا، حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور وہ اللہ کے بندے اُسی حالت میں رہیں گے۔ (سننِ ابن ماجہ)

امام الخلال رحمۃ اللہ نے "کراماتِ اولیاء" میں حضرت ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کوئی شہر یا دیہات ایسا نہیں ہے جس میں ایسا شخص نہ ہو، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دیہات اور شہر والوں کا دفاع کرتا ہے۔ الخلال رحمۃ اللہ نے اپنی "کراماتِ اولیاء" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی دیہات سے مصائب کو ان سات مومن آدمیوں کی وجہ سے دُور فرماتا ہے جو اُن میں رہتے ہیں۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ نے "الکبیر" میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں تیس۳۰ ابدال ہیں اُن کی وجہ سے زمین قائم ہے، اُن کی وجہ سے تمہیں بارش ملتی ہے اور اُنہی کی وجہ تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد)

مُحب طبری رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

دوشنبہ (پیر) کو مبعوث ہوئے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سہ شنبہ (منگل) کو اسلام لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابوطالب آپ کو کہا کرتے تھے بیٹا! اپنے چچا کے بیٹے (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کیا کرو۔ کیونکہ وہ بغیر بھلائی کے کوئی حکم نہیں کرتے۔ لیکن میں اپنے باپ دادا کے دین کو نہیں چھوڑوں گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"کہ مجھ پر اور علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب پر فرشتے دُرود بھیجتے تھے کیونکہ ہم دونوں نماز پڑھتے تھے اور کوئی صحابی ساتھ نہ تھا۔"

محمد بن عفیف رحمۃ اللہ کا بیان ہے میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ قبل ظہور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں مکہ میں تھا۔ اتنے میں ایک جوان آیا اور کعبہ کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے لگا۔ اس کے بعد ایک لڑکا ان کی داہنی طرف آکھڑا ہوا، پھر ایک عورت ان دونوں کے پیچھے آکھڑی ہوئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے، تم اِس نوجوان کو جانتے ہو؟ میں نے کہا، نہیں۔ انہوں نے کہا، یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے بھتیجے ہیں۔ یہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور یہ عورت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ (نزہۃ المجالس)

حدیث عن خضر ابن اتشا والیاس بن بسام یقولان: سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وَسَلَّمَ یقول اذا جلستم مَجلسًا فقولُوْا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ یُوَکِّلُ اللّٰہُ بِکُمْ مَلَکًا یَمْنَعُکُمْ مِّنَ الْغِیْبَۃِ حَتّٰی لَا تَغْتَابُوْا۔ (القول البدیع)

"حضرت خضر بن اتشا اور الیاس بن بسام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب تم کسی مجلس میں بیٹھو تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دے گا جو تمہیں غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔"

حدیث عن انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عنہ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وحطت عَنْہُ خطیئات وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ۔ (نسائی، السنن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پہ ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پہ دس (۱۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے اور اس کے دس (۱۰) گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ ۝

حدیث عن عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَعَہٗ نُوْرٌ قُسِمَ ذَالِکَ النُّوْرُ بَیْنَ الْخَلْقِ لَوَسِعَتْھُمْ۔ (ابونعیم۔ حلیۃ الاولیاء)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ دُرود بھیجتا ہے وہ قیامت کے دن ایک ایسے نور کے ساتھ آئے گا کہ وہ نور اگر تمام مخلوق پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ اُن

کے لئے کفایت کرے گا۔"

حدیث عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بَلَغَتْنِیْ صَلَاتُہٗ وَصَلَّیْتُ عَلَیْہِ وَکُتِبَتْ لَہٗ سِوٰی ذَالِکَ عَشَرَ حَسَنَاتٍ۔ (طبرانی، المعجم الاوسط)

"حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود بھیجتا ہے مجھے اس کا درود پہنچ جاتا ہے اور میں بھی اس پہ درود بھیجتا ہوں۔ اس کے علاوہ اس کے لئے دس نیکیاں بھی لکھ دی جاتی ہیں۔"

حدیث عَنْ مُجَاھِدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ تُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ بِاَسْمَآئِکُمْ وَسِیْمَآئِکُمْ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ۔

"حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ناموں اور علامتوں کے ساتھ میرے سامنے پیش کئے جاتے ہو اس لئے مجھ پر خوبصورت انداز سے درود بھیجا کرو۔" (عبدالرزاق / المصنف)

حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھ پہ درود بھیجو تو نہایت خوبصورت انداز سے بھیجو کیونکہ شاید تم نہیں جانتے کہ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔" (کنز العمال)

"آل" سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم ہیں۔ دلیل کے طور پہ:

حضرت ابو حمید ساعدی رحمۃ اللہ درود شریف کے یہ الفاظ

نقل کرتے ہیں:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ۔

"اے اللہ! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کی ازواج اور اولاد پر درود نازل فرما۔"

جبکہ دیگر احادیث میں درود شریف کے یہ الفاظ ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

"اے اللہ! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت محمد کی اولاد پر درود نازل فرما۔"

صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ قول منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا

"اے اللہ! آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو صرف اُن کی خوراک کے مطابق رزق عطا فرما۔"

صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان منقول ہے:

"مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزٍ مَادُوْمٍ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

(بخاری / الجامع الصحیح)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک تک آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی بھی لگاتار تین دن تک سالن کے ہمراہ روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔"

آپ کا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کا رزق صرف اُن کی خوراک کے بقدر ہوتا تھا۔

(موجودہ کتبِ حدیث میں) احادیثِ مبارکہ کا سب سے پہلا مجموعہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عربی - اردو - English

تحقیق و تقدیم
ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدر آبادی

اردو ترجمہ و تحشیہ
محمد رضاء الحسن قادری

English Translation
Ahmad Hassan Ch.

تصحیح و تصدیق
مفتی غلام حسن قادری

دوکان نمبر ۲ - دربار مارکیٹ لاہور